

# مقام

ادیب جو ہندوستان ہرین اپنی خاص طرز کا ایک بالکل جدید علمی سکین ہر عمدہ کاغذ کی چپاس صفحہ پر مینے میں ایک بار شائع ہوا کہ پوٹیکل معاملات سے مطلع نہ ہونے کی بجائے کیوں کہ وہ اخبارات کو لکھنے و پڑھنے میں ہرین کو ایک علمی رسالہ کیلئے۔ اس کی بڑی غرض یہ ہے کہ ملک میں اعلیٰ درجہ کا مذاق پیدا کیا جاوے اور ہر فیہرہ و خیرل سامع کے جو علم حاصل ہو رہے ہرین و متاثرین ان کی ترویج و ترویج کے مستند عالوں اور مشورہ فراہم کرنے کی تصانیف و اقوال سے کیا دے اور ناظرین کے لئے علوم و فنون تاریخی واقعات اور کارآمد معلومات کا ایک مفید اور دلچسپ ذخیرہ فراہم ہو۔ اس کی ترتیب میں مضامین مندرجہ ذیل کا لحاظ ہوگا

- ۱۔ گویہ و ترویج ہرین سے کہ ایک ہی پرچم میں سب مضامین آجائیں
- ۱۔ ولایت کے نامی دیگرین اور رسالوں کے انتظام ان کو ترجیح
- ۲۔ فلسفہ۔ اخلاق۔ تاریخ۔ طب۔ طبعیات۔ تمدن۔ معاشرت۔ صنعت و حرفت۔ تجارت کے متعلق مضامین۔
- ۳۔ دایان ملک اور ہر قوم کے شناسہ کے تذکرے۔
- ۴۔ دنیا کے بڑے بڑے شہروں کی مشہور عمارتوں کا ذکر۔
- ۵۔ نامور سیاحوں کی سیاحت اور مختلف ملکوں کے باشندوں کے رسم و رواج کے متعلق دلچسپ حالات۔
- ۶۔ مینے ہر کے اخباری یا دیگر کاری واقعات۔
- ۷۔ بیچل نظم۔
- ۸۔ کسی مضمون پر اعلیٰ درجہ کا نمونہ۔
- ۹۔ نامی اردو اخباروں اور رسالوں کے اعلیٰ مضامین کا اقتباس
- ۱۰۔ کتب مفید و تصانیف جدید پر رپورٹ۔

اس رسالہ میں علاوہ اور امور کے بعض باتیں بھی مفید و کاغذ ہونگی مثلاً ایک یہ کہ اوسمیں ہر مینے کے اچھے یا دیگر کاری واقعات درج ہوا کہ نیکو سالنامہ کے بارہ پرچمیں کی کتاب کی صورت

میں فراہم ہو کر اوس سال کو واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا حکم لکھیں گے جسکے نشان و حوالہ دہی ضرورت ہر زمانہ میں ہوا کرتی ہو دوسری دیکھو کہ ایک حصہ میں علاوہ ولایت کے دیگرین و رسائل کے ترجموں کے جدیدہ جدیدہ مضامین اور دے کے نامی اخبارات و رسائل سے منقول ہوا کہ نیکے اس طریقہ سے ہمارے ہر مینے وہ منتخب مضامین جو ان کی اعلیٰ درجہ کی علمی قابلیت محققانہ رائے اور پاکیزہ خیالات کا نتیجہ ہوتے ہیں لیکن پڑھنے کے بعد اخبارات و کتب سے تھکے ہوئے رسی کے حوالے کر دئے جاتے ہیں عرض اتنا کہ نیکے نیکے ایک ادیب کے صفوں میں جسکی سالانہ جلد بندی بآسانی ہو سکی ہوگی کیلئے محفوظ رہیں گے

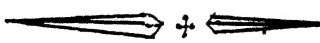
## صوابط

- ۱۔ قیمت عام شریوں سب مضمونوں کی ایک لایا گیا ہر شمارہ مقرر ہے۔ چھ ماہ سے کم مدت کیلئے یا بلا طلب و بغیر وصول ہوگی رسالہ کیلئے نام جاری ہو سکیگا۔
- ۲۔ امر اور رسالے عظام سے امتیازی قیمت عہ سالانہ کوئی گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحب نمبر کی شرح سے خرید فرمائے گا تو ادنیٰ قیمتیں اسی شرح سے رسالہ بلا تاامل روانہ کیا جاوے گا۔
- ۳۔ دایان ملک سے عہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۴۔ کل درجہ استین مع منی آرڈیا با اجازت و ملکیو پے ایل اس نشانے آئی جائیں۔

سید اکبر علی اکبر آبادی ایڈیٹر رسالہ ادیب  
مقام فریاد آباد ضلع اگرہ

## نوٹ

ادیب کا پہلا نمبر بعض معزز ہمعصروں کی خدمت میں بعض ریویو لکھ کر دیا گیا ہے براہ عنایت اپنے اپنے اخبار کا وہ پرچہ پسین ریویو درج ہو سیکر ممنون فرماؤں فقط



# ادیب

تفتہ

(ایک سال کی نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین)

جلد ۱ بابت ماہ جنوری ۱۸۹۹ء نمبر ۱

## ادیب کے مقاصد

ماشاء اللہ! یوں تو ہندوستان میں کونسا شہر اور قصبہ ایسا باقی رہا ہے جہاں کوئی نہ کوئی اخبار  
 اللہ کسی نہ کسی علم و فن کا رسالہ یا کسی نہ کسی سوسائٹی یا انسٹیٹیوٹ کی جانب سے کوئی میگزین یا جرنل  
 شائع نہ ہوتا ہو یہاں تک کہ اگر ہم اس عام اشاعت کے لحاظ سے ہندوستان کے قدیم حدود و اربعہ کی جگہ  
 اب یہ حدود قائم کر دیں کہ اتر میں پنجابی اور ہندوستان کے اخبار۔ دکن میں مرہٹہ اور فارس الاخبار۔ پورب میں بنگالی  
 ابراہودہ اخبار۔ پچھم میں گجراتی اور راست گفٹار تو شاید ہر شخص کو اس بات کی منفعتی کرنی آسان ہوگی  
 کہ ہندوستان کے چاروں کونٹ میں ہر مختلف مذہب و ملت کے ہندوستانی یک طرحوں نہیں بلکہ ہزاروں  
 صرف اسی پر اس کے کام میں مصروف ہیں اور حتی الوسع اپنے اپنے خیال کے موافق ملک کی خواہش اور  
 ضرورت کو پورا کر رہے ہیں لیکن اگر نظر غور کیا جائے تو قریباً ہر دور سے نیا دہ آبادی کے ملک میں نہ ان  
 موجودہ اخباروں یا رسالوں کی اشاعت کافی ہے اور نہ جہاں تک ہمارا علم ہے ان اخباروں اور  
 رسالوں میں کوئی بڑا کامیاب کامیابی تو جہاں تک اس امر کی طرف رجوع ہوئی ہو کہ موجودہ تعلیم سے جس قدر  
 نقصان اور مذہب کو پہنچ رہا ہے اس کے انقار اور اسد لو کی کیا تدبیر کیا جائے؟ ہمارے



محبان ملک اور اہل الرائے خاموشی سے مگرافوس کے ساتھ دیکھ رہے ہیں کہ انگریزی تعلیم کا کیا طرز  
 تھا جس سے ہرے بہرے مذہبی و دنیوی اندر کو کھلا کر رہا ہے اور اس وقت مسلمانوں اور ہندوؤں  
 دونوں فرقوں کے انگریزی خواندہین یہ عام خیال پڑے شدہ مد سے پھیل چکا ہے کہ یورپ کے  
 بڑے بڑے فلاسفہ اور علامہ نہ خلاق عالم کے قائل ہیں اور نہ کسی مذہب کے پابند۔ اس کا نتیجہ  
 یہ ہے کہ ملک میں عام طور پر بے دینی روز بروز پھیل جاتی ہے اور اتحاد و اتحاد مسلط ہوتا جا تا ہے  
 عام تعلیم یافتہ نوجوان جبکہ شروع ہی سے مذہبی تعلیم کا کوئی حصہ نہیں ملایا ہے سمجھ کر کہ یورپ میں بڑے  
 دانشمند اور محقق ہیں ہر کچھ انہی کی تقلید کرنا چاہیے مذہب کو خیر باد کہتے اور مسلمان روزہ و نماز اور  
 ہندو پوجا پاٹ ترک کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ نئی تعلیم یافتہ پارٹی اس  
 دلچسپ تصویر کے صرف ایک رخ پر زیاقت ہو رہی ہے جو علماء و اداویت اور محققین سکھ ارتقاء  
 مثل ہر برٹ اسپنس و ڈارون کی کسلی وغیرہ کی تیار کی ہوئی ہے مگر اُس کے دوسرے رخ پر مطلوب  
 نظرمیڈن ڈالسی جبکہ فرقہ ثانی کے علماء مثل جان اسٹوارٹ مل۔ سر جارج اسٹوکس پر وہ فیسک کیمبرج  
 (جو اپنے وقت کا نیوٹن مانا گیا ہے) پر وہ فیسر ان سیلی و بالفور اسٹوارٹ وغیرہ پیش کرتے  
 ہیں اور میب کے جاری کرنے کی دیگر اغراض و مقاصد کے علاوہ سب سے بڑی غرض یہ ہے  
 کہ اُس کے ذریعہ سے یہ ثابت کیا جائے کہ سائنس اور مذہب میں فی الاصل کوئی مخالفت نہیں  
 ہے۔ ہر ملو پ کے بڑے بڑے فلاسفہ و زبردست عالموں۔ مشہور مصنفوں اور ادیبوں  
 کے اقوال و تصانیف سے وقتاً فوقتاً اس امر کو ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ ان سب  
 کی نسبت ایسا عام گمان محض افتراء و بہتان ہے گو ان میں سے فیصد دو چار لامذہب اور  
 دھرم بھی ضرور ہیں مگر ان کی بھاری تعداد کثیر خدا کے وجود کی قائل اور اپنے عقیدے  
 اور مذہب کی کچی اور راسخ الاعتقاد ہے۔

تخلین! گو بادی النظر میں آپ ضرور کہیں گے کہ یہ ایک بالکل نیا خیال اور سخت مشکل

بلکہ ناممکن کام ہے مگر ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم جو دعویٰ کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ  
 اُسکے خود پورپ کے علماء رسائل اور فلاسفوں کی کتابوں سے جو الباب و صفحہ ثابت کر دے گا  
 اور اگر ہم اپنے ملکی بھائیوں کے اس غلط خیال کے رفع کرنے میں جو چند مدت سے اُن کے  
 ذہن نشین ہو رہا ہے اور ہوتا جاتا ہے کسی حد تک بھی کامیاب ہوئے اور ہر کو خدا سے برتری ذات  
 سے قوی امید ہے کہ ضرور ہو گئے تو ہم یہ سمجھیں گے کہ جن اغراض کے لیے ادیب جاری  
 کیا گیا تھا اُن میں سے ایک بڑی بہاری غرض پوری ہوئی اور ہماری محنت رائے گان نہ گئی۔  
 یہ تو ادیب کی خاص پالیسی ہوگی اسکے علاوہ دیگر مقاصد یہ ہیں۔

۱۔ اردو زبان میں اعلیٰ درجہ کے لکچر کا مذاق پیدا کرنا اور اس وقت ہمارے ملکی تعلیم یافتہوں  
 خصوصاً نوجوانوں کے خیالات پر جو خراب اثر گذرنا دلون اور قصہ کمائیوں کی اشاعت سے بڑھ رہا ہے  
 اُس کے اندفاع کی اور نیز اس امر کی کوشش کرنا کہ ادیب اردو زبان میں دہی رتبہ حاصل کرے  
 جو ولایت کے میگزین و رسائل میں ٹینتہ بخوری۔ ریویو آف ریویوز پر تبصرے جنرل۔ منچر وغیرہ کو حاصل ہے  
 انہی رسائل سے جدیدہ اثر کل بھی نہایت سلیس اور عام فہم عبارت میں وقتاً فوقتاً ترجمہ ہوا  
 کریں گے۔

۲۔ فلسفہ۔ اخلاق۔ تاریخ۔ طب۔ طبیعیات۔ تجارت۔ صنعت و حرفت کے متعلق اعلیٰ مضامین لکھنا  
 ۳۔ وقتاً فوقتاً ہر قوم اور ملک کے شاہیر کی زندگی کے حالات شائع کرنا جس سے ہمارے  
 ہم وطنوں کو معلوم ہو کہ ہمارے اسلام کیاتے اور ہم کیا ہوئے جاتے ہیں۔  
 ۴۔ مختلف ملکوں کے باشندوں کے اخلاق۔ عادات۔ طرز معاشرت وغیرہ کے  
 دلچسپ حالات طبع کرنا۔

۵۔ نامور سیاحوں کے کارناموں کو اشاعت دینا اور اُن کے ذریعے ناظرین کو کسی عرب  
 ل مقدس سرزمین کیسی و طالیث یا کے بیرون ملک کوستان کیسی افریقہ کے بگستان

اور کبھی یورپ اور امریکہ کے بارونین بلا اور مشہور مقامات کی سیر کرنا۔

۴۔ ہر مہینہ کے یادگاری واقعات اور مفید معلومات کو فراہم کرنا۔

۵۔ نامی اردو اخباروں اور رسالوں کے اعلیٰ مضامین کو مختصر کر کے شائع کرنا۔

۸۔ پروجیشن نچرل نظمیں قوم کے حسب حال لکھنا۔

۹۔ کتب مفید اور تصانیف جدید پریو لکھنا اور قابل قدر کتابوں کی اشاعت میں مدد دینا۔

ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ اس قسم کے رسالہ کیواسطے کیا اہتمام پہنچا دینا ضرور کثیر درکار ہے ہمنے اُس کے لئے بہت بڑا ذخیرہ فراہم کیا ہے اور حتی الامکان اُسکو پبلک کے لیے مفید اور دلچسپ بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہوگا۔ اس رسالہ میں علاوہ اردو بیون کے دو باتین بڑی مضی ہوں گی۔

۱۔ یہ کہ اوسمیں ہر مہینے کے اہم یادگاری واقعات درج ہوا کریں گے جو سالہام کے بارہ پرچونینا یکجا کتاب کی صورت میں فراہم ہو کر اوس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا حکم رکھیں گے جسکے نشان وحوالہ دینے کی ضرورت ہر زمانہ میں ہوا کرتی ہے۔

۲۔ یہ کہ اوسکے ایک حصہ میں علاوہ ولایت کے میگزین و رسائل کے ترجموں کے چودہ چیدہ

مضامین اردو کے نامی اخبارات و رسائل سے مثل اودہ اخبار۔ روزانہ۔ پیسا اخبار۔ اخبار عام۔

چودہویں صدی۔ جبل المتین۔ رحبر۔ نیر اعظم۔ میسلم۔ راجپوتانہ گزٹ۔ وکٹوریہ میسر۔ ہندوستانی

رفیق۔ نیم۔ مخبر دکن۔ معارف۔ مرقع عالم۔ الاسلام۔ تحفہ خفیه لصلح وغیرہ کے منقول ہوا کریں گے

اس طریقہ سے ہمارے ہر مہر دن کے وہ منتخب مضامین ہوا دن کی اعلیٰ درجہ کی علمی قابلیت پر مشتمل

ہوئے اور پاکیزہ خیالات کا نتیجہ ہوتے ہیں لیکن بڑھنے کے بعد اخباروں کے ساتھ ہی ہندی سے

ہندی کے حوالے کر کے ہاں تھے ہیں کہ یہ اخبارات میں سے شاید بعض فصلیہ ہوں گی ایک ہی

ایسے نگین گے جو بالاتر تمام اخبارات کے مکمل قائل رکھنے کے عادی ہوں (معرفی ملکات سے

حکمران ادیب کے صفوں میں جبکہ سالانہ جلد بندی باسانی پر یکگی ہمیشہ کے لیے محفوظ رہیں گے۔  
ہم اپنی قوم کے اُن برگزیدہ بزرگوں اور مجبوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ادیب کے  
صفوں کو اپنے مضامین سے زیب و زینت اور عزت بخشنے کا وعدہ فرما کر ہماری ہمت اور حوصلہ  
کو بڑھا دیا ہے اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

- ۱۔ فاضل اجل عالم بے بدل شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد زکاء اللہ صاحب فیضانِ اہلِ بدینہ پٹی
- ۲۔ ملک اشعر انگین رقم ادیب بیعدیل مولانا سید امجد علی صاحب اشہری۔
- ۳۔ مولوی محمد متور خان صاحب یکٹہ ماسٹر مشن اسکول کاسلج۔
- ۴۔ مولوی نہال احمد صاحب علوی حمیدی۔
- ۵۔ مولوی حکیم مرزا باقر حسین صاحب سابق ایڈیٹر اخبار روح الامین و پرنٹر مولوی سکندر ارفنجی  
اسکول آگرہ۔

۶۔ مولوی یقین حسین خان صاحب فکلی منجم عالیجاہی۔

۷۔ منشی معین الدین صاحب نائب شستر دار کشتری آگرہ۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کے دوسرے مشہور انشا پرداز اور مضامین نگار بھی اس قومی کام  
میں ہر کو علمی مدد دینے سے دریغ نہ فرماویں گے۔ بہر حال ہم نے محض خدا کے فضل اور ملکی تعلیم یافتہ بزرگواروں  
کے ہر دوسرے پر قصد کیا ہے کہ اہل ملک کے لیے اس رسالہ کے ذریعہ سے ہر قسم کے مختلف علمی مذاق  
اور معلومات آفاق کا سامان میا کرین اور اپنے مشرقی دوستوں کے لیے مغربی علوم و فنون کے گودام  
کھولیں۔ اس خیال سے کہ ہر طبقہ کے شائقین علم کو خریداری میں آسانی ہو رہنے عام قیمت صرف للہ  
سالانہ علاوہ ۹۹ محصلہ ٹاک کے مقرر کی ہے افراد و عوام قومی کام کے لحاظ سے اس پر جو سترہ روپے  
فرما دیں اُن کی عنایت ہے ورنہ کوئی شکایت نہیں۔ اس طرح سے گویا عوامِ بچار و پیدل میں  
ادیب کے خریداروں کے پاس ایک قیمتی ذخیرہ علوم و فنون تیار تھی واقعات اور کارآمد معلومات کا

چند سو صفحہ کی مستقل کتاب کی صورت میں فراہم ہو جائیگا جو صد ہار روپیہ کے بیچ سے ملے گا اور ہمارے  
 ہمارا ٹیوٹوریل پیپر کا فرسٹ ڈیٹیر و اینڈ دین ڈیر آئرن جین اچھی الفاظ کے مفہوم کو ہمارے  
 ایک ایشیائی شاعر نے کس خوبصورتی سے رنگین بیانی کے ساتھ اس شعر میں ادا کیا ہے

حسن پیدا تو کرو یوسف بازاری کا	حوصلہ جب تو کرے کوئی خریداری کا
--------------------------------	---------------------------------

ایڈیٹر

## فن اخبار نویسی

نیوز (خبر) دیکھنے میں تو چار حرفن کا ایک چوٹا سا لفظ ہے مگر یہ کتنا اندیشہ ہے کہ ہمارے  
 ملک کے معزز ناظرین اخبارات میں سے بہت کم ایسے ہوں گے جنہوں نے کبھی اس بارہ میں غور  
 یا غور کیا ہو کہ لفظ مذکور کیونکر مشتق ہوا اسکی وجہ تسمیہ کیا ہے اور آج منہ ب دینا میں اسکی بدولت  
 ایک کاغذ کے پرچے کو کیا رتبہ عظمت۔ وقعت اور طاقت حاصل ہے۔

لفظ نیوز چار حروف N-E-W-S سے مرکب ہے۔

حرف	N	علامت ہے	North	کی جسکے معنی ہیں شمال۔
حرف	E	علامت ہے	East	کی جسکے معنی ہیں مشرق۔
حرف	W	علامت ہے	West	کی جسکے معنی ہیں مغرب۔
حرف	S	علامت ہے	South	کی جسکے معنی ہیں جنوب۔

اس طرح سے لفظ (NEWS) (خبر) کا مفہوم چار دانگ عالم پر حاوی ہے یعنی جو خبریں  
 بنی نوع انسان کی خوشی یا بدبختی کے حالات وغیرہ کے متعلق ہوں مشرق و مغرب۔ شمال و جنوب دنیا  
 کے ہر گوشہ سے پہنچیں ان کو نیز کہتے ہیں۔ انہی خبروں کے مجموعہ کا نام اخبار ہے اور اسکو قبائلیہ  
 مسانیت اور دبچسی کے ساتھ ترتیب دینا اور اس پر حلقہ۔ صداقت اور راست باری سے اسے زنی

کرتا فن اخبار نویسی کا موضوع ہے۔

## اخبارات کے قدیم تاریخی حالات

ملک چین کے باشندے کہتے ہیں کہ ہم ہی اخبارات کے موجد ہیں قدیم دنیا میں سب سے پہلا اخبار چھپنے ہی نکلا تھا۔ مگر چینوں کا یہ دعویٰ ہنوز تحقیق طور پر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا ہے۔ جہانگیر کہ زمانہ حال کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے اُس سے پایا جاتا ہے کہ سب سے پہلا اخبار اسمعیلیہ ایکٹا ڈیمینا (Acta Diuina) ملک روما کے قدیم باشندوں نے حضرت عیسیٰ سے کئی صدی پیشتر جاری کیا تھا۔ اُس کے بعد ایک اخبار ملک جرمن میں پندرہویں صدی عیسوی میں شائع ہوا۔ روس میں پہلا اخبار ۱۷۲۳ء میں اور فرانس میں پہلا اخبار گزٹ ٹومی فرانس نامی ۱۷۶۳ء میں اور انگلستان میں پہلا اخبار موسومہ ویگلے نیوز ۱۷۲۲ء میں جاری ہوا۔ کتے ہیں کہ یہی اخبار ویگلے نیوز ۱۷۸۵ء میں ڈیبلے یونیورسل جرنل کے نام سے تبدیل ہو کر ۱۷۸۸ء میں بلب ٹائمز شائع ہوا۔ جبکہ کوس شہرت آج تک تمام دنیا میں پڑا ہے۔

امریکہ جہاں کہ فی زمانہ اخبارات نے عجیب حیرت انگیز ترقی کی ہے ۱۷۷۷ء سے پہلے اخبار کا نام تک نہ جانتا تھا۔ سنہ مذکور میں بوسٹن نیوز لیٹر نامی پہلا اخبار شمالی امریکہ میں شائع ہوا۔ آج اُس ملک میں صدہا اخبارات اور اعلیٰ درجہ کے میگزین اور رسالے چھپ رہے ہیں اور امریکہ والوں نے چھاپہ کی کلون میں وہ وہ ترقی اور آسانی پیدا کی ہیں جنکو دیکھ کر عقل دنگ ہوتی ہے

### اخبار نویسی کی عزت۔ وقعت اور عظمت

اخبار نویسی وہ شریف اور معزز فن ہے جس سے کسی نہ کسی نوع کا تعلق رکھنا پڑے بڑے سلاطین اور مدبرین سلطنت نے ہمیشہ اپنا فخر سمجھا ہے۔ ملک روس میں جو پہلا اخبار ۱۸۰۳ء میں جاری ہوا اس کا پیٹر اعظم شاہنشاہ روس نے منصفہ اسکے ایڈیٹریل مضامین ہی بذات خاص تحریر کیا کرتا تھا بلکہ اسکے ہر حرف تک کی کاپیاں خود صحیح کرتا تھا جیسا کہ اُس اخبار کے دوسالوں کی کاپیوں کے

ظاہر ہے۔ یہ کلہیان سینٹ پٹر برگ کے شاہنشاہی کتب خانہ میں اس وقت تک محفوظ ہیں اور  
 ان پر جاہاجائے خاص قلم کے نشانات اور ترسیمات موجود ہیں۔ فرانس کا مشہور شاہنشاہ چارلس  
 اخبارات کی مدد سے عام رعایائے فرانس کو اپنا ہم خیال بنا کر تمام مہتمم با نشان معاملات اپنی  
 مرضی کے موافق طے کیا کرتا تھا۔ اُس کا قاعدہ تھا کہ وہ جب کوئی اہم کام کرنا چاہتا تو اول ملک  
 کے زبردست اور با وقعت اخباروں میں اپنی رائے کے تائیدی مضامین علی التواتر لکھواتا  
 اس طرح پریسک اپنیشن (عام رائے) اپنی طرف رجوع کر کے اُس کے انصرام میں مصروف  
 ہوتا جس کا یقینی نتیجہ فتح و نصرت ہوا کیا۔

دور کیون جاؤ ہمارے ہی زمانہ کے اقبال مند برین سلطنت پرنس ہمارک اور گلگٹ اسٹون کو  
 دیکھو جو ساری دنیا میں عقل کے پتلے مشہور تھے اور تمام یورپ کے پالیٹکس (دور سلطنت) کی  
 باگ اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے۔ جس طرف جاہا اُسکو موڑ دیا۔ جس کام میں ہاتھ ڈالا کامیاب ہوئی  
 گویا کامیابی اور اقبال بندی اُن کے حصہ میں آگئی تھی۔ اُن کی بھی اصل کامیابی کی کنجی بھی اخباری  
 امداد و اعانت تھی۔ فی الحال ولایت میں ایک بڑی دلچسپ کتاب ”مغنی صفحات تاریخ ہمارک“  
 کے نام سے پرنس ہمارک کے حالات میں شائع ہوئی ہے جس کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے  
 کہ پرنس موصوف نے اخبارات کو ہمارے رکھنے کی خدمت اپنے خاص معتد علیہ ذاکر پیش کرتے ہوئے  
 کر رکھی تھی۔ سلطنت کے کسی معاملہ میں اُسکو جو پالیسی اختیار کرنا منظور ہوتی وہ پہلے سے اخبارات  
 میں اُس کے تائیدی مضامین لکھوا کر پبلک کو اپنا ہم خیال اور ہم زبان بنالیتا۔ ذاکر پیش لکھتے ہیں  
 کہ ”پرنس ہمارک فن اخبار نویسی میں یہ طولی رکھتا تھا اور اُس کے رموز و لکات سے ایسا ماہر تھا  
 جیسا کہ کسی اعلیٰ درجہ کے اخبار کا ڈاکٹر یا تجزیہ کار یا ڈیپٹر۔ مجھ کو جن سات سات اٹھ اٹھ بار اخبار کے  
 کام کے متعلق بلا کر لکھتا تھا بلکہ بعض اوقات شب کو خواب استراحت سے دفعتاً بیدار ہو کر مجھ کو  
 طلب کر لیا کرتا اور ہر مضمون اوس وقت اُس کے ذہن میں آگاتھ سے مجھ کو لکھ کر کے کرتا تھا۔“

کہ علی الصبح اخباروں میں شائع کر دیا جائے، گلیڈ اسٹون کا بھی قریب قریب یہی حال تھا وہ اپنے لبرل فرقہ کے اخبارات کو اپنی مطلب براری کے کام میں لاتا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ تمام ملک اُس کے ساتھ ہو کر اُس کا کلمہ پڑھنے لگتا تھا۔

ولایت کے بڑے بڑے ٹوک اور عمائد سے قطع نظر کر کے اگر ہم اپنے ملک ہندوستان کے نامور گورنروں اور فرمان رواؤں کو دیکھیں تو ان میں سے اکثر ایسے ملین گے جو اپنی مدت ملازمت ختم کرنے کے بعد ہندوستان سے پنشن لیکر ولایت تشریف لیجاتے ہیں اور وہاں مضامین نگاری کے دلچسپ شغل میں آرام و اطمینان سے اپنی بقیہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ کوئی ہفتہ یا مہینہ ایسا نہوتا ہو گا جس میں بھی اور مدراس کے سابق گورنر سر چرچ ٹمپل ومانسٹرٹھن یا مالک منبری و شمالی کے سابق لفٹنٹ گورنر سر ولیم میور۔ سر الفریڈ لائل و سر اکلنڈ کالون یا دو سے جلیل القدر عمدہ وائس سرسپس گریفن سابق ایجنٹ گورنر جنرل وسط ہند سر چرچ ڈاکٹر سابق چیف جسٹس کلکتہ ہائیکورٹ وغیرہ کے اعلیٰ مضامین نامور اخباروں رسالوں اور میگزینوں میں شائع نہ ہوتے ہوں۔ سر ولیم ہنٹر سابق ممبر کونسل گورنمنٹ ہند اخبار ٹائمز کے انٹین کالم کے ایڈیٹر تھیں۔ الد آباد ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس سر ڈگلس اسٹریٹ نے بعد حصول پنشن ہندوستان سے ولایت جا کر ایک اعلیٰ درجہ کا ماہوار رسالہ پیل میل میگزین نامی نکالا ہے جو بڑی آب و تاب کے ساتھ خاص لندن سے شائع ہوتا ہے۔

یورپ میں اخبارات کی طاقت اور اُس کی ہر طبقہ کے لوگوں کو ضرورت فی زمانہ یورپ میں اخبارات کی طاقت معراج اکمال کو پہنچی ہوئی ہے حتیٰ کہ اخبارات سلطنت کے رکن چہاد مکتاتے ہیں۔ اخباروں کو آج وہ طاقت حاصل ہے کہ جن سلطنتوں میں چاہیں جنگ کر دیں یا جنگ میں صلح کر دیں۔ ایک کا ملک چھو کر دوسرے کو دلوادیں۔ سلاطین کو نیکنام یا بدنام ہذا کو سرفراز یا مغزول کر دیں ان کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔



اخباروں سے استدھار کی ضرورت ہر طبقہ و فرقہ کے ممبروں کو ہر وقت ہوا کرتی ہے۔ سلاطین و وزراء اچاہتے ہیں کہ اخبارات رعایا کو امور سلطنت کے پہلو بعنوان شایستہ سمجھا کر اُن کے خیالات درست کر دیں تاکہ وہ موجودہ حکومت سے راضی و شاکر رہیں معنف شاعر و ادیب تمنا کرتے ہیں کہ اخبارات اُن کی تصانیف کی واجبی تعریف کر کے ملک کو اُن کے مطالعہ کا شائق و مشہدا بنادیں۔ ڈاکٹر و طبیب اس بات کی آرزو کرتے ہیں کہ اُن کے کسی معرکہ آلا راسخالیہ کو شہرت دیکر خلق کو اُن کا گردیدہ کر دیں۔ بارسٹرو وکیل متمنی رہتے ہیں کہ کسی مشہور مقدمہ میں اُن کی قابلیت اور کارروائی کا اظہار پبلک پر کر کے موکلوں کی رجوعات بڑھوا دیں۔ انجینیر اور موجد اس امر کی خواہش کرتے ہیں کہ اُن کے کسی جدید اختراع یا ایجاد کی اطلاع مشترکہ پبلک کو اُن کی طرف متوجہ کر دیں۔ تجارت اس بات کے آرزو مند رہتے ہیں کہ اخبارات اُن کی صفائی معاملہ اور راستی کو شہرت دیکر اُن کے کاروبار تجارت کو ملک میں فروغ دیں۔ غرضیکہ موجودہ زمانہ میں اخبار ایک ایسا زیور دست آمد ہے جسکی ضرورت ہر طبقہ کے لوگوں کو عائد ہوتی ہے۔ آئندہ نمبروں میں ہم پور وپ و امریکہ کے بعض نامور اخباروں کے اندرونی انتظامات کے دلچسپ حالات اور اُن کی تبدیلی ترقی کرنے کی کیفیت درج کریں گے اور یہ بھی دکھلائیں گے کہ ہندوستان میں فن اخبار نویسی کا آغاز کب ہوا اور اوس میں اب تک کیا کیا تغیرات و تبدلات اور ترقیان ظہور پذیر ہوئیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ حالات ناظرین کے لیے دلچسپی سے خالی نہ ہونگے فقط

ایڈیٹر



## نیچر

(ایک اعلیٰ درجہ کا لطیف اور اچھوتا مضمون۔ خاص اذیب کیلئے)

مین نیچر (آفرینش) کی نظم کا شاعر بنکر نثر میں مضمون نگاری کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس میں میرا سب کچھ ہے اور کچھ نہیں یعنی زبان بالکل میری ہے اور خیالات بخیر مشرقی کامل حکماء و علماء و شعرا کے ہیں خواہ وہ کسی سرزمین میں اور کسی زمانہ میں رونق افروز ہوئے ہوں۔ میرا مقصود اس انشا پر داری سے یہ نہیں ہے کہ نیچرل سائنس (علوم طبیعیات) سکھائے بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ اردو زبان کے علم ادب میں انشا پر داری کی ایک نئی طرز واداکی بنارکھوں اور اپنے ملک کا سرمایہ دانش بڑھاؤں۔ اول چار عناصر سے معنائیں کا آغاز کرتا ہوں جن سے ساری کائنات و مخلوقات بنی ہے اور وہ دنیا میں بہت سی قوموں کے دیوتا مانے جاتے ہیں آگ کے بعد یون بڑا اوتار ہے۔

## ہوا

خدا نے اپنی دو صفوں کے نمونے یا انکی نشانیاں ہوا کو عطا فرمائی ہیں ایک ہمہ جا ہونے کی دوسری عیان و نہان ہونے کی۔ ہوا سب جگہ موجود ہے کل عالم پر محیط ہے کہیں معزول نہیں۔ اسکے قوا و نہایت قوی ہیں وہ کارخانہ عالم میں بڑی کارفرما کارکن حسن آرا فقع رسان ہے مگر باوجود اسکے ہمارے حواس خمسہ پر ہوا کے پہنان و عیان ہونے کا عجب شیوہ ہے کہ اس میں مقل حیران ہے۔ یون دیکھو تو قوت باصرہ سے ہوا ایسی چھپی بیٹی ہے کہ آنکھیں ہزار دیکھیں مگر وہ نظروں سے پہنان ہی رہے۔ مگر جب اس میں ایک خاص مقدار کے بخارات یکساں مساوی مل جاتے ہیں تو وہ آسمان بن کر ہماری قوت باصرہ پر اپنا جلوہ عیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ حکماء، ن کے قائل تھے اور اسکو بغیر نگہ نہاتے تھے میں نے بھی اُن کو دیکھا دیا آسمان کا یہی ہوں کہ اپنا آسمانی رنگ دکھاتی ہوں اور آسمان کھلاتی ہوں۔ دور کے پہاڑ چوٹا

نیلگون پہنے نظر آتے ہیں۔ یہ جام بھی مین نے اپنی ذات سے بنایا ہے غرض اس نیلگون روپ کے  
سوا وہ اور رنگ مین بھروپ نہیں بھرتی۔

قوت سامعہ سے بھی ہنسان رہتی ہے کان اس سے ایسے آشنا نہیں ہوتے کہ اس کے  
وجود کا ادراک کریں مگر ان جب کوئی جسم متحرک ہوتا ہے اور اپنی تحریک سے اس میں متوج پیدا کرتا ہے  
تو یہ متوج کان کے پاس دوڑا آتا ہے کہیں مرغان خوش الحان کے نغمے اور سرود سراوین کے  
راگ اور باجون و سازون کی زیر و بم لا کر روح کو راحت پہنچاتا ہے کبھی بادل کی گرج اور بجلی کی کلک  
سے دل دھلاتا ہے۔ کریم آوازوں سے دل خراشی کرتا ہے۔ آپس میں آدمیوں میں باتیں کرانا  
ہے تو ہوا کان مین کہتی ہے کہ مین موجود ہوں یوں ہزارین طرح کی آوازیں نکال کر قوت سامعہ عیان  
ہوتی ہے۔

قوت شامہ سے بھی ہوا پردہ مین رہتی ہے مگر جب ہوا یون کی خوشبو سے معطر اور بجا ستون کی  
بیر سے متعفن ہوتی ہے تو ناک پاس آکر گنتی ہے کہ بو کی لانے والی مین ہی ہوں سو امیسے کوئی  
اور نہیں تو مجھے پہچان لے۔

قوت لمس پہی اپنے تئیں معمولی حالت مین عیان نہیں ہونے دیتی مگر جب چلتی ہے تو اُسکو  
بتلاتی ہے کہ مین تیرے سر اور پاؤں و بارہی تھی مگر تجھے میری خبر کچھ نہ تھی اب جو مین نے پیر ہلائے ہیں  
تو تیرے بدن کو معلوم ہوا ہے کہ مین بھی کوئی ہوں۔

قوت ذائقہ سے وہ ڈرتی ہے کہ کہ مین مجھے مونہہ کا ذائقہ بنا کے نکل نہ جائے اسلئے وہ کہی اس کے  
مونہہ نہیں لگتی اس سے ہمیشہ اپنا چہرہ چھپائے رکھتی ہے۔

جب خالق جہان کی دو متضاد صفات عیان و غفلان ہونے کی نشانیوں کا یہ حال ہوتا تو اس  
ذی نشان کی کیا شان ہوگی وہ قیاس و ہم دگمان سے برتر ہے۔

ہو این کیا انوکھی صفات ہیں کہ جب اوپر جائے تو آسمان بن جائے نیچے رہے تو جب تک خاک اُڑا کر

ہمارے چہرہ پر نہ ملے تو معلوم ہی نہ ہو کہ وہ موجود ہے۔ جب درختوں کے پتوں کی کڑکڑاہٹ کی اور  
 بڑیوں کی چون چوں کی آواز کان میں آئے تو معلوم ہو کہ ہوا چپی ہوئی اپنے روپ میں بہرہ و  
 ہر رہی ہے۔

اگر ہوا سے دنیا محروم ہو تو نہ کوئی جاندار ہی سکے نہ کوئی نباتات اپنا سر زمین کے اندر سے  
 اُٹھ نکال سکے۔ نہ کوئی آواز سنائی دے۔ نہ کوئی پونگمائی دے نہ شعلہ بلند ہو۔ نہ روشنی  
 لگائی دے نہ مردہ آتش کبھی زندہ ہو پرتاریکی کا عالم وہ عالم پر چھا جائے جو ذی حیات کے پیدا  
 ہونے سے پہلے پانی پر چھا رہا تھا۔

یہ صانع عالم کی قدرت دیکھئے کہ ہوا سے دنیا کے کارخانوں میں وہ کار سازی اُٹھنے پر داری کر پڑ  
 ہے کیسے دیکھ کر عقل رنگ ہوتی ہے۔ ہوا پانی پر ہمارے جہازوں کو تیراتی ہے پوربے پیچہم۔ اُتر  
 لمن میں کمان سے کمان لے جاتی ہے سندر سے لیکر قطب تک پہنچاتی ہے۔ ہمارے پہونچنے  
 کی کوہستی سے بلندی پر لے جاتی ہے۔ ڈاؤنگ بیل (ظرف غواص جس میں ٹیٹھل سمندر کے اندر  
 ن چیزیں اور موتی نکالتے ہیں) میں بٹما کے سمندر کی تہ کے خزانوں کی کنجیاں ہمارے ہاتھ میں  
 جتی ہے۔ بیلون (غبارہ) میں بٹما کر بادلوں سے اوپر لیا کر آسمان سیر بناتی ہے دیکھو کیا وجہ حقیقت  
 کے تماشے دکھاتی ہے کسی تحت الشرائے کو لے جاتی ہے کبھی آسمان پر پہنچاتی ہے۔ بادلوں کو  
 نبی بیٹہ پر لا دے لا دے کمان کمان آدمیوں کو یہ تھلاتی پڑی پہرتی ہے کہ اپنے موسم کے قواعد صحیح  
 صحیح مرتب کر لو۔ جب بادلوں کو چوڑا کر ان کا عرق نکال دیتی ہے تو پھر ان کے پوک کے پرزے پرزے  
 اکرا یا سپر اگندہ کرتی ہے کہ کسین ان کا نشان باقی نہیں رہتا۔ حرارت کو اپنا رفیق و ہمسایہ کر مانی کی  
 جو زمین بلتی ہے کہ مینہ۔ اوس۔ گہر۔ پالا۔ برف۔ اولہ بناتی ہے۔ غرض یہ ہوائی سمندر کل جانداروں  
 لے لے بہت۔ حسانت۔ منفعت کا سرچشمہ ہے۔

جانتے ہیں کہ ہوا ہماری جان ہے وہی زندگانی ابدان و صلح صحت انسان ہے۔ دنیا کی صحت

کے لیے بڑی طیب حائق ہوا ہے۔ اس کی معجون سے ضعیف قوی ہوتے ہیں۔ بارے  
تھکے۔ ماندے تر و تازہ ہوتے ہیں۔ اسکی فرحت اخلائی سے انسان تمام کلفتیں اور مایوسیاں  
بھول جاتا ہے اور زندہ دل شگفتہ خاطر ایسا ہو جاتا ہے کہ بُرائی سے نفرت اور بھلائی سے رغبت  
کرنے لگتا ہے۔

کمرہ ہوائی کو روح اور عقل سے ایسا تعلق نہیں ہے کہ ہم اسکو کما حقہ جان سکین۔ زمین کی سطح  
ہوا بہت سی چیزیں عقل و روح کے لیے پیدا کرتی ہے۔ مورخ کہتے ہیں کہ اُسے تھنر و یونان قدیم  
مذہب تو نمونین علوم و فنون و ہنر مندی و تہذیب و شائستگی میں پیش رو و پیشوا ہوا تو اس کا سبب  
اسکی تیز ہوا تھی جو پہاڑوں پر پنکھا جھلتی تھی۔

بڑے بڑے حکیموں نے لکھا ہے کہ وہ زمین بڑی مبارک ہے کہ زمین ہوا کے جموں کے چلین اور  
صاف دھوپ چمکے۔

کوئی اور قدرتی کارپرداز ایسا نہیں کہ وہ اپنے اکیلے دم سے ظاہر و باطن و نہان و عیان دور و نزدیک  
جہان کے اور اہل جہان کے لیے مختلف طرح سے اتنے منافع کثیر پیدا کرے۔ جیسا کہ یہ کمرہ ہوائی  
کرتا ہے۔ وہ جسم و جان کی آسائش اور جہان کی آسائش ہے۔ وہ مخزن آبی ہے جس سے  
مینہ کے بادل پرستے ہیں۔ اور اس بارش سے دریا۔ چشمے۔ جمیل۔ تال بنتے ہیں۔ ہوا اور پیر

کام کرتی ہے اور ہر وہ سطح آب پر اپنا داب ایسا ڈالتی ہے کہ سمندر اور چشمون سے ایسے بے انتہا  
سجائز نہیں اوٹھنے دیتی کہ وہ ایسے خشک ہو جائیں کہ پھرائ سے ہوا پھناری بن کر پانی نہ بہر سکے۔

کبھی ہوا اتھل کو جل بناتی ہے اور کبھی جل کو اتھل۔ جب ہوا میں جل چل پڑتی ہے تو وہ انسان کی  
صحت و تندرستی کے لئے ایسے مرقین لاتی ہے کہ جن سے تمام مقامی نجاستیں و غلاتیں دور و نزدیک کا  
ہر جاتی ہرین یا رنگ جاتی ہرین ہوا اپنے چل چلاؤ سے مختلف قوموں میں آمد و رفت کو آسان کرتی ہے  
جس میں بالآخر ساری دنیا کی یہودی ہوتی ہے۔

ہوا ہمارے جوف بدن میں پیسٹریس مین سانس کے ساتھ نکل کر زبان پر آتی ہے جس سے نہاری  
 آواز پیدا ہوتی ہے۔ وہ جسم میں سے ان چیزوں کو باہر نکال دیتی ہے جو اس کے لیے مضر ہیں۔  
 سب وقتوں میں سارے مومنوں میں کل صورتوں و حالتوں میں ہوا کا کام یہ تھوڑا نہیں ہے کہ جہان کی  
 آرائش و زیبائش کرتی ہے۔ اپنی صفائی و لطافت سے رنوں کو گل رنگ بناتی ہے۔ چروہیں  
 آب و تاب پیدا کرتی ہے۔ جسم و جان کو تازہ و توانا کرتی ہے۔ جب وہ سو جاتی ہے تو تمام مخلوق پر  
 پشیمردگی چسب جاتی ہے۔

نیچے کے سکون میں وہ بہانہ میں ہے جو اس کی حرکت میں ہے۔ اور یہ حرکت دینا ہوا کا کام ہے۔  
 سبزہ کا لہرنا۔ پھولوں کی ٹہنیوں کا ہلنا۔ بادلوں کا سیر کرنا۔ سمندر میں موجوں کا اٹھنا۔ لہروں کا لہرنا  
 کیا کیا سب ہوا کے ہاتھ میں یہ سب ہوا کی بدولت ہے۔

ہو اؤں میں خدا تعالیٰ اپنے حسن و تدبیر و انتظام کا عجیب و غریب تماشا دکھاتا ہے ٹیڑھے و بٹکھلاتا ہے  
 وہ وہاں ہمیشہ چلتی ہے جہاں سمندر بڑا فراخ بچکلا چوڑا ہوتا ہے جس کے سبب سے وہ بڑے دور و دراز  
 ملکوں کے درمیان آمد و رفت کی رہنما بنتی ہے۔ پھر درختوں کی یہ ہے کہ جہاں ہوا ایک بار آمد نہیں ہوتی  
 وہاں وہ نہیں جاتی۔ بلکہ جہاں جہاز ان کو ضرورت پڑتی ہے وہاں خدمت گزاری کے لیے حاضر  
 ہوتی ہے۔ ساحل بحر کی ہوائیں جہازوں کو اپنی طرف لانے میں مددگار ہوتی ہیں۔ یہ ہوا بڑی زبردست  
 ہوتی ہے اور بڑی اشد کیلی چالوں سے خزانہ ہوتی ہے۔ منزل مقصود پر پہنچنے میں کسی قوت  
 سے اپنی راہ راست سے انحراف نہیں کرتی۔ کبھی جوش و خروش میں آنکر دیوانہ وار ہلکی چال  
 اندھون کی طرح نہیں چلتی۔ جب وہ گلستانی سواحل کے گل گشت کو آتی ہے تو اپنے بازوؤں کے  
 زور کو کم کر دیتی ہے اور دہمی ہو جاتی ہے۔

برسات میں ہمارے دیس کے اندر اکثر پڑا ہوا چلتی ہے۔ وہ گرمی کی حرارت کو کم کرتی ہے مگر  
 سے ہمارا ناک میں دم کرتی ہے یا زمین غل ڈالتی ہے۔ معدہ میں رطوبت پیدا کرتی ہے۔ بخار پیدا کرتی ہے

کبھی ہر صف سے ڈرا کر میم کرتی ہے۔ گرمی جاڑ سے مین چھو ا ہوا چلتی ہے۔ گرمی مین وہ باہوم (دو) مین جاتی ہے تن بدن مین آگ لگاتی ہے۔ کبھی جان ہی نکال لیتی ہے۔ پڑوا ہوا نے جمان جمان پانی بہا رہا وہاں وہ اسکے گلچمرے اڑا کر خاک اڑاتی ہے۔ کبھی کبھی اپنے زور شور مین آنکرا ندھی کا طوفان اڑھاتی ہے۔ دیوون کی طرح دیوارون کو ڈھاتی ہے۔ چھتون اور درختون کو پتون کی طرح اڑاتی ہے۔ عمارتون کو زمین پر سلاتی ہے۔ ہزارون پر ندون کو درختون سے گرا کر مردہ بناتی ہے ریگستانون مین تو دے کے تو دے ڈھو کر ادھر سے ادھر لگاتی ہے۔ تری مین کشتیون اور جہازون کو توڑ پھوڑ کشتی مین لاتی ہے۔ بادلون کی طرح سب طرف کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے۔ مگر کچھ دیر ٹھیکر انہی ہل منائی پڑا جاتی ہے اور ہر صر سے نیس مین جاتی ہے۔ پتون اور غنچہ غیر عاشقانہ بوسے لیتی ہے۔

ہوا جیسی حیات کا سبب ایسی ہی ہلاکت کا موجب ہے۔ آدمی کے اوپر تو نہیں مگر اور حیوانون پر ہوا کی جان ستانی کے تجربے کر سکتے ہین مگر حادثات اتفاقہ ایسے صادر اور امراض ایسے عائد ہوتے ہین کہ انسان پر ان تجربون کو دکھا دیتے ہین۔ ہوا کے مارے ہوئے آدمیون کی اور سکا نوئین آدمیون کے گلا گٹ کر دھانے کی بہت سی مثالین ہر سال مشہور ہوتی ہین اور آسیمبون اور جنون کے اوپر توجہ جاتی ہین۔ مکان مین ہوا کی خرابی سے آدمی مرتا ہے کہتے یہ ہین مرض نے مارا خدا ہوا کو بگاڑے نہیں۔ اسکے بگڑنے سے ملک کے ملک اور شہر کے شہر اور گھر کے گھر غالی ہو جاتے ہین۔ حضرت عزرائیل کو دم ہر کی فرصت نہیں ملتی۔ کوئی اس سے زیادہ غضب الہی نہیں۔ طاعون و باہوا کی سمیت ہی سے پھیلتے ہین۔ بعض اطباء کی رائے یہ ہے کہ بڑی اور اجمعی ہوا مین رہنا صرف عادت پر ہو تو فیسے جیسے فاسد ہوا مین ضعیف و کمزور حیوان اور انسان زندہ رہتے ہین ایسے اس مین قوی اور زبردست نہیں رہ سکتے مگر اس سے یہ سمجنا کہ خراب و فاسد ہوا کا اثر مضر نہیں ہوتا سخت غلطی ہے۔ جو لوگ فاسد ہوا مین زندہ رہتے ہین ان کا مزاج ہوا کی برداشت کے قابل نہ جاتا ہے۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے

اسکے خراب اثر نے اگر جان کو مرچہ نہیں بنایا لیکن دل و ریاغ و افسانہ کوئی کو گزند اور بچہ مردہ تو کیا۔ جان کی سلامتی اعضا، رمیہ کی قربانی سے ہوئی۔ نقطہ

ذکا و اسد شمس العلماء خان بہادر

## علامہ ابن خلدون

(ایک مشہور مسلمان مورخ کی دلچسپ سوانح عمری)

خدا سے عز و بیل کی شان اور قدرت کا ملکہ کا یہ ایک ادنی نمونہ ہے کہ اُس نے افریقہ کی سرزمین میں جسکے نام کے ساتھ وحشت کا خیال ہمارے ذہن میں گزر جاتا ہے ایک ایسا زبردست فلسفی عالم اور مورخ کامل پیدا کیا جسکو اسلامی تاریخ کی دنیا میں وہی رتبہ و منزلت حاصل ہے جو قدیم یونان میں ہیراڈوش کو اور انگلستان میں گبن اور مکالے کو حاصل تھا اور جسکو جدید المورخین مانا جاتا ہے علامہ ابن خلدون نے جو تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدا و النہج تحریر کی ہے اُسکا ترجمہ اہل یورپ نے بڑی قدر دانی اور قابلیت سے فرانسیسی۔ جرمنی۔ اور انگریزی زبانوں میں کر لیا ہے۔ ہمارے ملک کی خوش قسمتی سے اُردو ترجمہ بھی بڑی محنت اور عرق ریزی سے مولوی حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی نے شروع کر دیا ہے جسکی اول جلد دفتر رسالہ الاسلام سے زیر اہتمام مولوی سید حامد حسین صاحب مالک رسالہ موصوف شائع ہوئی ہے اور جسکے دیباچہ سے مضمون ہذا جزاً مخلص کیا جاتا ہے۔ یہ بڑے پایہ کی تالیف ہے جس میں حضرت نوح کے عہد سے آٹھویں صدی ہجری تک کے حالات کمال تحقیق و تدقیق سے فلسفیانہ طرز پر لکھے گئے ہیں۔ مورخ موصوف کی تعریف جن الفاظ میں مولوی رشید احمد صاحب سالم نے قابل قدر رسالہ معارف کے ایک نمبر میں کی ہے اُس سے ہر حق پسند کو حرف بحرف اتفاق ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں کہ تلمانوں میں علامہ ابن خلدون



سب سے پہلا شخص ہے جس نے فلسفہ تاریخ کی بنیاد ڈالی اور جوئی واقعات سے نتائج کلیہ کا استخراج کیا۔ اس سے پیشتر مورخین واقعات کے انبار لگادیتے تھے اور ادن کی ترتیب و تسلسل کے لیے اس وقت تک مفید اور کارآمد اصول قرار نہیں دے گئے تھے علامہ موصوف نے تاریخ کو فلسفہ کا لباس پہنایا اور تاریخ نویسی کے اصول کو نہایت تحقیق اور تنقید کے ساتھ ضبط کیا واقعات کے پرکھنے کے لئے قابل قدر اصول ایجاد کئے۔ تہذیب و شایستگی۔ اور قوموں اور سلطنتوں کے عروج و زوال پر اپنے دماغ کے زور سے اور پینل (طبعا و اصفانہ) لکھے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس سے پہلے مسلمانوں اور دنیا کی دوسری قوموں میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوا جس نے فلسفہ تاریخ پر کچھ لکھا ہو۔ اگر بالفرض مسلمانوں کے سوا دنیا کی کسی قوم یا ملک میں اس سے پیشتر کوئی اس فن کا موجد گذرا ہے تو بھی ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ علامہ ابن خلدون نے اس کی تعینات سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ کیونکہ یہ شخص محض عربی نثر اور عربی النسل تھا اور اپنی مادری زبان کے سوا کوئی دوسری کلاسیکل (قدیم علمی) زبان نہیں جانتا تھا۔ سطر بکل اور ماسیو گیزو اور ڈیبرو وغیرہ زمانہ حال کے یورپین مصنفین نے جو تمدن کی تاریخ پر کتابیں لکھی ہیں ادن سے بیشک یہ فن بہت اعلیٰ درجہ پر ترقی کر کے ایک مستقل علم بن گیا ہے لیکن چونکہ اس زمانہ میں سائنس اور فلسفہ سمیٹ ترقی کر گیا ہے اور دنیا کی معلومات کا دائرہ بے انتہا وسیع ہو گیا ہے اس لیے فلسفہ تاریخ کا ترقی کرنا کچھ حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ لیکن علامہ موصوف کے زمانہ میں نہ تو سائنس اور فلسفہ کو کچھ ترقی ہوئی تھی نہ سیاحوں کی معلومات کا ذخیرہ موجود تھا۔ البتہ گذشتہ سلطنتوں اور قوموں کے واقعات جنگو گذشتہ زمانہ کے مورخ قلمبند کر گئے تھے بے ترتیبی اور پریشانی کی حالت میں موجود تھے۔ ایسے منزل اور انحطاط کے زمانہ میں ایسے عظیم الشان عمل کی بنیاد پڑنا درحقیقت ایک حیرت انگیز بات ہے۔ اور جبکہ دیکھا جاتا ہے کہ اس وقت اس فن کا کوئی ناقص نمونہ بھی موجود نہ تھا تو علامہ موصوف کی قابلیت اور جودت اور عالی دماغی

کا زیادہ تر حیرت کے ساتھ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں معلومات کا دائرہ بہت تنگ تھا اور اس کا جزا فیہ بھی بالکل ابتدائی حالت میں تھا اس وجہ سے علامہ موصوفی نے تہذیب اور شایستگی پر چومضامین لکھے ہیں اور ان میں کسی قدر مسامحت اور فروگزاشتیں بھی واقع ہو گئی ہیں مگر ان سے مصنف کے کمال کے اعلیٰ درجہ میں کو بھی فرق نہیں آسکتا۔ یہ فروگزاشتیں ایسی ہیں جو کم و بیش ہر ایک موجد علم فن سے ہو سکتی ہیں۔“

اس مشہور مورخ کی کثرت الامور یہ نام عبد الرحمن ابن محمد۔ ابن محمد۔ ابن محمد۔ ابن حسن۔ ابن محمد۔ ابن جابر۔ ابن محمد۔ ابن ابراہیم۔ ابن عبد الرحمن۔ ابن خلدون الاشبیلی المغربی الحضری ہے۔ اور سلسلہ نسب وائل ابن حجر تک پہنچتا ہے۔ تیسری صدی ہجری کے اخیر میں اس کا جد اعلیٰ خلدون ابن عثمان حضرموت (بلادین) سے آندلس میں آیا اور قریب قرون میں چندے قیام کر کے

ام اشبیلیہ میں پہنچا اور اس کا ذی عورت خاندان وائل ساتویں صدی تک اشبیلیہ ہی میں م پذیر رہا۔ ساتویں صدی کے وسط میں جبکہ جلال نقہ ابن اوفونس کے حملوں سے اشبیلیہ پامال ہا تھا یہ خاندان اندلس سے جلا وطنی اختیار کر کے طونس میں آگیا جہاں غرہ رمضان ۳۲۷ھ کو یہ پناہ

خ فلسفی پیدا ہوا۔ اُس نے علامہ ابی عبد اللہ محمد بن قرال انصاری سے قرآن شریف (۱) سب سے پڑھا اور کتب درسیہ اصول۔ فقہ۔ معانی۔ تفسیر۔ فلسفہ۔ منطق۔ ریاضی۔ حساب وغیرہ

ادب اور تاریخ میں بھی پوری پوری دستگاہ حاصل کر لی ۵۳۲ھ میں طونس سے بعزم سفر وادب کو کرمان میں پہنچا وہاں علامہ ابن عمر سے شرف ملازمت حاصل کر کے تحصیل و تکمیل علوم باطنی میں

موفق ہوا۔ ۵۵۵ھ میں سلطان ابی عثمان المونی اس کے علم و فضل کی شہرت سنکر ناویدہ خشتاق

یا اور اس کو طلب کیا پناہ پھر ہمارا مشہور مورخ فلسفی مع ایک قصیدہ کے حاضر دربار ہوا۔ سلطان

س سے توقع سے زیادہ مکرم و احترم کے ساتھ پیش آیا اور اس کو خاص کاتب مقرر کیا۔ لیکن جلد ہی سلطان کو اس کی ایسی عبت کرتے دیکھ کر اس کے خلاف سازشیں شروع کیں اور بالآخر پناہ کو عتاب

سلطانی میں لاکر چار برس تک پابزنجیر قید کر دیا جس قید سے بعد انتقال سلطان وزیر حسن بن عمر نے  
آخر ۹۷۹ھ میں اوسکو رہا کیا۔

یہاں سے برداشتہ خاطر ہو کر اوس نے چراندس کے سفر کا غم کیا چنانچہ ماہ ربیع الاول ۹۷۹ھ  
میں غرناطہ میں داخل ہوا جہاں کہ سلطان ابو عبد اللہ المخلوع نے اس کے آنے کی خبر سنا کمال رشتہ  
و مسرت سے اس کا استقبال کیا اور اپنے خاص محل میں اس کو ٹھہرایا۔ بظاہر اس کا قصہ تو یہی تھا  
کہ اپنی بقیہ عمر غرناطہ میں بسر کرے مگر اتفاقات زمانہ سے ۹۸۰ھ میں غرناطہ سے رخصت ہو کر  
فاس ہوتا ہوا پھر تلمسان پہنچ گیا۔ یہ وہی مبارک سرزمین ہے جہاں کہ اوس نے اپنی مشہور تاریخ کو لکھنا  
شروع کیا تھا۔ اس مقام پر چار برس تک قیام پذیر رہ کر مقدمہ تاریخ مذکور کو عمدہ طور سے مرتب کیا  
اور بوجہ شدت علامات باجارت سلطان ابی حمزہ ۹۸۰ھ میں طونس کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا  
کہ اپنے اجداد کے مقابر میں مدفون ہو۔ لیکن ۴ برس طونس میں قیام کرنے کے بعد پھر عازم سفر ہوا۔  
اور اسکندریہ ہوتا ہوا قاہرہ جا پہنچا۔ وہاں مشہور اسلامی یونیورسٹی جامع ازہریہ میں مدت تک  
درس و تدریس میں مصروف رہا۔ یہاں بھی اس کے خدا داد علم و فضل کی شہرت نے اس کو سلطان مہر  
کی خدمت میں پہنچا دیا اور ۹۸۱ھ میں مذہب مالکیہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ اسی زمانہ میں کہ پہلا مشہور  
سورخ علامہ اہل مصر کو اپنے عدل و انصاف کے خوش اور سلطان کو اپنی خدا داد لیاقت سے  
مخطوط کر رہا تھا اور اسکے اہل و عیال مغرب سے آ رہے تھے قریب تھا کہ یہ اپنے اہل و عیال کے  
دیکھنے سے اپنے منتظر دل اور شہتاق آنکھوں کو شاو کرتا۔ ہوائے مخالف نے اہل سفینہ کو غرق کر دیا  
اس حادثہ نے اس کو ایسا پریشان کر دیا تھا کہ اس نے قاہرہ سے چلے جائے کا قصد کیا مگر تین برس  
تک بنجیال سلطان۔ اسباب و اصدقار کے کہنے سننے سے قاہرہ ہی میں مقیم رہا اور ۹۸۹ھ میں  
حج بیت اللہ سے شرف ہو کر مصر واپس آیا اور اسی شہر میں اپنی معتبر و مستند تالیف دین فی تاریخ ۹۸۹ھ  
میں ختم کر کے سلطان ابی فارس عبد العزیز ابن السلطان ابی الحسن المرینی کی خدمت میں پیش کی



کر سکین گے اور بعد کو خواہ مخواہ ایک مبارک عہد کی نحوست اور بدی کا عقیدہ کر بیٹھیں گے یا اپنی ہی قسمت کو روئیں گے حالانکہ نہایت ہی سچا اور موجب حکیمانہ اصول ہے کہ اگر زمانہ ہا تو نہ سازد تو بازمانہ بساز۔ بیدار مغز دانشمند باقبال قویم یا اشخاص ذہنی ہین جو بہت ہی کم نحوست اور بدی کا منہ دیکھتی اور اسکے ہاتھوں نالان اور گریان ہوتی ہین حالانکہ ہم وہ سب ایک ہی ملک کے باشندے اور ایک ہی حاکم کے ماتحت ہین یہ کیوں؟ صرف اسیدو جہ سے کہ وہ حاکم وقت کے ساتھ اسی اصول پر ربط و ضبط رکھتے ہین جو گذشتہ حکاموں کے طرز عمل سے اون کا پسندیدہ دستور العمل بنجاتا ہے۔

مجموعہ ۱۸۹۸ء جو ابھی ابھی دنیا کے کرورن انسان اور کثیر التعداد بادشاہوں اور شہنشاہوں سے لیکر ایک گوشہ گزین راہب اور صوفی تک برابر عب و جلال فرماں روا کی کرہا تھا آج فنا کے ہاتھوں گرفتار ہو کر ہمیشہ کیلئے معدوم ہو گیا ہے گو اسکے عہد حکومت کے سیماب اور بیشمار آثار ہر ایک قسم کے واقعات کی شکل و صورت اور رنگ و روپ میں ہر ایک ملک ہر ایک قوم بلکہ ہر ایک شخص کے پاس موجود ہین۔

حضرات ناظرین! آپ تھوڑی دیر کے لئے تمام پریشان کن خیالات اور تردوات سے علیحدہ ہو کر اس زبردست مسئلہ پر غور فرماوین اور تحقیق اور دور اندیشی اور عاقبت بینی سے کام لے کر نتیجہ نکالوین تو امر واقعی کا پورا انکشاف ہو جاوے کہ فی الحقیقت کسی زمانہ یا سنہ کا گذر جانا ہماری ذات پر کیا اثر پیدا کرتا ہے۔ سنہ کیا چیز ہے؟ آج کل کے مزاج و حساب و ہئیت کی رو سے ایک ایسے زمانہ کا نام ہے جو آفتاب کی ایک پوری گردش سے اندازہ کیا جاتا ہے جسکی میعاد ۳۶۵ دن چھ گھنٹہ گنیٹا یا بارہ مختلف الایام مہینوں کی ہے۔ مہینے خواہ شمسی ہوں یا قمری ہمیشہ مختلف الایام ہوتے ہین۔ اور ہر ایک مہینہ انہیں ایام سے مرکب ہے جو زیادہ سے زیادہ ۳۱ اور کم سے کم ۲۸ دنوں کا ہوتا ہے ہر ایک یوم چوبیس گھنٹوں اور دو مختلف اور ممتاز حصوں رات اور دن پر منقسم ہے۔

ہر ایک دن طلوع آفتاب سے غروب تک اور ہر ایک رات غروب سے تا طلوع ہوتی ہے۔  
 یہ ایک قدرتی انتظامی اسکیم ہے جو خارج از علم تاریخ زمانہ سے جاری ہے اور معلوم نہیں کب  
 تک جاری رہیگی۔ یہی دن یہی رات یہی مہینے یہی سال لاکھوں کروڑوں بار آپکے ہیں اور معلوم  
 نہیں کب تک آئینگے نہ ان کو فنا ہے نہ ان پر کوئی انقلاب ہے نہ عید ان کے روشتات اور متواتر چکر  
 سے کچھ ہی اثر پذیر ہوتے ہیں پھر آخر یہ نظریہ فنا یہ ظاہری انقلاب یہ روزانہ مختلف آثار ہیں تو کون پر  
 اور کس کے لئے؟ گو ہماری آنکھیں یہی کہیں گی کہ نہ صرف کہ زمین اور موائید ثلاثہ جمادات  
 نباتات۔ حیوانات بلکہ کل عالم عناصر خاک باد آب و آتش پر مگر عقلند ذی علموں کی رائے ہوگی  
 کہ نہیں صرف موائید ثلاثہ پر۔ کیونکہ اور چیزوں کے تغیرات صرف اعتباری تغیرات ہیں حقیقی تغیر  
 جو معدوم و موجود کرتا ہے صرف انہیں پر ہے ان میں سے جمادات اور نباتات کو بلکہ موائید ثلاثہ  
 انسان حیوانوں کو بھی تو کوئی فکر و اختیار نہیں۔ باقی رہے صرف حضرت انسان وہ اگر انکھ کو لکر  
 چشم عبرت ہیں سے دیکھیں تو معلوم ہو کہ یہ دور یہ چکر گنتیوں دنوں راتوں مہینوں اور سالوں کا  
 اون کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے اور ان پر کیا اور کس قسم کا اثر ڈالتا ہے تو فوراً ہی معلوم ہو جائیگا  
 کہ یہ سب ہماری ہی عمر کے بونے اور اویسے دشمن ہیں اور حقیقت اویسکی فکر و تلاش میں جکر پر جکر  
 لگا رہے ہیں اور کبھی مفت کبھی کٹڑیوں کے مول کبھی پیسوں کے عوض کبھی روپیوں یا اشرفیوں  
 کے بدلے ایک حصہ لیکر چلتے ہوتے ہیں اور ہم ہمیشہ خسارہ میں رہ جاتے ہیں۔ ان انسان نفی خزا  
 شاید ہمارے بعض بھائیوں کو اس میں کلام ہو کہ ایسے خرید و فروخت پر خسارہ کا اطلاق کیونکر جائز  
 ہو سکتا ہے جس میں کروڑوں روپیہ یا لاکھوں اشرفیان حاصل ہوئی ہوں۔ ہاں ہاں میرے بھائیو  
 اس میں بھی خسارہ ہے۔ ہاں ہاں میرے بزرگو اس میں بھی خسارہ ہے کیونکہ ہر چیز کی قیمت اوسکی  
 حیثیت اور درجہ کے اعتبار سے کم و زیادہ ہوتی ہے اور ہر چیز کی حیثیت اور درجہ ضرورت پر موقوف  
 ہے۔ کیا بے ناوار الوجود کثیر الاحتیاج چیزوں کی قیمت ہمیشہ زائد اور بعض وقت بے اندازہ قرار پاتی

مگر یہ چیزیں صرف انسانی زندگی کے لیے درکار ہیں اور انسانی زندگی کیلئے بعض اوقات جنت  
 قعرِ غذا اور چند گھنٹہ بانی کی قیمت بے حساب نادرا وجود اور کیا چیزیں بھی نہیں ہوتیں۔ پھر  
 جسکے فیخر اس قدر قیمتی ہوں اسکی قیمت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اے حضرات! انسانی زندگی  
 کا ایک ایک منٹ نہیں ایک ایک سیکنڈ مفت اقلیم کی سلطنت اور تمام دنیا کی دولت کے عوض  
 ہاتھ نہیں آسکتا اور آخری ساعت پر بھر کوئی قوت اور دولت کام نہیں آتی۔ آپنے دیکھا یا نہول سیکنڈ  
 کس قدر بے قیمت اور بے بہا ہے پھر ٹھون اور گنٹھوں اور ونوں اور مینوں اور سالوں کی کون کے  
 اتنو غالباً ہر شخص یہی کہہ اڑے گا کہ بے شک کروڑوں روپیہ اور لاکھوں اشرفیوں کے عوض بھی  
 اسکی فروخت میں سراسر خسارہ ہے اور اس منعم حقیقی خالق النکل رب العالمین کا ہمچر کس قدر احسان  
 بالائے احسان ہے جسکے دست فیاض نے بے محنت و عوض ایسی نادرا وجود و نعمت اپنے غیر محدود  
 اور غیر فانی خزانہ غیب سے مرحمت فرمائی ہے پھر ایسے منعم حقیقی کا شکر یہ نہ ادا کرنا کیا بیماری اور  
 بے شرمی کی موت مرنا نہیں ہے؟ بیشک ہے اور ضرور ہے۔

حضرت ۱۸۹۸ء میرا ہی نہیں ایک عالم کی زندگی کا ایک سالہ لڑکے جلدے اب نہ بلانے سے  
 آتے ہیں نہ ناش کرنے سے گرفتار ہوتے ہیں تو ہم میں سے کسی ایک کی بھی ادون تک رسائی ہے  
 کہ اپنے اس حصہ کی قیمت واجب وصول کریں اور نہ ہلکا و اتحقاق ہی باقی ہے کہ ایسا کرنے کا نام بھی  
 لے سکیں کیونکہ حضرت نے مفت نہیں لیا بلکہ یکم جنوری ۱۸۹۸ء سے ۳۱ دسمبر ۱۸۹۸ء تک بلا عذر  
 وغیرہ حاضری وہ ہر وقت ہماری رفاقت اور خدمت کے لیے موجود رہے اور بسا اوقات جبکہ ہمارا کوئی  
 عزیز کوئی خادم کوئی رشتہ دار ہی ہمارے پاس موجود نہ تھا ہڈی بے اور بچے رفیق ۱۸۹۸ء موجود تھے۔ سفرِ حضر بیماری  
 اور صحت۔ امارت و غربت۔ رزم و بزم۔ رنج و راحت۔ عسر و یسر۔ شادی و غم کسی حالت میں ہمارا ساتھ  
 نہ چھوڑا۔ ہم بے خبر ہو کر سو جاتے لیکن آپ برابر بیداری کے ساتھ اپنی چادر شب میں ہلکے جگہ دے کر  
 نگرانی کرتے اور پھر اپنے آفتابی چہرہ انور سے نقاب ظلمت کو اڑھٹا کر ایک نہایت ہی روشن نور پیدا

کر دیتے جو ہمارے لیے ہر ایک کام میں ہدایت و رہبری کا کام دیتا۔

اب سوال یہ ہے کہ زندگی جیسی بے با جنس اعلیٰ کا نعم البہل یا عوض صحیح کیا ہو سکتا ہو  
حضرات اس کا صحیح بدل جس سے ہر کوئی سارہ نمود ہی چیز ہو سکتی ہے جو اس سے زائد دیر پاغیر از وجود  
اور مفید ہو آپ دنیا کی تمام چیزوں پر نظر ڈالیں تو اسکے مقابلہ میں سب ہی چیزیں حقیر اور ذلیل نظر  
آتی ہیں۔ سلطنت دولت عزت قوت سب ایک دم کے تماشے ہیں مگر ان معرفت و ادراک  
اور علم و کمال بیشک ایسی دولت ہے جو سب سے زائد عزیمت و الوجود اور اوس انسانی روح کی  
عزت سلطنت قوت دولت کا باعث ہے جسکے فیض و برکت سے یہ آپ کی چند روزہ جسمانی  
زندگی قائم ہے اور اسی روحی دولت اور سلطنت ہونے کی وجہ سے غیر فانی اور لازوال بھی ہے  
درحقیقت انسانی زندگی کی غایت اور اوس کا مقصد اعلیٰ ایسی ہے اور ہمیشہ غایت ہی کی طلب  
اور مقصد ہی کی تلاش و درکار ہے جسکے ہاتھ آجانے کے بعد پھر اوس کے آلات طلب اور اسباب  
و ذرائع کے منحل جانے کا کیا خوف و طال ہو سکتا ہے اَلَا تَخَافُوْنَ لَا تَحْزَنُوْا بلکہ ایسی حالت میں  
تو یہ آلات اور اسباب مفت کے بار ہو جاتے ہیں اور طبیعت انسانی اوسکے بوجہ سے اذہر پریشان  
ہوتی ہے جیسا گرمیوں کے موسم اور سفر کی حالت میں جڑا دل کا گھٹنہ

خوشتر آن روز کرین منزل ویران بر دم بہوائے رخ او درہ صفت رقص کنان	راحت جان طلبم در پے جانان بر دم تا طلب چشمہ نور شید و در شان بر دم
---	---

یا

حجاب عارض جان میشود غبار تنم	خوش آن زمان کہ ازین روسی بدہ بر گفتم
------------------------------	--------------------------------------

ایسوں ہی کا تو دلی ترانہ ہے۔ اس میں کچھ ہی شک نہیں کہ طلب معرفت اور علم و کمال میں جو  
وقت گزرتا ہے وہ فی الحقیقت منقلب الماہیت ہو کر حیات ابدی اور بقائے کامل کا اور نجات ہے  
یہ عجیب نسخہ کیا اور اسیر اعظم ہے اسکے سوا اور تمام چیزیں اوس سے کم حیثیت اور کم قیمت ہیں



پس اسی اصول پر اپنی عزیز الوجود زندگی اور زمانہ سے کام نہ لانا عقلندی کا کام ہے والا سوائے نقصان کے کیا چاہنا ہے۔ توڑے وقت میں بہت سا کام کیجئے اور اگر بہت علی ہود تو وہ کام کیجئے جو زیادہ نہیں تو چند صدیوں تک تو آپ کے نام اور کام کو زندہ رکھئے۔ آپ تاریخ زمانہ کو اولیٰ کہہ دیکھیں کہ با کمال حکما اور آئمہ گوئی ہزار یا کئی سو برس کا زمانہ گزر گیا لیکن ایک عالم انکی تعلیمات اور کتب صنعتوں اور حکمتوں سے کس قدر فائدہ اٹھا رہا ہے اور انکی عظمت محبت اور یاد دنیا کے کروڑوں انسانوں کے دلوں میں جا کر رہی ہے۔ کیا ایسے باکپازوں کا وہ حصہ عمر بھی فٹ ہو گیا ہے جو ایسی تعلیمات اور تعینفات اور شغل نہیں گذرا ہے لاوالہ لاوالہ! وہ اب تک باعزت و فرحت زندگی کے ساتھ مقبولیت عامہ کے مبارک جسم میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

کیسی مبارک تعین وہ ساعتیں جو اپنے مشاغل کی وجہوں سے نہ صرف خود ہی صد سالہ اور ہزار سالہ زندگی باگئیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں بنی آدم کو ابدی زندگی اور حیات کا راستہ دکھا کر بنی آدم پر پیدا و بحیاب احسان و کرم کر گئیں۔ ان زبردست جلیل الشان پچھلے بزرگوں کو جانے دیجئے آپ اسی ۱۸۹۸ء کے چند آدمیوں کو دیکھئے اور انکے کارناموں پر غور فرمائیے تو وہ بھی ایک حد تک اگرچہ وہ ایسی نابکار فانی دنیا کی حد کیونہ نو دیر باز زندگی حاصل کر چکے ہیں جسکی یاد اگر زمانہ نے کوئی ایسی ہی سخت کروٹ نہ بدلی تو یک ٹھون ہزاروں برس تک قائم رہیگی اور کثیر التعداد انسانی جماعت عزت و حرمت سے اونکو یاد کرے گی۔ انگلستان کی سرزمین میں مشرقیڈاسٹون پر دنیا اور ہر مٹی میں ہر شے مبارک اور ہندوستان میں جناب سر سید احمد رشک کوئی سنہ ان حضرات کی عمر کا بہت کم نقصان کر سکتا ہے اور انہوں نے ہی اوس سے کچھ کم کام نہیں لیا۔

اسی سنہ ۱۸۹۸ء میں ہزار ہا دوسرا امراد و تہمت زور آور دنیا کے پردہ سے جل بیسے پھر انکو کون جانتا ہے؟ ایسے ہی ہم آپ جیسے فاضل بہت محنت اشخاص بھی ایک روز جل بسیں گے اور کوئی نام بھی نہ لیا گیا یہ سنہ کا قصور ہوگا؟ ہرگز نہیں ہمارا خود قصور اور ہمارا خود سنگداری حاضر و غائب سب کا مل مبر اور پاک ہے

ایک قوم جناب سید کوروتی اور ۱۸۹۸ء کو راولپنڈی سے کہ اویسکے دو زمین ادھین سے ایک ایسی ذات اودھ گئی جس نے اپنا کوئی نظریہ یا قائم مقام نہیں چھوڑا قوم بے لیڈر و رہبر ہو گئی۔ پھر یہ کسی غفلت کس کا قصور کہ سرسید کی چھ سالہ تعلیم تربیت یہی ایک ایسا آدمی نہ پیدا ہو سکا؟ خود قوم کا ۱۸۹۸ء عکس کیا کرے جب آپ نے خود اوسکی قدر نہ جانی۔ ایک افریقن جماعت کثیر تالان ہے کہ سوڈان سے تکل گیا۔ ۱۸۹۸ء نے سخت ظلم کیا۔ سبحان اللہ آپ سوئے آپ کوئے نام پچارے ۱۸۹۸ء کا بدنام کیا۔ کیا ۱۸۹۸ء فاتحان مسرہ وانگلنڈ کے ساتھ نہ تھا؟ ایشیا کی پچینی دور ہے ہین کہ ہسی صی ۱۸۹۸ء تو نے تو ادب ہی ہو کو ذبح کر ڈالا داہ جناب داہ کیا افیون کا نشہ ہین ہو گیا ہے مائینک سے مملت ملی ہے آگ ہرے عمیق غار کے کنارہ بیٹنگر جانڈو کے دم لگانے کا اور کیا نتیجہ ہونا تھا۔ ہم دور ہے ہین کہ ہمارے قصبہ بلکہ حوار کے ایک عالم باعلیٰ محدث نقیہ شاعر منشی مختلف زبانوں اور علوم و فنون کے ماہر حافظ حکیم نوجوان رئیس جناب مولانا اوستا دنا حضرت مولوی محمد قاسم یا صاحب بھی چل بسے اور اب کوئی ایسا عالم و حکیم نہ رہا جو ہمارے مذہب کی پیشوائی اور درودن اور مضنون کا اعلان کر سکے۔ حاصل کلام یہ کوئی آزاد ۱۸۹۸ء کو یا کسی اور سنہ کے سر زمین رہتا اور سب تا سر ہم ہی ملزم اور قصور دار ٹھہرتے ہین لہذا ہو کو اگر ہمنے غفلت اور جہالت میں غم کاٹی ہے تو عبرت پکڑو ۱۸۹۸ء کو خوش دلی اور نیک نامی کے ساتھ اودولع کنا چاہیے اور بہت ہوشیار و تجربہ کار ہو کر ۱۸۹۹ء کے دربار میں دیکھ کمنے کے لیے حاضر ہونا چاہیے۔ ایسا ہو کہ ۱۸۹۹ء کی ذفعت کے وقت پہنچی پرازشم وغیرت موقع پیش آئے اور سوا بیودہ سرائی تفضل گوئی اور تفسیح اوقات کے کوئی فائدہ نہوشع

گوئی بخیر کہ کوئی بزم امید انش

صاحب اعز دست غنیمت دانش

اب ہم اس قدر اور عبرت خیز نتیجہ نکال کر صحبت متاثرہ سے اٹھنا چاہتے ہین کہ دنیا میں حکومت اور سلطنت بھی عجیب نعمت عقلی ہے کہ اوسکی ہر چیز حاکم اور سلطان ہو جاتی ہے جیسا کہ آج ہم

کی رخصت اور ۱۹۹۹ء کے غیر مقدم مین دیکھ رہے ہیں کہ وہ صرف عیسائی بلکہ ہندو مسلمان  
 یہی ایک زبان ہو کر ان عیسوی سنوں کا کس شدہ مد سے اوداع اور غیر مقدم کہہ رہے ہیں -  
 یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ ۱۹۹۸ء کے ساتھ جناب لارڈ ایگن صاحب بہادر کا رخصتی  
 دربار ہوا اور ۱۹۹۹ء کے ساتھ جناب نواب لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ کا غیر مقدم ہوا ہے  
 ہماری گزشتہ عمر کے ساتھ ایک ویسراٹے صاحب تشریف لیگئے اور آئندہ زندگی اب دوسرے  
 صاحب کے ساتھ ہے؟

نہال احمد سلمیٰ حمیدی

## برستان کے باشندے اور اون کی عادتیں

شمالی امریکہ کے اُتر میں قطب شمالی کے قریب ایک برستانی جزیرہ یا جزیروں کا مجموعہ ہے  
 جسکو گرین لینڈ کہتے ہیں۔ اُس کا رقبہ قیاساً ہندوستان کے ایک ٹمٹ کے قریب ہے۔ اُس کے کنارے  
 پر ہزار ہا چھوٹے چھوٹے چٹانی جزیرے واقع ہیں اور اندرونی حصہ بالکل برف سے ڈھکا ہوا ہے  
 اُس میں پہاڑ بھی بکثرت ہیں جبکہ بلندی تین ہزار سے لیکر پانچ ہزار فٹ تک ہے۔ اکثر سیاحوں نے  
 اس جزیرہ کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی مگر ۱۸۸۸ء تک کسی کو کامیابی نہیں ہوئی۔ سنہ  
 مذکور میں ملک ناروے کے کارہنے والا ایک اولو العزم اور شجاع ڈاکٹر تانسن نامی بڑی کلیفین  
 اور مصیتیں اٹھا کر آخر کار جزیرہ مذکور میں پہنچ ہی گیا اور مشرق سے مغرب تک اُسکی خوب سیر  
 کر لیا۔ اُس نے جو چشم دید حالات لکھے ہیں وہ جپسی سے غالی نہیں ہیں اُن کا ترجمہ ہدیہ ناظرین  
 کیا جاتا ہے۔

گرین لینڈ شاہ ڈنمارک کے زیر حکومت ہے۔ زمین دریا۔ پہاڑ جہاں تک نظر کام دیکھ سکتی ہے برف پوش دکھائی دیتے ہیں۔ اوائل ماہ اگست سے برف پڑنی شروع ہوتی ہے۔ اور اکتوبر تک سارا جزیرہ ایک تختہ برف نظر آئے لگتا ہے۔ آفتاب کی حرارت کم اور سردی زیادہ ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ بجاسے دھوپ کے چاروں طرف برف سے دھوان ہی دھوان اٹھتا نظر آتا ہے اور ایک تاریکی کا عالم چھا جاتا ہے۔ صبح کبھی کبھی برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں پر چاندنی یا تارون کا عکس نظر کر ایک ہلکی سی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ مہینوں کی تاریکی کے بعد آفتاب آسمان پر آفتاب کی گرین پہر نمودار ہونے لگتی ہیں اور ہوا میں بتدریج حرارت پیدا کر کے برف کو گھلانا شروع کرتی ہیں جس سے برف کے پہاڑ کے پہاڑ اس زور و شور کی آواز سے سمندر میں ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے گرتے ہیں کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا صدیا توپوں کی شک سے دھوپ ہی ہے۔

آخر ماہ جون سے بہار کا موسم شروع اور سردی کا پانی جو اس سے پہلے منجمد تھا جازا رانی کے قابل ہو جاتا ہے۔ ہر چاروں طرف گھاس پات اور سبزہ لعلمانا ہوا نظر آتا ہے۔ دریا یابی جانور۔ ریچھ۔ لومڑیاں۔ بارہنگے۔ دھوپ میں تاپنے کو یا ہر نکل آتے ہیں اور بحری پرند جنوب سے آکر اپنے آشیانے بنانے شروع کرتے ہیں۔

اگرچہ گرین لینڈ اس قدر سرد ہے مگر حضرت انسان نے علم مناظر کے زور سے ایک خاص قسم کا شیشہ ایجاد کیا ہے جس کے ذریعہ سے آفتاب کی شعاعوں کو مجتمع کر کے اس قدر حرارت پیدا کر لی جاتی ہے کہ آگ آسانی سے جل سکے۔

### باشندے

شمالی امریکہ کے قطب کی جانب مواصل پرچہ مختلف قومیں آباد ہیں اور انکو ایک کبوتر خوار کہتے ہیں مگر وہ لوگ اپنے کو انیواٹ کہتے ہیں جس کے معنی ہیں ”انسان“، کیونکہ وہ اپنے مین

ہی نوع انسان میں سب سے اول اور افضل سمجھتے ہیں اور یورپینوں سے بھی برتر جانتے ہیں۔ جب کبھی کسی غیر قوم واسے سے زیادہ خوش ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ اب گرین لینڈی سا ہو چلا ہے یعنی اونکی تقلید کرنے لگا ہے۔

### وضع و قطع

اگر تم گرین لینڈ کے باشندے کو دیکھنا چاہتے ہو تو اپنے دل میں تصور کرو کہ ایک میاں قد۔ فربہ اندام۔ چھٹے منہ کا آدمی تمہارے سامنے کھڑا ہے جسکے لمبے لمبے سیاہ بال ہیں جلد بہورے رنگ کی ملگبی ہے کیونکہ شاید مینے یا سالسا سال گذرے ہیں کہ اوس نے اپنا منہ دھو کر کاجل کی سیاہی کے دھبے چھوڑائے ہیں۔ جو برف اونکے جلتے ہوئے چراغون سے پگھل کر آتی ہے وہی اونکا پانی ہے جسکو وہ ایسا عزیز کہتے ہیں کہ نہانے دھونے کے کام میں نہیں لاتے۔ مائیں اپنے بچوں کو بجائے نملانے کے بلیوں کی طرح زبان سے چاٹ چاٹ کر صاف کر دالتی ہیں۔

### پوشاک

یہ لوگ ریچھ۔ سوس یا اور دوسرے دریا می جانوروں کو شکار کر کے اون کی بالڈر کمال کا کوٹ اور پاجامہ بنا کر پہنتے ہیں زیادہ جاڑے میں وہ اسکے نیچے ایک اور جوڑا اوسی پوشاک کا پہن لیتے ہیں جسکے بال یا روئین اندر کی طرف جسم سے ملے ہوتے ہیں۔ عورتیں بھی اسی قسم کی پوشاک پہنتی ہیں مگر اپنے بالوں کا جوڑا کسر پر باندھ لیتی اور خوبصورتی کے لئے پیتل کی چوڑی اوس پر لگا لیتی ہیں۔

### مکانات

آپ حیرت کریں گے کہ اون کے مکانات کس چیز کے اور کس قسم کے ہوتے ہیں جس سیاح کو پہلے پہل اس جزیرہ میں جائیکا اتفاق ہو گا وہ دیکھے گا کہ بجائے مٹی۔ اینٹ اور پتھر کے مکانوں کے

جابسجا سفید گنبد ناچوٹے چوٹے برف کے ٹیلے نظر آویں گے۔ یہی گرین لینڈ کے باشندوں کے مکانات ہیں۔ وہ منجھ برف کی سہلوں اور اینٹوں کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ برف کے ٹکڑوں کو چھ مہینوں سے کاٹ کاٹ کر اپنی ضرورت کے موافق اینٹیں بنالیتے ہیں جبکہ اوپر تلے رکھ کر ایک گنبد تعمیر کر لیتے ہیں مگر اس میں دروازہ نہیں رکھتے کیونکہ اس سے ہوا اندر گھس کر اونکا رہنما دشوار کر دیگی۔ لیکن زمین کے اندر ہی اندر ایک چوٹی مٹی سرنگ کو دو کر اس برف کے مکان کا دروازہ دہاتنے فاصلہ سے بنالیتے ہیں کہ جہاں سے ہوا سراسر ایت نہ کر سکے۔ اسی سرنگ میں وہ کھانا پکاتے اور سوتے بیٹھتے ہیں۔ بچے جوان بوڑھے مرد و عورت سب اس تنگ و تنگ گھر میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

### خوراک

غذا انسان کو دو فائدے پہونچاتی ہے۔ ایک تو وہ محنت اور مشقت کی طاقت پیدا کرتی ہے اور دوسرے جسم کو گرم رکھتی ہے۔ چربی اور دوسری روغنی چیزیں جسم میں حرارت پیدا کرنے میں بڑی مدد دیتی ہیں۔ اسی وجہ سے ایسکیمو (گرین لینڈ کے باشندے) چربی بڑے تہ سے کھاتے ہیں بارہا ایسا ہوا ہے کہ وہ اپنی شمع دان سے چربی کی بتیان نکال کر کھا لے ہیں۔ انکے شیر خوار بچے چربی کو ایسی ہی خوشی سے چوستے ہیں جیسے ہندوستان کے بچے مٹھائی کو۔

یہ انسانی خاصہ ہے کہ جہاں غذا کم ملتی ہے وہاں بہوک خواہ مخواہ زیادہ لگتی ہے۔ یہ لوگ کبھی شکار میں بارہ گنگایا پھینچہ یا اور کوئی دریائی جانور مار کر لاتے ہیں تو بجا بجا کر زمین چولے اچھوتے ہیں بڑی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ اور ایک بڑی دعوت کا دن سمجھا جاتا ہے بلکہ اوبالا ہوا اور ادھ کچا گوشت کھاتے ہیں۔ وہ گوشت کو خوب پکا نہیں سکتے کیونکہ انکے لکڑی اور پتھر کے ہوتے ہیں جو زیادہ عرصہ تک آگ پر نہیں ٹھیر سکتے وہ مٹی کے برتن

بنانا نہیں جانتے۔

### سم ورواج

ان لوگوں کے اکثر کہیں اور تماشے بھی ہیں۔ وہ گانے کے بڑے شوقین ہیں اکیلے بہ گاتے ہیں اور دس دس پانچ پانچ مل کر بھی۔ ڈھول اونکا خاص باجہ ہے۔ وہ ناچتے بھی ہر لڑکے گینہ بلا کیلتے ہیں لیکن بجائے بلوں کے ڈیان استعمال کرتے ہیں۔ برف بچلانے کی خاطر کی گاڑیاں بناؤ ہیں اور گل گھڑی کی بڑی بڑی گاڑیاں دوڑاتے ہیں۔ اونکی کوئی تحریری زبان نہیں چونکہ وہ سنہریہ۔ زیادہ گنتی اونکو آتی ہے۔ وہ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں اور کسی عزیز کی قبر کی طرف جب کسی اون کا گذر ہوتا ہے تو اوسپر بجائے پھولوں کے گوشت کا ٹکڑا بڑھاتے ہیں۔ مردہ کے ساتھ ایک کتے کا سر بھی دفن کر دیتے ہیں تاکہ وہ مردہ کو بحفاظت بہشت میں پہنچا دے۔

### مذہب

اسمین کوئی ہنسک نہیں کہ مذہب انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ مذہب اوسکے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ گرین لینڈ کے باشندوں کا بھی یہی حال ہے۔ وہ لوگ کسی مجسمے کی پرستش نہیں کرتے مگر یہ عقیدہ ضرور رکھتے ہیں کہ اس زندگی کے بعد ہر کو ایک دوسرے عالم میں جاتا ہے جہاں اپنے اعمال کی سزا و جزا پائیں گے۔ اونکا اعتقاد ہے کہ ایک نیک روح جب کا نام توڑنگا رنگ ہے ایسی جگہ مقیم ہے جہاں کہ ہمیشہ گرمی کا موسم رہتا ہے اور چمکیاں بارہ نگے سوس وغیرہ باسانی ہاتھ آتے ہیں۔ مگر اوسکی حریف ایک خبیث روح بھی ہے جو سمندر میں رہتی ہے اور ہر وقت ان کو نقصان پہنچانا چاہتی ہے۔ اوسکے پرائر کے دفعیہ کیلئے وہ اپنی قوم کے مشہور ساحروں سے تعویذ اور گنڈے تیار کراتے ہیں۔ سحر و جادو پر اونکو میاں تنگ اعتقاد ہے کہ مریض کا علاج دوا سے نہیں کرتے بلکہ انہی ساحروں اور جادوگروں کے ہر دوسرے پر چھوڑ دیتے ہیں۔

مت ترجمہ ایڈیٹر

# عجائباتِ عالم

(دنیا میں سب سے بڑی چیزیں)

## دنیا میں سب سے بڑا نقشہ

انگلستان کا جنگی ہوائی نقشہ ہے جو ایک لاکھ آٹھ ہزار درقون پر میں برس کی مدت میں تیار ہوا تھا اور جسکی لاگت میں دو لاکھ پونڈ (تیس لاکھ روپیہ) سالانہ صرف ہوئے تھے اس حساب سے اس نقشہ کی قیمت چھ کروڑ روپیہ ہوئی۔ نقشہ مذکور میں ہر ایک مکان کا مندرجہ موقع مبین بتایا گیا ہے بلکہ اُس میں ہر دروازہ، محراب، دیوے، مکانوں کی انگلیٹیاں اور لالیٹون کے ستون تک کا موقع درج ہے۔

## دنیا میں سب سے بڑا پل

بروکلین برج ہے۔ اُس کا طول ۵۹۸۹ فٹ ہے اور ضخیم لاکھ پونڈ ساڑھے چار کروڑ روپیہ

## دنیا میں سب سے بڑی نہر

سوئیز نہر ہے جسکا افتتاح ۱۶ نومبر ۱۸۶۹ء کو ہوا تھا۔ اُس کا طول ۹۶ میل عن ۲۵ فٹ اور لاگت کا تخمینہ ۲ کروڑ پونڈ (تیس کروڑ روپیہ) کے قریب ہے۔ اُس کے معمول کی سالانہ آمدنی تیس لاکھ پونڈ ساڑھے چار کروڑ روپیہ ہوتی ہے۔ لیکن طولانی کے لحاظ سے دنیا میں سب سے بڑی نہر چین کی شاہنشاہی نہر ہے جو طول میں ایک ہزار میل ہے۔



بنانا نہیں جانتے۔

### رسم و رواج

ان لوگوں کے اکثر کہیں اور تماشے بھی ہین۔ وہ گانے کے بڑے شوقین ہین ایسے بھی گاتے ہین اور دوس دس ہانچ ہانچ مل کر بھی۔ ڈھول اونکا خاص باجہ ہے۔ وہ ناچتے بھی ہین لڑکے گیند بلا کیلتے ہین لیکن بجائے بلوں کے ڈیاں استعمال کرتے ہین۔ ہن پر جلانے کی خاص رسم کی کاٹیاں بناتی ہین اور شل گھوڑوں پر باندھی بدکر کاٹیاں دوڑاتے ہین۔ اونکی کوئی تحریری زبان نہیں چونہ دس سے زیدہ گنتی اونکو آتی ہے۔ وہ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہین اور کسی عزیز کی قبر کی طرف جب کسی اون کا گذر ہوتا ہے تو اس پر بجائے پھولوں کے گوشت کا ٹکڑا چڑھاتے ہین۔ مردہ کے ساتھ ایک کٹے کا سر بھی دفن کر دیتے ہین تاکہ وہ مردہ کو بحفاظت بہشت میں پہنچا دے۔

### مذہب

اسمین کوئی بڑی مذہب انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ مذہب اس کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ گرین لینڈ کے باشندوں کا بھی یہی حال ہے۔ وہ لوگ کسی مجسمے کی پرستش نہ کرتے مگر یہ عقیدہ ضرور رکھتے ہین کہ اس زندگی کے بعد ہر کو ایک دوسرے عالم میں جاتا ہے جو اپنے اعمال کی سزا و جزا پائیں گے۔ اونکا اعتقاد ہے کہ ایک نیک روح جب کا نام توڑ گاڑا ہے ایسی جگہ پر مقیم ہے جہاں کہ ہمیشہ گرمی کا موسم رہتا ہے اور چمیلیاں بارہ گئے سوس و بھو باسانی ہاتھ آتے ہین۔ مگر اسکی حریف ایک خبیث روح بھی ہے جو سمندر میں رہتی ہے۔ ہر وقت ان کو نقصان پہنچانا چاہتی ہے۔ اس کے ہاتھ کے دفعیہ کیلئے وہ اپنی قوم کے شہر سالو سے توینڈ اور گنڈے تیار کرتے ہین۔ سحر و جادو پر اونکو ہر مانگ اعتقاد ہے کہ مریض کا علاج دوا نہیں کرتے بلکہ انہی ساحر و جادو گروں کے بہرہ و سپرچھوڑ دیتے ہین۔

متحرک و طبیعت

# عجائباتِ عالم

(دنیا میں سب سے بڑی چیمین)

## دنیا میں سب سے بڑا نقشہ

انگلستان کا جنگی ہمالیہ نقشہ ہے جو ایک لاکھ آٹھ ہزار درقون پر بیس برس کی مدت میں تیار ہوا تھا اور جسکی لاگت میں دو لاکھ پونڈ (تیس لاکھ روپیہ) سالانہ صرف ہوئے تھے اس حساب سے اس نقشہ کی قیمت چھ کروڑ روپیہ ہوئی۔ نقشہ مذکور میں ہر ایک مکان کا مضبوط موقع مع نمبر بتایا گیا ہے بلکہ اُس میں ہر دروازہ - محراب - ریلوے - مکانوں کی انگلیٹیاں اور لالیٹون کے ستون تک کا موقع درج ہے۔

## دنیا میں سب سے بڑا پل

بروکلین برج ہے۔ اُس کا طول ۵۹۸۹ فٹ ہے اور ضخیم لاگت تیس لاکھ پونڈ ساڑھے چار کروڑ روپیہ ہے۔

## دنیا میں سب سے بڑی نہر

سوئٹزرلے جبکہ افتتاح ۱۶ نومبر ۱۸۶۹ء کو ہوا تھا۔ اُس کا طول ۹۶ میل عن ۲۵ فٹ اور لاگت کا تخمینہ ۲ کروڑ پونڈ (تیس کروڑ روپیہ) کے قریب ہے۔ اُس کے محصول کی سالانہ آمدنی تیس لاکھ پونڈ ساڑھے چار کروڑ روپیہ ہوتی ہے۔ لیکن طولانی کے لحاظ سے دنیا میں سب سے بڑی نہر چین کی شاہنشاہی نہر ہے جو طول میں ایک ہزار میل ہے۔

دنیا میں توپ کے نشانہ کا سب سے زیادہ فاصلہ  
مشہور موجد کرپ کی توپ کا ہے جس کا گولہ ۱۵ میل کے فاصلہ تک نشانہ پر لگتا ہے۔  
اُس کے گولہ کا وزن سواٹن (قریب ۳۵ من) کے ہوتا ہے۔



### دنیا میں سب سے بڑا کتب خانہ

پیرس کی نیشنل لائبریری ہے جس میں ۱۴ لاکھ کتابیں - ایک لاکھ پچہتر ہزار قلمی نسخے -  
تین لاکھ نقشے اور ڈیڑھ لاکھ مختلف ملکوں کے سکے اور تھے موجود ہیں۔  
متجمہ ایڈمیٹر



## دکھیں پرمفید نکات

(مترجمہ و مختصر ایڈیٹر)

الف) متعلق بہ علم ہیئت

کیا آفتاب فی الذاتہ سرد ہے؟

زمانہ قدیم سے دنیا میں ہر قوم اور فرقہ کا آفتاب کی نسبت بھی خیال رہا ہے کہ وہ ایک کرہ تاریا  
گیںند ہے۔ مگر چند عرصہ سے علمائے یورپ اوسکی ساخت اور حرارت کے متعلق بڑی بڑی تحقیقات  
کی ماہیت دریافت کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ ایک عالم سٹراسٹون ایلن نامی نے ایک  
مضمون اس بارہ میں لکھا ہے جس میں اوس نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ آفتاب فی الذاتہ آتشی  
نہیں ہے۔ بلکہ سرد ہے اور ممکن ہے کہ اوس میں جاندار مخلوق آباد ہو۔ وہ کہتا ہے کہ روشنی  
ارت بالراسہ آفتاب سے نہیں آتی بلکہ کرہ زمین پر اوسکی عمود اور ترچھی شعاعوں کا عکس پڑ کر اور  
لہا کر پیدا ہوتی ہے اسکے ثبوت میں وہ دو دلیلیں پیش کرتا ہے ایک یہ کہ کرہ ارض کے سطح سے  
مدد اور پریکٹریٹ پڑھتے جاؤ حرارت کم اور سردی زیادہ ہوتی جاتی ہے جتنی کہ سات میل کی بلندی  
پایسٹر کے انجادی نقطہ کے قریب پہنچ جاتی ہے اور آفتاب کا رنگ ہلکا مثل تانبے کے دکھائی  
دے۔ ان دونوں باتوں میں علمائے ہیئت بھی متفق الراے ہیں۔

ایک نیا سیارہ

فی الحال برلن (جرمنی) کے صد گاہ کے مہتمم ہر جی وٹ نے ایک نیا سیارہ دریافت کیا ہے

جو ہمارے کوہ ارض سے بہ نسبت مریخ کے قریب تر ہے۔ وہ اپنی گردش ۴۰۰ دن میں یعنی مریخ سے ۸۰ دن کم میں پوری کرتا ہے۔ اس طرح سے یہ سیارہ قمر کے بعد ہمارا ہمسایہ اقرب ہے اور گوکہ وہ چوٹا سا ہے۔ مگر جب گردش کرتا ہوا ہمارے قریب پہنچتا ہے تو چٹے درجہ کے ستارہ کی مانند روشن نظر آتا ہے۔

### (ب) متعلق بہ علم الارض

کوہ آتش فشان جبکو اس وقت تک سب لوگ پہاڑ خیال کرتے ہیں۔ ایک اطالین عالم طبقات الارض لکھتا ہے کہ وہ دراصل پہاڑ نہیں ہیں بلکہ زمین کا اندرونی مادہ حرارت پا کر پہلے زمین میں ایک سوراخ پیدا کر لیتا ہے اور پھر اس سوراخ سے لاوا (ایک قسم کا مادہ) نکل نکل کر باہر جمع ہوتا جاتا ہے اور امتداد زمانہ کے ساتھ بتدریج پہاڑ بن جاتا ہے مگر وہ اصلی سوراخ جبکو کرپٹر کہتے ہیں۔ بھڑ حال قائم رہتا ہے۔

دنیا کے موجودہ آتش فشان پہاڑ جو اس وقت تک معلوم ہوئے ہیں ۷۶۲ ہیں جن میں ۷۴ جاری ہیں یعنی اون میں سے مادہ لاوا نکلتا رہتا ہے۔ امریکہ میں ۸۰۔ ایشیا میں ۲۴۔ افریقہ میں ۲۰۔ جاوا میں ۱۰۵۔ اور نیوزیلینڈ میں صرف ۱۷ میل کے رقبہ کے اندر ۱۳۳ پہاڑ اس قسم کے موجود ہیں۔

### (ج) متعلق بہ علم نباتات

سونے والے درخت۔ علم نباتات کے ماہرین کو معلوم ہے کہ اکثر درخت اس قسم کے ہیں جنکی حالت رات کو بالکل سونے کے مشابہ ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے پتوں کو سیکڑ کر گلیان بند کر دیتے اور نیچے کی طرف جھک جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا اونگھ رہے ہیں۔ تحقیقات سے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ قدرت نے اس تبدیل حالت سے اونکے لئے یہ فائدہ رکھا ہے کہ وہ

ضرورت سے زیادہ نمی جذب نہیں کر سکتے کیونکہ اگر اونکے پتے اور پھولوں کی پنکھڑیاں کسلی زمین تو اونپر شبنم زیادہ پڑے اور دیر تک ٹھہرے جس سے اونکے نشوونما کو نقصان پہونچے۔

سمندری گھاس سے اب ملک فرانس میں کاغذ بننا شروع ہو گیا ہے اور بعض کارخانوں میں ایسا عمدہ چمکتا کاغذ تیار ہوتا ہے کہ وہ شیشی کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔

## کارآمد معلومات

یہ ثابت ہو گیا ہے کہ بائیس کل پر پندرہ میل تک ورزش کرنے میں بہ نسبت تین میل پیادہ لٹنے کے کم مشقت پڑتی ہے۔

یہ حساب لگایا گیا ہے کہ اگر دنیا کے کل سمندرون کا پانی خشک ہو کر انحرات بن کر اڑ جاوے تو قدر تک باقی رہے گا کہ ۵۰ لاکھ میل تک سطح زمین پر اوسکی تہ ایک میل موٹی چڑھ سکتی ہے۔

دنیا میں ۷ اودھات سونے سے زیادہ قیمتی ہیں۔

ساری دنیا میں سب ملکوں سے زیادہ طویل العمر لوگ اس وقت سرویا (صوبہ ٹرکی) میں پائے تے ہیں۔ اس چھوٹے سے صوبہ میں جسکی آبادی ۱۴ لاکھ سے کم ہے ۵۷۵۔ اشخاص ایسے بلی عمر تلوار برس سے زیادہ ہے۔ اسکے بعد آئر لینڈ کا نمبر ہے جہاں کہ ایسے لوگوں کی تعداد ۵۷۵

لیکن اوسکی آبادی صوبہ سرویا سے بہت زائد ہے۔ ملک اسپین میں ایک کروڑ ۷ لاکھ کی آبادی

۴۰۔ اور فرانس میں ۴۰ کروڑ ۸۰ لاکھ کی آبادی میں ۲۱۳۔ اشخاص میں جبکی عمر تلو سال سے تجاوز

۷۔ انگلینڈ اسکاٹ لینڈ اور ویس میں ۱۹۲۔ اور جرمنی میں صرف ۸۷۰ میں باوجودیکہ جرمنی کی آبادی

ہے پانچ کروڑ ہے۔ ملک ناروے میں ۲۵ لاکھ کی آبادی میں ۲۳۰۔ اور سوئیڈن میں ۵۰ لاکھ

دی میں صرف ۲۰۔ ایسے طویل العمر آدمی موجود ہیں۔ ڈنمارک میں اونکی تعداد صرف ۲ ہے اور سوئیڈن میں

ایک شخص بھی صد سالہ عمر کا نہیں ہے۔

ملک بویرامین نپل بنانے کے ۲۴ کارخانے ہیں جن میں سے ۲۳ حرفت ایک شہر نیور برگ میں ہیں ان کارخانوں میں ۸۰۰۰ سے لیکر ۱۰۰۰۰ تک آدمی کام کرتے ہیں اور ہر ہفتہ ۴۴ لاکھ سیاہ اور رنگین نپلین تیار ہوتی ہیں۔

بند مکان میں کوئلہ کی آگ جلا کر سونا سخت مضبوط بلکہ باعث خطرہ جان ہے۔ فی الحال بری میں ایک بڑا دروازا حادثہ اسی غفلت کی وجہ سے وقوع میں آیا۔ دو مسلمان میان بی بی قوم کے خوجے جنگلی شادی کو ایک مہینہ بھی نہ ہوا تھا اپنے مکان میں جلتے کوئلے چوڑ کر سو گئے اور ایک کھڑکی جس سے ہوا کا گذر ہوتا تھا بند کر لی۔ صبح کو دونوں مرد مئے۔ ڈاکٹر کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ دونوں کی موت کوئلہ سے کاربن گیس (ایک قسم کی زہریلی ہوا) پیدا ہونے کی وجہ سے وقوع میں آئی۔ طبی قاعدہ سے بند مکان میں کوئلہ جلانے سے یہ ہوتا ہے کہ اس مکان میں جب قدر آکسیجن (زہرا سے لطیف) موجود ہوتی ہے وہ جلتی ہے۔ تازہ آکسیجن جو زندگی کے لیے ضرور ہے دروازہ بند ہونے کے سبب سے اندر نہیں آسکتی اور بجائے اس کے کوئلہ سے کاربن پیدا ہوتی ہے جو ایک زہر اور انسان کو لیے باعث ہلاکت ہے۔

ایک ہندوستانی ڈاکٹر کی رائے ہے کہ جو لوگ بدن میں تیل مکر غسل کرتے ہیں وہ طاعون محفوظ رہتے ہیں۔

روس میں ایک ایسی جگہ ہے جہاں حرفت عورتیں ہی رہتی ہیں۔ عورتیں ہی یہاں سب چیزیں عورتیں ہی جسٹریٹ۔ عورتیں ہی پولیس۔ عورتیں ہی سوداگر۔ عورتیں ہی کاشتکار۔ عورتیں ہی مندر۔ عورتیں ہی کاریگر۔

ایجاد و اختراع۔ صنعت و حرفت وغیرہ

گھلتے میں ایک باہر دلفشور حکیم نے پانی پر چلنے والی بائیسکل ایجاد کی ہے جسکی جانچ بہت

سہریا گئے لنگاپر ہوئی۔

امریکہ میں اب مصنوعی موتی بنانے کے فن میں بڑی ترقی ہو رہی ہے۔ کانچ یا اور دوسری چیزوں کے بنے ہوئے موتی ایک خاص ترکیب سے تازہ پیسٹوں کے اندر رکھ دئے جاتے ہیں چوبیسینہ کے عرصہ کے بعد اونپر ایک جگہ راجکتی چہرہ جاتی ہے اور خاصہ اصلی شکل کا موتی بن جاتا ہے۔ ایک امریکن موجد نے ایک نئی قسم کی توپ ایجاد کی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اس جدید صیقلی کے لیے نہایت عمدہ ہوگی یہ جدید توپ بیس میل سے ایک ہزار میل تک گولہ چلا سکتی ہے اور شخص نہایت سبکی سے گولہ چلا سکتا ہے اور اسکی جان کا کوئی خوف نہوگا اور جس مقام پر گولہ جائیگا وہاں معلوم ہی نہوگا کہ کس جانب سے آتا ہے۔

ہمارا صاحب گوالیار نے دونوں جوان ہندوستانیوں کو حرفتی فنون کے سیکھنے کے لیے جاپان بھیجا ہے۔ ان میں سے ایک نے معدنیات کو اپنا سبک طوق کر لیا ہے اور دوسرا کسٹری کی تعلیم کے لیے ٹوکیو کے شاہی دارالعلوم میں داخل ہوا ہے یہ شیشہ سازی کا فن سبکیگا۔ پنچٹھ میں ایک علیحدہ لینیورسٹی قائم کرنیکی سرگرم کوشش ہو رہی ہے جس میں تجارتی علوم کی اعلیٰ ڈگریاں دی جائیں گی۔ اسکے لیے ۳۵ لاکھ روپیہ جمع کیا جائیگا۔ مسٹر چیمبرلین کی رائے ہے کہ ترقی تجارت کے لیے اسکی بجد ضرورت ہے۔

دہلی میں ایک ٹیکنیکل اسکول (مدرسہ صنعت و حرفت) جاری ہوئی والا ہے جس سے امید کی جاتی ہے کہ ملک کو بڑا نفع پہونچے گا۔

### متفرق علمی نوٹس نصیحت وغیرہ

لکھنؤ کے ڈاکٹر صاحب نے چہرہ سات برس کی تحقیقات کے بعد اس امر کو بخوبی ثابت کر لیا ہے کہ بودہ مذہب کا پیشوا گوتم بودہ جو حضرت عیسیٰ سے ۵۵۷ برس پہلے گذرا ہے نیپال کی ترائی



میں پیدا ہوا تھا۔ صاحب موصوف نے راجہ اشوک کے دو فرماں جو پٹیر یا اورنگزیب کے سبکی مستوفیوں پر لکھے ہیں زبان میں کندہ ہیں پائے جو شہرہ کے کندہ کوٹھڑیوں میں یہ دونوں ستون تراشی نیپال میں واقع ہیں اور ان مقامات کے قریب زمین کو دہنے سے بہت سی متبرک چیزیں لودہ کی دستاب ہوئیں۔

انگلستان میں علم کی یہ قدر ہے کہ لارڈ رابرٹس صاحب سابق کمانڈر انچیف کی کتاب (۴۱ سالہ ملازمت ہند) سال بھرتی ۴۲ بار چپ چکی ہے اور اب تک اس کی ڈیڑھ لاکھ (۱۸۰۰۰) بار جاری ہے۔

لارڈ کرزن کی جدید کتاب تفسیر شائع ہوئی والی ہے جس میں حالات سفر کشمیر و افغانستان و چین و ہمارا راجہ صاحب بنارس نے بڑی فیاضی سے پورٹ آف ٹرسٹیان ہندو کالج بنارس کو ایک قطعہ اراضی دی ہے تاکہ اس پر کتب خانہ اور لبریری بنائی جاوے۔

اہل ایران کے لیے یہ امر غریب بات کے قابل ہے کہ اس سال امتحان بی۔ اے میں ایک لڑائی طالب علم نزا عبدالحسین خان کاشانی تمام بی بی پریسیڈنسی میں اول درجہ میں پاس ہوئے و اگر کیا داتا تہذیب ایم۔ بی جنہوں نے حال میں کلکتہ میں تفسیر مختلف مشرقی و مغربی زبانیں جانتے تھے۔ انگریزی فارسی لاطینی فرانسیسی اردو میں ان کی معلومات عالمانہ تھی۔

مولوی رفیع الدین صاحب ساکن پونہ حال مقیم لنڈن نے رسالہ نینٹینٹہ پنچوری میں ایک اعلیٰ درجہ کا مضمون شائع کیا ہے جس میں انہوں نے محمد بن یونیورسٹی کے قیام اور فائدے کی تائید میں دلائل رائے دی ہے۔

انگلستان کے اکثر عالی حوصلہ اور خوش فہم عیسائی بھی محمد بن یونیورسٹی کے موافق ہیں۔ گورنر مدراس نے اپنی ایک اسپچ کے دوران میں بیان کیا کہ ہندوستان کی یونیورسٹیوں کے موجودہ طریقہ تعلیم سے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوتی ان کی رائے ہے کہ نصاب تعلیم بدل جائے اس سے بھی محمد بن یونیورسٹی قائم کیے جانے کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

## قیمتی باتیں

- ۱- پروردگار عالم کو پہچاننا اور اس کے حق کی نگاہ رکھنا اور اس کی طرہ رجوع لانا سب سے مقدم امر ہے۔
- ۲- نورِ حقیقی وہ ہے جس کا ہر جہاں ظہور ہے اور جس کی جانب ہر ایک کو رجوع ہے۔
- ۳- نور کی حقیقت سے وہ عالم نہیں ہو سکتے ہیں جو اسباب ظاہری کو دیکھتے ہیں کیونکہ لازماً پنهان پائے کو یہ ظلمت ہے۔
- ۴- جو ہر وہ ہے جو قائم بالذات ہے اور عرض وہ ہے جو قائم بالغیر ہے جو اس کی حقیقت کو سمجھ وہ انسان کا شرفِ یاد ہے۔
- ۵- واجب التسلیم یہ امر ہے کہ خدا برحق ہے اور حاضر و ناظر اور محافظ ہر ایک کے جسم و جان کا ہے۔
- ۶- حق کے سوا سب دوسرے کو سیدہ مت کر کے ایک وہ جادو دانی اور سب فانی ہے۔
- ۷- حاکم حقیقی کے حکم میں ہرگز خطا نہیں۔ اور اس کے دربار میں سفارش کی جانیں کہ وہ خود عادل و عظیم عالم الغیب غرض کہ جملہ صفات سے موصوف ہے۔
- ۸- پیر ہو یا فقیر - مرشد ہو یا مشیر سب ہی محتاج اور پروردگار عالم کی نعمت کے خواستگار ہیں۔

## نصیحت

<p>بڑھے یہ عمر جہاں تک اوسیقہ ہے کم مگر یہ حسرت و افسوس ہے کہ عمر گران اگرچہ پھول ہے دلہند و لہرِ افروش رُو نہیں بیان کی حاجت کہ یہ فانی دہر چلی ہے بادِ بہاری وہ کونسی کہ خزان اگر تمام ممالک زمین کے پائے تو تو سب عروج ہے یہ بلبلہ ہے پانی کا</p>	<p>سہے ہر اک کو درازی عمر کا ہی غم نہیں ہمیشہ کوئی دم کے ہیں بیان مہمان نہیں ہمیشہ مگر اس جہاں میں اس کی بو چپی نہیں کہ یہ ہے مارِ استین پڑ پھر نہ لے بعد میں اس کے جہاں میں اپنا نشان ہر ایک ملک کے حاکم پر غالب آئے تو اُبھرتا اور ہے مٹتا جو آن آن میں آ</p>
--	---

<p>لگانہ دل کو تو اس کا روان سراپہ صفی  ہمیشہ سایہ کی مانند موت ہے درپے  وہاں تو کام نہ کچھ لن ترانی آتی ہے  عمل کو پوچتے ہیں وہاں ریا کا کام نہیں  نجات ہے تو اسی میں ہے بل نشان ہر جا  اوٹھانیا زکا ہاتھ اوسکے درپہ بھر نیاز  اگرچہ پند بہت کارگر مگر ہے وہاں  سخن سے چلے محل دیکھو امتحان کرو</p>	<p>کہ گھر بنائے مسافر نہ راستے پہ کبھی  نہ پھول پاسپہ کہ اب وقت کا مرانی ہے  خودی طرانی نمائش نہ اوسکو ہباتی ہے  نہ بود ہے نہ نمائش غرض کا نام نہیں  ادب سے لب پہ لگا ٹھہرے زبان ہو جلا  وہ بے نیاز تو ہے۔ ہے مگر غریب نواز  کھلا ہے گوش ارادت پے سماع جہان  اگر ہے قابل نکتہ تو پھر ہیان کرو</p>
--	---

### یادگاری واقعات

اگرچہ ۹۸ء کو لوگ عموماً بڑا بھلا کہہ رہے ہیں مگر اوسکا اخیر مہینہ (دسمبر) تو ایسی خوشی خورمی اور  
خیر و خوبی سے گزرا ہے کہ ہلکا انگلستان کے مشہور شاعر شیکسپیر کے ساتھ ہمزبان ہو کر بیسنتہ بھی کہ  
پڑتا ہے کہ ”جب کا انجام ہوا چا اوسے اچھا سمجھو“

اس مہینہ میں کرسمس ڈے (بڑے دن) کی مہرجوش خوشی اور سرت جو ہمارے عیسائی دوستوں  
کو ہوا کرتی ہے اوسکو جانے دیجئے کیونکہ وہ تو ۱۹ سو برس کی مادمت سے ایک قومی تقریب بنکر اونکی  
لائف کا جزو لاینفک ہو گئی ہے مگر دوسری تقریبات پر نظر ڈالئے جو ہمارے بعض ولایان ملک کی  
مسند نشینی اور عطاے خطابات کے متعلق اور مختلف قومی جلسوں کی صورت میں ظہور پذیر ہو رہی ہیں  
تو بے اختیار بھی کہنا پڑیگا کہ ۹۸ء کا ماہ دسمبر ایسا گدرا ہے جو صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیگا۔  
ان تقریبات اور جشنوں کے تفصیلی حالات کی نغمہ سرانجام تو ہمارے ملکی اخبار دل کمول کر کر چکے ہیں  
اسلئے ہم صرف مجملاً اوسکا ذکر کریں گے۔

تاریخ ۳ دسمبر کو بالن پور میں ایک بڑا عظیم الشان دربار ہوا جس میں ہر ہائس فوٹاب شیر محمد خان

صاحب بہادر کی رسم عطا سے خطاب جی سی۔ آئی۔ اے بی۔ خود حضور لارڈ سینٹ ہرٹ کو زنجبلی نے  
 مع استمات کے پالن پور شریف لاکر یہ نفس نفیس اور فرامی جناب مختتم ایہ نے خود اپنے دست مبارک  
 سے حضور نواب صاحب کو ملائی ہار پہنایا اور کشتہ احمد آباد نے تحفہ زیب تن کیا۔ اس جلسہ میں بیشمار یورپین  
 ولیدی صاحبان دو بیسی روساؤں و شرف نامہ چوتھے۔ یہ ریاست ہمیشہ سے مہمان نوازی میں مشہور ہے اس  
 موقع پر بھی کوئی دقیقہ خاطر موضوع مہمانان میں فرو گذاشت نہیں ہوا۔ نواب صاحب ایک رحمدل دیندار بخشنی  
 اور رعایا پر درویش ہیں۔ انکی ہر روزگری کی یہ بین دلیل ہے کہ اس اعزاز کی خوشی میں ریاست کے مختلف  
 قوم اور فرقہ کے لوگوں نے اظہار دست میں متعدد جلسے کیے اور تہنیت نامی گناہے جبکہ جواب حضور معلی  
 کی طرف سے دیوان ریاست اور میرٹھی سید گلاب میمان صاحب نے نہایت فصاحت سے دیا۔  
 تاریخ ۱۴ ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ کو تلام میں جناب کرنیل بار صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے ایک خاص  
 رہبر منتقد گورنر صاحب حضور کا مصلحہ کی طرف سے ریاست کے کلی اختیارات مہاراجہ بھجن سنگھ جی  
 صاحب کو عطا فرمائے۔ مہاراجہ صاحب موصوفہ راجہ کمار کالج کے تعلیم یافتہ ہیں اور ہندی و انگریزی  
 بن کامل استعداد رکھتے ہیں۔

۱۵ ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ کو افتخار السعدین کی تاریخ قحی۔ اور جبکہ فرید کوٹ میں جلندہر کے کشتہ شہر میں  
 احب نہرائس مہاراجہ بالیر سنگھ بہادر کی رسم سنہ نشینی گورنٹ کی طرف سے ایک غلیظ الشان  
 بار میں ادا کر رہے تھے جس میں مہاراجہ صاحب پٹیلہ۔ رانا صاحب دہلی پور۔ کنوئری ریخت سنگھ جی  
 احب مشہور کرکٹر شریک تھے اور ہر ملک راجہ تانہ کی ریاست بیگانہ میں حضور شہر ٹنڈیل صاحب  
 ایجنٹ گورنر جنرل بہادر ریاست سے راجہ تانہ مہاراجہ دہراج سری گنگا سنگھ جی صاحب کو  
 ست بیگانہ کی گدی پر سنہ نشین اور سرکار انگلشیہ کی طرف سے کامل اختیارات تفویض  
 ہے تھے۔ یہ دونوں نوجوان تعلیم یافتہ بہادر مغز رئیس ہیں جنکی ذات سے امید ہے کہ رعایا  
 بڑی آسائش ملیگی اور تہرسم کا فائدہ پہونچے گا۔

اسی دسمبر کے اول ہفتہ میں آئریل سٹر اسٹریچ کے عہدہ چیف جسطی مائیکورٹ الہ آباد پر رونق افروز ہوئی  
کو بھی خواہان قوم محمد کاج اعلیٰ گڑھ کے حق میں ایک نیک فال سمجھتے ہیں کیونکہ صاحب موصوف کو  
مدرسہ کے ساتھ ہمیشہ سے خالص بہردی اور دلچسپی ہے۔

اسی مہینہ کے اخیر ہفتہ میں کلکتہ میں ہمارے ملک کے اکثر دوسائے نامدار و امرا سے باوقاف  
کا بڑا مجمع ہوا حضور پر نور جناب نواب صاحب والی رامپور اور مبارک صاحب کشمیر ٹیپالہ گوالیار وغیرہ  
علاوہ ایک حیدر آبادی ڈپوٹیشن ہی بھدات علیجناب نواب سرخو شید جاہ بہادر حضور نظام  
خلد اندہ ملکہ کی طرف سے لارڈ ایگن کو رخصت اور لارڈ کرن کاخیر مقدم ادا کرنے کی غرض سے کلکتہ پہنچا  
تو میبلون کے اعتبار سے ہی دسمبر کا اخیر ہفتہ یادگار رہیگا۔ ۲۸ دسمبر کو لاہور میں محمد  
ایجوکیشنل کانفرنس اور دہلی میں ویش کانفرنس کے اجلاس بڑی دھوم دھام سے شروع ہو کر  
کئی روز تک رہے۔ میرٹھ میں آریہ سماج۔ مظفر پور میں کالیستہ کانفرنس۔ اور مدراس میں  
سوشل کانفرنس اور نیشنل کانگریس کے اجلاس بڑی شد و مد سے ہوئے جن کے تفصیلی حالات  
اخبارات میں چھپ چکے ہیں۔

لیکن دنیا میں شادی و غم تو ہمیشہ پیدا ہوئے ہیں۔ فی الواقع

دین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است	زمانہ جام بدست و جنازہ برد و خوش است
-----------------------------------	--------------------------------------

اسی مہینہ میں بعض حادثات بھی ایسے جانگداز وقوع میں آئے جن سے لوگوں کے دل ہل گئے  
اگرچہ ۱۵ دسمبر کو اسے بہادر سالگ رلم سابق پوٹھان سٹریچرل مالک مغربی و شمالی کے انتقال سے  
جس قدیم صدمہ ہوا شرح تحریر میں نہیں آسکتا۔ اسے صاحب موصوف ایک بڑی مصروفی فیکر ہو کر  
آدی تو جنگی ذات سے ہزار ہا لوگ فیضیاد تھے وہ جوگ فلاسفی میں صاحب کمال تھے اور مولانا  
روم کی مثنوی شریف کو گو گو ما دونوں نے اپنا تصوفی کوڑو دستور العمل بنا کر ساتا انہوں نے پھر فلانی  
پبلک خدمات میں شہرت اور مذہب حال کی تہی بلکہ فی الواقع صد ہا تعلیمی و فنی پرورش و تربیت کی عمدہ نمائندگی کرتی رہی

چنانچہ اس وقت تک اوکے ہزار ہا چیلے اور مرید بڑے بڑے عمدہ فرشتہ نازین۔ اونہوں نے ملازمت سے کنارہ کر کے عزت نشینی اختیار کی تھی اور ہر وقت سادہ ہون کی صحبت رہتی تھی اور اپنی آمدنی اور پنشن کا روپیہ انہی لوگوں میں صرف کرتے تھے۔ ایسے لوگ اب کہاں پیدا ہوتے ہیں انہی کی نسبت تو حکیم سنائی کے مشہور قطعہ کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

قرن ہا یا بد کہ تائیک کو دے از لطف طبع	عقل کامل شود یا فاضل صاحب سخن
--	-------------------------------

ادمبر کو مہاراجہ سر لکھنؤ شہنشاہ بہادر والی درہنگہ نے قصا کی جو بنگال میں ایک بڑے نمائندانی فیاض اور خداترس رئیس تھے۔ آپ کا تعلق اس خاندان سے تھا جس کے بزرگ نامی ہمیش نے شاہنشاہ اکبر کے عہد میں درہنگہ راج اور راجہ کا خطاب حاصل کیا تھا۔ آپ نے رفادہ عام کے میں کروڑ ہا روپیہ صرف کئے۔ کلکتہ کے اخبار اسٹیمین نے بالکل سچ لکھا ہے کہ دہندوستان بڑا مہاری رئیس اور اہل ملک کا ایک نمائندہ محب قوم اس جہان سے جلدیائے مہاراجہ صاحب کی ۴۷ سال کی تھی۔ اوکے پبلک کام ہمیشہ اوکے نام کو زندہ رکھینگے۔

برین روان زبردنوشتہ اند بہ زر	اکہ جز نکوی اہل کم نخواستہ ماند
-------------------------------	---------------------------------

رکے لاڈلوشپ گورنمنٹ ہند کے فنانس سکریٹری مسٹر اسٹیفن جیکپ۔ اور بکسی کے پارسیوں کے انہنشاہی کے دستور منظم شمس العلما پستن جی بہرام جی سنجانی کی اموات بھی اس مہینہ کو جاگداز حداثات سے ہیں ایڈیٹر

## یلولو ۱۔ کتاب بحران حیات

یہ کتاب ازالمہ فیضہ وبائی میں حکیم اصغر علی صاحب کی تالیف ہے جو فیروز آباد کے مشہور حکیم میر علی بیجا حرم کے ہیں۔ ہندوستان میں ہر سال اس کمبخت مودی مرض میں ہزار ہا ہندوگان خدا مبتلا ہوتے ہیں جن میں بچ اوقات ۷۰-۸۰ فیصدی تک جہان بوج ہو جاتے ہیں۔ مولف نے اس کتاب کو نہایت سلیس اردو ماہرے اور عرصہ کے اقتراح۔ علامات و اسباب۔ و علاج کو میان نہایت شرح و بسط کے ساتھ صواب اصول

یونانی کیا ہے اور جاہا اہل بائے تقدس کے اقوال کا حوالہ بھی دیدیا ہے۔ حفظاً تا قدم کے طریق پر مصلحت  
 ہوائی کیا ہے کیلئے وہ وہ سہل اور آسان تدبیریں بتلائی ہیں کہ اگر ادنیٰ عمل کیا جاوے تو ہزار ما جانیں اس  
 مسلک مرض سے محفوظ رہ سکتی ہیں یہ کتاب مطبع حینی اگرہ میں بہت صاف اور واضح ۱۴۴۲ھ صفحہ پرچہ ہے  
 قیمت ۱۰۔ موصولہ اک اگر کتاب کی خوبی اور فائدے کے لحاظ سے بائبل کم ہے۔ درخواست کرنے پر  
 مولف سے ونیز دفتر ادیب سے مل سکتی ہے۔

## ۲۔ رسالہ بصائر

یہ ایک ماہواری اسلامی رسالہ ہے جو دفتر فلکی اینڈ ٹرن جاول منٹائی چوک کانپور سے باہتمام مولوی  
 بقا حسین خان فلکی منجم عالیہا بھی شائع ہوتا ہے۔ اس کے مقاصد یہ ہیں :- اسلامی فرقوں کے باہمی نزاعات  
 کو شاید عنوان سے دو کیرٹان کو ترقی کی شاہراہ پر لگانا۔ صنعت و حرفت کی ضرورت پر بحث کرنا  
 اور اس کے مفید تدابیر بتلانا۔ کیمیا احرار اق تصفید۔ خضاب۔ تریاق۔ عروق وغیرہ کی نادر ترکیبیں  
 بتلانا۔ عملیات و تعمیرات و فلکیات یعنی تاثیر کو اکب وغیرہ کے مفید ہونے پر بحث کرنا اور اس امر کا  
 اظہار کہ شریعت اسکی کمان تک اجازت دیتی ہے اور جو بڑے شعبہ باز فقیرین نے اسے  
 درجہ خطا سمجھ کر کیا ہے۔

قطعات و نام تاریخ ولادت و تعميرات و تصنیفات و وفات و مقابر و مساجد بھی فرمائش  
 درج ہوتے ہیں۔

ابتدای نمبر میں دو بشتائیں درج ہیں اول یہ کہ ندوۃ العلماء کے ساتھ۔ سید المصطفیٰ  
 بشارت دوم تفسیر جمیع و سلاطین اسلام سے متعلق ہے۔ اخیر کے دو صفحہ میں  
 کے بعض نو مسلمین کے مختصر حالات تحریر ہیں۔ رسالہ کی قیمت عشر رسالہ ہے فقط

# محاصرہ طرای

المعروف بہ

الید

مصنفة

ہوم ملک الشعرای یونان

دنیا میں شاید کوئی عالم ایسا ہوگا جو یونان کے نامور  
شاعر ہومر یا اودیرس کے نام سے واقف نہ ہو اسکی  
تصنیف کردہ کتب الید و اودیسے کو باوجود تین ہزار برس  
گزر جانے کے اہل علم تک بڑی قدر و وقعت کی نگاہ سے  
دیکھتے ہیں۔ یورپ میں عموماً اور یونان میں خصوصاً اعلیٰ  
اور بے و تابیج کی ماضی کی کتابیں خیال کیجائی ہیں اور جو  
شخص انکے اعلیٰ مضامین سے ناواقف ہوتا ہے۔  
عالم اور یورپ کے نزدیک بالکل جاہل خیال کیا جاتا ہے  
اسکندر اعظم سفرِ قصہ میں ہر وقت انکی ایک جگہ سے کہ  
پورا غماظ الیل نے اسکے ہاتھ سے لے کر دیا تھا اب  
مکمل و مرقع سند و قچہ میں جو اسے ایران کی غنائم سے  
پامایا تھا اس پر اس کا کرتا تھا۔ اس وقت شاید دنیا کی کوئی  
زبان ایسی نہیں ہے جس میں ان کا جواب کتب کا ترجمہ چکا ہو  
مگر افسوس ہے کہ ہماری زبان اردو و ہندوستان کی تاریخ و  
ذخیرہ علمی سے محروم تھی لہذا خاکسار اس کی کوششوں  
کر کر کوشش کی اور تین سو نہایت سلیس و جامع اور زبان  
میں الید کا ترجمہ کیا جو اس میں علاوہ نفسِ قصہ کو ہومر

کی سوانح عمری اور اسکی کتابوں کی مفصل کیفیت۔ قدیم  
یونانیوں کی طرز معاشرت اور انکی اعتقاد کی حقیقت۔  
یونانوں کے عجیب غریب حالات۔ رزم و ہزم کو مفصل بیانات  
اشاعت اسلام قبل کو توہمات اور سلطنت روم کی قدیم  
عالم کو تین ہزار برس قبل کے تاریخی معاملات بڑی سبب  
اور عمدگی و دلچسپی کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ یونانی عباد اور  
اور انکی دینوں کی بہت سی تصاویر جو اس کتاب میں درج کی گئی  
ہیں بہت عجیب و غریب اور قابل دید ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں  
کہ اہل ملک اس نایاب و لا جواب کتاب کو معافہ فیا کر  
خط و افادہ لطف کا حاصل فرمائیں۔ قیمت باجوہ فضیلت اور دلچسپی  
کو عرف عہد علم و خصوصاً انکے مقررین تمام فضائیں خدمت میں  
جذاب مہم صاحب مطبعہ مفید عام اگر بہت جلد وصول ہونی چاہئے  
المشہر محمد باسط علی خان ولد مولوی احمد خان صوفی

اشتہار

الاسلام الہ آباد

یہ اسلامی زمانہ الہ آباد سے در انگریزی سینہ کی ۵۲ تاریخ کو  
اشاعت ہوتا ہے۔ انجمن اسلامی خیر و کمال و کشورِ موعظ علامہ بن خلیفہ  
کی معتبر تاریخ کا اردو ترجمہ اور شاہ عالم کی سوانح بھی بعض غیر  
جدا گانہ اشاعت ہو چکی ہیں۔ مسلمانوں کو ترقی اور منزل کے اسباب ظاہر  
کر کر قوم کو اسباب ترقی کی طرف متوجہ کرنا اور مخالفین اسلام کے  
اعترافات کا جواب دینا بھی اسکو مقاصد میں داخل ہے۔ قیمت  
مع محصول انکے صرف عہد سالہ مقررین شخصی حاجید میں صاحب  
مالک سالہ کو دفعہ است کر پڑھنا اور انکے جاری ہو سکتا ہے۔



## توسیع اشاعت ادیب

جو صاحب اس خیال سے کہ ایسے عظیم الشان کام کی کامیابی کل افراد قوم و ملک کی قوت متحدہ پر منحصر ہے ادیب کی اعانت فرما کر خریدار جم ہو چاویں گے اور ان کے نامی شکر یہ کہ ساتھ بطور محبان قوم و معاونان رسالہ کے درج کئے جاویں گے۔

## ملک کے مشہور مضامین نگار

جو مضامین ادیب کے لئے عنایت فرماویں گے وہ شکر یہ کے ساتھ طبع کئے جاویں گے۔ اگر کوئی صاحب کسی خاص مضمون کر لئے نقد معاوضہ چاہیں گے وہ بھی مضمون کی حیثیت اور عمدگی کے لحاظ سے ادیب کی طرف سے پیشکش کیا جاسیگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ مضمون کسی دوسرے اخبار یا رسالہ میں ان کی طرف سے شائع نہ ہوا معاوضہ کا تصفیہ پریوسٹ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے۔

## مصنفون اور مطبع والن کو مژدہ

ادیب کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ ملک میں قابل قدر کتابوں کی اشاعت میں کامل مدد دیاوے تاکہ بجائے گندہ ناو لون اور فضول قصے کہانیوں

کے اردو خوان پبلک میں علم ادب - تاریخ - علوم و فنون کی کتابوں کے مطالعہ کا عام شوق پیدا ہو سکے جو صاحب ہر کو کسی جدید تصنیف یا تالیف سے اطلاع دینگے ہم اس کی اشاعت میں بشتر طیکہ و قابل قدر بہرہ دے مدد دینگے۔

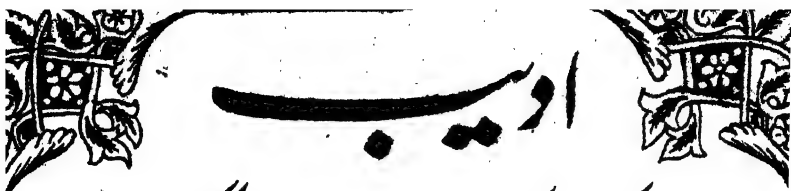
## تاجرون کو اطلاع

ادیب میں تجارتی اشتہارات بھی چھپ سکتے ہیں اور چھپے ہوئے اشتہارات بھی اس کے ساتھ تقسیم ہو سکتے ہیں بشتر طیکہ وہ تہذیب کے دائرہ سے خارج نہ ہوں۔ اجرت کا تصفیہ باہمی ہو سکتا ہے۔

## معمروں کے لئے

ادیب کا پہلا نمبر بعض معصرون سباد لئے روانہ کیا جاتا ہے اگر ان اپنے پرچے روانہ فرماوین درجہ غیر حاضری معانت ہو فقط





# ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر	بابت ماہ فروری ۱۹۹۹ء	جلد
ہفتہ مضامین		

۴۷	ادب کی تمدنی - - - - - از ایڈیٹر	۱۔ (الف) متعلق: علمِ تربیت - کیا جاننا اور مرنا؟
۴۹	۱۔ نیچر آفریش عالم نمبر ۲ - آگ شمس المسلمانی	۲۔ (ب) - نباتات - وحشت قہر ۴۵
۵۲	۲۔ ترویجِ عارفانہ - حسین خان فکلی	۳۔ (ج) - حیوانات - پانی، سینگ ۴۶
۵۴	۱۔ انجیل پر مبنی کفر - - - - -	۴۔ (د) - ایجاد و اختراع - صنعت و حرفت و غیرہ ۴۷
۵۶	۲۔ فلسفہ مذہب - - - - - اور ایک	۵۔ (هـ) - متفرق علمی موضوعات و غیرہ ۴۸
۶۳	۱۔ اشعار از نگین و فرحہ موسوی سیدہ امجد علی شہری	۶۔ (و) - یادگاری واقعات - - - - - ۸۰
۶۸	۲۔ الروح والروح - شاہ عبدالکبیر ابوالعلائی	۷۔ (ز) - کتاب فلسفہ اشغال - ۸۱
۷۸	۱۔ پوری - - - - -	۸۔ (ح) - رسالہ لطواریف - ۸۲
۷۹	۲۔ سرگلیہ استون کی زندگی کے بعض پسچالات - ایڈیٹر	۹۔ (ط) - زیر نگین - ۸۳
۸۲	۳۔ دلچسپ و مفید نکات - ترجمہ و مختصر ایڈیٹر	۱۰۔ (ث) - ادب کی نسبت عام باتیں - ۸۴

زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکبر آبادی

سناٹا نہ کلکتہ یونیورسٹی  
 مطبع مقید عام اگر ہر مین پانچ تمام محکمہ علی خان صوفی چھپکر  
 مقام فیروز آباد ضلع اگرہے شالچہ

# مقاصد

دیب جو ہندوستان بہرین اپنی خاص طرز کا ایک باگلی جدید  
ملی میگزین ہے جو ہر ماہ کا غدار چاس صفحہ پر مہینے میں ایک بار شائع ہوا  
یہ ایک ذہنی کاملاً سہولت بخشت نہ کہیں بھی کیونکہ وہ اخبارات  
کے لیے موزوں ہیں نہ کہ ایک علمی رسالہ کیلئے۔ اور کسی علمی  
فرض یہ ہے کہ ملک میں اعلیٰ لٹریچر کا مذاق پیدا کیا جاوے اور  
غربی فلسفہ و نچل سائنس کو جو کچھ اچھا ذہب پرور ہے  
بقاؤ تھا اور کئی ترویج خود پورے مستند عالموں اور مشہور فلاسفوں  
ن تصانیف و اقوال سے کجا وے اور ناظرین کیلئے تعلیم و تہذیب  
یعنی واقعات اور کارنامہ معاملات کا ایک مفید اور چسپ ذخیرہ  
راہم ہو۔ اور کسی ترتیب میں مضامین ہندو جہ ذیل کا لکھا جائیگا  
لوہ ضرور مہینہ ہر ایک ہی پرچہ میں سب مضمون آجادیں  
۱۔ ولایت کے نامی میگزین اور رسالوں کے آرٹیکلوں کو کرتے ہیں۔  
۲۔ فلسفہ اخلاق تاریخ طب طبیات تمدن۔  
۳۔ حاشرت صنعت و حرفت تجارت کے متعلق مضامین۔  
۴۔ والیان ملک اور ہر قوم کے مشاہیر کے تذکرے۔  
۵۔ دنیا کے بڑے بڑے شہروں کی مشہور عمارتوں کا ذکر۔  
۶۔ نامور یا جو کئی سیر و سیاحت اور مختلف ملکوں کے  
اشہادوں کے رسم و رواج کے متعلق چسپ حالات۔  
۷۔ مہینے بہرے کے اخباری یا دیگر علمی واقعات۔  
۸۔ نچل نظم۔  
۹۔ کسی مضمون پر اعلیٰ لٹریچر کا نمونہ۔  
۱۰۔ نامی اور اولادوں اور رسالوں کے اعلیٰ مضامین کا اقتباس  
۱۱۔ کتب مفید و تصانیف جدید پر پریر پو۔

اس رسالہ میں علاوہ اور امور کے بعض باتیں بھی مفید و کارآمد  
ہوگی مثلاً ایک یہ کہ وہ مہینے کے آخر یا دیگر علمی واقعات و  
جو اگرچہ جہاں تمام کے ساتھ ہرچیز میں کتاب کی صورت

میں فراہم ہو کر اس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا  
حکم رکھیں گے جس کے نشان و حوالہ دینے کی ضرورت ہرگز نہ رہے  
میں ہوا کرتی جو دوسرے کہ اور کسی ایک مضمون علاوہ ولایت  
میگزین و رسائل کے ترجمہ کیے جیدہ مضامین اور دیگر نامی  
اخبارات و رسائل سے منقول ہوا کرتے ہیں اس طریقہ سے ہمارے  
ہر حصہ کے دو منتخب مضامین جو ان کی اعلیٰ درجہ کی علمی قابلیت  
محققانہ رائے اور پاکیزہ خیالات کا نتیجہ ہوتے ہیں لیکن پڑھنے  
کے بعد اخبارات و کتب کے ساتھ میری دی سے رومی کو خواہے کہ وہ  
ساتھ ہیں ہر مضمون کتاب سے نکلا اور دیب کے مضمون میں  
جسکی سالانہ جلد بندی آسانی ہوگی ہمیشہ کیلئے محفوظ رہیں گے

## ضوابط

۱۔ قیمت عام مشروٹ سے ہر حصہ ایک لکھ سالانہ یا نصف سالہ  
مقرر ہے۔ چھ ماہ سے کم مدت کیلئے بلا طلب و بغیر وصول ہوگی  
رسالہ کے کے نام جاری ہو سکیگا۔

۲۔ امر اور دوسرے عظام سے امتیازی قیمت ۵۰ سال  
رکھی گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحب نمبر ان کی شرح سے خرید  
چاہیے تو ان کی قیمتیں اسی شرح سے رسالہ بلامال و ادائیگی  
۳۔ والیان ملک سے ۵۰ سالانہ مقرر ہے۔

۴۔ کل درخواستیں مع منی آرڈر یا باجوازت و بطریق  
اس نشان سے آنی جائیں۔

سید اکبر علی اکبر آبادی ایڈیٹر رسالہ ادیب

مقام نمبر و نا باضلع گڑھ

## نوٹ

ادیب کے مضامین میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا  
کہ عبارت ایسی صاف سلیس و مفید اور گہل الفاظ  
پاک اور عام فہم ہو کہ معمولی لیاقت کے آدمی جو اردو میں  
بھی شہدہ کہتے ہیں ہر مضمون کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

# ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد ۱ بابت ماہ فروری ۱۸۹۹ء نمبر (۲)

## ادیب کی قدردانی

ادیب کو گلشنِ ہستی میں قدم رکھتے ہی گلچینانِ معانی نے جس غیر متوقع قدردانی اور شفقت کی نگاہوں سے ہاتھوں ہاتھ لیا اوس سے ہلکو قوی امید ہو گئی کہ اس کا غلِ مراد ایک قدردانِ پسند کے فیض آبیاری سے بہت جلد نشوونما پا کر سبز اور با آواز ہو گا۔ ہندوستان کے ہر حصہ کے معزز اور دو جوان پسند نے ادیب کی جو قدر کی ہے۔ وہ اخباری دنیا میں شاید پہلی نظیر ہے۔ قدردانِ خریداروں کے علاوہ ملک کے مشہور کمالِ انتشار و آزاروں۔ مصنفوں اور بعض نامور ذی وقعت اخباروں نے جو قیمتی رائے میں ادیب نسبتِ ظاہر فرمائی ہیں انہوں نے ہماری بہت اور حوصلہ کو یسیر کر دیا۔ اگر یہ کل رائے تفصیل لکھی جلاوٹ دیکھے یے شاید ادیب کا ایک پورا نمبر ہی کافی نہ ہو گا۔ اس لیے ہم نے ادب کا فخری انتخاب پرچہ نکال کر ان عزیز شکر کے ستم ایسا ہے۔ سبحان اللہ! نواب محسن الملک بہادر۔ حسان اللہ! شمس الاسلامی حافظہ خدیجہ احمد صاحب۔ ایک پندرہ سو خواجہ الطاف حسین صاحب آئی نے جن الفاظ میں اس ناچیز رسالہ کی نسبت اپنے رہنمائیات ظاہر فرمائے ہیں یہ ادنیٰ محض قدر افزائی ہے در نہ من آئم کم من داعم ادیب اپنے تئیں ہرگز قابل نہیں سمجھتا۔ بعض معزز اخباروں نے معاذ اللہ ہمدردی سے ادیب کا ریلو اپنے قیمتی صحافیین جن قدر الفاظ میں شائع فرمایا ہے وہ خاص شکر کے مستحق ہیں انہیں سب ہم معمرانِ مندرجہ ذیل کا شکر یہ ہم

تہ دل سے ادا کرتے ہیں۔

اودھ اخبار۔ روزانہ دہلی۔ چودھویں صدی۔ راجپوتانہ۔ گڑھ۔ جبل التین کلکتہ۔ ریاض الاخبار۔ سول دہلی نئی دہلی۔

میں دم۔ انیس ہند۔ نیر اعظم۔ جہل و گوہر آصفی۔ مخبر دکن۔

ناظرین کو یاد ہو گا کہ ادیب کا تجویزی اعلان ماہ دسمبر میں شائع ہوا تھا اور اس کے شائع ہونے کے کچھ دن ہی گزرے تھے کہ نہایت عجمت کے ساتھ ماہ جنوری میں پہلا نمبر چھپ کر تقسیم ہی ہو گیا۔ ہمارے بعض دوست مایوسانہ الفاظ میں ملک کی ناقدی کی صیغہ صورت پیش کر کے ہلکا پڑاتے تھے کہ ادیب کی اشاعت قبل از وقت ہے ابھی ملک میں اس قسم کا مذاق ہی پیدا نہیں ہوا۔ نوجوان تعلیم یافتہ باری رینالڈ اور ولکے گندہ نادولون اور جوہڑے قصے کسانوں پر فریفتہ ہو رہی ہے بلکہ وہ ان علمی رسالوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے والی ہے، مگر ہم اور بعض ہمارے ہم خیال یونیورسٹی کے پختہ کار گریجویٹ سی جواب دیتے تھے کہ ابھی اردو خوان ملک کے خیالات ایسی پستی کے درجہ کو نہیں پہنچے ہیں کہ ان کے لیے کوئی دماغی تفریح کا سامان مہیا کیا جائے اور وہ متوجہ نہ ہوں ان کے لیے

کوئی اعلیٰ التیج کا خوشنما اور دلچسپ باغ لگایا جائے اور وہ اس کے گلے زنگار لگ سے دامن شوق نہ بہریں۔ غرض کچھ تو اس خیال سے اور کچھ اس الزام کو رفع کرنیکی غرض سے کہ یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ مدرسہ کی تعلیم فاقہ ہو جانے کے بعد اپنے علوم محصلہ سے اپنے ملکی رہائشیوں کو فائدہ پہنچانے کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ ہمارے اند کا نام لیکر اور دل میں یہ ٹھانکر کہ ہرچہ باوجود ماکشتی درآب انداختیم ادیب کو فوراً جاری کر ہی دیا۔ ہم خدا کا ہر اہر از شکر کرتے ہیں کہ ادیب کی قدر دانی اس وقت تک جس جوش اور اشتیاق کے ساتھ ہندوؤں کے ہر حصہ کی پہلک نے کی ہے اس سے ہمارے بعض دوستوں کے مایوسانہ خیالات کی تردید ہو جائے۔ اسے کی حد سے زیادہ تائید ہوتی ہے۔ ہم یہ عام قدر دانی دیکھ کر بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر اس وقت ملک میں ادیب جیسے چار سالے ہی اور جاری ہو جاویں تو پہلک دل و جان سے ان کی قدر کرنے کو تیار ہے لیکن جیسا کہ پہلے نمبر میں ظاہر ہو چکا ہے ہر یہ ضرور کہ پہلے اپنے تئیں قابل قدر بنائیں پھر پہلک سے قدر دانی کی امید کریں یعنی فرسٹ ڈیزر

ایسٹرن ڈیزر کے قیمتی اصول کو ہمیشہ میر نظر رکھیں۔ فقط

ایڈیٹر

## نیچر (آفرینش عالم) (نمبر آگ)

ایک اعلیٰ درجہ کا لطیف اور اچوتا مضمون خاص ادیب کے لیے

ادیب کے لیے غیر برین نے مضمون نگاری اربعہ عناصر سے شروع کی ہے پہلا مضمون غصہ ہوا ہے  
کاہون دوسرا مضمون غصہ آگ پر لکھا ہوا ہے۔

سدا جلشما نے اپنی مخلوق میں اپنی صفات کی نشانیاں عجب حیرت انگیز ادا سے دکھائی ہیں  
ان ان نشانوں کو ذی نشان سمجھ کر اپنا معبود بناتا ہے۔ حقیقت تک عدم رسائی کی وجہ سے  
بنا بالکل محو ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں کی ازلی الہی کتاب وید میں آگ (گنی) کا بیان دیکھو تو تمکو معلوم  
وہ ایک نشان کبریا کی دیکھا رہی ہے۔ آدیوں کو اپنا بندہ بنا کر پوجا کر رہی ہے  
نی کی صفت سے اسکی ذات موصوف ہو رہی ہے (یہ وہ صفت ہے کہ اسدی ہی ذات سے  
میں ہے) اسکی ذات کی نسبت وہ نکلتے اور اسرا بیان ہو رہے ہیں کہ ان کے سمجھنے کے لیے  
سے اعلیٰ درجہ کی ذہانت کی ضرورت ہے۔ بیش کہ آگ میں موتو یا مسلمان ہو ایسے محل پر بولی جاتی  
جہاں ہر طرح سے کام کرنے میں برائی ہی برائی ہو۔

اب ہندوؤں کی معبود ہے اگر اس میں موتے تو ترک میں پڑے مسلمان ہو تو جہنم میں جائے۔ دونوں  
سے خرابی ہی خرابی ہے۔ آگ ہندوؤں کی ایسی معبود ہے۔

زردشتیوں کی کتابوں میں آگ نور الہی کا نامور دیکھا رہی ہے آدیوں کے سر کو اپنے آگے سجدہ میں  
ہی ہے۔ اپنی پرستش کے لیے آتش کے بنوا رہی ہے جہنم جہنم درختان و تابان ہوتی ہے  
ن آتش پرستی کے خیالات بیان کرنے میں دماغ سوزی نہیں کرونگا اور آگ کی اس قسم کی روشنائی  
کاغذ کو سیاہ کر کے جلنے کے قابل نہیں بناؤنگا۔ زمین اس قسم کے مباحث کی کشمکش میں پڑوگا

کہ ارسطو طالیس نے استقراء سے اربعہ ریاضہ عنصریہ - خاک - باد - آب - آتش - قرار دئے۔ مگر عناصر کو بسیط حالت میں کوئی نہیں دیکھ سکا۔ آتش حالت بسیط میں زمین پر معدوم اور کرہ نائین موجود۔ انسان کرہ نائین پہنچ کر کیونکر اوس کو دیکھ سکتا ہے۔

خاک حالت بسیط میں زمین کے طبقہ دلی اور طبقہ طینیہ کے نیچے بیٹی ہے تحت الثری میں جا کر اسکی زیارت ہو سکتی ہے جو انسان کے لیے ناممکن ہے۔ ہو بسیط حالت میں کرہ ہوا کے طبق سیوم میں موجود ہے انسان اگر پر لگا کے جائے تو اُسکی قدم پوسی کر سکتا ہے مگر یہ بھی ممکن نہیں۔ پانی تو کمین حالت بسیط میں رہ ہی نہیں سکتا۔ ارسطو کے نزدیک ان چاروں عنصروں کا مولد ایک ہی ہے مگر محققین زمانہ حال آگ کو ہی پوسے سے خالی جانتے ہیں اور اسکو بادی نہیں مانتے حرکت سے کتے ہیں کہ حرارت پیدا ہوتی ہے آگ بھی اس حرارت کی ایک کیفیت ہے۔ ان مباحث فلسفیانہ میں ہر گناہ سخن گرم کرنے سے مجھے اندیشہ ہے کہ قلم دیاسلائی بہت کمیرے ہاتھ کو نہ جلائے۔ یہ وہ مباحث ہیں کہ اگر انکو جھپڑے تو مضمون کہی ختم ہو۔ انکی گری سے ایسا یقین قرار ہو کہ کہی سوئے نہیں میں آگ کی نسبت چٹ صاف صاف باتیں عام فہم لکھتا ہوں۔

آگ عجب نامبارک اولاد ہے پیدا ہوتے ہی مایا ہوں کو کما جاتی ہے جن لکڑیوں کے زناشوئی سے پیدا ہوتی ہے۔ انہیں کو جلا کر خاک کر دیتی ہے ادھ آپ مابا پ کو مار کر زندہ رہتی ہے مان تو اس کے پیدا ہوتے ہی مر جاتی ہے افساسکی پرورش نہیں کرتی جیسے اور مائیں کیا کرتی ہیں مگر وہ مان بغیر پلٹی اور بڑھتی ہے۔

آگ ہماری دشمن جانسوز ہی ہے اور دوست دل افروز ہی۔ وہ گھر گھر مبارک مہمان ہے وہ کہر سے سارے رشتے رکتی ہے۔ بیٹا بھی ہے باپ بھی ہے بھائی بہن بھی ہے۔ مہربان دوست ایسی کہ ہماری راحت کیلئے ہماری رنج و تکلیف کے دور کرنے کیلئے آسائش و آرام کے واسطے صدمہ ضروریات زندگی کے رفع کرنے کی واسطے وہ سامان مہیا کرتی ہے۔ ہمارے چولہے پر ہمارا گھی کرتی ہوا بیلے کنڈو جلا کے روٹی اور کانا پکاتی ہے۔ زراعت سے

جو زمین سے پیداوار ہوتی ہے اس میں سے اکثر ہماری خوراک کی چیز اس آگ ہی کی بدولت بنتی ہے اگر آگ نہ ہو تو پھر ہم ان سے کسی طرح متمتع نہیں ہو سکتے آگ ہی نے انسان کو پکانا سکھایا ہے جسکے سبب وہ اور حیوانوں میں ممتاز ہو گیا ہے۔ جیسا انسان حیوان ناطق کہلاتا ہے۔ ایسا ہی پزندہ حیوان کہوں گا کوئی اور حیوان اپنی مثل یا پکانے کے لیے آگ پر نہیں چڑھتا۔ یہ تو حضرت انسان ہی عقل کے پورے ہیں کہ پو پو کر کے آگ روشن کرتے ہیں اور اپنی خوراک پکاتے ہیں اور اسکی دھوئی سے آنکھوں کو اذیت نہ پہنچاتے ہیں۔ جن چیزوں میں جلنے کی قابلیت ہے وہ ہمارے ایندھن کے کام میں آتی ہیں اگر ایندھن نہ ملے تو دیکھئے کہ آدمی کو صد ہا طرح کی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ اگر پوکا ہو تو روٹی نہیں پکا سکتا۔ جن ملکوں میں سردی کی شدت ہوتی ہے اور برف کثرت سے پڑتی ہے وہاں بغیر آگ اور ایندھن کے آدمی کا عینا مشکل رہ جاتا ہے۔ جاڑے اور برف کے موسموں میں وہ غریبوں کی جان ہے۔ وہ اپنے جو پڑ و خیمین آگ جلا کے آسائش و آرام کے لیے محل شاہی بنالیتے ہیں۔ اور اندھیرے گھر کا چراغ اگر آگ نہ ہو تو سرد ملکوں میں آفتاب کے غروب ہوتے ہی سارے کام بند ہو جائیں۔ تاریک راتوں میں آدمی یا بیٹھا رہے یا اندھیرے میں ٹکریں اور ٹوکریں کھاتا پھرے۔ روشنی نہ ہو تو لکھ پڑھ کوئی اور کام کیسے کر سکے۔ غرض رات کو سارے کام تفریح اور ضروری بند ہو جائیں۔ حقیقت میں آگ ایک ایسا آلاء انسان کے ہاتھ میں ہے کہ جس سے وہ صد ہا صنعت و ضرورت کے کام بناتا ہے اس سے وہ چیزوں کو پکلا کر کھانے کے کام میں لاتا ہے اور اگر وہ ہو تو کیسے ہم دوز کا زور و غور توں کو ہٹا کر زیب و زینت دیکھتے ہیں۔ سوہنے کاہل اور اور اوزار اور ہتھیار بنا سکتا ہے جن سے صد ہا کام کر سکتا ہے۔ سونے چاندی کے ورق اور نوہے کے تار زمین بنا سکتا۔ کوئی صنعت شاید ایسی ہوگی کہ جسکو آگ کا نہ ہو نامعلوم نہ کر دے۔ جہازوں اور ریل کے انجنوں میں دیکھو کہ آگ اور ایندھن کیا کام دے رہے ہیں۔ انھیں ایک سرد ملک ہے اُس کے اندر ہر گھر میں ایک آتش دان ہوتا ہے جسکے گرد گروائے آگ تاپتے بیٹھتے ہیں بڑے چوٹوں کو طح طح کے سہن سکھاتے ہیں وہ پچھنے کی ادن کے ساتھ ایسے بنے جاتے ہیں



کہ بڑا پے تک اوسکے تار و پود ٹوٹے نہیں۔ دلون پر وہ نقش جاتے ہیں کہ عمر کی درازی اُن کو  
 مشا نہیں سکتی وہ پتھر کی لکیر ہوتے ہیں امتداد اپنی رنگ نہیں پڑا سکتا۔ یونیورسٹی کے آڑ پانے  
 والے بہت تھوڑے آدمی ہوتے ہیں مگر آتش دانوں کے گریجویٹ سب ہوتے ہیں۔ یونیورسٹی  
 میں ہر علم تحصیل ہوتا ہے وہ ایک مدت کے بعد حافظہ میں پڑمردہ و مردہ ہو جاتا ہے مگر ان آتش  
 دانوں کے گرد کا سبق پڑا ہوا ہمیشہ زندہ اور تازہ رہتا ہے۔ جاڑے کے موسم میں ہندوستان میں  
 ہی دیرمات میں صبح شام رات کو دیکھو کہ ایک الاؤ جلتا ہے جسکے گرد گنوار حلقہ باندھ کر خشک زمین  
 پر ادا کر دیتے ہیں اور جہل میں بہت سی آگ بہر کر ایک حقہ پر رکھتے ہیں اور اسکا دور لگاتے ہیں  
 ایک ایک دو دو گھونٹ پیکر حقہ کی نیے دوسرے کے مونہ کی طرف کر دیتے ہیں اس وقت  
 وہ اپنی اولاد کی بیاہ شادی کرنے کی۔ گلابے پھینس کے بیاہنے کی۔ بیڑ بکری کے پالنی کی۔ اور  
 کیتی کے بگڑنے سنورنے کی باتیں کرتے ہیں وہ عجب جھپ اور دلربا ہوتی ہیں اگر کوئی آدمی کو سنئے  
 تو اسکو وہ علم حاصل ہو جو کسی کتابوں سے نہیں حاصل ہو سکتا ہے۔

اب تک ہم نے آگ کی دوستی کا بیان کیا اب اسکی دشمنی کا ذکر سنو کہ جب یہ مادر مہربان ہم سے  
 خفا ہوتی ہے تو خدا کی پناہ اسکے آتش ناک غصہ کے سامنے ساری مخلوق سب لگتی ہے۔ مگر بھلا وہ  
 کب اسکو چوڑتی ہے اسطرح بکرا دیتی ہے جیسے کہ ہما گئے ہوئے لشکر کو دشمن پکڑ لیتا ہے اور فنا کر دیتا  
 ہے۔ جس چیز کو چھوٹی ہے چاٹ کر سیاہ کر دیتی ہے۔

کستیوں کو اس طرح کا تپ ہے جیسے کہ نائی قہنجی سے ڈاڑھیوں کو تراشتا ہے۔ جب درختوں کی  
 رگڑ سے وہ پیدا ہوتی ہے تو جنگل کے جنگل جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے وہ سوکے گیلے کو زمین چھوڑتی  
 جب جلائے پڑتی ہے تو شمشادہ اور ٹکڑا گدا دھونیں کچھ تیر نہیں کرتی امیر غریب دونوں کو یکساں  
 جلاتی ہے۔ جب وہ پٹر لگتی ہے اور اپنے شعلہ ہوا میں اڑاتی ہے تو سمندر وں کی لہروں کی کیفیت  
 دکھاتی ہے۔ سمندر میں بھی وہ فاسفورس کی روشنی کے جلوے خوب دکھاتی ہے۔

جہاں آگ ہو کر گزر جاتی ہے وہ جگہ دھوان دہا رہ کر تاریک ہو جاتی ہے۔ وہ دھوئیں کا تاج سر پر لگا کے اور شعلوں کی پال بنائے تاریکی کو دور کر دیتی ہے وہ دشمنی کے کام تباہ کرنے کے کبھی کبھی کرتی ہے زمین تو ہمیشہ ہم پر مہربان رہتی ہے۔ جو گھر اسکو غریزہ رکھتا ہے وہ اُس سے خوش رہتی ہے جو آدمی اوس سے محبت رکھتے ہیں اوس سب کو خوش رکھتی ہے وہ اُنکو غذا اور خوراک کھلاتی ہے آپ سوکھی لکڑیاں بہت رغبت سے کھاتی ہے۔ غرض آگ ہی عجیب چیز ہے کہ زمین پر نار ہے آفتاب میں نذر ہے آسمان پر بجلی ہے۔ لوس ہے اور چھان میں شعلہ ہے۔ گرم ملک والوں نے جو جہنم بنایا ہے اوس میں وہ گناہگاروں کی تعزیر کے لیے ایک سخت عذاب ہے سرد ملک والوں نے جو جنت بنائی ہے اُس میں نیکو کاروں کے تاپتے اور گرم کرنے کے لیے جان فرزا ہے۔

خدا نخواستہ اگر دنیا سے آتش معدوم ہو جائے تو بہت سے کام دنیا کے ٹھنڈے ہو جائیں نہ ہونہ چلے کہ اینٹ پتھر کو جوڑے۔ نہ ریت سے منہ دیکھنے کا شیشہ بنے۔ غرض عالم کے حسن کے بڑے حصہ میں گرما گرمی اور دل فریبی نہ رہے۔ اسکا جو بن خاک میں مل جائے۔ اسکی ہمارے پر خزان آجائے۔

آگ اپنے تئیں کھاتی ہے اگر اسکو کوئی چیز کھائے تو نہ ملے النار تا کل نفسها ان لو تجعل النار کلاہ آگ خاکستر ہو کر بہت آدمیوں کو کھلاتی ہے۔ النار کثیر النار ما دلاہا تطعمو العباد آتش و آب چہ آشنائی۔ آگ پانی کو بجار بنا کر اڑاتی ہے اسطرح اپنے دلکا بخار نکالتی ہے۔ پانی آگ کو بجھاتا ہے لیکن کبھی خود ہی اسکے لیے تیل بن جاتا ہے تو اسے کی بوند ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسنے کہ یہ عنقریب انسان کے کامنہیں ہمیشہ زیادہ کام آئے ہوا کو اسکا خد متکا مقرر کر دیا ہے کہ اس پر پنکھا جلا کرے اور خود اس سے ملا کرے۔

تمام تیلوں اور چربیوں کو اسکا معادن بنا دیا ہے۔ آگ ہلکے بہت برائیوں سے بچاتی ہے۔ ہماری حفاظت فولاد کی دیواروں سے زیادہ کرتی ہے فقط ذکا و العبد (شمس العلما بن بباد)

## تردید خوف ۱۸۹۹ء

### واقعہ بم بادل اٹل

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷

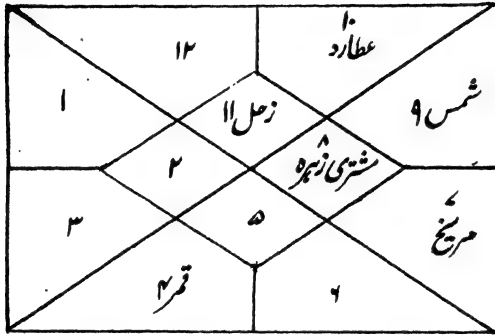
نمبر ۱۸۹۹ء میں برج عقرب میں زحل مشتری شمس مریخ عطارد زہرہ در اس کا اجتماع ہے لہذا بعض منجموں کا قیاس بطور پیشین گوئی اکثر اخباروں میں شائع ہوا ہے کہ پھر سال سخت منجوس ہوگا کیونکہ ایسا اجتماع جب برج سرطان آبی میں واقع ہوا تھا جبکہ نیچر طوفان فوج یا جدال مبارک عظیم تھا اور اب قوم برج عقرب آبی میں ہے لہذا خوف کا پہلو بہر زور دار ہے۔

لیکن میری رائے میں یہ قیاس باطل غلط ہے بدینہ وجہ کہ ایسا اجتماع ہر صدی میں سات بار کم و بیش واقع ہوتا ہے جب زحل مشتری ایک برج میں ملائی ہوتے ہیں کیونکہ مشتری ۱۳ سال میں تمام برج کا دورہ ختم کر لیتا ہے اور ہر دورہ میں زحل سے ملتا ہے  $13 \times 4 = 52$  - ساڑھے سات دورے ہوتے اور چونکہ شمس ایک سال میں بارہ برج طے کرتا ہے ضرور اس برج میں آجا ویگا اور عطارد زہرہ ہمیشہ شمس سے قلیل فاصلہ پر رہتے ہیں لہذا وہ ضرور اس برج میں آجاتے ہیں اس واسطے قرآن سابعی و سدسی صدی میں کم و بیش سات بار ہوتے ہیں۔ بس یہ مقولہ باطل غلط ہے کہ یہ توام پانچزار برس بعد واقع ہوا دوسرا یہ ام کہ سات ستاروں کا ایک برج میں جمع ہونا سبب بربادی عالم ہے۔

### سراسر باطل ہے کیونکہ ہمیشہ قرآن سبب

بہبودی ہے بربادی نہیں ہے اگر سبب بربادی ہو تو چار پانچ شہدوں کا اجتماع سبب نصف بربادی اور دو تین کا اجتماع سبب چہارم بربادی ہو لیکن یہ ملان معاملہ ہمیشہ برعکس ہے جب زحل مشتری ایک برج میں جمع ہوں اور انکو قرآن العلویٰ کہتے ہیں اور ایسا قرآن جس شخص کے طالب موالید یا تدعی موالید میں واقع ہوا تو اس شخص کو وہ شخص نہایت عظیم الشان نامور صاحب اقبال حسب وہم و اثر

ہوتا ہے جیسا کہ تیورنگ صاحب قرآن مشہور عالم ہے اور زہرہ مشتری یا عطارد و قمر کا اجتماع قرآن السعدین کہلاتا ہے جو کہ سبب افزونی سعادت و برکت فراوانی و اقبال و عزت و ثروت و شہرت و شہرت ہے جیسا کہ طالع وقت جشن قیصری ملکہ منغلہ مقام دہلی واقع یکم جنوری ۱۷۷۷ء سے ظاہر ہے تقویم کو اکب یہ ہے۔ یکم جنوری ۱۷۷۷ء دوشنبہ شمس قوسی ۱۸ درجہ طالع ۱۰ کلاک دلو درجہ افقین ہے۔



اور جب سعد و نحس تارے جمع ہوں اور سکوا قرآن الملح کہتے ہیں جیسا کہ زہرہ و مریخ کے قرآن کا اثر گلاب کے پھول سے ظاہر۔ مریخ سے بخار اور رنگ کی سبب اور زہرہ کے اثر سے لطافت اور خوشبو موجود ہے اور جب مریخ زحل زہرہ شمس عطارد مشتری قمر طالع میں یا تدعا شمس میں واقع ہوں تو اس کا اثر تنفقہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ پولین بونا پارٹ کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے۔ مریخ سے جنگ فتوحات زحل سے مملکت زہرہ سے عیش و لغات طبعیت شمس سے آخر کار باقتدار شاہنشاہی عطارد سے علم حکمت نجوم درل جس کا یہ شہنشاہ کامل ماہر تھا۔ مشتری سے دولت و ثروت قمر سبب سیاحت جہان گردی و سفر۔ یہ مجموعہ بونا پارٹ میں موجود تھا۔ پس ایسا اجتماع کا اثر ہرگز عموماً بڑا دکن نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر ایسا اجتماع کسی شخص کے خاتمہ ہشتم میں جو دارالموت ہے واقع ہو ضرور اس کو ضرر رسان ہے لیکن جمیع افراد عالم پر یہ حکم ہرگز صادق نہ آویگا۔ تیسری یہ بات ہے کہ یہ اجتماع ستارگان مکمل نہیں ہے ایک درجہ پرستار و نحسین ہیں منہ زحل۔ اس زہرہ (۴) درجہ عقب پر ہیں باقی کو اکب اس طرح پر ہیں

مشتري ۲ درجه شمس ۱۰ درجه عطارد ۲۰ درجه مریخ ۲۲ درجه عقرب میں ہے لہذا یہ قوام بالکل کمزور ہے  
مزیدی برآں موثر قوی کوکب قمر ہے وہ اس اجتماع کے ہمسایہ میں بھی نہیں ہے ۲ برج درمیان میں حامل فلک  
اور وہ برج اس میں ہے۔ پس یہ تمام خوفناک اندیشہ سراسر باطل ہے ایسا قوام اسی صدی میں مفصلہ  
ذیل سین میں واقع ہوا ہے فردی ۱۳۳۱ء میں قرآن سماعی برج جدی میں تھا۔ زحل مشتري شمس  
مریخ عطارد زہرہ راس۔ دوسرا اقبال سنہ اسی نومبر ۱۳۴۲ء برج میزان میں واقع ہوا زحل مشتري  
شمس عطارد زہرہ راس۔ تیسرا قرآن سماعی جون ۱۳۵۱ء برج ثور میں واقع ہوا۔ زحل مشتري ذنب شمس  
عطارد زہرہ قمر۔ ماہ اکتوبر ۱۳۵۳ء میں جب سات کوکب قرآن سماعی برج مین واقع ہوا یہ زمانہ طغرل  
شاہ بلجونی کا تھا اس زمانہ کے ناقص العلم نجومیوں نے بیان کیا کہ چونکہ میزان برج باوی ہے لہذا  
طوفان باد بڑے زور سے آویگا جیسا کہ طوفان نوح میں آبی طوفان تھا اور اس امر کو انور شاعر نے  
بھی غلطی سے برزور اعلان کیا جب وہ زمانہ نکل گیا اور کچھ صدہ ہوا ہی واقع ہوا اسوقت ایک فلکی  
شاعر نے انوری پر ایک طنز یہ نوٹ کیا جسکی یہ رباعی شاہد ہے۔ ۵

گفت انوری کہ از اثر باد بادی سخت	ویران شود عمارت دگسار بر سری
در روز حکم او نوزید است بیج باد	یا مرسل الریاح تو دانی و انوری

### الراقم بقا حسین خان فلکی نجم اعلیٰ چاول مقدی چوک کانپور

نوٹ معزز ناظرین جمیع قسم کے کافی جوابات متعلقہ علم نجوم جعفر رمل تعبیر خواب و کشف و فینہ کی سہولت  
مولانا فلکی ممدوح الصدر سے خط و کتابت کریں و نیز تحصیل علم مکاشفہ و پیشین گوئی عملیات و رویت  
و بشارت و زیارات استفادہ از ارواح بزرگان کی تعلیم بھی بہ اقرار شاگردانہ التماس پر مولانا موصوف  
فرماتے ہیں شایقین درخواست کریں۔

ایڈیٹر

## اخبار بینی کے فوائد

کیا کوئی ایسا بلند مقام بھی دنیا میں ہے جس پر بیشکرم دنیا کے تمام ملکوں کا نظارہ کر سکیں اور اس کے موجودہ حالات و واقعات مع تفصیل جان سکیں۔ سب سے بلند مقام دنیا میں کہہ ہمالیہ کی چوٹی ایورسٹ ۲۹۰۰۰ فٹ اونچی ہے۔ اس پر سے ہی ہم تمام عالم کا نظارہ نگاہ کے ذریعہ سے نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر کوئی بہت عمدہ دوربین ہمارے ہاتھ لگ جائے اور پر بیان سے ہم نظارہ کریں تو مکمل دنیا تو نہیں صرف ایک ملک کو ہم اپنا منظر بنا سکتے ہیں اور اس کی بہت سی عمدہ چیزیں مثلاً عمارات۔ قدرتی مناظر۔ دریا۔ پہاڑ وغیرہ دیکھ سکتے ہیں۔ مگر حالات یا واقعات تب ہی نظر نہیں آسکتے۔ ایسا مقام صرف اخباری دنیا کا قلعہ کوہ یا بام ہے جہاں بیشکرم اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔ اخبارات اپنے مقامی لحاظ سے ملک کے اس حصہ کے حالات۔ رسم و رواج۔ آب و ہوا۔ طرز معاشرت۔ طرز حکومت۔ مذاہب۔ عادات۔ قوانین سلطنت۔ جنگ و ساز۔ بُرائی یا سبلائی۔ جنگ و جدال۔ علوم و فنون۔ صنعت و حرفت وغیرہ عموماً بتلاتے ہیں اور ان پر بحث کرتے ہیں۔ ترمیم و اصلاح و ریفارم ان کے اعلیٰ المقاصد ہیں۔ گورنمنٹ وقت کے منشاء و حکومت و حقوق کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنے درعایا کے حقوق گورنمنٹ سے طلب کرتے ہیں۔ علمی مذاق ہر طرح سے پھیلاتے ہیں۔ قابل توجہ باتوں پر توجہ دلاتے ہیں۔ دوسرے ملکوں میں امور مذکورہ بالا کی اشاعت کرتے ہیں اور غیر ملکوں کے حالات اپنے ملک میں شائع کرتے ہیں۔

یورپ اور اہم یکہ کی موجودہ ترقی کا جز اعظم اخبارات ہی ہیں۔ وہاں جوائنوں۔ بوٹھوں۔۔۔ بچوں۔

محور قون۔ مردوں۔ معماروں۔ ٹرینوں۔ کتب فروشوں۔ عطادوں۔ نوجومیوں۔ ڈاکٹرین۔ پادریوں۔ مگرگزروں۔ کسانوں۔ مزدوروں۔ زمیندلوں۔ تاجروں۔ جہازلوں۔ مصوروں۔ انجینیرین۔ نوکروں۔

وغیرہ وغیرہ کی آسائش زندگی اور ترقی کے واسطے جدا جدا اخبار ہیں۔ ہر شخص اپنے وقت پر انکو شوق سے پڑھتا ہے اور عمدہ باتوں پر عمل کرتا ہے۔ جس طرح کانا جسمانی طاقت کے لیے ضرور ہے۔ اسی طرح اخبارات اونکی روحانی مسرت کیلئے ضروری ہیں۔

ہمارے ملک ہندوستان نے بھی یہ کام انہیں سے سیکھا ہے گو ابھی ہر فرقہ اور ہر پیشہ کے اخبار اسی طرح پڑھنے نہیں سکتے۔ ٹیکنیکل تعلیم کے اخبار تو اس ملک میں ہی نہیں ہیں اور اگر ہوں بھی تو دوچار مگر ویسی آب و تاب کے ساتھ مجھے یقین ہے نہ نکلتے ہونگے۔

اخباروں کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً۔ مذہبی۔ تعلیمی ٹیکنیکل تعلیم کے متعلق تجارتی قومی اخبارات اور میگزین۔ ریلوے۔ جنرل۔ رسالے وغیرہ وغیرہ (نوٹ۔ ہمارے ملک میں اخبارات تو کثرت سے شائع ہوتے ہیں مگر سب ایک ہی قسم کے ہیں۔ دس بیس رسالے بھی جاری ہیں۔ مگر بتاؤ رسالوں کا زیادہ شوق ابھی نہیں ہوا ہے۔ ہلکا اعلیٰ درجہ کے رسالوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ علاوہ اسکے چند اخبار ریلوے کے طور پر ہندوستان میں نکلتے لیکن تو قوم اور ملک کو بہت فائدہ ہو۔)

ہمارے ملک میں زیادہ رواج اور اخبار بینی کا مذاق جیسا کہ چاہیئے اسوجہ سے نہیں ہے کہ ملک کو اسکے فوائد سے پوری واقفیت نہیں ہے اور میں اس مضمون میں اونکے بتلانے کی کوشش کروں گا۔ وہ یہ ہیں۔

واقفیت بڑھانے اور عجائبات عالم کے دیکھنے کا بہتر ذریعہ پڑانے زمانے کے لوگوں کو نزدیک سیاحی تھا۔ مگر آدمین درحقیقت تکلیف اور پریشانی کے سوا صرف کثیر کی ضرورت تھی گو اب کسی قدر آسانی ہو گئی ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو جان عزیز سر ابا خطرہ میں پڑ جاتی تھی۔ مگر آجکل شاید قوموں نے اسکا مناسبتی مقام اور نعم البدل اخبارات کو بنا رکھا ہے جسکے مطالعہ سے گہر بیٹے بلا تکلیف و زحمت کم صرف اور تروتوڑے وقت میں انسان واقفیت بڑھانے اور معلومات حاصل کرنے کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس امر کی تائید میں ہم مشہور عالم ڈاکٹر کلاؤک صاحب ساکن امریکہ کی تحریر کا اقتباس

ہیہ ناظرین کرتے ہیں۔ جو اس نے رسالہ پٹر بکس مارچ ۱۸۸۷ء میں جب کا وہ ایڈیٹر تھا دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ”انسان فطرتاً ترہیں ہے اور بغیر وسیع معلومات کے اپنی زندگی کو خوشتر نہیں بناتا جہانک ممکن ہو وہ زیادہ جانا چاہتا ہے اور یوں اپنے ہم جنسوں یا ہم صحبتوں میں اپنی عزت قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے“

انخبار بینی سے علم کو بھی جلا اور ترقی ہوتی ہے۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی تعلیم حالانکہ اعلیٰ درجہ کی ہو مگر انسان کو علم دان نہیں بنا سکتی۔ اکثر ڈگری یافتہ کالجوں سے نکل کر محض ایک مہینہ کی طرح ہوتے ہیں اور جس محکمہ یا ڈپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہیں وہاں انکا علم انکو صرف ایک ہادی کا کام دیتا ہے۔ پروفیسر ہاروی بی صاحب لکھتے ہیں کہ ”کالجوں کی تعلیم صرف آئندہ زندگی کی تربیت کے واسطے کافی ہوتی ہے۔ وہ انسان کو محنت کا عادی اور اصول و قواعد کا پابند بنا دیتی ہے“ طالب علمی کی حالت سے ٹھکراؤ کتب بینی کے ذریعہ سے علم دان بن سکتے ہیں۔ کیونکہ جسکے خیالات میں وسعت اور آزادی نہ ہو۔ جسکی واقفیت وسیع نہ ہو۔ جسکا تجربہ پختہ نہ ہو وہ علم دان نہیں ہے یہ سائنس کا مسئلہ ہے کہ کام کرنے سے ہماری طاقت کم ہوتی ہے اگر ہم لگاتار ایک ہی کام کریں تو کامل ترقی ممکن نہیں کیونکہ ایسی حالت میں دلغے ضعیف ہو جانے کا احتمال ہے جس سے طبیعت پریشان ہو کر اوچاٹ ہو جاتی ہے۔ اگر ہر چیز میں تقریباً کوئی اور کام بھی کرتے ہیں تو ترقی ہل حاصل ہو جاتی ہے لہذا لگاتار کتب بینی سے ہی فائدہ نہیں پہنچتا اسلئے ہم کو کچھ اور کرنا چاہیے۔ اس لحاظ سے اخبار بینی سے یہ وقت رفع ہو سکتی ہے۔ بلکہ میرے خیال میں اخبار بینی کتب بینی سے بہتر ہے اور خاص کر معمولی استعداد والوں کے لیے۔ کیونکہ ہر کتابچے کسی خاص سبجیکٹ (مضمون) پر ہوتی ہے اور تا وقتیکہ اسکو ختم نہ کیا جاوے کامل لطف حاصل نہیں ہو سکتا۔ طوالت کی وجہ سے اکثر نام تمام رکھ کر وقت ضائع ہونے کے علاوہ فائدہ بھی نہیں ہوتا۔ برعکس اسکے اخبار دن میں چوتھے چوتھے مضامین مختلف سبجیکٹ پر ہوتے ہیں اور بجائے ایک بات کے انمیں متعدد سو مند باتیں ہوتی ہیں۔



چنانچہ جس چیز سے طبیعت کو مناسبت ہو اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کتب بینی کے لیے استاد کی ہی ضرورت ہوتی ہے لیکن اخبارات اس سے مستغنی ہیں اور جس چیز سے ہم کو مذاق ہے اس کا بھی مذاق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی دلچسپی۔ تفریح۔ اور ترقی کے سامان ہیں۔

طلب علم کیا ہے؟ نئی باتوں کے حاصل کرنے کی خواہش۔ اور حصول علم کیا ہے؟ اس کا حاصل کرنا۔ اخبارات سے یہ بات بھی بخوبی حاصل ہو سکتی ہے۔

قومی اور ملکی ترقی کے اسباب جو بالمشکل سے تعلق رکھتے ہیں اخباروں کے طفیل بہ آسانی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ یورپ و امریکہ کے باشندے اخبار کی ہر چیز کو دلچسپی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ تمام باتوں سے ان کو ایک قسم کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

اخبار سچے معتبر ذریعے دل بہلاؤ اور آئینہ عالم ہیں۔ خبریں تو عام طور سے ہر درجہ اور طبقہ کے اخبار چھاپتے ہیں جو دلچسپی کا ایک جز ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا رہتا ہے کہ کن ملکوں میں جنگ ہو رہی ہے۔ کمان قحط ہے۔ کس ملک میں دریا طغیانی پر ہیں۔ کس شہر میں قومی جلسے ہوئے۔ کس میں شاہی دربار ہوئے۔ کمان جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ کمان تجارتی کمپنیاں قائم ہوئیں۔ غرض کہ ہر روز نئی نئی باتیں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ اخباروں کے مطالعہ سے وقت بہ آسانی گٹ جاتا ہے۔ اخباروں کو آئینہ عالم اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ کل دنیا کے واقعات و حالات ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کرتے ہیں جہاں ہم نہیں جاسکتے یا جانے میں خرچ۔ پریشانی سدا رہیں وہاں کا ٹھیک ٹھیک حال ہمیں بتاتے ہیں اور شل ایک دفادار خادم کے وقت معین پر حاضر ہو جاتے ہیں (دھوٹ)۔ یہ بات فلسفیانہ خیال سے تعلق رکھتی ہے کہ انسانی زندگی کا خاص مقصد مسرت یا وجدان قلبی حاصل کرنا ہے۔ اور فلسفی ایسا خیال کرتے ہیں کہ یہ مسرت خواہ کسی طرح حاصل ہو زندگی کا جزو لازمہ ہے۔ حکماء لکھتے ہیں کہ اس کے حصول کا یہ طریقہ ہے کہ جس چیز یا کام میں ہم کو پرامن اور بے کاوش لطف حاصل ہو وہی مسرت قلبی ہے۔ دینے والا خواہ بُرا ہو۔

یا سبلا۔ پس ایسی مسرت اگر احسن طریقہ سے حاصل ہو تو کیا ہی اچھی ہے گو بڑے طریقہ سے ہی حاصل ہونا ممکن ہے مگر وہ مضر اخلاق ہے۔ ہمارے خیال سے مسرت اگر پوری نہیں تو تھوڑی بہت ضرور اخبار بینی سے ہی ملتی ہے۔ اور جب اسکا چکا پڑ جاتا ہے تو پوری طور پر حاصل ہوتی ہے (اخبار بینی سے قوائی عقلی و ذہنی ترقی کرتے ہیں اور علمی مذاق بڑھتا ہے۔ مشہور ڈاکٹر ہمبلٹ صاحب ڈی۔ ڈی۔ اپنی کتاب ہمبلنٹ ورکس جلد دوم صفحہ ۳۲۲ میں یون لکھتے ہیں کہ ”جب مین ڈیونٹی کلج (مدرسہ انکیات) میں طالب علم کتاب مجھے مضامین نویسی کا شوق ہوا تو میں نے اخباروں کے مطالعہ سے بہت کچھ سیکھا۔ جو علمی یا عقلی بحث کسی مضمون میں ہوتی تھی اس پر میں بھی بعد غور و فکر کے رائے زنی کیا کرتا اور اکثر اس مضمون کو اپنی ہر جماعت طلباء کے سامنے پیش کرتا اور آپس میں بحث و مباحثہ کیا کرتا۔ اس طرح جو علمی مذاق پیدا ہوا اس نے میری طبیعت میں اس قدر یحییٰ پیدا کی کہ میں اس مشکل فن کی پیروی پر آمادہ ہو گیا حتیٰ کہ میں بڑے بڑے مدلل مضامین لکھنے لگا جنکی ملک و قوم نے قدر کی یا یہاں پر ایک مرحلہ اور سامنے آ گیا جسکا طے کرنا خالی از لطف نہیں۔ قوائے عقلی و علمی کثرت استعمال سے ترقی کرتے رہتے ہیں۔ یہ سچ ہے کیونکہ ہم جس وقت کو کام میں لائیں وہ ترقی کرتی رہیگی اور جسکو بیکار رہنے دیں وہی ہم میں سے زائل ہو جاتی ہے۔ جب ہم کو کسی بات کا مذاق پیدا ہو جاتا ہے تو وہی مذاق اس موضوع کی طرف ہماری طبیعت کے میلان و آمادگی کو بڑھاتا رہتا ہے۔

جیسا کہ میں پیشتر کہ چکا ہوں ہر تعریف ایک ہی مضمون پر ہوتی ہے۔ مگر اخبارات مختلف علوم و فنون اور باتوں کی تکمیل و اشاعت میں کوشش کرتے رہتے ہیں۔ علاوہ اسکے مختلف ممالک کے

ڈاکٹر ہمبلٹ صاحب امریکہ کے ممالک متحدہ کے مشاہیر میں سے تھے۔ بشپ کے عمدہ جلیلہ مدون متنازعہ و علمی الفی و فلسفہ میں بطوریٰ اکتے تھے اوکلی بہت سے تصانیف ہیں بخلاف انکے ہمبلنٹ ورکس میں ہے جس میں تصانیف و اس پر سپریم اور ایڈریس ہیں جو عالمانہ۔ محققانہ اور فلسفیانہ طریقہ سے لکھے گئے ہیں۔

مختلف مذاہب اور رسم و رواج پر بحث کرتے ہیں۔ درستگی اخلاق اور رفتار و مشن کے اصول میں جد و جد کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ تم جس عمدہ اخبار کا مطالعہ کرو وہ ضرور کسی نہ کسی علم و فن کے کسی شعبہ پر بحث کرتا ہوا۔ اسکی حقیقت و نتائج اور ترقی کے علمی اسباب بتلاتا ہوا ملے گا۔ گو کہ پورے طور پر نہ سہی مگر جو کچھ وہ لکھتا ہو گا ضرور مطلب خیر ہو گا۔ رسم و رواج کی عمدگی اور سوسائٹی کے نقائص کی حقیقت ظاہر کرنا بھی اخبارات کا ایک اعلیٰ مقصد ہے۔ اگر مذہب کی طرف چلو تو ہر ایک مسئلہ اس کے ذریعے سے ایک ہی وقت میں بہ آسانی ایک معقول جماعت کے پیش نظر کر سکتے ہو۔ اس کے ذریعے سے تم درستگی اخلاق و تعلیم کے ناصح و معلم بن سکتے ہو۔ سولیزیشن (تہذیب) کے معنی میں کبریٰ کو اچھی بات سے بدل لینا۔ پس یہ تو اخباروں کی جان ہے کیونکہ جو خدمت اس کے ذریعے سے ہو سکتی ہے داخل شایستگی ہے۔

مرحوم سٹر گلینڈ اسٹون سابق وزیر اعظم تاج برطانیہ۔ اخباروں کے بارہ میں یوں لکھتا ہے۔  
 ۱) لوگ اخباروں کے کیون شاکی ہیں۔ وہ تمہارے ہی فائدہ کی چیز ہیں اور تمہارا یہ غنیمت ہے۔ وہ کل دینی و دنیوی باتوں کی تکمیل و فیض رسانی میں طاقتور ہاتھ ہیں۔ ادن سے بڑے بڑے فائدے انسان کی ذات کو پہنچتے ہیں،  
 ۲) میں اس مضمون کو اخبار بینی کے فوائد پر ختم کرنا چاہتا ہوں۔ جو مجھ لایہ ہیں کہ اخباروں سے۔

(۱) مذاقیت کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔

(۲) علم کو جلا و ترقی ہوتی ہے کیونکہ وہ کتب بینی کے قائم مقام ہیں۔

(۳) ادن سے علمی مذاق بڑھتا ہے۔

(۴) خبریں معلوم ہوتی ہیں۔

(۵) ملکی و قومی ترقی کے اسباب معلوم ہوتے ہیں۔

(۶) اخبار بینی ذریعہ دل بہلاؤ اور آئینہ عالم ہے۔

(۷) پالیٹکس مین دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور اصول سے واقفیت ہوتی ہے۔

(۸) وہ عجائبات عالم کا منظر ہیں۔

(۹) ان سے مختلف علوم و فنون کی حقیقت اور دیگر ممالک کے مذاہب و رسم و رواج معلوم ہوتے ہیں۔

(۱۰) وہ درستگی اخلاق اور رفتار و پیش کے اصول بتلاتے ہیں۔

(۱۱) وہ قرآن سے عقلی و ذہنی کو ترقی دیتے ہیں۔

خادم قوم۔ منوجان

## فلسفہ مذہب خدا ہے اور ایک ہے



قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

عربی کی تصنیفات کا ذخیرہ انبیاء اور معرفت کے متعلق وحی و الہام اور فلسفہ و حکمت سے مالا مال ہے۔ اور فارسی میں اس مذاق کو زیادہ تر تصوف کے لباس میں دکھایا گیا ہے۔ لیکن اردو کی لائبریری میں ابھی بہت کمی ہے۔ خصوصاً روحانی خیالات کو نئے فلسفہ سے ثابت کرنے کی خاص ضرورت ہے۔ یہ کام مولانا نذیر احمد صاحب جیسے نطق آرا حضرات کے لیے زیادہ موزوں ہے لیکن انکو دوسرے مشاغل ایسے کاموں سے روکے ہوئے ہیں۔ آئیں سر سید احمد خان صاحب نور العمر قدس نے آفرینش عالم کے متعلق ایک نہایت فصیح و بلیغ مضمون فلسفیانہ مذاق میں لکھا ہے۔ حسین دہ نمون کی بنائی ہوئی سڑک کے کنارے کنارے چلتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ساری مخلوق کو وہ ایک موتیوں کی لڑی سے تشبیہ دیتے ہیں حسین ایک سلسل سلسلہ کے ساتھ ایک مخلوق کو دوسری مخلوق کی لڑی لگی ہوئی ہے۔ اور اس سلسلہ کو وہ علت العلل تک پہنچاتے اور اوسی علت العلل کو خدا مگر مذہب اور فلسفہ دونوں کو راہنی کر لیتے ہیں۔

میں نے اس باب میں کئی مضمون لکھے ہیں۔ جو رسالہ معرفت اور اخبار زمانہ اور رسالہ تحفہ محمدیہ کانپور وغیرہ میں چھاپے گئے۔ اون مضامین میں وحی والہام اور حدیث و اقوال سے استنباط کیا گیا ہے۔ اور اس باب میں حضرت علی اور حضرت امام جعفر صادق اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد حنبل اور امام مالک اور ان کے بعد عام عرب اور خاص شعر اور حکماء کے خیالات اور مقالات کے منشاء استدلال کو دکھایا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ کس نے کس خیال سے خدا کی ہستی پر یقین اور کس جیسے۔ اسکی ذات کا استدلال کیا ہے۔

میں آج وادی فطرت میں خدا کو ڈھونڈنے نکلا ہوں کہ یہی مذاق آجکل عام پسند ہو رہا ہے اور اس مقام کے لیے کتاب ہاف آڈرزدیچر کو جسکا لکھنے والا ایک لاندیہب مگر لایق اور خدا شناس بھگالی ہے رہنما بنانا ہوں جو لوگ الہامی مذہب کے قائل نہیں وہ کتاب فطرت سے خدا کی ہستی کا اقرار و استنباط کرتے ہیں۔

دولنی صاحب کتاب ہستی کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ عالمگیر کتاب تمام دنیا کو خدا کے ہونے کا کھلا ہوا ثبوت دیتی ہے۔ لاک صاحب کا قول ہے کہ قانون فطرت میں انتظام جمہوری کے قواعد نمایان طور سے مسلسل نظر آتے ہیں۔ لارڈ میکن کا قول ہے کہ مذہب کا پہلا اصول عقل سلیم سے قائم ہوتا ہے اس زمانہ میں بعض ملحد ایسے ہیں جو خدا کو نہیں مانتے لیکن درحقیقت انہیں صرف اوسکے نام میں اعتراف ہے ورنہ اگر ہم اوسکی علت العلل۔ فطرت وغیرہ سے تعبیر کریں جسکے سمجھنے میں نیچرل سائنس پسراں اختہ ہے تو وہ بسبوت اس خیال کو قبول کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ سیریدک ایک مضمون نے انگلستان کے رسالہ نیچر میں ترجمہ ہو کر بعض منکرین کو اس خیال کی جانب مائل کیا کہ اگر نیچرل سائنس کے علت العلل کا نام خدا ہے تو اوس سے انکار کرنے کی کوئی علمی دلیل یا تنک ہمارے پاس نہیں۔ صحیفہ فطرت ہمارے ہاتھ میں ہے اور جو بات کہ خدا کی نسبت ہمیں جانی چاہئے اوسکا صاف صاف اظہار کر رہی ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ خدا ہے فطرت اس حیرت انگیز سلسلہ کی طرف اشارہ کر کے جو نشوونما کے حکیمانہ انتظام میں پائی جاتی ہے علامہ صداقت سے اسکا جواب دیتی ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ اور اس کے منتظم حقیقی اور وحدانہ لا شریک لہ ہونے میں شبہ نہیں۔

دنیا کو خواہ مہندس کی انگلی سے دیکھو خواہ عالم علم طبقات الارض یا عام علم نباتات کی نظر سے اور خواہ بحیثیت عالم علم حیوانات یا عالم علم الیات یا ایک طبیب اور حکیم کے اوستہ نگاہ ڈالو اور خواہ ایک سیاح اور ملاح بلکہ جنگجوں اور سپاہیوں اور دریائوں میں دیکھو مگر قلب کے سامنے سے ایک شے بھی ایسی نہ گزرے گی جو خدا کی روشنی کی جہلک تمہارے دل میں نہ ڈالے۔ تم ہر جگہ ہر ایک صنعت اور ترتیب اور اسکا خاص انتظام دیکھو گے اور تمکو ہر قدم پر ایک بیدار مقرر اور پایدار حکومت نظر آئے گی۔

خدا کی ہر چیز اسکی ہستی پر دلیل کامل ہے۔ آسمان۔ آفتاب۔ چاند۔ ستارے۔ زمین۔ خرت۔ پہاڑ۔ پتھر۔ دریا۔ چرند۔ پرند۔ بہائم۔ سباع۔ اور خود ہمارے اجسام اور قلوب کو مخالف صنعت انتظام اور حکمت کے ایسے عجیب اور یقینی سبقوں سے معمور ہیں جنکو ہر نفس پڑھ سکتا اور سمجھ سکتا ہے۔

کیا یہ عالم خدا کے بغیر آپ ہی آپ اس انتظام سے چل رہا ہے؟ ہرگز نہیں ہمارے اوپر اور ارد گرد ایسے ایسے عظیم طبقات اتنے بڑے بڑے کرہ جات سے معمور ہیں جنکے مقابلہ میں ہماری زمین ایک ذرہ ریگ کے برابر خیال کیجا سکتی ہے علم ہیئت سے اب تک دو کروڑ تک ستارے دریافت ہوئے ہیں اس سے زیادہ شمار نہیں کر سکتا۔ نبوس کلہ طر اس قدر فاصلہ پر ہیں کہ لاکھوں برس میں اونکی روشنی زمین تک پہنچتی ہے۔ جو ثوابت ہمارے نہایت ہی قریب ہیں اونکا فاصلہ ہم سے دو کروڑ میل تخمینہ کیا گیا ہے۔ تو کیا ہم اس وسعت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

یہ تمام مکاشفات جو بیان ہوئے ایک فلک سے تعلق رکھتے ہیں اور علم کے قیاس میں اور بیشمار افلاک ہیں جنکی روشنی ہم تک نہیں پہنچتی اور اسلئے وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں

پس اس پر سوچ لو کہ عالم کا کس قدر وسیع حصہ ابھی ایسا باقی ہے جس کی علم تحقیقات نہیں کر سکا اور کوئی انسانی طاقت یا ایجاب واداسکا صحیح تصور قائم نہیں کر سکتی۔

ہم مہتی ایجاب واداسکی تیز رفتاری کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں لیکن اجرام مادی کی تیز رفتاری سے ان کو کوئی نسبت نہیں۔ مشتری جو زمین سے چودہ سو مرتبہ بڑا ہے فی گنٹہ ۲۹ ہزار میل کے حساب سے آفتاب کے گرد حرکت کرتا ہے زمین ایک گنٹہ میں ۶۸ ہزار میل اور عطارد ایک لاکھ سات ہزار میل کا دورہ کرتا ہے۔ دُمار سیارے ایسے سر بلع السیر ہیں کہ ان کی رفتار کا اندازہ کرنا ہی مشکل ہے چنانچہ ان میں سے بعض ایک گنٹہ میں نو لاکھ میل کا پھر لگاؤا کرتے ہیں آفتاب عالم تاب ہر سب سے زیادہ روشن اور بڑا نظر آتا ہے لیکن بعض ستارے اس سے سیکڑوں مرتبہ زیادہ بڑے اور روشن ہیں جو ہم سے سحاب فاصلہ کی دوری رکھتے ہیں۔

پس کیا انسانی فہم اور ادراک کی طاقت ہے کہ ان امور کی حقیقت کو پہنچ سکے۔ اور ہم پر اندوہ و غم یہ بات صحیح طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ باوجود اس بے اندازہ وسعت و اجلی سے زیادہ تیز رفتاری کے ان اجرام کی رفتار میں کوئی بقا مدگی یا بد نظمی ظہور میں نہیں آتی ہر ایک جسم سلامت روی اور خوش اسلوبی سے اپنا کام انجام دے رہا ہے۔

اس کا جواب اس قدر دیا جاتا ہے کہ یہ سب کام کشش ثقل سے ہو رہا ہے لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ خود یہ قوت کہاں ہے اور کس نے پیدا کی ہے اور وہ ایک باقاعدہ طور سے کیونکر عمل کر رہی ہے اب اگر ہم سے کہا جائے کہ ان طاقتوں کا پیدا کرنا اور سب کو سادہ کر رکھنا اور ایک سب سے اعلیٰ اور زیر دست طاقت کا کام ہے تو ہم چپ ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ حجت تمام ہوئی۔ پس وہی ہمارا خدا ہے جس سے سب طاقتیں پیدا اور جبکہ تحت میں سب طاقتیں اپنا اپنا کام کر رہی ہیں۔

پامعدن کوہ شہر و صحرا دیکھو

گلشن میں بھرون کہ میر دریا دیکھو

ہر ہوتیری قدرت کے ہین لاکھون جلوے	حیران ہوں کہ دوا کھون سے کیا کیا کھین
گلشن میں صبا کو تجو تیری ہے	بلبل کی زبان پہ گفتگو تیری ہے
ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا +	جس پہل کو سونگتا ہوں بوتیری ہر
حرم و دیر میں ہے جلوہ پر فن اوسکا دو گہرون کا ہے چراغ اک رخ روشن اوسکا	
<p>اب ہم زمین کی طرف آپکا خیال بھجھ کرتے ہیں جو نمایان طور پر مظاہر قدرت سے معمور ہے اور ہم کو اوسکے دیکھنے سے قدرت کی سچائی پر حق یقین اور عین یقین اور علم یقین تینوں درجہ کے یقین حاصل ہیں۔ ایک ذی شعور علت اولی کے ثبوت اس میں بکثرت پائے جاتے ہیں کیونکہ ہر ایک چیز جو ہمارے سامنے آتی ہے ایک ترتیب و انتظام ظاہر کرتی ہے۔ صرف انسان کے جسم اور اوسکو بھی جانے دو ہنسنے اوسکی آنکھ کی بناوٹ ہی پر غور کرو تو کوئی صنعت اوسکے برابر نظر نہ آئے گی۔ انسانی ڈھانچہ کی ٹہریون۔ رگون۔ ٹہون۔ گوشت۔ پوست کو دیکھو کہ یہ کیسے لائانی حکیم اور مهندس کی کاریگری ہے اور اوسکی پیدائش میں کمانتک خدا کی بمثل صنعت اور قدرت کا اظہار ہوتا ہے۔</p> <p>ریت کا ایک ذرہ ہزار ہا چمکیلے ذروں سے مرکب ہے تو خیال کرو کہ زمین کے پہاڑوں میں یہ کتنے ہونگے۔ پانی کے ایک قطرہ میں لاکھون جانیں پائی جاتی ہیں ذرا خیال تو کرو کہ اس حساب سے بحر ذخائر میں کتنی جانیں ہوں گی۔ کیا اس پر بھی کوئی آدمی عقلیہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ ان تمام عجاہبات کا کوئی بنانے والا یا چلانے والا نہیں ہے اور یہ سب اتفاق سے وجود میں آگئے ہیں اور اتفاق ہی سے قائم ہیں اگر آدمی صرف اپنے آپ میں غور کرے تو خود کو تمام مظاہر قدرت کا مجموعی نمونہ پائیگا۔</p>	
عالم میں ہے کیا جو نہیں موجود بشیر میں	جو تخم میں محل ہے مفصل ہے شجر میں
انسان کے بدن میں جو روح ہے اور روح جو کاشینس راگی ہر کتنی ہے جس سے انسان چلتا	



بھڑتا۔ بولتا۔ چالتا۔ جانتا۔ پہچانتا۔ سوچتا۔ سمجھتا ہے۔ اس سے خود مصالح حقیقی کی بیشل قدرت اور  
اوسکی ہستی کا یقین ہوتا ہے جسکو کوئی انسانی طاقت پیدا نہیں کر سکتی اور اوسکا سمجھنا اوسکے فہم  
اور اک سے باہر ہے (باقی پہر)

راقم سید امجد علی اشہری

## الروح مالروح

اسلم

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بالیقین روح تیرا نفس ہے اور  
تیری حقیقت ہے اور وہ تمام پوشیدہ چیزوں سے پوشیدہ تر ہے تجھ پر نفس اور روح سے وہ  
چیز مراد ہے کہ مخصوص ہے انسان ہی کے ساتھ اور نسبت اور اضافت اوسکی کی گئی ہے حضرت  
عزائمہ کی طرف یسئلونک عن الروح فنحن فیہ مدبرون روح جسمانی لطیف اس سے مراد نہیں ہے  
روح جسمانی حامل قوۃ اور حس و حرکت ہی یہ روح قلب سے اوٹتی ہے اور منتشر ہوتی ہے تمام بدن  
رگمے جندہ کے ذریعے اور فائض ہوتی ہے اکھو کی روشنی اوس کو اور کانوں کی سماعت  
اور دوسرے قوی مثل ذائقہ و شامہ و لامہ کے اس طرح کہ جیسے پونچتی ہے روشنی چراغ  
کی درو دیوار پر اور صحن خانہ مین اور اس روح مین شریک ہیں انسان اور بہائم و دونوں اور فنا ہو جاتی  
ہے یہ روح مرنے کے وقت ایسے کہ یہ روح ایک لطیف دھواں ہے کہ خون خالص سے پیدا  
ہوتا ہے اور اسکا نفع نہایت معتدل ہوتا ہے اخلاط کے مزاج کے اعتدال کے موافق پس  
جبکہ مزاج تحلیل ہوا یہ روح بھی فنا ہو گئی جیسے چراغ کی روشنی چراغ بجھنے کے بعد معدوم ہو جاتی  
ہے روغن کے ختم ہونے کے سبب یا ہونک دینے کے سبب بجھنے غذا کے موقوف ہونے  
سے روح حیوانی فنا ہو جاتی ہے یعنی غذا بدن حیوان مین وہی کام کرتی ہے جو تیل چراغ مین کرتا ہے

اور قتل حیوان مشابہ ہے چراغ کے پہونکے دینے سے یعنی تیل موجود ہے اور روشنی مسدوم ہو گئی  
اسی طرح ہر جمہور کو قوی حیوان کے قوی ہیں مگر روح نکل گئی اور اس روح میں علم طبع کے ذریعہ سے  
ادسکی تعدیل اور تقویم میں تصرف کر سکتے ہیں یہ روح حامل امانت اور معرفت خداوند تعالیٰ شانہ کی  
نہیں ہو سکتی بلکہ جو حامل امانت اور معرفت الہی ہے وہ دوسری روح ہے اور وہی روح انسان  
کے واسطے مخصوص ہے اس روح سے اور جاندار محروم ہیں اور وہی روح باقی ہے اور یہی روح  
ہے جو انسان کے بدن میں مشار الیہ انا ہے شعر کاتب المحرر ۵

کلامہ مشار الیہ لفظ انا	کہ جسم خاکی انسان میں بولنا کیا ہو
-------------------------	------------------------------------

اعنی لنفس لناطقہ المستعد للبیان وفہم الخطاب اسیکوکتے ہیں کہ یہ روح فنا  
نہیں ہوتی فنا ہی بدن کے سبب اور یہ روح نہ چھوڑے نہ وہ جس حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اسیکی طرف  
اشارہ فرماتے ہیں من عرف نفسه فقد عرف ربه اور پاک پروردگار تعالیٰ شانہ  
ارشاد فرماتا ہے یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی اور بقای روح کے واسطے  
ارشاد پروردگار ہے اور بھینہ حاضر وامر یہ ارشاد ہے ولا تقول لمن یقتل فی سبیل اللہ  
اموات بل احياء ولا کن لا تشعرون اور دو کے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔  
بَلْ اَحْيَاہُمْ عِنْدَ رَبِّہُمْ یُزَنُّ قُوْنٌ فَمَا جِئْنَا بِمَا اَتَاہُمُ اللہُ مِنْ فَضْلٍ نہ بختار  
اور منصوب اہل تحقیق کا یہ ہے کہ روح داخل بدن نہیں تجربی اور حلول کی طرح بلکہ وہ منزہ ہے صفات  
جسمیہ سے اور متعلق ہے بدن سے تعلق تدبیر اور تصرف میں صاحبان علم اخلاق نے  
اپنی اخلاقی کتابوں میں اس مسئلہ کو چھیڑا ہے مگر بالاجمال نہ بالتفسیر وہو ہذا النفس انسانی جوہر بسیط  
ہے ادراک معقولات ادسکی شان سے ہے اور وہ نہ جوہر ہے نہ جسم نہ جسمانی اور نہ ادسکا حس  
ہو سکتا ہے کسی جو اس کے ذریعے سے میرے حضرت پیر شہ مولانا سید شاہ محمد قاسم ابو العلالی  
وانا پوری قدس سرہ و نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اثبات وجود نفس کے واسطے

کسی دلیل کی احتیاج نہیں ہے اس واسطے کہ سب سے زیادہ ظاہر اور بہت واضح اور کمال روشن  
اہل عقل کے ادراک میں اوسکی ذات اور حقیقت ہے حتیٰ کہ نفع خواب میں اور بیدار بیداری میں  
اور مستی میں اور ہوشیار ہوشیاری میں ہر شے سے غافل ہو سکتا ہے مگر اپنی ہستی سے  
غافل نہیں ہو سکتا فرض کرو کہ انسان کیسی ہی نوم غریق میں ہو اوسکی بدن میں ایک سوئی چھو  
دیجئے اوسکی ذات اوس سوئی کے چھنی کے الم کو بالیقین محسوس کرے گی پس آدمی اپنی ہستی سے  
غافل نہیں ہو سکتا اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی دلیل لائی جائے اپنی ہستی پر قاعدہ علم بیان  
یہ ہے کہ دلیل واسطہ ہوتی ہے استدلال اور مدلول کے درمیان اب کوئی آدمی اگر کوئی دلیل لائے  
اپنی ہستی پر تو وہ دلیل واسطہ ہوگی فقط ایک ذات تنہا پر پس اپنی ذات کو اپنی طرف پہنچانا یہ محال  
اور باطل ہے فقط

راقم محمد اکبر ابو العلامی دانا پوری۔

## لاکبر المحجوب مطلع اول

مری روح تو ہے مری جان تو ہے	مری زندگی کا سامان تو ہے
مرادین تو میرا ایمان تو ہے	مری جان جس پر ہے قربان تو ہے
مرے دل کا دل تو ہے واسد بالسد	مری جان کی جان ایمان تو ہے
تری شان ہر روز ہے اک زالی	نیا جلوہ تو ہے نئی شان تو ہے
یہ نغمہ سنا کر ہمیں تئے نے مارا	مری جان اس تان کی جان تو ہے
تو خود آئینہ ہے تو خود آئینہ بین	تماشا ہے پھر آپ حیران تو ہے
مجھے جس جفا جو نے بے موت مارا	وہ قاتل مرا اے مری جان تو ہے
اگر جمع ہو جانا تو میں ہی حبانا	پراسے دوست اس پر بھی انجان تو ہے

پتہ ملک یا تیرا بس میں نے جانا	جسے ڈھونڈتا تھا میں ایمان تو ہے
مری جان کسی دن تو آباد اسی کر	مرے خانہ دل کا مسمان تو ہے
ترے سایہ عاطفت میں ہر دم سب	خدا یا حقیقی نگہبان تو ہے
نہیں ہے کسی شے کی مجھ کو تمن	مگر ہاں مرے دل کا ارمان تو ہے
جسے ڈھونڈتا پھر رہا ہے تو اکبر	مری یاد شکل اپنی پہچان تو ہے

## مسٹر گلیڈ اسٹون کی زندگی کو بعض پچپ حالات

یون تو مسٹر گلیڈ اسٹون کی بیسیوں سوانح عیان اب تک شائع ہو چکی ہیں مگر فی الحال مسٹر موصوف کے پریویٹ سکریٹری سرائیڈورڈ ہملٹن نے جو مختصر کتاب اونکی زندگی کے حالات میں لکھی ہے وہ کیا بلحاظ علم و پچسپ اور کیا باعتبار صداقت واقعات سب پر فوق لیکھی ہے۔ اس کتاب میں مسٹر گلیڈ اسٹون کی اعلیٰ دماغی قابلیت، بید شوق تحصیل علم، بے نظیر قوت حافظہ اور دوسرے خلقی اوصاف کی ایسی مثالیں درج ہیں جو اب تک سوائے اونکے پرائیویٹ سکریٹری کے بلکہ کو عام طور پر بخوبی معلوم نہ تھیں۔

عام لوگوں کا خیال ہے کہ مسٹر گلیڈ اسٹون ہمیشہ پائیکس (ملکی معاملات) کی دہن میں متفرق رہتے تھے اور پائیکس سے زیادہ اور کوئی شغل اونکی دلچسپی کا نہ تھا۔ مگر کتاب مذکورہ بالا سے اس خیال کی بالکل تردید ہوتی ہے اور واضح ہوتا ہے کہ مسٹر موصوف کو سب اشغال سے کتب بینی کا شغل زیادہ پسند اور مرغوب خاطر تھا۔ سرائیڈورڈ ہملٹن لکھتے ہیں کہ

دو مسٹر گلیڈ اسٹون کی عادت تھی کہ ہمیشہ کتاب نہایت غور و تمیز کے ساتھ آہستگی سے پڑھا کرتے

تھے۔ وہ کبھی عام لوگوں کی طرح سے معمولی درجہ کی کتابیں نہ کرتے تھے بلکہ اسی عمیق اور دقیق نظر

سے پڑھتے تھے کہ جن فقرات کو وہ قابل قدر پاتے اور انکے محاذِ حاشیہ پر خاص نشان کر دیا کرتے تھے لیکن بالخصوص ہر سال کتابوں کی ایک تعداد کثیر انکے مطالعہ سے گزر جاتی تھی، مسٹر گلید اسٹون کو قدیم نسخوں اور متعل کتابوں کے فراہم کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اپنی زندگی میں انہوں نے اپنی ذاتی لائبریری میں ۲۸ ہزار کتابیں جمع کی تھیں۔ لیکن سب سے زیادہ خوش کرنے والی چیز جو مسٹر گلید اسٹون کے علمی مذاق سے متعلق تھی وہ ان کی تصنیف و تالیف کی اُجرت تھی۔ ایسی اُجرت سے جو رقم ان کو حاصل ہوا کرتی اس سے وہ نہایت خوش ہوتے اور اُسکی بچید قدر کرتے یہاں تک کہ اس کا حساب لکھنے کے لیے ایک خاص یادداشت کی کتاب بنانا کبھی تھی جس میں فخریہ طور پر اس صیغہ کی آمدنی درج کی جاتی تھی۔

مسٹر گلید اسٹون کے ذاتی اوصاف میں سب سے بڑی صفت یہ تھی کہ وہ ہر کام میں ترتیب۔ انتظام اور صفائی کے بڑے پابند تھے۔ انکی روزانہ زندگی کے اوقات گھڑی کے گھنٹوں کی طرح معین تھے انکی میز ہمیشہ صاف رہتی تھی اور کمرہ میں کاغذ کی رُوئی کا نشان تک نہ پایا جاتا تھا۔ کتابیں اور کاغذ اپنی جگہ محفوظ رہتے تھے۔ خطوط نویسی میں ان کو یہ طوئی حاصل تھا کبھی کہیں کوئی لفظ یا جملہ محکوک یا مشکوک نہ ہوتا تھا۔

مسٹر گلید اسٹون ایک ڈائری (روزنامہ) بھی رکھتے تھے جس میں اپنے روزمرہ کے کام اور جن لوگوں سے خط و کتابت کرتے اور انکے نام درج کیا کرتے تھے۔ مسٹر گلید اسٹون کو کتابوں کے علاوہ نوادرات جمع کرنے کا شوق بھی تھا۔ مثلاً کبھی وہ چینی کے ظروف۔ کبھی ہاتھی دانت کی بنی ہوئی چیزیں۔ کبھی اطالین ساخت کی نازک اشیاء جمع کیا کرتے تھے۔

مسٹر گلید اسٹون شعرا و مصنفین مندرجہ ذیل کی تصانیف کے بڑے شائق اور قارئین تھے۔

چارلیمز ایڈمز - ہومر - ڈیوٹی - سٹیکسٹیر گوائیٹ -

قدیم مصنفین - ہومر - ہوریس -

مصنف زمانہ حال۔ سرواڑا اسکاٹ  
 مشہور نثار زمانہ حال۔ رکن کارڈنل نیوین  
 مشہور نظار۔ ارطافینس شیکسپیر  
 عمدہ ترین مولیٰ عمری (سوانح عمری) اسکاٹ مولفہ لاکارٹ  
 مدبرین زمانہ حال (پسندیدہ) ہسرا برٹس۔ مسٹر کینگ  
 (ناپسندیدہ)۔ پامرٹن۔ ڈزریلی  
 (ناور الوجود)۔ لارڈ رنڈلف چرچل۔ مسٹر بارنل

(غزیر ہجلیس)۔ لارڈ ہرٹ آف برلی۔ لارڈ کینول۔ مسٹر جان برارٹ  
 برطانیہ کے بعد پسندیدہ ملک۔ ممالک متحدہ امریکہ۔  
 مسٹر گلڈ اسٹون کے قوت حافظہ کی ایک عجیب و غریب نظیر اس کتاب کے مصنف نے لکھی ہے  
 مسٹر گلڈ اسٹون کو انگلستان کی گوکوٹمنٹین مین ذریعہ اعظم کے جلیل القدر و عظیم الشان عمدہ پر ممتاز  
 رہنے کے بعد ۱۸۹۲ء میں یہ خیال آیا کہ میرے ساتھ اس مدت پچاس سال میں میری کینٹ کے  
 جو لوگ وقتاً فوقتاً میرے چکے ہیں۔ انکی ایک فہرست لکھوں۔ چنانچہ اس نے صرف اپنے قوت  
 حافظہ کے زور سے ان ممبروں کی فہرست لکھنی شروع کی جبکی کل تعداد ستر تھی۔ ان میں سے  
 باوجود اس قدر امتداد زمانہ کے اس نے ۶۸ ممبروں کے صحیح نام لکھ لیے اور یہ خیال کر کے کہ اس مدت  
 میں بڑے بڑے انقلابات گزرنے لگے یہ بات کچھ کم حیرت انگیز نہیں ہے۔ فقط ایڈیٹر

## دکچپ و مفید نکات

(تہجد و مختصر ایڈیٹر)

## الف) متعلق بہ علم ہیئت

کیا جاندار اور زمین مخلوق آباد ہے ؟

ناظرین ادیب۔ کو یہ تو ضرور معلوم ہو گا کہ سوال مندرجہ عنوان یورپ اور امریکہ کے سائنس دان

حلقوں میں مدت دراز سے زیر بحث چلا آتا ہے حتیٰ کہ تین چار سال کا عرصہ ہوا کہ امریکہ کی ایک اولوالعزم لیڈی نے قریب ڈھائی لاکھ روپیہ کے صرف اس غرض کے لئے وقف کر دئے کہ علم ہیئت کے ذریعہ سے تحقیقات کی جاوے کہ آیا فی الواقع میخ میں کوئی مخلوق آباد ہے یا نہیں اور اگر آباد ہے تو اس سے ہمارے کرہ ارضی کے باشندوں کی رسل و رسائل اور بات چیت کرنے کی کوئی تدبیر نکالی جائے۔

لیکن اب یہ مسئلہ غریب صحیح و کامل طور پر تحقیق ہو جائے گا کیونکہ پیرس میں جو عام نمائش ۱۹۰۰ء میں ہونے والی ہے اس کے لئے ایک عجیب و غریب دور میں اسقدر بڑی تیار ہوئی ہے کہ علماء ہیئت کہتے ہیں کہ آج تک اتنی بڑی دور میں دنیا کے کسی ملک میں نہیں بنی اور اس سے متنازعہ فیہ مسائل علم ہیئت کا حل طور پر تحقیق و طے ہو جائیں گے۔ یہ دور میں پیرس کے کارخانہ متعلقہ رصد گاہ میں بن رہی ہے۔ اس کا طول (۱۹ء) فیٹ ہوگا اور اس کے موجد دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کے شیشے کی طاقت اتنی تیز ہوگی کہ چاند اسقدر قریب نظر آئے گا کہ گویا وہ صاف درمیل کے ٹائل پر ہے! الحاصل اس دور میں کے ذریعہ سے قمر اور میخ میں مخلوق آباد ہونے کا بحث فیہ مسئلہ صحیح طور پر پایہ تحقیق کو پہنچ جائے گا اور آئندہ کوئی گنجائش بحث کی باقی نہ رہے گی۔

## حیات انگیز شہاب ثاقب

ماگڈلینہ میں سقوطی واقع البانیز میں بہت باری شہاب ثاقب نظر آیا۔ اس کی شکل پورے چاند کی سی تھی۔ آسمان سے ٹکڑے بویا کے مغرب میں پہاڑ پر ٹھہرا رہا۔

## رب (معلق) علم نباتات

### درخت قنہ

ناظرین ادیب نے دیوار قہقہہ تو پرانے قصے کہانیوں میں ضرور سنی ہوگی لیکن درخت قہقہہ کے نام سے اُن کے کان شاید ہی آشنا ہوں گے۔ ایک انگریزی میگزین میں فی الحال درخت مذکور کا حال چہا ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہ درخت عربستان کی سرزمین میں پیدا ہوتا ہے اور سکے تخم کو پسیرا انسان کو پلا دینے سے ایک نشہ کی ایسی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ آدمی ناچنے لگتا ہے اور بے تحاشا ہنستے ہنستے دیوانوں کی سی حرکتیں کر اٹھتا ہے۔ قریب ایک گھنٹہ کے یہ حالت رہتی ہے جس کے بعد غنودگی کا غلبہ ہو کر وہ شخص بے خبر ہو جاتا ہے۔ جب چند گھنٹے ٹھوس نیکے بعد اٹھتا ہے تو اسکو اپنی حالت سابقہ بالکل بایں نہیں رہتی۔ اس درخت کا قد میانہ۔ پھول زرد رنگ اور تخم سیاہ مثل مٹر کے ہوتے ہیں۔

یہ امر ہنوز قرائینین پایا کہ اس درخت کو نباتات کی کس قسم میں شمار کیا جاوے۔

### خونی پھول

برسوں سے باغات ڈینگن واقع روم سرخ گلار کے پھولوں کے لئے مشہور ہیں اور ان میں خونی پھول بھی ایسی ہوتی ہے کہ تمام یورپ میں ان کی شہرت ہے اب کسی نے دریافت کیا ہے کہ پوپ روم کا مالی درختوں کو بجائے پانی کے خون سے سینچتا ہے لیکن اس میں سوا ایک درخت ایسا ہے جو صرف آرمین کی قبروں ہی پر سرسبز رہتا ہے اور ارضیں مقامات پر جمتا ہے جہاں سخت خونریزی ہوئی ہو۔ ایسی ہی دوایتیں پھولوں کی نیو مارکٹ میں مشہور ہیں۔ یہ مقام ایک



محیب پرانی خندق کے لئے بہت مشہور ہے جو حفاظت جنگ کی غرض سے کو دی گئی تھی۔  
 اب یہ خندق آدمیوں کی ٹہریوں سے بھری ہوئی ہے یہ مقام ڈارنگٹم تک چمیل لمبا ہے اسی  
 مقام پر بلڈی فلاور (خونی ہول) ہوتے ہیں یہ ہول پانچ یا چھ پنکڑیوں کا ایک نہایت سرخ  
 باغبانی ہوتا ہے اور جون۔ جولائی کے مہینے میں بکثرت ہوتا ہے جس فصل میں یہ ہول کہلاتے  
 ہیں صد ہا آدمی گل چینی کے لئے آتے ہیں۔ (روزانہ)

### (ج) متعلق علم الحیوانات

#### پہاڑی میڈک

ولایت کے سالانچ فوٹس میں ایک صاحب نے پہاڑ کے پتہ دون کے اندر زندہ میڈک پائی  
 جانے کی ایک دلچسپ حکایت لکھی ہے۔

صاحب موصوف کو کپیر مل بنوانے کے لئے ایک پہاڑ پر مٹی کھدوانے کی ضرورت ہوئی۔  
 پہاڑ کا ایک بڑا پتہڑی کھودتے کھودتے نکل آیا جس کے اندر زندہ میڈک موجود تھے۔ میڈک عموماً  
 پانی کے قریب پائے جاتے ہیں کیونکہ وہ پانی کے جانور ہیں لیکن پتہڑی کے اندر اون کا زندہ  
 رہنا اور اون کو غذا پہنچانا اوس خلاق عالم اور رزاق مطلق کی قدرت اور شان کی تین دلیل ہے  
 صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ علمای علم حیوانات اپنی تحقیقات سے جو اونوں نے میڈکوں  
 کی نسبت کی ہے اس قدر تو دریافت کر چکے ہیں کہ میڈک اپنے جسم کے اندر اپنے وزن سے  
 دو چاند پانی کا ذخیرہ کر سکتا ہے مگر اس بارہ میں عقل انسانی دنگ ہے کہ او کو غذا پتہڑی کے اندر

کس طرح اور کمان سے پہنچتی۔ سچ ہے مصرعہ

رزق سے بہتر ہے رزاق دہن پتہڑی

## انڈے سے بچے نکلنے کے ایام

ہنس۔ ۳۰ دن انڈے سہتا ہے۔ راج ہنس ۲۴ دن۔ مرغی ۲۱ دن۔ بط ۳۰ دن  
فیل مرغ ۲۸ دن۔ چڑیا ۱۴ دن۔ کبوتر ۲۱ دن۔ طوطا و مینا ۳۰ دن۔ کوا۔ ۳۰ دن۔

## بندر کے کاٹنے سے مجنون کو شفا

حال میں ایک مجنون عورت ایک بندر کے کٹھے میں جو ہمارا جہ دیناج پور کا ہے  
محافظ کی غیر حاضری میں گسٹری اور اسکو چٹیرا شروع کیا بندر نے خوب چکتیں لگائیں جس سے  
اوسکا جسم لولہمان ہو گیا اور وہ ہسپتال کو بھیجی گئی اوسکا مداوا اب تک شفا خانہ میں ہو رہا ہے  
مگر عجیب بات یہ ہے کہ جب سے اوسکو بندر نے کاٹا ہے اوسکا جنون بالکل اچھا ہو گیا ہے جیسا  
وہ سال بہر سے مبتلا تھی۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر سائنس دانوں کو غور کرنا چاہئے۔

## ایجاد و اختراع صنعت و حرفت وغیرہ

### مٹی کے تیل کو منجمد کرنیکی ترکیب

اویسویں صدی کی حیرت انگیز ایجادات سے ہر جو ایک فرانسیسی بحری انجنیر ماسیو بوسی ہومی  
نامی کی اعلیٰ دماغی قابلیت کا نتیجہ ہے۔ اوسکے متعلق جو حالات شائع ہوئے ہیں ان سے معلوم  
ہوتا ہے کہ اس دانشمند انجنیر نے ایسی ترکیب نکالی ہے کہ جس سے تیل منجمد ہو کر صابون کی لکڑیوں  
کی مانند بن جاتا ہے۔ ان لکڑیوں میں نہ بدبو ہوتی ہے اور نہ جلتے وقت دھواں نکلتا ہے اور  
نہ وہ گرمی یا سردی سے موثر ہوتی ہیں۔ اس ایجاد سے دو بڑے فائدے متصور ہیں ایک

یہ کہ چاہے جس مقدار کی ٹیکیاں مٹی کے تیل کی بن سکتی ہیں اور اس وجہ سے اس کی بار برداری میں بجا بلہ سیال حالت کے بڑی آسانی ہوگی اور اس کے جہازوں پر رکھنے میں جگہ بھی کم گھر گی۔ دوسرے یہ کہ عام مٹی کے تیل میں اجزات یا آشکیں سے اٹھ جانے کا خطرہ جو ہر وقت رہتا ہے وہ اس انجماری ترکیب سے بالکل رفع ہو جائیگا۔ ٹیکیاں آگ دکھلانے سے بڑی آسانی کو ساتھ روشن ہو جاتی ہیں اور بلا خطر جلتی رہتی ہیں۔

مہاراجہ بڑودہ نے اپنے صنف سے دو آدمی گھڑی بنانے کا ہنر سیکھنے کیواسطے ولایت بھیجے ہیں۔

لکھنؤ میں گورنمنٹ کی جانب سے ایک صنعتی اسکول قائم ہوا ہے اگر لکھنؤ اسکول ہر شہر میں قائم ہو جاوے تو ملک میں بہت جلد سرسبزی کی علاقہ میں نمایاں ہوں۔ ہمارے ملک میں ایسے اسکولوں کی نہایت ضرورت ہے جو صنعت و حرفت کی تعلیم کو ترقی دیں۔

دہلی میں سوئی پارچہ کی دفائی کارخانہ میں پچھلے سال ڈیڑھ لاکھ روپیہ منافع ہوا یعنی شرح منافع

چلے ہوئے آلوؤں کے ٹکڑوں کو پانی میں اُبالو۔ جسوقت آلو اُبلنے لگیں چاندی کا ٹوکڑا اس میں ڈالو۔ تھوڑی دیر بعد سیل کٹ جائیگا اور چاندی بہت صاف ہو جائیگی دھواں

مٹی کا تیل جس کا غذا کپڑے پر گر جائے تو اسے آگ پر سیکھنے سے اس کا دھبہ اور بو دونوں جاتی رہتی ہیں۔ دو چار منٹ کے بعد کپڑے کو آگ پر سے ہٹالیں۔

بادام کا شربت جو کہ ولایت سے جلا آتا ہے اوسکے بنانے کی ترکیب اس طرح ہے کہ پہلے خالی شربت شکر کا پکا کر اُس میں ۶ ماشہ بادام کا اسنس ڈالکر خوب ملاو و شربت تیار ہو جائے گا پانی میں ڈالنے سے اس کا رنگ سفیدش دودھ کے ہوگا۔

## متفہم علمی نوٹس

### علمائے اولو العری

نواب سردار الامر احیدر آباد کنین اول درجہ کے متمول اور معزز امیر اور ریاست حیدر آباد کے وزیر اعظم ہیں آپ نے قدیم علوم کی قدر دانی میں جو نمایاں فیاضی دکھلائی ہے وہ ترقی علوم کے شوق سے متعلق نہایت قیمتی قدر دانی کا زندہ ثبوت ہے شاباش ہے اُس قوم کو جس میں ایسے دولتمند امراء ہوں اور وہ اپنی دولت کو علمی معیار کے اعلیٰ کاموں میں اپنی فیاضی سے منتر کرین۔ حنا ممدوح نے ٹرکی کے وزارت تعلیم کے ساتھ ایک ایسا سودا کیا ہے جسکی شہرت آج کل یورپ میں حامیان علوم پر ہی موقوف بھی جاتی ہے۔ قسطنطنیہ کے کتب خانہ عثمانیہ میں عربی زبان کے قدیم نسخوں کا مجموعہ تھا اور نواب ممدوح نے ان تمام نسخوں کی مکمل نقل ایک لاکھ ۸۰ ہزار روپے خرچ حاصل کرنے کا سودا طے کیا ہے۔ ان نسخوں کی نقل کرنے میں دو تین سال سے کم عرصہ نہ لگے لگا۔ شاباش ہے۔

مرحبا ہے۔ آفرین ہے۔ (سول و ملٹری میوز)

دارالعلوم خرمطوم۔ کابنیا دی پتر لارڈ کر امر پرنس گورنر سوڈان نے رکھا اور نصب کرتے وقت یہ بیان کیا کہ اس کالج کی تعمیر کا یہ نشانہ گزشتہ کئی صدیوں کے فنیٹین مسلمان اور مغربی تہذیب کے پتلے گھر گھر کے کمالے جائیں۔ تعلیم عربی زبان میں ہوگی انگریزی زبان کو رس میں داخل نہ کیا جائیگی۔ کیا اچھا جو کہ مذہبی تعلیم بھی

اس کالج میں لازمی کر دی جاوے۔

دیوان حافظ - کاتر جہ کرین لبر فورس کلارک نے نہایت عیس انگریزی میں کیا ہے۔  
و مشق کی جامع مسجد کے قریب حضرت عی علیہ السلام کی قبر کی مرمت و دوستی سلطان کی نظر  
نہایت اہتمام سے کرائی گئی ہے۔

استنبول میں ۱۲ کالج ۶۶ مدرسے - ۲۵ کتب خانے اور ۵۰۰ مساجد ہیں۔

علم کی قدردانی اسکھانام ہے کہ انجیل مقدس کی ایک جلد گوٹن برگ کے چھاپہ کی حال میں  
لندن کے ایک نبیلام میں دو ہزار نو سو پچاس پونڈ کو فروخت ہوئی۔ حال کی ہنڈوی کے بھاؤ سے  
اگر بندہ ہی وہ پیکہ کا پونڈ لگایا جائے تو کل قیمت کے ۴۴ ہزار دو سو پچاس روپیہ ہوے (غیر عظم)

## فاضل عورتین

لندن کی یونیورسٹی میں سال ۴۴ عورتوں نے سائنس میں بی۔ اے پاس کیا اور یہ دوسرے  
درجہ میں کامیاب ہوئیں اور آرٹ میں ۲۸ عورتوں نے اول درجہ میں بی۔ اے پاس کیا ہے، نے  
دوسرے درجہ میں - تینوں رجون میں کل ۳۰ - امیدوار پاس ہوئے ہیں اور ان میں ۱۵ عورتیں  
ہیں جو نسبتاً تھائی سنے یادہ ہیں - (روزانہ)

## یادگاری واقعات

ملک قوم کے لیے سب سے بڑا یادگاری واقعہ تصفیہ سدا تقرر سکریٹری شپ محسن کالج علی گڑھ  
ہے جو کالج موصوف کی ٹرسٹیوں کے سالانہ جلسہ میں تاریخ ۳۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو نہایت اطمینان بخش طریقہ  
سے طے ہو گیا۔ اس جلسہ میں کثرت آراء سے ستر سید محمود کو لائف پریسڈنٹ اور نواب  
محسن الملک بہادر کو سکریٹری مقرر کیا گیا۔ اختتام جلسہ پریسڈنٹ سید محمود صاحب نے اپنی  
تقریر میں صدارت کو بخوشی منظور اور نواب محسن الملک کی دای رفاقت کا وعدہ کیا۔ یہ بھی بڑی  
خوشی کی بات ہے کہ آئیں جیل حبش امیر علی اس کالج کے ٹرسٹی مقرر ہوئے اور آئیں جیل حبش

بدالدین طیب جی نے دو ہزار روپیہ سرسید میموریل فنڈ کو عطا فرمائیے۔

اس ماہ کی اخیر تاریخوں میں انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ بڑی رونق اور کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ سر و نجات کے بھی بہت سے حضرات شریک تھے۔ انجمن کے متعلق ایک کالج اور ایک ہائی اسکول اور یتیم خانہ اور مستعدہ زنانہ مدارس ہیں۔ جلسہ مذکور میں قریب پانچ ہزار روپیہ کے چندہ وصول ہوا۔

نواب سر احسن احمد خان بہادر رئیس ڈہاکہ بابو جی گوہنڈا کی سیما و ختم ہونے پر سو پریم لکھنؤ کو نیشنل ہند کے ممبر مقرر ہوئے۔

ہمارا راجہ قاسم بازار فرسٹ مسلم زنانہ اسکول کے لیے دس ہزار روپیہ کا چندہ عطا کیا۔ جدید ہمارا راجہ صاحب درہنگہ نے اپنے ہر دو عزیز بڑا اور مرحوم کی یادگار میں ۶۵ ہزار روپیہ کا چندہ خیراتی کاموں کے لیے عطا فرمایا۔

کلکتہ کے ایک نامی سماجی لالہ پور محل نے چار لاکھ روپیہ کی وصیت مرنے کے قبل کر دی تھی یہ روپیہ ایک جین کالج کے قائم کرنے میں صرف ہو گا اور اس کالج کے ساتھ اعلیٰ تعلیم بھی دی جائیگی۔

بنارس ہندو کالج کے لیے چھ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے۔ چندہ فراہم کرنے کی غرض سے مدراس۔ میرٹھ۔ لاہور وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں جا بجا جلسے ہو رہے ہیں اور بہت کچھ روپیہ جمع بھی ہو گیا ہے۔

اسی مہینے میں ہر راجہ نواب شاہجہان سیکیم صاحبہ والیہ یاست بہوپال رام قبائلا نے اپنے مدارالہام نیر کلسنی مولوی حاجی محمد عبدالجبار خان بہاؤ کو بصلہ حسنہ عطا کیا۔ دو ہزار روپیہ ہمارے ڈپٹی ناظر روپیہ شاہدہ مقرر فرما کر مستقل امداد وزارت پر سرخراں فرمایا۔ مولوی صاحب بڑے متقی۔ پرہیزگار۔ متدین اور رہتبار شخص ہیں یقین ہے کہ ان کی ذات بجا

ریاست بہوپال کو بڑا فائدہ پہنچا اور تلافی یافت ہو جائیگی۔ ہم ہی مولوی صاحب ممدوح کو اس کامیابی کی توفیق سے مبارکباد دیتے ہیں۔

راجہ اودے پرباب سنگھ سی۔ ایس۔ آئی ڈی ریاست بہنگا ملک اودہ نے بنارس میں ایک انامتیا لہ قانم کر نیلے لیے ایک لاکھ دویہ عنایت فرمایا ہے اس انامتیا میں پچاس ہون۔ بولہ ہون۔ اور بیسوں کی پرورش کجائیگی اور ایک کیٹی اس کے انتظام کی نگران ہوگی سچی فیاضی اس کا نام ہے اس مہینہ میں نواب صاحب بہاولپور نے عین عالم شباب میں انتقال فرمایا ماحرم ایک ہر غریب رئیس تھے ہر کہہ و مہ کو اس کے انتقال سے رنج و صدمہ ہوا۔

اسی مہینہ میں سلطان موسیٰ علی راجہ لکادیپ کا انتقال بھی ایک جاگداز و اندوہناک واقعہ ہے وہ بڑے متقی شخص تھے۔ اور اپنی عمر کے ایک بڑے حصہ کو اذہنوں نے عبادت اور ملک کی خدمت میں صرف کیا۔ ان کو اپنی عیال سے بڑی محبت اور ہمدردی تھی اور رعایا ان کو بڑی عزیز سمجھتی تھی حتیٰ کہ دور دور سے لوگ ان کی تجویز و کھین میں شریک ہونے کے لیے آتے تھے۔ سر لوئیس کرشنا چیف جسٹس ہائی کورٹ ممبئی کی وفات بھی اس مہینہ کے جاگداز حادثات سے ہے۔

دشوق میں ایک سلمان نے ۱۳۵ برس کی عمر میں انتقال کیا جسے نوے برس تک فوجی خدمت انجام دی تھیں۔

ممبئی احاطہ میں طاعون کا بڑا زور رہا دافع البلیات اس معوی مرض کو ہندوستان سے جلد دفع کرے۔

بالکرشنا چاکر مشتبہ قاتل سٹریٹ کی گرفتاری جو مالک محروسہ سرکار نظام کی پولیس کی حسن بھی و کارگزاری سے عمل میں آئی ایک یادگار واقعہ ہے۔ فقط

ایڈیٹر

# ریویو

## کتاب فلسفہ امثال و منتخب الامثال

مؤلفہ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکا ارد

صاحب فیلولو آباد یونیورسٹی

مطبوعہ مطبع محبت سبائی دہلی

تعلیم یافتہ سوسائٹی کا کون ممبر ہے جو یہ نہیں جانتا کہ شمس العلماء مولوی محمد ذکا ارد صاحب خان بہادر نے اپنی مشہور تصنیفات و تالیفات سے اردو لٹریچر کو لامال کر دیا ہے۔ علوم ریاضیہ کے علاوہ علم ادب - اخلاق - تاریخ و جغرافیہ - طبیعیہ - و ہیئت وغیرہ علوم مختلفہ میں مولوی صاحب کی اکثر مفید و دلچسپ و بے نظیر کتابیں اس وقت موجود ہیں جنکی مجموعی تعداد قریب و پڑھ سو کے ہوگی۔ اسکے علاوہ اخبارات و رسائل میں بے شمار مضامین اور صد ہا کتابوں کے ریویو مولوی صاحب کی قلم فیض قلم سے تحریر و شائع ہو چکے ہیں جنہے اوکھانا نامی تصنیفات و تالیفات کے آسمان پر کاشمیں نے انہار چمک رہا ہے اور گھر گھر جہان کہ کچھ ہی علمی و فنی کی چمک پائی جاتی ہے ضرب المثل کی طرح زبان و ذہان عام ہے۔

کتاب فلسفہ امثال مولوی صاحب کی جدید تالیفات سے ہے جو بری جانفشانی اور عرق ریزی سے مرتب ہوئی ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصے کے دیباچہ میں ضرب الامثال کی فلسفیت - تعریف - اصلیت - قدیمت - استعمال وغیرہ کا دلچسپ بیان ایسے شیریں الفاظ اور دلکش عبارت میں درج ہے جو مولوی صاحب کا خاص حصہ ہے



اور پانچویں ایک سو اکتیس مضامین کے متعلق تین ہزار پانچ سو ستر ضرب المثلین بہ ترتیب حروف تہجی تحریر ہیں دوسرے حصہ میں دنیا کے بارہ ملکوں کی سات سو پینتیس ضرب المثلین مرقوم ہیں اس طرح ہر کل مجموعہ میں ستائیس زبانوں کی چار ہزار تین سو پینسٹھ ضرب المثلین اور ان کے سوا بہت سے نکات۔ نوادر۔ تقبیحات۔ استعارات درج ہیں۔

اس کتاب میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر مضمون کے متعلق جس قدر ضرب المثلین ہر قوم و ملک میں مشہور ہیں ان کو منتخب کر کے ایک جگہ فراہم کر دیا گیا ہے مثلاً اتفاق کے مضمون سے متعلق جس قدر مثلین روسی۔ بنگالی۔ ترکی۔ تامل۔ سنسکرت۔ اردو۔ ہندی وغیرہ زبانوں میں موجود ہیں ان سب کو چن چن کر ایک جگہ جمع کر دیا ہے جس سے تلاش میں نہایت آسانی ہو گئی ہے۔ ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ کتنی بڑی محنت اور عزیزی کا کام ہے۔ ہمارے علم میں اردو زبان کو کیا سوامی انگریزی میں نہ پڑی کی کتاب فلاسفی آف پراورس کے عربی۔ فارسی۔ سنسکرت وغیرہ کسی زبان میں اس پایہ کی کتاب موجود نہیں ہے۔

یہ کتاب پاکٹ سائز کے ۴۴ صفحات پر چھپی ہے اور ہر صفحہ میں کان حکمت کے جواہر کوٹ کوٹ کا بہرے ہیں یا یوں کہیے کہ ہر صفحہ میں ایک خوشنما اور دلربا باغ لگایا ہے جس کے اندر سوائے شیریں و پر جلالت بیوجات کے خار کا نام تک نہیں ہے۔ باوجود ان سب نعمتوں کے ناظرین قیمت سنینگے تو دنگہ جائیں گے یعنی یہ لعل بے بہا صرف آٹھ آنہ میں مولوی محمد عطاء اللہ صاحب سے کوچ چملائیں دہلی کے نشان سے درخواست کرنے پر مل سکتا ہے۔ ہم تو اس کتاب کے ایک ایک ورق کو کرنسی نوٹ سے بھی یا دو قیمتی سمجھتے ہیں۔ یہ مولوی کا لک پر احسان اور فیض عام ہے کہ ایسی لاجواب کتاب کو ریون کے مول بک ہی ہے۔

یہ کتاب مصنف۔ شاعر۔ وکیل۔ بیرسٹر مقرر۔ اخبار نویس۔ انشا پرداز۔ و فاعل لکھا۔ طالب علم۔ غرض کہ ہر طبقہ کے اشخاص کے لیے جتنکو لکھنے پڑھنے کا کچھ بھی کام پڑتا ہے اس میں مفید

و ضروری ہے۔ لارڈ بیکن کا مقولہ ہے کہ مختصر فقرے تیر کا کام دیتے ہیں جن زبان نہ نکلتے ہی چاروں نظروں اُڑنے لگتے ہیں بخلاف انکے طول طویل تقریریں بے اثر ہوتی ہیں کیونکہ وہ طبیعت پر لگان پیدا کرتی ہیں اور اسیلئے اون پر توجہ نہیں ہوتی۔ پس اگر اسی معیار سے ضرب المثلون کو دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ جیسا اثر اونکے مختصر و مؤثر الفاظ سے انسان کے دل پر پیدا ہوتا ہے اوکسی طرح نہیں ہو سکتا کیونکہ ضرب الامثال زبانِ روزِ خاص و عام ہونے کی وجہ سے مقبولیت کی سند حاصل کر چکی ہیں۔

ہم اوس وقت خوش ہونگے جب یہ سینگے کہ لارڈ بیکن کی کتاب اس سالہ ملازمت ہند کی طرح اس کتاب کی ہی ۱۵-۱۶ ایڈیشنیں ایک سال میں پچاس گزین اور جانیگے کہ ملک فی سلف کی محنت کی پوری قدر کی۔ فقط ایڈیٹر

## ۲۔ رسالہ معلومات

## ۳۔ نیزنگ حبان

یہ دونوں سالے ماہ جنوری ۱۸۹۹ء سے جیور سے شائع ہونا شروع ہوئے ہیں۔ شہر مذکور میں دو سوسائٹیاں ہیں جنہیں سے ایک کا نام انجمن تعلیمی اور دوسری کا نام انجمن احباب ہے یہ دونوں رسالے انہیں دونوں سوسائٹیوں کی مساعی جملیلہ کے نتیجے ہیں۔

رسالہ معلومات اول الذکر سوسائٹی کے ہتمام سے ۲۲ صفحوں پر ماہوار شائع ہوتا ہے جسکے ۱۶ صفحوں میں ایڈیٹر صاحب امان جان کارار نامی ایک ناول جو انگریزی ناول کا ترجمہ ہے طبع فرماتے ہیں اور دوسرے حصہ میں گبن صاحب کی مشہور تاریخ کا اردو ترجمہ ۱۶ صفحوں میں شائع ہوتا ہے۔ ترجمہ کی عبارت سلیس۔ صاف اور شستہ ہے لیکن ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس کے فٹ نوٹس (حواشی) متن سے بھی زیادہ دلچسپ اور مفید ہیں۔ گبن صاحب کی تاریخ کلان و جلدوں میں اور خرد و راستہ نوٹس گبن ایک جلد میں

۶۴ صفحہ فی ماہ کے حساب سے اگر تاریخ کا ان کا تجربہ جہاں جہاں تو آٹھ سات برس میں برونج  
فرد کا تجربہ تین چار برس سے کم میں ختم ہو گا۔ اس سالہ کی قیمت عکسا سالانہ ہے۔

دوسرا سالہ نیزنگ جہان انجمن احباب کی طرف سے شائع ہوتا ہے اس کے پہلے  
حصہ میں سالہ کے اغراض و مقاصد کے علاوہ دو مضمون درج ہیں جن میں سے ایک میں  
تو خاندان صفاریہ کے دو نامور میر و یعقوب و عمر کی سوانح عمری شروع کی گئی ہے اور دوسرا  
مضمون عقل مذہب کے عنوان سے محمد زکی صاحب کا لکھا ہوا ہے مضمون نہایت دلچسپ  
اور قابل قدر ہے ہم بشرط گنجائش ادیب کے کسی آئندہ نمبر میں درج کریں گے۔ دوسرے  
حصہ میں اسکاٹلینڈ کے ایک مشہور شاعر و ناولسٹ کی لیڈی آف دی لیک کا تجربہ ہے۔  
اس سالہ کی ضخامت ۸۴ صفحہ۔ کاغذ اور چھاپائی معمولی۔ قیمت عکسا سالانہ ہے۔

المعلومات کے منبر نشی عاشق علی صاحب اور نیزنگ جہان کے منبر ولی چھٹا  
آؤ دہیں جسے درخواست کرنے پر یہ رسالے مل سکتے ہیں فقط ایڈیٹر

## ادیب کی نسبت عام اتین

جو اس وقت تک حصول ہومی ہیں صدق دل سے شکریہ کے ساتھ درج کجاتی ہیں۔

۱۔ ہندوستان کے مستند و مشہور با کمال انشا پر داز و ناصی و مضمون نگارین

۲۔ سحبان اللہ نواب محسن الملک بہادر تحریر فرماتے ہیں ”رسالہ ادیب پہونچا۔ اور اول سے آخر تک  
میں نے دیکھا۔ اس کے مقابلہ میں قابل پسند ہیں۔ خطا پاکیزہ۔ چہا پہ عمدہ۔ عبارت  
مضامین مفید و کارآمد ہیں۔“

۳۔ حسان اللہ محسن العلماء مولوی حافظ تذییر احمد صاحب تسلیم فرماتے ہیں۔ ”کچھ ہی شک نہیں  
اکلا دیب جیسے سالہ کی قوم در ملک کو نہایت سخت ضرورت ہے اور یہ بڑا مبارک کام ہے

جس کا آپ نے بیڑا اٹھایا ہے۔“

۳۔ شیکسپیر ہندو مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی ارقام فرماتے ہیں ”ادیب کا پہلا نمبر پہونچا۔ ایک ہی جلسہ میں اوسکو اول سے آخر تک پڑھ گیا اور بہت محظوظ ہوا۔ غاہر یہ رسالہ ہونہار معلوم ہوتا ہے۔“

۴۔ فاضل اجل مصنف و شاعر بے بدل حضرت شاہ محمد کبر صاحب ابوالغلامی تحریر فرماتے ہیں ”ادیب تمامہ دیکھا واقعی مخزن خزائن عامرہ ہے فی الحقیقت شائقین علمی تحقیقات کے لیے قور پورا مہر ہے۔ میں نے انتظام کر لیا ہے کہ اسکی سالانہ جلدیں بند ہو کر اپنی کتابوں میں کتھا جائیں۔“

۵۔ خان بہادر مولوی حمان علی خان صاحب سابق ممبر کونسل راج ریوان ترقیم فرماتے ہیں ”اسکا کہ اول سے آخر تک مکرر دیکھا تو حقیقت اسم ہاسمی معلومات کے ذخائر میں بے نظیر ہے جتنا بھی کچھ اوسکی خوبیوں کے بیان میں قلم فرمائی گجاوے کم ہے۔“

۶۔ مولوی محمد عبدالرزاق صاحب مصنف الہامیہ ”مدت کے انتظار کے بعد پہونچا۔ اول سے آخر تک میں نے ایک ہی جلسہ میں اوسکو پڑھا۔ شکل و صورت اور پیرس کے تکلفات کی تعریف کرنا فضول ہے۔ کیونکہ یہ معمولی چیزیں نظر کے فریب دینے کے لیے ہوتی ہیں۔ جو حقیقت میں قابلِ مدح ہے وہ سلسلہ مضامین کا ہے۔ تمام مضامین قابلِ تعریف ہیں۔“

۷۔ مزارعہ حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل ہائی کورٹ ممالک مغربی شمالی ”میں نے رسالہ ادیب اول سے آخر تک دیکھا۔“

میرے ہموطن اور محب قدیم میر کبر علی صاحب میں اگر وہ نے فی الواقع ایک بڑا اہم قومی اور ملکی کام اپنے ذمہ لیا ہے اور اخباری دنیا میں جو یہ عام شکایت تھی کہ ہندوستان میں کوئی علمی رسالہ مثل رسائل انگلینڈ و امریکہ کے جاری نہیں ہے جسکا الزام یونیورسٹی کے تعلیم یافتوں کی عدم توجہی پر محمول کیا جاتا تھا اوسکو قابلِ تعریف بہت چرچت۔ محنت اور قابلیت سے میرے لائق قلم

نے رفق کرنے کی کوشش کی ہے جسکے لیے ملک اور ملک جاسقہ شکر یہ ادا کرے کم ہے۔

— سید اکبر علی صاحب ایڈیٹر رسالہ مذکور ایک بڑے تجربہ کار جمیع المعلومات علوم دوست شخص ہیں

جنہوں نے ہزار ہا روپیہ کے ذاتی صرف سے بلیٹن پشیں بس کے عرصہ میں ایک بی نظیر

کتبخانہ جمع کیا ہے انہوں نے ادیب شائع کر کے فی تحقیق اپنے مشرقی دوستوں

کے لیے مغربی علوم و فنون کے گودام کھول دیے ہیں اور عام نفع رسانی کے لحاظ سے

قیمت ایسی مناسب کی ہے کہ کسی طبقہ کے شائقین علوم اوس سے محروم نہیں رہ سکتے

بمکو یقین کامل ہے کہ پبلک اس سالہ کی پوری قدر کری گی۔

۸۔ فضل محمد صاحب منیر شہر ارہ مراد آباد ”رسالہ ادیب پہونچا مشکور کیا اس میں شک نہیں ہے

کہ یہ سالہ اردو لٹریچر میں اول نمبر ہے اللہ تعالیٰ اس میں ذرا فروتنی کرے۔ واقعی پبلک کو

ایسے ہی سالہ کی ضرورت ہے اور اس سے تعلیم یافتہ نوجوان اور شائقین علوم کو ضرور

فائدہ پہونچے گا۔“

۹۔ منشی محمد جان صاحب شوخ ظریف عظیم آبادی۔ رسالہ ادیب پہونچا میں نے

اول سے آخر تک دیکھا خداوند کریم آپ کے ارادوں میں بکرت عطا فرمائیے اور قوم کو اس سے

فائدہ پہونچائیے واقعی ایک نئے خیال اور بے نظیر کوشش کا نمونہ آپ نے پیش کیا ہے۔“

۱۰۔ نواب میر صد الدین حسین صاحب مصنف گلہ سہ تمیز۔ ملک و قوم کو ایسے مفید علمی

رسالوں کی بہت ضرورت تھی الحمد للہ کہ آپ لوگوں کی ذات فیض صفات سے پوری ہوئی۔ خدا آپ کو

جزای خیر دے۔ اور دلی مقاصد میں کامیاب کرے۔“

۱۱۔ منشی شبیر حسین صاحب بشیر نیکینوی۔ ”رسالہ ادیب پہونچا اس کم فرمائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں

رسالہ ادیب کو دیکھ کر دل خوش ہوا واقعی جیسا کہ اشتہار وغیرہ میں تعریف لکھی ہے کم و کثرت

ویسا ہی پایا خدا اسکی عمر دلا کرے اور آپکی محنت انگنان نہ جائیے۔“

## ۲۔ ہندوستان کے چند معزز اور نامی اخباروں کی کہیں

۱۔ اودھ اخبار ”ادیب“۔ اس نام کا ایک ماہوار رسالہ تمام فریڈ آباد ضلع اگرہ سے شائع ہوا ہے جس کے ایڈیٹر سید اکبر علی صاحب اکبر آبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی ہیں۔ یہ سالہ پانچاٹھ عددی مضامین و ترتیب و تنزیب و چھاپائی نہایت قابل قدر ہے۔

۲۔ چودھویں صدی ”ادیب“۔ واقع میں ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا علمی میگزین ہے جو سید اکبر علی صاحب اکبر آبادی کی ایڈیٹری میں اعلیٰ کاغذ پر قلعہ کے پچاس صفحوں پر مقام فریڈ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ وہ مفید اور قیمتی ذخیرہ جسکو ایک باسلیقہ ہاتھ نے بخوبی خوش اسلوبی ترتیب یا ہے۔ ہر طرح بڑی زوردار سغارش کے مستحق ہے۔ اگر نو جوانان ہند اور خصوصاً ہمارے مسلمان بھائی۔ بجای یا ضحمن۔ بیاض سخن۔ پیام یار۔ اور سلام یار۔ کے ایسے جواہرات کی قدر کرنے لگ جائیں۔ تو پھر اور چاہیے کیا۔ ....

ہمارے بھائیوں نے اگر ”ادیب“ جیسے مفید رسالہ کی قدر دانی اور بہت افزائی نہ کی۔ تو ہم جانتے کہ اسی ہمارے لیے اچھا زمانہ نہیں آیا۔ جسکی مددوں سے تہذیب ترقی نے بشارت دی ہوئی ہے۔

۳۔ راجپوتانہ گزٹ۔ یہ ہم نامی رسالہ موجود رسالہ کے مضامین علمی و قیمتی کاریوں کو لکھنے کے لیے الفاظ نہیں پاتے۔ اسی قدر کہ دینا کافی ہے کہ ہندوستان بہرین اردو زبان کے اندر یہ پبلیکیشن ہے۔ .... جی نہیں چاہتا کہ رسالہ کو ہاتھ سے رکھ دیں۔ اس کے ایک ایک مضمون کو کئی کئی مرتبہ پڑھ جائے دل سیر نہیں ہوتا ہر مرتبہ نیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ .... ایڈیٹر صاحب نے فن اخبار نویس کے عنوان سے جو مضمون لکھا ہے اس کے کیا کہنے قلم توڑ دیے۔ اور یوں تو ہر مضمون نور علی نور ہے۔

۴۔ روزانہ اخبار دہلی ”مضامین کا زیادہ تر حصہ جدید تحقیقات و معلومات سے بھرپور ہے۔ اس میں

شک نہیں کہ مضامین مفید اور دلچسپ پھل کیے گئے ہیں۔

۵۔ مفید عام اگرہ ”فی الحقیقت یہ سالہ اپنی طرز میں نرالا اور ملک کی اہمیت کے لیے بہت کارآمد و مفید ہے۔“

۶۔ ریاض الاخبار ”ادیب ایک بہت ہی پاکیزہ رسالہ ہماری ضرورت کے موافق فیروز آباد سے شائع ہوا ہے۔ ایڈیٹر زبان و قلم پر مناسب طور پر کئے گئے شخص معلوم ہوتے ہیں... ہم امید کرتے ہیں ہر طرف سے اسکے لیے ہاتھ بڑھیں گے۔“

۷۔ سول اینڈ ملٹری نیوز لڈھیانہ ”ادیب شروع سال سے مندرجہ عنوان نام ایک علمی سالہ فیروز آباد ضلع اگرٹہ ہاتھام سید اکبر علی صاحب جباری ہوا ہے۔ اسکا پہلا نمبر ہماری نظر سے گذرا اس میں سائنس اور لٹریچر اور ہر قسم کی جدید تحقیقات اور اعلیٰ درجہ کی انشاپر وازی کے متعلق مضامین درج ہیں۔ شمس العلماء خان بہادر پروفیسر ذکار اللہ صاحب کا مضمون ہوا کی بابت نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ باتون باتون میں علم و گوہر سے نکات بتلا دیے ہیں۔ سائنس کے خشک معلومات کو ایسے نفیس اور دلچسپ پیرایے میں ڈاکرنا ہمارے شمس العلماء کی اپنی ایجاد ہے اسکے علاوہ جو مضمون ہے ایک سے ایک زیادہ دلچسپ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ سالہ معارف سے کچھ کم قدروانی کی نظر سے نہ دیکھا جائیگا لکھ کو اس قسم کے صد ہا رسائل کی ضرورت ہے۔ ۵۰ صفحوں کی ضخامت اور اس کی خوبون کو مقابلہ میں لکھ سالانہ قیمت کچھ بھی نہیں۔“

۸۔ انیس ہند میرٹھ ”ادیب۔ اس نام کا ایک جدید علمی سالہ ریڈیٹری سید اکبر علی صاحب اکبر آبادی فیروز آباد ضلع اگرہ سے نہایت آب تاب کے ساتھ شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ تحریر اور چھاپائی کی خوبون کے علاوہ سب سے زیادہ قابل قدر بات جو اس سالہ میں نظر آتی ہے یہ ہے کہ اسکے کارآمد اور اچھوتے مضامین آج کل کے مذاق اور ضروریات کے موافق نہایت پاکیزہ اور بلند خیالات سے مملو ہیں اور اس کی علت غائی موجودہ زبان کے اندر اعلیٰ درجہ کے لٹریچر کا مذاق پیدا کرنا

اور سائنس اور فلسفہ کے قیمتی مسئلوں کو اردو علم ادب میں لاکڑس میں ایک نئی روح پھینک دینا امید ہے کہ اہل ملک اس کی قدر کرینگے قیمت عام صاحب سے پلہیر سالانہ یا علیہ ششماہی ہے۔

۹۔ **جبل المتین کلکتہ۔** ”درین ہفتہ رسالہ علمی ماہواری موسوم (باویب) کہ نہایت اختیار دار و می توان گفت تاکنون باین سبک مسیاق مرغوب و زبان آرد و رسالہ شائع نشده و نہایت مفید بحال ملت ضرورت در ملک بود با دوا رہ رسید تمام مضامین اوفید و با منیت و قابل دیدست با خط خوب و کاغذ اصلی و نہایت صفائی و در طبع مفید عام گرہ طبع و در غیر ذلک ضلع اگر ہا ہتمام جناب محمد قادر علیخان معونی توزیع میشود باینہ محسنات قیمت سالہ ادیب را بسمت فادہ عام نہایت قلیل گذار دہ یعنی سالانہ چار روپیہ شش آنہ بحق این رسالہ قابل دیدن و تعریفش بتحریر در نمی آید۔“

۱۰۔ **نیر اعظم مراد آباد۔** ”ادیب۔ یہ نیا ماہوار رسالہ جسکا نام اوپر لکھا ہے ہمارے خیال کی اچھی طرح تائید کرتا ہے وہ ایک بالکل نئی طرز کا ماہواری علمی گزینہ ہے اوفیر ذلک ضلع اگر ہ سے سید اکبر علیہ صاحب اکبر آبادی کی ڈیڑھری میں لکھنا شروع ہوا ہے اسکا پہلا نمبر بابت ماہ جنوری اسوقت ہمارے سامنے موجود ہے اسکی خوبی زیادہ تر دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے مگر اتنا بتانا دینا اہم ضروری سمجھتے ہیں کہ مطبع مفید عام اگر ہ میں جیسا ہے اسکی عبارت جہاں ترجمہ ہی ہے بے ربط اور پسکی نہیں ہے۔ مجملہ ۱۱ مضامین کے دو توشمس العلماء معونی کا راضخان بابا اور مولوی نبال احمد صاحب کے ہیں باقی گیارہ یا تو اوڈیٹر صاحب کی قلم کے ہیں یا ترجمے اور لمخصات ہیں۔ ٹائٹل پیج کو چھڑ کر ہم صفحہ ۱۱ میں اس حالت میں قیمت عام پلہیر ہرگز زیادہ نہیں ہے۔“

۱۱۔ **منجبر و کن مدراس۔** ”اس سالہ کا پہلا نمبر ہمارے فخر میں پہنچا جسکی ہم نہایت شکر گزاری سے رسید دیتے ہیں۔ رسالہ ادیب ہندوستان کے نامور علمی مخازن میں امتیاز ہی وقت پیدا کر نہوا لا معلوم ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اوڈیٹر صاحب ادیب نے موجودہ مہنتی ہوئی نسل کے



نڈان کا اندازہ کر کے بہت سے لمبھات نہایت محنت اور لیاقت سے نڈر ناظرین کیسے ہیں اور جس کا سلسلہ وہ غالباً آئندہ قائم رکھنے کی کوشش فرمائینگے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے دلچسپ اور مفید معلومات خاص توجہ سے دیکھے جاتے ہیں مگر ان مجر و معلومات سے دماغی تغذیہ اور ذہنی مصقلہ نہیں ہوتا۔ امید ہے کہ ادیب اپنے ناظرین کی دماغی قوت بڑھانے میں جو اعلیٰ درجہ کی علمی مباحث کے فاسفورس کے ہتھراج سے ممکن ہے پوری توجہ دے کر لکھا۔ یہ سالہ مولوی سید اکبر علیہ صاحب اکبر آبادی اڈیٹر سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی مقام فیروز آباد ضلع اگرہ سے صرف چار روپیہ سالانہ پر علاوہ محصول اک کے مل سکتا ہے۔ کاغذ اور تحریک اور صفائی طبع کے تذکرہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ رسالہ مذکور مطبوعہ مطبعہ مفید عام اگرہ ہے۔“

۱۲۔ جنرل و گوہر آصفی کلکتہ۔ ”ادیب۔ ایک بہت پاکیزہ مہواری سالہ اسکے اڈیٹر اردو زبان پر مناسب قابو رکھنے والے شخص معلوم ہوتے ہیں اس نادر الوجود رسالہ کے ریویو لکھنے میں اس قدر کتنا کافی ہے کہ ہندوستان بہرین اردو زبان کا یہ پہلا میگزین ہے۔ جی نہیں چاہتا کہ اس سالہ کو ہاتھ سے رکھنے میں کئی کئی مرتبہ پڑ جائے دل سیر ہو جائے ہوتا ہر مرتبہ تازہ لطف حاصل ہوتا ہے اسکے لائق اڈیٹر نے مضامین کا زیادہ تر حصہ جدید تحقیقات اور معلومات سے سجایا ہے، یہ سالہ اپنی طرز میں ان الا اور ملک کی اہمیری کیلئے آفتاب ہر طرف یہ کہ قیمت صرف لپہہ ہر محصول اک سالانہ ستر روپے۔ ادیب۔ کے بعض قدردان خریداروں کی رہنیں

۱۔ منشی ظہور الاسلام صاحب ہیڈ نقشہ نویس کوہ مری ۲۰ ادیب نمبر اول پہونچا شکریہ ادا کرتا ہوں رسالہ اول سے آخر تک دیکھا مضامین نہایت عمدہ اور دلپسند پائے اور کیوں نہ ہوتے جبکہ ایسے ایسے نامی مضمون نگار اور سین شریک ہوں جو انڈیا بہرین اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ نیچر اور اخلاقی مضامین اور قومی و ملکی ہمدردی کی طرف توجہ دلانیا لاہندوستان میں یہ ایک ہی سالہ ہوگا اگر ملک نے اسکی قدر نہ کی تو نہایت افسوس کا مقام ہے۔“

۲۔ پندت موہن لال صاحب تحصیلدر سنٹرل انڈیا "اویب" کا پہلا پرچہ پانچ جنوری وصول ہوا مطالعہ سے دل طالب العلم نہایت محفوظ و مسرت اندوز رہا۔ خداوند تعالیٰ فریب کو عمر نوح عطا فرمائیے اور حادثات ارضی و سماوی سے محفوظ و مأمون رکھے۔ بشرط زندگی۔

اویب کے مستقل خریداروں میں شمار ہونیکا اعزاز حاصل کرنا چاہتا ہوں اور یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ دیگر خریدار پیدا کرنے میں سعی کروں پرچہ فروشی سالانہ قیمت کا ویسے اہل روانہ فرمادیں۔

۳۔ شہباز خان صاحب جو دہلی پور "اپ" کا ابلاغ کردہ پرچہ اویب پہنچا مجھے اس پرچہ کی خریداری بدل منظور ہے اور میں آپ کو تھینکس دیتا ہوں کہ آپ نے اس پرچہ کے ذریعہ سے اہل ملک کو فائدہ پہنچانے کی کمر باندھی ہے اور جس حالت میں آپ نے ایک ایسے اہم کام میں اپنی طبع کو جولانی دی ہے غالباً آپ ضرور کامیاب ہونگے اور انشاء اللہ میں اور خریدار پیدا کرنے کی کوشش کروں گا۔

۴۔ ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب مہتمم شفا خانہ برکینان بیتان الیور ضلع گوداوری "رسالہ اویب نہایت عمدہ ہے ہندوستان کے کل رساجات میں اول نمبر ہے۔ خدای تعالیٰ رسالہ دیب کی عمر دلا کرے۔ میرے شفا خانہ میں چند مریض جو علم دوست ہیں باری باری دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور صاحب ایڈیٹر کے لائق و فائق ہونے پر تمام لوگ جو جو رسالہ دیکھتے ہیں تحسین و توفیق کرتے ہیں۔"

۵۔ مولوی محمد فضل اللہ صاحب سب جٹہ ضلع کرشنا "فہرست مضامین کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ البتہ عمدہ ہو گا خدا اسکی عمر دلا کرے اور بدیعہ اسکے نوجوان مسلمانان انگریزی خوان کو دہریت و لانا ہی سے بچا دے آمین۔ التماس کہ بندہ کا نام فہرست چندہ دہندگان میں درج فرما کر رسالہ کو رواد بہاد نیا زندگی اطمینان فرمایا کریں۔ مبلغ چندہ سالانہ ۱۰ روپے

ذریعہ دیلیو پے اہل موصول فرمایا جائیگا۔

۴۔ محمد عبدالحمید خان صاحب زمیندار قائم گنج ضلع فرخ آباد۔ مضامین جو جنوری کے رسالہ میں لکھے گئے ہیں وہ شائق علم دوست کے مذاق کے موافق ہیں اگر آئندہ بلکہ ہمیشہ اسی طرح مضامین ادیب میں چھپتے رہے تو اسکی اشاعت روز بروز ترقی کرتی جاوے گی۔

۵۔ احمد خان صاحب پیشتر مدرس جالندہر اسم با سہمی قابل قدر ادیب کو پڑھ کر نہایت شگفتگی خاطر حاصل ہوئی چشم بد دور بہت کچھ ترقی کر گیا رسالہ..... سے بیشک بڑھ چڑھ کر ہے۔

۸۔ بادی منور خان صاحب مشن بنگاٹا گڑھ سے تحریر فرماتے ہیں۔ "ادیب بابت ماہ جنوری موصول ہوا..... بیشک یہ سالہ نہایت ہی عمدہ ہے۔"

۹۔ سید شہر علی صاحب ازکرت پور ضلع بجنور۔ "اپکا رسالہ ادیب جو حقیقت میں مودب ہے پونچھ اسمین شگنہیں کہ یہ سالہ موتیوں سے تولنے کے قابل لعل بے بہا کہنے کے لائق ہے۔ اسے اوس ضرورت کو پورا کیا جو رسالہ... اسے اور دیگر نیچری تحریرات سے ایک غلط اور تباہ کن مذہب ہمدردی کا ایجان اور مادہ پیدا ہوتا تھا اور نیز ان خیالات کے پہلا فیہ میں کمی نہ کر گیا جو بحیثیت علم اور سچی ہمدردی کے قوم کو ضروری اور لازمی ہیں۔"

نوٹ۔۔۔ انکے علاوہ اور بہت سے قدر دانوں کی رائیں دفتر میں موصول ہوئی ہیں اور روزمرہ آ رہی ہیں جو بوجہ عدم گنجائش اس پرچہ میں شائع نہ ہو سکیں آئندہ نمبروں میں درج کی جائیگی فقط ایڈیٹر۔



## توسیع اشاعت ادیب

جو صاحب اس خیال سے کہ ایسے عظیم الشان کام کی کامیابی کل افراد قوم ملک کی قوت متفقہ پر منحصر ہے ادیب کی اعانت فرما کر خریدار ہم پونچاؤنگر اونکے نام نامی شکرہ کے ساتھ بطور جبران قوم و معاوان رسالہ کے درج کئے جاویں گے۔

## ملک کے مشہور مضامین نگار

جو مضامین ادیب کے لئے عنایت فرماویں گے وہ نیکہ کیا ساتھ طبع کے جاویں گے۔ اگر کوئی صاحب کسی خاص مضمون کے لئے نقد معاوضہ چاہے تو وہی مضمون کی حیثیت اور عمدگی کے لحاظ سے ادیب کی طرف سے پیشکش کیا جائیگا اگر شرط یہ ہو کہ وہ مضمون کسی دوسرے اخبار یا رسالہ میں ان کی طرف سے شائع نہ ہوا ہو معاوضہ کا تصفیہ پراویٹ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے

## مصنفوں اور مطبع و الونکو مقررہ

ادیب کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ ملک میں قابل قدر کتابوں کی اشاعت میں کامل مدد دیا جاتا کہ

بجائے گندہ ناولوں اور فضول قصے کہانیوں کے اردو خوان پبلک میں علم ادب تاریخ علوم و فنون کی کتابوں کے مطالعہ کا عام شوق پیدا ہو اسلامی مباحات سے کو کسی جدید تصنیف یا ایف کے اطلالی نگاروں کی اشاعت میں بشرطیکہ وہ قابل قدر ہو ہر مضمون مدد دینا

## تاجرون کو اطلاع

ادیب میں تجارتی اشتہارات بھی چھپ سکتے ہیں اور چھپے ہوئے اشتہارات بھی اوسکے ساتھ تقسیم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ تذبذب کے دائرہ خارج نہ ہوں۔ اجرت کا تصفیہ باہمی خط و کتابت سے ہو سکتا ہے۔

## الاسلام الہ آباد

یہ اسلامی رسالہ الہ آباد میں پرنٹنگ پریس میں ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے، اس میں اسلامی خبروں کے علاوہ مشہور مروج علامہ ابن خلدون کی معتبر تاریخ کا اردو ترجمہ اور شاہ عالم کی سوانح نبی مصطفیٰ صبریہ جداگانہ شائع ہوتے ہیں۔ یہ سلاٹوں کی طرف اور تنزل کر اسباب ظاہر کر کے قوم کو اسباب ترقی کی طرف متوجہ کرنا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب دینا یہی اسکے مقاصد ہیں افضل تر قیامت مع حصول لاک صرفت عہد سالانہ مقررہ منشی حامد حسین صاحب ملک سالانہ سود خواست کر کے خریداریوں کے ساتھ جاری ہو سکتا ہے

ویسے نمبر ۱۷۹۹ء  
کے بعض اہم مضامین کی ضروری اطلاع

ناظرین - ۱۔ ادیب کے جنوری و فروری کے پرچے اور اسکی نسبت ملک کر مشہور مستند اخبار و ازبوں مصنفین اور اخباروں کی راہنیں تو آپ ملاحظہ فرما چکے۔ اس پرچے کا مزید بیڑ طبع ہے اس کے مضامین مندرجہ ذیل قابل دید ہو گئے۔ (۱) ان عمارت کے کمال و زوال کا تذکرہ حسین نقی عین الدین صاحب لکرا گیا ہے اسلامی عمارت کا عروج و زوال کے دلچسپ حالات کے علاوہ فن عمارت کی مختصر تاریخ تحریر کر کے یہ دیکھا ہے کہ پیدائش آدم کر بعد سے کب اور کس زمانہ میں عمارت کا آغاز ہوا اور کس کس زمانہ میں فن مرقی کرنا لیا اور ہر اس کے زوال کے کیا اسباب ہوئے (۲) مولانا اشرفی کا مضمون مدوۃ العلماء و کلمۃ اور یونیورسٹی علی گڑھ پر ایسے پر نور و افلاطین پرچہ کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے (۳) اردو شاعری اور ادب کا فلسفہ اسلامی خیال کی عنوان پر محبوب الرحمن صاحب کلام غلطی علم لی۔ اسے تلاش کا مضمون شاعری کی جان اور عام ناظرین کی دلچسپی کا سامان پر (۴) فوائد اخبار پر اخباری دنیا کے مشہور اخبار ہر روز مولوی منال احمد صاحب علمی حمیدی کا مضمون اخبارات کے شائقین کے دیکھنے کو قابل ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے مضامین علوم مختلفہ کے تعلق قابل دید ہیں۔ لیکن

ادیب کا جو تھا نمبر باہمہ اپریل ۱۸۹۹ء  
جو نیو کے گاہر پر پائیگا کہ اگر اس میں اردو اخبار داری ہیں  
مفتاب غیر ہذا اگر ان مضمون مولانا اشرفی صاحب کی  
اردو طرہ کا لکھا ہوا ہے۔

لیکچر کا نمونہ  
(مغربی ترکیب انیشیے مذاق)  
نیچرل حالتوں کا فوٹو

قابل دید ہو گا ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہر مضمون تیرہویں صدی اور تہذیب الاخلاق کے بعد کچھ ملک اس پایہ مضمون اخباری دنیا میں کسی صاحب کی نظر سے نہ گذرا ہو گا۔ ہم اسکی چند سطریں نمونہ ناظرین کی آگاہی کے لیے ذیل میں درج کرتے ہیں۔  
"دوستو! آسمانی تہذیب میں تھے صبح کو بخشنی پردہ کرتے دیکھا ہو گا کہ چرخ کے ایک طرف کو فارض کے ایشیج پر صبح کا سین دکھانے کو کس عجیب طریق سے رات کا پردہ ہٹایا اور صبح کا جلوہ دکھایا ہے۔ جو سارے تمام رات جگمگاتے رہے وہ کس طرح جھلکا جھلکا کر صبح رہے ہیں۔ اور چاند کا قدرتی نیمپ جو ابھی روشن تھا کس صفائی کے ساتھ تمہارے سامنے ڈھرایا اور صبح کا سین کس دلچسپی تکمید دکھایا گیا ہے"

اس مضمون کی ساری عبارت ابتدا سے انتہا تک اسطرح مرقع ہے ناظرین جب دیکھیں گے خود انکس فہم پائیں گے۔

خاص اطلاع۔ کوئی پرچہ پیشی قیمت سالانہ یا مشٹا ہی وصول ہونے بغیر روانہ نہیں ہو سکتا۔ فقط

ایڈیٹر



# ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۳ بابت ماہ مارچ ۱۸۹۹ء جلد ۱

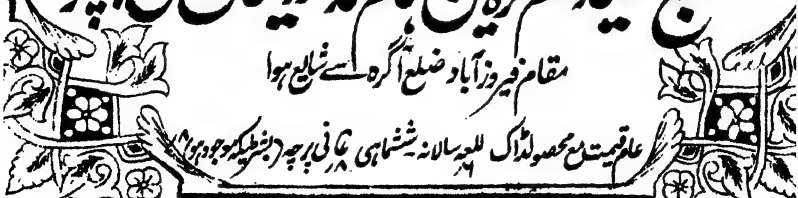
## فہرست مضامین

۱۔ متعلق بعالم الحیوانات مترجمہ	۹۵	۱۔ فن عمار کے کمال و زوال کا تذکرہ منشی عین الدین
۲۔ کیا حیوانات بھی راگسے متاثر ہوتے ہیں؟	۱۰۳	۲۔ اردو شاعری - منشی عبدالرحمن کلیم اعظم گڑھی
۳۔ آثار قدیمہ - - -	۱۰۶	۳۔ منشی مسیح مولوی محمد ظہیر السادی پہل امروہی
۸۔ متفرق علمی نوٹس وغیرہ - - -	۱۱۱	۴۔ مدوۃ العلماء و کھنوا اور یونیورسٹی علیگڑھ
۹۔ یادگاری واقعات - - -	۱۱۱	مولانا سید امجد علی اشہری - - -
۱۰۔ ریلوے - - - - -	۱۱۱	۵۔ پنجسہ (آفرینش الہی) پانی - شمس العلماء
۱۔ رسالہ کلدستہ تمیز ایدیشہ	۱۱۴	مولوی محمد ذکاۃ الدخان بسادر - - -
۲۔ کتاب حقیقتہ الازدواج	۱۲۰	۶۔ چینو کے بعض مذہبی عقائد - ایدیشہ
۳۔ فی اباحتہ الازواج	۱۲۰	۷۔ دلچسپ و مفید نکات - مترجمہ و مختصر ایدیشہ

زیر ایدیشہ سید اکبر علی اکبر آبادی

سند یافتہ کلمتہ یونیورسٹی  
مطبوع مفید عالم گریہ بن باہتمام محمد قادیان خان صوفی چھپکر

مقام فیروز آباد ضلع اگرہ سے شائع ہوا



# مقاصد

اویب جو ہندوستان ہر مین اپنی خام مر کا ایک باگل  
جدید علمی میگزین پر عمدہ کاغذ کے پچاس صفحہ پر مینسٹری ایکٹ  
شائع ہوا کہ پچاس ہیکل معاملات سے متعلق بحث نہ کی جائے گی بلکہ  
وہ اخبارات کیلئے موزون ہوں نہ کہ ایک علمی سادہ کیلئے۔ اوسکی  
بڑی غرض یہ کہ ملک میں اعلیٰ لکچر کا خلق پیدا کیا جاوے اور  
مغربی فلسفہ و پچل سائنس کے جو حلقے آجکل مذہب پر چڑھے  
میں وقتاً فوقتاً اونکی تردید و دیوبند پر کستہ عالمان اور مشور  
فلاسفہ کی تصانیف و اقوال کو کجا ورا و ناظرین کیلئے علم و فہم  
آسانی واقعات اور کاترہ معلومات کا ایک ذخیرہ برپا فرمادے  
فرما ہو۔ اوسکی ترتیب میں مضامین مندرجہ ذیل کا لحاظ رکھنا  
گو یہ ضرور زمین پر کہ ایک ہی پرچم میں سب مضامین آجاویں  
۱۔ ولایت کشامی میگزین اور رسالوں کے مخلوٹے ترجمے  
۲۔ فلسفہ۔ اخلاق۔ تاریخ طب۔ طبیعیات۔ تمدن  
معاشرت۔ صنعت و حرفت۔ تجارت کے متعلق مضامین  
۳۔ وایان ملک اور ہر قوم کے مشاہیر کے تذکرے  
۴۔ دنیا کے بڑے بڑے شہر کی مشہور عمارتوں کا ذکر  
۵۔ نامور سیاحوں کی سیاحت اور مختلف ملکوں کے  
باشندہ کے رسم و رواج کے متعلق پرچپ حالات  
۶۔ مینسٹری ہر کے اخباری یا دیگر واقعات۔

۷۔ پچل نظم  
۸۔ کسی مضمون پر اعلیٰ لکچر کا نمونہ۔

۹۔ نامی اردو اخباروں اور رسالوں کے اعلیٰ مضامین کا اقتباس  
۱۰۔ کتب مفید و تصانیف جدید پر رپورٹ۔

اس رسالہ میں علاوہ اوامرو کے بعض باتیں بڑی مفید دکا  
ہوئی شہزاد ایک یہ کہ وہ مین ہر مینے کے امر باگاری واقعات و  
ہوا کرتے جو نامہ تمام کر بارہ پرچوں میں لکھا گیا کتاب کی صورت

میں فراہم ہو کر اس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا

حکم رکھیں گے جسکے نشان و حوالہ دینے کی ضرورت ہر زمانہ  
میں ہوا کرتی ہو وے کہ اوسکی ایک حصہ میں علاوہ ولایت کے  
میگزین و رسائل کے ترجموں کے چیدہ چیدہ مضامین اردو کے  
نامی اخبارات و رسائل پر موقوف ہوا کرتے اس طرح سے  
ہمارے محروم کے وہ خوب مضامین ہوا کرتے اعلیٰ و جبکی علمی  
قابلیت متحققہ راہروا پر کثیر خیالات کا نتیجہ ہوتے ہیں لیکن  
پڑھنے کو بعد اخبار کے ساتھ محدودی سر دی کر حوالے کر دے  
جاتے ہیں عرض اتنا کہ مشکل اور بے صفو نہیں جسکی  
سالانہ جلد بندی باسانی ہو سکی ہمیشہ کیلئے محفوظ رہیں گے

## ضوابط

۱۔ قیمت علم شریعت سے محمولہ الگ للہ اللہ اللہ کا شہزاد  
مقرر ہے۔ چہ ماہ سے کم دے کیلئے بالاطلاق بغیر وصول  
پیشگی سالہ کسی کے نام جاری ہو سکیگا۔

۲۔ امر اور رسالے مطامیر اختیار قیمت علم سالانہ کی  
گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحب خبر انکی شرح سے خرید فرمانا  
چاہے تو اونکی خدمتیں اوسکی شرح سے رسالہ بطاقل روانہ کیا جاوے  
۳۔ وایان ملک علم سالانہ مقرر ہے۔  
۴۔ کل در خواستین مع منی آرڈر یا باجائز و لیونسل  
اس نشان سے آتی چاہئیں۔

سید کبر علی اکبر آبادی اٹلیٹر رسالہ اویب مقام  
فیروز آباد ضلع گڑھ

## نوٹ

اویب کے مضامین میں بہت کاغذ کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہو  
کہ عبارت ایسی صاف۔ یسلیس۔ معنی و اور مثل الفاظ سے  
پاک۔ اور عام فہم ہو کہ معمولی لیاقت تک آدمی حوا و مین کہہ  
بھی نہ بدست نہ ہوں ہر مضمون کا آسانی سے سمجھ سکیں فقط

# ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۳	بابت ماہ مارچ ۱۹۹۹ء	جلد ۱
فن عمارت کے کمال و زوال کا تذکرہ		

قبل اسکے کہ میں اسلامی عمارت کے عروج کا دل خوش کن و مسرت آمیز قصہ حضراتِ ناظرین کو سنائوں اور پھر زوال کا جگر خراش و پروردِ افسانہ عرض کروں اولاً یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ فن عمارت کی مختصر تاریخ تحریر کر کے یہ ظاہر کر دوں کہ کب - کس وقت - کس زمانہ میں عمارت کا آغاز ہوا؟ کن ممالک میں اسکو ترقی ہوئی - کن اقوام میں اسکو عروج ہوا - اسلام سے قبل اہل عرب کو اس فن میں کس قدر واقفیت تھی؟ اسلام کے زمانہ عروج میں کس درجہ کمال کو پہنچ گیا؟ کن اسلامی ممالک میں اپنی بنا قائم کر کے مثل آفتاب نصف النہار چار دانگ عالم میں جلوہ افروز ہوئے؟ زوال کی حالت میں اچھ فلک سے کس ذلت و پستی پر آگرا؟

اب فن عمارت کس شکستہ و افسردہ ہیئت کس خستہ و پژمرده صورت میں نظر آئے گے گذشتہ رفعت و منزلت کی داستانِ بخت آمیز الفاظ میں بیان کر کے من شمع گملا جاتا ہے اور چند عرصہ میں اشکِ خوبی نہا کر باقی ماندہ آثار کے ساتھ ہماری ناقدرِ دانی کے باعث اسلامی دنیا سے پنهان ہو کر اپنے بانیانِ قدیم کی یاد میں محو ہوتا ہوا نظر آتا ہے - اب فن عمارت کے باقی ماندہ آثار کتبِ تاریخ



اور نیز انسان کی ابتدائی معاشرت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداً اولاد آدم نہ مکان کے عادی تھے نہ سرسے کے خوگر۔ خانہ بدوشی کی حالت تھی۔ جہاں قیام کیا وہی اذگاہ گھر جس جا ٹھہری گئے وہی اوجھا مسکن۔ بدن سے بجائے کپڑے کے پتے پٹیتے اور درختوں کی جڑوں۔ شکار و مچھلیوں پر گذر اوقات کرتے۔ محنت کے چند ان عادی نہ تھے۔ لیکن اکثر ہیٹر و بکریوں کو چرایا کرتے اور اونکے دودھ سے شکم پُری کرتے۔ رفتہ رفتہ جس قدر تہذیب و شایستگی آتی گئی۔ اور انسانی عقل رہبری کرتی گئی اُسی قدر ضروریات کے لحاظ سے تکلفات بھی بڑھتے گئے اولاد گنجان درختوں۔ پہاڑیوں اور چٹانوں میں رہنے لگے۔ بنے کھودے گئے۔ گہائیں بنائی گئیں۔ پتروں میں در۔ ہیرچ اور کوٹھریاں تراشی گئیں۔ اس طرح بتدریج ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ مکانات کی تعمیر شروع ہوئی۔ یہ تحریر کرنا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے کتنے عرصہ بعد رسم عمارت شروع ہوئی اور اولاً اسکا بانی کون ہوا اور کیا عمارت تعمیر کی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اس باب میں مورخین عالم سکوت میں ہیں اور صحیح تاریخ بتانے سے قاصر ہیں البتہ بعض اصحاب نے قیاسات و اجتہاد سے کام لیا ہے۔ بعض نے سماعی قصص کو زبیر قلم نہ مایا ہے۔ ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اول جس نے دنیا میں عمارت بنوائی وہ ملائیل بن قینان بن شیش بن آدم تھے۔ عراق میں شمر بابل۔ خوزستان میں مدینہ سوسن ایتک اونکی یادگار قائم ہے مسجد کی ایجاد بھی اسی معزز بن خیمزادہ کی مقدس طبیعت کا نمونہ ہے۔ دوسرے کا خیال ہے کہ اول رسم عمارت و آبادی حضرت ادیس علیہ السلام نے جاری فرمائی اور آئین سیاست دین کے موجب ہی یہی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ سو شہر خود حضرت ادیس نے آباد کئے۔ اب میں اس بارہ میں یورپین مورخین کی تحقیقات دج کرتا ہوں۔ ایلمن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت نوح کے طوفان سے قبل تاریخ عمارت کے متعلق کوئی ایسا ذخیرہ نہیں ہے جس سے ہم مکانات کا پتہ یا سر (نچلا سکیں) (ڈی گوگٹ اور سر ولیم جونز صاحب موصوف الصدد کے ہر خیال میں)

لیکن طوفان کے بعد جو لوگ زندہ رہے اونہوں نے اولاً پتھر کی قربان گاہ تعمیر کی۔ ڈیڑھ سو برس بعد جب ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو وہ دنیا کے مختلف حصص میں پھیل گئے شہر و نگر بنانا قائم ہوئی۔ ان شہروں کے وسط میں بہت بڑا مینار تعمیر کیا جو مینار بابل کے نام سے مشہور ہے۔ اگرچہ فرگسن اور بعض قدیم مورخین نے بھی طوفان نوح سے قبل کے حالات متعلق عمارات قلبندہ کیے ہیں۔ لیکن وہ اس قابل نہیں کہ اس مقام پر درج کر کے اون سے سبق حاصل کیا جاوے غرض کہ فن عمارت کا ابتدائی زمانہ طوفان نوح کے باعث ہجر گننامی میں غرق ہو گیا اور اسکے حالات کا صحیح طور پر کچھ پتہ نہ چلا۔ طوفان نوح کے بعد عمارت کا اول زمانہ مینار بابل کی تعمیر سے ۱۵۵۰ قبل پیدائش مسیح تک خیال کیا جاتا ہے۔

لیکن دوسرے مشہور دستند مورخ فرگسن کے نزدیک اول زمانہ ۱۵۵۰ قبل مسیح تک رہا غرض کہ سین مین باہم مورخین کے اختلاف ہے اور ازمنہ قدیم کے حالات کے انکشاف و اظہار میں فرق سین چندان تعجب انگیز بھی نہیں مورخین نے قدیم عمارات کے سلسلہ کو شروع عہد اسلام تک پانچ زمانوں میں تقسیم کیا ہے جنکو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

اول زمانہ۔ شام بابل یا کالڈیا کا قدیم زمانہ جو ۲۲۳۴ قبل مسیح شروع ہوتا ہے اور ۱۵۲۰ قبل مسیح ختم ہوتا ہے اس زمانہ میں عمارات مارقہ۔ مغیر۔ ابو شہرین۔ نیفر۔ شمرخت وغیرہ تعمیر ہوئیں بعض کا خیال ہے کہ اسی زمانہ میں مصر کی بعض نادرا الوجود عمارات تعمیر ہوئیں۔

دوسرا زمانہ۔ ۱۲۹۰ قبل مسیح سے شروع ہوتا ہے اور ۵۳۸ تک شمار کیا جاتا ہے جس سال کہ بابل کو سکس CYNUS نے تباہ کیا۔ اس عہد میں فن عمارت کو زیادہ ترقی ہوئی مغرب میں فینیشیا۔ مصر و یونان اور مشرق میں ایران و چین تک عمارات کا سلسلہ نظر آتا ہے تیسرا زمانہ۔ فارس کے عربی کا زمانہ جو ۵۳۸ سے سکندر اعظم کے زمانہ ۳۳۰ قبل مسیح تک

شمار کیا جاتا ہے۔

چوتھا زمانہ۔ یونان و روم کی سلطنتوں کے عروج کا زمانہ جو سکندر اعظم کے زمانہ ۳۳۶ء یعنی عہد قسطنطین تک خیال کیا جاتا ہے۔

پانچواں زمانہ۔ عہد قسطنطین سے اسلامی زمانہ تک رہا۔

اگر ان پانچوں زبانوں کی عمارات کے حالات بالتسبیح تحریر کئے جاویں تو ایک ضخیم کتاب ہو جائیگی اور غالباً ہمارے معزز ناظرین کو کسند و فرسودہ طوائف غنیمت کے باعث زیادہ دلچسپی حاصل ہوگی لہذا ان میں سے مذکورہ بالا کی بعض ترقیات متعلق عمارات بالاجمال درج کرنے کے بعد اسلامی عمارات کا تاریخچہ دیکھیں دیکھیں کہ پورے سرست مذکورہ البتہ قدرے وضاحت کے ساتھ نہایت مختصر الفاظ میں عرض کیا جاوے گا۔ چونکہ سلطنت سوریہ (شام) بابل فیثیشیا و مصر ایک دوسرے کے ملحق واقع ہیں بدینوجہ ابتدائاً ان ممالک میں نہایت سرعت کے ساتھ فن عمارت کو ترقی ہوئی اول زمانہ کے شروع حصہ میں غزوہ نے سلطنت شام کی بنیاد قائم کر کے اس کے قدیم دارا سلطنت فیثیلا کو عمارات سے آباد کیا اسوقت اس شہر کی وسعت ۵۰ میل کے احاطہ میں تھی۔ اس زمانہ میں اسکندر Scamander نے ٹروے Troy کی بنیاد ڈالی

مزمرا م Mizram بن ہام نے مصر میں سکونت اختیار کی اور سلطنت مصر

کے بانی ہونیکا اعزاز حاصل کیا جو تقریباً ۱۶۶۳ برس تک قائم رہی غزوہ کے لڑکے نینس نے بابل نفیس عمارات سے آراستہ کر کے اوسمین ایک پرتکلف مندر تعمیر کرایا جس میں سو پستلی دروازے تھے اور اس بنگرہ میں اپنی شبیہ نصب کر کے اسکی پرستش کا حکم دیا ایلمن صاحب کا خیال ہی کہ یہ مندر طوفان فوج کو دوسو برس بعد تعمیر ہوا۔ بلاشبہ قدیم مروج بیان کرتا ہے کہ ”یہ عجیب و غریب بلورین و مشور شہر بابل ساٹھ میل کے دور میں واقع تھا اسکی چار دیواری دوسو فٹ بلند اور ۱۰ فٹ چوڑی تھی اور جو پٹریلیس کا شاندار مندر یہی کے وقت میں موجود تھا غریب ایشان دیوارین

زوتھینس معروف بہ ملکہ سمیرامن نے تعمیر کرائیں جو عجائبات دنیا میں خیال کیجاتی ہیں۔ یہ ملکہ فینیشیا کی رہنے والی تھی اس نے اکثر نفیس نادور مکانات و مسند تعمیر کرائے اور انہیں انسان و جانوروں کی صورتیں بہترین مین تراش کر نصب کرائیں۔ اسی ملکہ نے کوہ باغستان کی چٹانوں میں مورتیں تراشیں۔ ہیرودوٹس۔ ڈیروڈورس و دیگر قدیم مورخین کے اقوال سے ثابت ہے کہ اس تاریک زمانہ میں ہی فن عمارت بہت کچھ ترقی حاصل کر چکا تھا۔

## فینیشیا

اس ملک کے قدیم باشندے ہنکو قدرت نے ابتدائے باسلیقہ بنائے تھے یہ کیا تھا مصر کے شمالی جانب یعنی ایشیا کے غربی گوشہ پر آباد ہو کر صحرا سے بحیرہ روم تک پھیل گئے اہل فینیشیا بالعموم حضرت نوح کی نسل میں خیال کئے جاتے ہیں جو اولیٰ اساطیر میں پراگیا و یونانی انکو قوم فینیشیا کے نام سے یاد کرتے تھے لیکن عمدتاً تین مین انکا تذکرہ اہل کنعان کے نسب سے مروج ہے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہی لوگ بحری سفر۔ ملیم یا ضی و کلبت کے موجب ہین فینیشیا کا قدیم دار السلطنت سڈن تھا جسکو کنعان کے بڑے لڑکے سیڈن نے آباد کیا تھا ہومر نے اس پایہ تخت کا اکثر متوجہوں پر ذکر کیا ہے۔ بعدد سٹنہ قبل مسیح (مذکورہ) نفیس عمارات سے آراستہ ہو کر فینیشیا کا دار السلطنت ہوا۔ اس پر فشا و بارونق شہر کی نسبت حسنق آیل Ezekiel کے ۲۸ و ۲۹ باب میں نہایت دلچسپ و شاعرانہ حال مروج ہے جسکا مفہوم یہ ہے ”اب صور سمندر کے درمیان تیری خوبصورتی درجہ کمال کو پہنچ گئی ہے تو سن کی دیوی ہے۔ تیرے قلعہ جات و عمارات نہایت وسیع ہیں۔ دنیا کی کل عجیب غریب و نادر شیاں تجھ میں نظر آتی ہیں۔ تو عدن بن بلغ الہ میں رہا کرتا تھا۔ ہر طرح کے قیمتی پتھر تیری پوشاک تھی۔ محل۔ زبرجد۔ الماس۔ طوپار۔ سنگ سلیمانی۔ یشب۔ یا قوت کی بودی۔ زمرہ۔ گوشہ جراحی

طلواف و نقب کے مضوعات تجھ پر صحت سے ماضی کہ اس قدیم شہر کی بے انتہا تعریف  
 انجیل میں اس وقت تک موجود ہے۔ صور کے علاوہ فنیث یا کے اکثر قدیم شہر مثلاً دمشق بعلبک  
 جافہ وغیرہ شان و شوکت۔ دولت و ثروت۔ صنعت و تجارت میں نہرہ آفاق تھے۔ حیر و وٹس  
 رقمطراز ہے کہ دو ٹائر (صور) میں ہر کولیز (Hercules) کا نہایت شاندار مندر  
 تھا، چونکہ کوہ لبنان Mt. Lebanon میں لکڑیوں کا ذخیرہ تھا، بنوچہ  
 باشندگان فنیث یا اپنی عمارات میں بالعموم لکڑی سرف کرتے تھے۔ اس کلام کی تصدیق  
 حضرت سلیمان کے عبادت خانہ سے ہوتی ہے جسکو فنیث یا کے کاریگر دن اور مہارون نے  
 بحال صنعت از سر تا پا لکڑی سے تعمیر کیا تھا۔ فلسطین کی فتح کے بعد ایک عرصہ دراز تک  
 بنی اسرائیل و یہودی مستقل قیام گاہ بنونے کے باعث اپنے عبادت خانے بطور خیمہ تعمیر کرتے  
 اور انکو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لپاتے لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد  
 سلطنت میں انہوں نے جو سلم بن بکی مستحکم عہد بنایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجدِ جبر و سلم  
 کی تعمیر کے واسطے بے انتہا صلاح اور دیگر سامان متعلق عمارت فراہم کیا لیکن باشندگان صور  
 سے راہ و رسم ہونے کے باعث ہوشیار معمار۔ صنایع و مہر و مہر جمع ہو گئے اور انہیں کے ذریعہ  
 سے لکڑی بھی آگئی۔ ڈاکٹر کوک اور بعض دیگر سیاحین حال نے ان عمارات کے حالات مقامات  
 و نشانات پورے طور پر قلمبند کئے ہیں تاکہ انکے ذریعہ سے زائرین اب بھی اون قدیم مقامات کا  
 پتہ چلا سکیں۔ صور (ٹائر) کے کاریگر دن نے علاوہ مسجد متذکرہ بالا کے حضرت داؤد علیہ السلام  
 کے واسطے ایک نفیس محل کوہ سیون (Mt. Sion) پر تعمیر کیا۔ ایسیطسج  
 ایک مادیہ و موجود مکان حضرت سلیمان علیہ السلام کو واسطے بکمال زیبائش و آرائش تیرہ سال میں  
 تیار کیا۔ اور انکی زوجہ محبوبہ کو واسطے جو شاہ مصر کی شاہزادی تھی۔ موسم گرما میں آسائش کی

غرض سے ایک پر تکلف و بمشیل مکان بنایا جو بیت لبنان کے نام سے نامزد تھا و غرض کہ عہد قدیم میں اہل فنیشیا بالعموم اور اہل صور بالخصوص فن عمارت میں اپنے ہم عصرون پر سبقت لگئے لیکن بعدہ جو ترقی و کمال کہ اس فن میں اہل مصر نے حاصل کیا وہ انہیں کا حصہ تھا۔ فی الواقع استحکام عمارت و پائنداری کو لحاظ سے آج تک کوئی قوم مصریوں کا مقابلہ نہ کر سکی اس بارہ میں مصری موجد کے لقب سے یاد کیے جانے کے مستحق ہیں۔

### مصر

اہل شام نے فن عمارت میں دست گاہ حاصل کر کے مصر و دیگر ممالک میں جبکہ وہ وقتاً فوقتاً فتح کرتے گئے سلسلہ عمارت کی بنیاد کی۔ ٹوسوٹھیس Menes, Toser These میس کا جانشین اور مصر کا اول بادشاہ ہنگ تراشی کا موجد ہوا اور مینی فیس Vene Phes یا سیفٹوس Ce Phrenes نے اول اہرام مصر کی تعمیر شروع کی اس کے بعد اسی نمونہ کے دیگر اہرام تعمیر ہوتے رہے۔ مصر کی عمارات کی جدت مضبوطی۔ استحکام نے جو شہرت حاصل کی وہ دوسرے ملک کو نصیب نہ ہوئی اولاً تہذیب و شائستگی تعمیر عمارت کا آغاز شمالی مصر میں ہوا لیکن باشندگان جنوبی حصہ ایک عرصہ دراز تک وحشیانہ طور پر بسر کرتے رہے وہ شمالی مصر کے حسن معاشرت کا حال معلوم کر کے بعد ہی اپنے قدیم رواج کے مثل قدرتی خندقون بھٹون اور پھاڑی چٹانوں میں گذر کرتے رہے۔ مصر کی قدیم عمارت کی قطع و وضع و نیز اقوال و مورخین سے ثابت ہے کہ انکی عمارتوں میں دیواریں نہایت چوڑی ہوتی تھیں۔ مکان کی چہت کی واسطے صرف ایک مستحکم پتھر کا ٹول ہوتا تھا جو ایک دیوار سے دوسری دیوار پر رکھ دیا جاتا۔ ستون بکثرت لگائے جاتے بعض ستون مہلچ ہوتے بعض شمن اور بعض پھل کے۔ مصری معماران عمارت کو نقش و نگار سے بھی زینت دیتے بعض کو درخت کے پتوں سے آراستہ کرتے بعض کو گھمبوں سے عموماً مکانی زیب و زینت کے واسطے درخت خرما یا وہ مرغوب طبائع خیال کیا جاتا۔ اسوقت تک ان

عمارات میں محراب کا پتہ نہ تھا ڈاکٹر پلوک کا خیال ہے کہ قدیم مصری تعمیر محراب سے محض ناقص  
 نہ تھے لیکن اس قیاس کی تائید میں کوئی نظیر ایسی پیش نہیں کی جس میں محراب کا ہونا ثابت ہوتا۔ پھر  
 حال جو کچھ اس وقت تک مصر یون نے اس فن میں صناعی ظاہر کی وہ اذنیسین کی ذہانت و جدت  
 طبع کا نتیجہ ہے وہ موجد کے لقب سے خطاب کیے جانیکے مستحق ہیں۔ دنیا کے اسی حصہ میں  
 وہ نادر الوجود عجیب و غریب وہ رفیع الشان عمارت واقع ہے جو انسانی قدرت و طاقت کا مکمل  
 سے باہر معلوم ہوتی ہے اور اصرام مصری کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے دو مقامات - زعت  
 و منزلت استحکام و ہیئت اور بڑے بڑے بہترین کے ٹولون کو غور کرنے سے جو بذاتہ ایک  
 پہاڑ نظر آتا ہے فوراً یہی لگتا ہے کہ عجیب المخلوقات نے ان کو تعمیر کیا ہوگا۔ یہ دریا سے نیل  
 کے بائیں جانب واقع ہیں اور ان تمام عمارات میں جو آج تک دنیا کے طبقہ پر نظر آتی ہیں سب سے  
 زیادہ قدیم ہیں۔ ان میں غنائہ Gizeh کے تین مینار زیادہ مشہور و معروف ہیں -  
 تینوں میں دو بڑے مینار جنکو بے بیضہ ثنائیہ الهرمان کہتے ہیں چہ آپس اور کیفیرنس یا چیفرن کے  
 نام پر مشہور ہیں۔ ان دونوں میں چہ آپس سب سے بڑا مینار ایسا نفیس ہے کہ دنیا کے عجائبات  
 میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ عمارت ایک مربع چبوترے پر بنی ہوئی ہے جس کا ہر ضلع ۴۴۰ فٹ لمبا  
 اور ۸ فٹ ۸ - انچہ اونچا ہے۔ اس چبوترے پر دوسرا چبوترہ بھی اسی قطع کا ہے جیسا اول  
 اس کے قاعدہ کا ہر ضلع ۴۰۰ فٹ ہے اسی طرح دو تیس چبوترے ایک دوسرے کے اوپر  
 بنے ہوئے ہیں یہاں تک کہ سب سے اوپر کا چبوترہ ۲۵ فٹ مربع ہے اسکی بلندی ۲۸۰ اور نصف  
 کے نزدیک تقریباً ۵۰۰ فٹ ہے اس مینار کا رقبہ ۴۹۶۳۴ فٹ مربع ہے۔ ہیروڈوٹس  
 جو سنہ عیسوی سے ۴۰۰ برس پیشتر مصر کی سیر کیا کرتا تھا تحریر کرتا ہے کہ یہ مینار ایک لاکھ  
 آدمیوں کی ہر روز مدد سے بیس سال میں تیار ہوا اور اس پر مصری حروف میں کندہ ہے کہ کارگر  
 کی صف لسٹیں پانچ چھٹی میں ڈھائی لاکھ روپیہ خرچ ہوئی۔ یہ مینار مصری بادشاہوں کے مقبرے ہیں

# اُردو شاعری

## ایک فلسفیانہ اصلاحی خیال

شعر اگر دامن دل می نہ کشد بانگ خراست | نغمہ گر نیست دل آتشوب بغوغا ماند

حکماء یونان کہتے ہیں کہ شعر کی بنیاد محض خیالات پر ہے۔ اور اس سے اصلیت کو کچھ تعلق نہیں۔ شاعر قدرتی موجودات کو قوت تخیل کے ذریعہ سے موزونیت کے سانچہ میں ڈھال دیتا ہے لیکن اکثر فلاسفہ کا خیال ہے کہ شاعری معنی میں ”جذبات انسانی کا براہِ نگینہ کر دینا“ یعنی شاعر اپنے دلی جذبات کی لفظی تصویر کیجنا کہ دوسروں کو بھی دکھا دے مثلاً اگر وہ کسی لڑائی کا حال کہے تو اس کا سین اس طور پر لفظوں میں کچھ، کہ آنکھوں کے سامنے وہی خوفناک صورت لڑائی کی بہر جاوے اگر کسی کا مرثیہ کہے تو بے غم کا وہ ایسا موقع ہو کہ دیکھنے والے کی بھی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑیں۔

سردار لڑکا کاٹھنچا جو انگلستان میں ایک بہت بڑا شاعر گذر رہا ہے اس کے حبیب میں اکثر اوقات جنگلی پہول پائے گئے جنکو وہ کہے نیچرل سینیری کہتے وقت سامنے رکھ لیا کرتا تھا۔ اسی لحاظ سے شعر ابھی ایک طرح کے مصور کہے جاتے ہیں۔

شاعر ہر وقت اسی اوج پر ہیں کہ جو کیفیت قدرتی موجودات یا واقعات کے اثر سے میسر ہو چکی ہو وہی ہے اسکو کن لفظوں میں ترکیب دون کہ سننے والے کے دل پر جہا جہاے اور تاخیر پر جگہ پر حاصل یہ کہ شعر میں قدرتی واقعات کو اس طرح پر نظر کرنا چاہیے کہ ہو ہو اسکی تصویر آنکھوں کے سامنے کیجے جائے۔ عام اس سے کہ وہ مضمون خوشی، بے شادی، ماتم، سچ یا وصل کے متعلق ہو۔

اس میں شک نہیں کہ ایسے ہی شعر بے لطف اور زبان زد خاص و عام ہوتے ہیں۔ اور جو شعر کہ پسے مضامین کے نہیں ہوتے۔ اور جن میں لفاظی ہی سے کام لیا جاتا ہے وہ بہت کم مقبول ہوتے ہیں۔



اس زمانہ میں حضرت داغ دہلوی کے کلام کو جو مقبولیت عام کا مستحق ٹھکڑا ملا ہے اس کی کیا وجہ؟  
کیونہر ایک اردو لٹریچر کی کتاب میں زیادہ تر انہیں کے شعر پائے جاتے ہیں۔ اور کس لئے  
انہیں کی غزلیں موسیقی کے تاثر کو چمکا کر محفلوں کو ہمیشہ گرماتی رہتی ہیں۔

اس کا قوی سبب یہی ہے کہ ہندوستان میں آج جس پر شاعر ہونے کا پورے طور پر اطلاق کیا جاسکتا  
ہے وہ حضرت داغ ہی ہیں جو ہمیشہ موجودات قدرت کو اس طرح پر نظر کرتے ہیں کہ وہی صورت  
آکھنوں کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے ہجر۔ وصل۔ راز و نیاز کی مجسم تصویر کینچ دیتے ہیں جو اکثر حسب  
حال ہونے کی وجہ سے مقبول عام ہو جاتی ہے۔ اور اسی وجہ سے اردو شاعری کی دنیا میں  
اب تک بہ حالت زندگی کیسے اس قدر شہرت نہیں حاصل ہوئی۔

اس سے میرا مطلب نہیں کہ حضرت داغ ہی ایک شاعر بالکمال ہیں نہیں۔ بلکہ اس وقت ہندوستان  
میں بہت سے شاعر ہیں۔ جو پایہ امتدادی کار کرتے ہیں۔ اور ان کی واقعات نفس الامری۔ اور شستگی  
کی طرف توجہ سے اور ان کا کلام ہی مقبول ہے۔ لیکن یہ کہوں گا کہ جو بالکین۔ شونہی۔ ادینچرل سادگی  
حضرت داغ کے کلام میں ہے وہ کسی کو نصیب نہیں۔

جناب داغ میں ایک اور خوبی ہے جس کو ہم بیان پر بیان کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وہ یہ کہ ان کی توجہ  
الفاظ مخصوص ضلع جگت پر نہیں ہے۔ حسین عام طور پر ہر آجکل مبتلا ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے  
تو اس کی وجہ سے محاسن معنوی میں بہت کچھ فرق آجاتا ہے۔ جس شعر میں صرف لفظوں ہی پر زور دیا گیا  
ہو۔ اور مضمون کچھ نہ ہو۔ وہ اس مصرع کا مصداق ہے **مصرع** ہر جزائی کو قبا ہے پر نیان کی۔

علیٰ ہذا القیاس جس شعر میں صرف مضمون ہی ہو۔ اور لفظ بلیغ نہ ہو۔ تو اس کی ایک بالکمال۔ نیک  
سیرت۔ اور گریہ منظر شخص سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسا آدمی شخص اول سے  
بدرجہ باہتر ہوگا۔ بہر حال جس طرح پر آدمی وہی قابل تعریف ہے جس کی صورت اور سیرت دونوں عمدہ ہوں۔ اسی  
طرح ہر شعر وہی لائق داد ہے جس میں لفظی اور معنوی دونوں خوبیاں پائی جاتی ہوں۔

اوپر جو مینے لکھا ہے کہ رعایت لفظی پر توجہ کرنا شاعر کے لیے مناسب نہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مین بالکل رعایت لفظی کا مخالف ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ رعایت لفظی بلاغت کی ایک مہتمم بالشان صنعت ہے۔ لیکن میری غرض یہ ہے کہ اس کی کیا ضرورت ہے کہ حرف نہ ہی صنعت کو اختیار کیا جائے۔ اور باقی صنعتیں بالکل معطل کر دی جائیں۔

بڑی شکل یہ ہے۔ اور اسکو ہر منصف مزاج تسلیم کر لے گا کہ ضلع جگہ سے شاعری کا اصلی مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اگر ایسے شعرون کو دیکھتے تو لفظ ہی لفظ ہوتے ہیں۔ اور مطلب براے نام۔ یا کچھ نہیں۔ اسید جہ سے حضرت داغ دہلوی۔ امیر مینائی۔ جلال لکنوی۔ تسلیم۔ ریاض۔ شوق۔ مضطر۔ وغیرہم کے جو آج کل سب سے خوش شعر امین صنعت مراعات النظر کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ اور صرف وہیں پر استعمال کرتے ہیں جہاں ضرورت ہے۔

لیکن شعراے ہندوستان کی توجہ زیادہ تر اب تک اسی طرف ہے۔ اور شاعرون میں صرف انہیں شعرون کی تعریف کی جاتی ہے جن میں رعایت لفظی پر زیادہ زور دیا گیا ہو۔ یہ امر بدیہی ہے کہ شعر جقدر قیود۔ اور پابندیوں کے شکنجے میں جکڑا جائیگا۔ اوسقدر اظہار خیالات کا دائرہ بھی محدود ہوگا۔ شعر کتنے وقت جس شخص کی ہمتن توجہ اس طرف ہوتی ہے کہ پہلے مصرع میں پاس ہے تو دوسرے میں دور۔ دوسرے میں اوٹھانا۔ تو پہلے میں ٹھانا یا مصرع اول میں زلف ہے تو مصرع دیگر میں لفظ بلا ضرورت ہو سا جائے۔ تو اس کے شعر میں وہ نچرل خوبیاں جنہر شاعری کی بنیاد ہے نہیں ہو سکتیں۔ اسی لحاظ سے رعایت لفظی شاعری کے لئے بہت مضہ ہے۔

یورپ میں ہی اٹارہویں صدی میں انگریزی شاعری کی وہی حالت ہو گئی تھی۔ جو آج کل اردو نظم کی ہے لیکن اونیسویں صدی کے بالکمال۔ اور دورانیش شاعرون کی اس غلطی اور نقص کی طرف توجہ ہوئی اور انہوں نے اس کے اصلاح میں ایسی کوشش سے کام لیا کہ آج انگریزی سے بڑھ کر کسی زبان کی شاعری ایسی وسیع نہیں جس میں ہر طرح کے خیالات آزادانہ طور پر ظاہر کیے جاسکیں۔

بہت بڑی خوشی ہے کہ آجکل ہمارے اگر وہ میں شعرو سخن کا شوق بہت دلون میں پیدا ہوا ہے اور جا بجا مشاعر بھی ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ بیان کے شعرا میں بھی وہی بیماری دہرائے عام کے طور پر پھیلی ہوئی ہے۔ مشاعروں میں انہی شعروں کی تعریف ہوتی ہے جنہیں رعنائی الفاظ زیادہ تر ٹٹو سے گئے ہوں۔ افسوس کہ اس سے اردو شاعری کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ امید کہ ہمارے لائق احباب۔ حضرت عالی۔ میر سخن۔ مولانا نثار۔ واصف صادق۔ اور رئیس وغیرہ جنکے کلام ان عیوب سے خالی ہوں۔ اور جنکا بیان سربز آرد وہ شعرا میں اعتداد ہے۔ اور واقعی ہرین ہی وہ اردو کو اس تپ دق سے بچانے کی کوشش کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ اس صلہ میں اردو شاعری اونکی بہت ممنون ہوگی۔

لیکن اسکے ساتھ یہ بھی خیال ہے کہ مبتدل۔ اور عامیانه محاورات کلام میں نہ آنے پائیں کیونکہ اس سے زبان میں صفائی۔ اور پاکیزگی نہیں آسکتی۔ اور زبان کو جو چیز سندی اور علمی بنانے والی ہے اس کے لیے یہ باتیں سدا رہیں۔

(محبوب الرحمن کلیم عمری اعظم گڑھی تعلیمی۔ اے کلاس سنیٹ جانس کلج آگرہ)

## مثیل

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام ہندوستان میں کچھ ایسی شہرت کے مرتبہ کو پہنچ گیا ہے کہ ہمیں اونکی تعریف سے مستغنی کرنا ہے غالباً نظر مرزا صاحب کے ہی نور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد الوقت مسیح موعود مہدی آخر الزمان سمجھ میں آجاتا ہے۔

ہمیں مرزا صاحب کے افعال و حرکات کا ذکر کرنا ناہ نظر نہیں ہے اسلئے کہ وہ اون کی ذات تک محدود ہیں اور لا تضر و لا تنفع و لا یضر و لا یمنع کے اعتبار سے وہ جو چاہیں کریں ہم سے اس کا مواخذہ

نہوگا۔ ہاں اون کی وہ تعلیمات جسکو فیوضِ رحمانی سمجھ کر دنیا میں شائع کرنا چاہتے ہیں ضرور قابلِ بحث ہیں کیونکہ وہ ایک ایسی آگ ہے جس میں بہت سے عوام کا لالچاں کرتے دیکھے جاتے ہیں۔

مرزا صاحب نے یونانیوں یا ایک درجہ سے دو سکر درجہ تک اور دو سکر سے تیس سکر پر وعلیٰ انہذا جس طرح ترقی فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ابتدا میں آپ ایک معمولی حیثیت کے شخص تھے نہ باغی تھے نہ اہلِ کلمہ بلکہ علم اور اپنے دعوؤں کے نظر سے اس زمانہ میں آپ کی کوشش فرقہ آریہ کی تخریب و تذلیل تک محدود تھی اور سچ یہ ہے کہ خود انکی اور اون کے تابعین کی تحریرات نے مخالفین کو اسلام کے ساتھ بہت زیادہ دشنام دہی تک نوبت پہنچا دی اور آج جو ناقابلِ برداشت جراتیں ان لوگوں کو حاصل ہوئیں انہی حضرات کی باہمی تفضیح اور انکی تحریک ہوئی لیکن پھر یہی یہ تسلیم کیا جا چکا کہ گواہوں نے اس ذریعہ سے ذاتی نفع خوب حاصل کیا اور او میں معمولی کتابوں کی بڑی بڑی قیمتیں وصول کیں لیکن بظاہر مسلمانوں پر ضرور احسان کیا اور جو بدیہی میں کامیاب ہوئے۔ کیونکہ اعتراض جس پایہ کے تھے اسی مرتبہ کے جواب دینے کی قوت مرزا صاحب کو حاصل تھی آپ کا قلم بہت زور دار تھا جس بات کو بیان کرتے نہایت واضح الفاظ پاکیزہ عبارت و زمین نشین ہو جانے کے قابل اور زمین مل جاتی تھی۔ اگرچہ فرقہ آریہ کے جوابات میں مسائلِ علمیہ کی ضرورت نہ تھی مگر الاناءِ یتلشہ بمافیہ کی نظر سے افسوس آپ کی تحریرات میں تحقیقاتِ رائقہ کا بہتہ نہیں۔ الفاظ کی ظاہری شان و شوکت کے سوا انفسِ مضمون دیکھا جاتا تو بیچ۔ براہین احمدیہ سالہا سال تک جسکے اشتراک شائع ہوتے رہے اور نہایت خوش خط عمدہ کا غنہ پر واضح حروف میں شائع ہوئے اس کے دل صفحہ پڑھنے کے بعد بھی کوئی نتیجہ مشکل سمجھتا ہوتا ہے یہاں تک تو عنایت نہ تھا کہ وہ اپنی لیاقت و استعداد کے موافق کام چلاتے رہے اسکے بعد وہ ان میں وسعتِ خیالات میں جولانی شروع ہوئی اور وہ سادس کا سبزی باغ انگہوں کے سامنے پیدا ہوا اور ترقی کا زینہ رکھا گیا اور آپ نے مجددِ الوقت ہونے کا دعویٰ کیا اور اس پر اپنے المامات بے سرو پا کی دلیلین پیش کیں یہ دلیلین کچھ مختلف زبانوں کی عبارتیں اور معمولی قسم کی پیشین گوئیاں تھیں جو رمال و اہلِ نجوم

کرتے رہتے ہیں بعض اوفین سے سچی اور بعض جبو ٹی ہو تی ہیں۔ اب مرزا صاحب نے عام طور سے ملنا ملنا چوڑ کر ایک بند حجرہ میں بود و باش اختیار کی صبح اور شام کو آدہ آدہ گمنٹہ ملاقات کیلئے مقرر ہوا۔ جب بہت سے جمال اذکا کلمہ پڑھنے لگے تو خیالات نے اور دون کی لی اور مثیل مسیح ہونے کا اعلان کر دیا۔ وہ ضعیف الاعتقاد لوگ جو انکی چکنی چسپری باتوں کے جال میں پٹے ہی سے پٹے ہوتے تھے فوراً ایمان لائے۔

گو کئی سال تک حجرہ میں تنہا بیٹھ کر اثبات مسیحیت کا بہت کچھ مصاححہ طیار کر چکے تھے مگر پھر ہی یہ وقت بہت نازک تھا کیونکہ ہر طرف سے فسق و کفر کی آوازیں کا نون میں پھونچنے لگیں۔ وہ خود جانتے تھے کہ جو شرائط احادیث صحیحہ میں وارد ہیں وہ بالکل مفقود ہیں۔ اس لیے سخت جرات و استقلال کے ساتھ اون احادیث میں تاویلات شروع ہوئیں کسیکو متشابہ اور کسی کو استعاراً و کنایات پر محمول کرنا پڑا۔ سب سے اول مرزا صاحب کو یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انتقال فرمایا اور وہ دنیا میں تشریف نہیں لاسکتے تو ضرور ہے کہ آپ اپنے مقام پر ہرگز کسی شخص میں تمثیل فرمائیں جسکی ذات میں تمثیل کیا جاتا ہے وہ تمثیل کے اوصاف سے بوری طرح متصف ہوتا ہے اور اسکو شوشل کہتے ہیں۔ چونکہ وفات کے بعد قیامت تک کوئی شخص زندہ ہو کر رجوع نہیں کر سکتا۔ اسلئے میری ذات میں حضرت عیسیٰ نے تمثیل فرمایا اور میں مثیل مسیح قرار دیا گیا اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں یہ آیت پیش کی ہے اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک و اضعفک الی الایہ اور جب خدا نے کہا کہ اے عیسیٰ میں تجھکو وفات دینے والا اور اپنی طرف اوٹھانے والا ہوں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی ورنہ یہ ارشاد بیکار ہو جائیگا اور آیت و ما جعلنا البشر من قبلک المخلد سے دے رسول ہمیں تجھ سے پہلے کسی شخص کو ہمیشگی نہیں کی اظہار ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی شخص خواہ نبی ہو یا مہمبو آدمی بہت زندہ رہنے کے لیے دنیا میں نہیں آیا یہ ہو سکتا ہے کہ بعد وفات و انتقال دوبارہ اوٹھایا جاوے

پس جب یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وفات پائی تو وہ حسب آیت و حرام علی قریۃ اہلکناھا انھم لا یرجعون اور حرام ہے اس قریہ پر جسکے رہنے والوں کو ہنسنے ہلاک کیا کہ وہ دنیا میں دوبارہ نہ آئیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں جنکی وفات ہوئی۔ لہذا وہ دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتے تو جو عدے تشریف آوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہیں۔ فی الحقیقت انکا مصداق میں ہوں۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انتقال فرمایا مگر یہ بھی اسکے ساتھ ہے کہ آپ دوبارہ زندہ ہو کر اڑھائی گے چنانچہ خود آیت و تفسیر سے ظاہر ہے اور تفسیر معالم الغزلی میں جسطرح روایت ابن عباس سے آپ کی وفات ثابت ہے اسی طرح روایت وہب سے تین گنٹے کے بعد آپ کا زندہ ہونا ثابت ہے مرزا صاحب کا یہ خیال کہ آپ دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتے دو وجہ سے سفاہت پر مبنی ہے۔ اول یہ کہ یہ آیت و حرام علی قریۃ اہلکناھا میں ہے بعض آئین سے مخصوص اور مستثنیٰ ہیں اور نیز ایک وقت تک ہے چنانچہ اول مخصوص اسکا تو خود اسی آیت میں موجود ہے کیونکہ اسکے آگے حتی اذا فتحت یا جوج وما جوج وھو من کل حدب ینسلون یعنی دنیا میں دوبارہ ٹوٹنا اور وقت تک حرام ہے کہ یا جوج و ما جوج نہ آئیں حتیٰ اس ارشاد کی غایت بتلاتا ہے کہ مرکز زندہ ہونا اس وقت تک ممنوع ہے کہ یا جوج و ما جوج آجائیں۔ اور جب کہ اہل تحقیق اور خود مرزا صاحب کی تفسیر کے موافق خبیج یا جوج ہو چکا بلکہ مرزا صاحب کے خیال میں تو پادریان افسد لے مقدمہ ہمیشہ نکالے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں تشریف لانا کیوں باقی رہ گیا۔ اور بیشل مسیح کو تکلیف اڑھانے کی کیا ضرورت رہی۔ یہ تو بالکل ایسی بات ہے کہ لا تقر بوا الصلوۃ تو لے لیا اور وانقر مسکاسرے کو ہٹوڑ دیا۔

دوسرے یہ کہ اس آیت کی مخصوص اور بھی آئین میں منجملہ انکے یہ ہے الرزالی الذین خرجوا من ادیارہم لھم العون حدیث اللہ قال لھم اللہ موتی اثم احیاھم۔ کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو موعود

ڈر کر اپنے شہرون سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے اون سے خدا نے کہا کہ مر جاؤ پھر او کو زندہ  
 کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد بہت لوگ دنیا میں زندہ کیے گئے۔ اور یہ محض  
 معمول ہے جسکے آدمی تھے پس ایسے مخصوصات کے ہوتے ہوئے یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام  
 کا دوبارہ زندہ ہونا اور دنیا میں تشریف لانا بعید و محال ہے۔ اس دلیل میں پر مرزا صاحب کی سمیت  
 کا دوبارہ ارتقا اور اسکا ابطال بوضاحت ظاہر ہو گیا۔ جب اصل مدعا ہی نقش بر آب ہے تو پھر اور  
 کیا امید ہو سکتی ہے۔

انفوس کہ مرزا صاحب اور انکے حواریوں نے اون حدیثوں کو بالکل لغو اور بیکار سمجھ لیا  
 جن میں اوصاف عیسیٰ علیہ السلام پائے جاتے ہیں چنانچہ ترمذی میں حدیث صحیح نواس بن سمعان سے  
 مروی ہے جس میں بعض صحیح موجود ہے کہ آپکا نام عیسیٰ و لقب مسیح و کنیت ابن مریم و صفت نبی السلام ہوگی  
 اور آپکا جامع دمشق میں تشریف لانا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ یہ سب باتیں مرزا صاحب کے خیال میں  
 ایسے متشابہات میں داخل ہیں جتنکے کوئی معنی ہی نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں قبل تشریف آوری عیسیٰ علیہ السلام  
 حضرت امام آخر الزمان مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری ضرور ہے۔ ہاں یہ تو ہوا کہ اون کی عیسویت کے  
 پہلے مہدی سوڈانی نے مددویت کا دعویٰ کیا پس جیسا وہ مہدی ہے ایسے ہی مرزا صاحب مثل مسیح  
 ہیں اگر مرزا جی اتنا کر کرین تو لائے ہم صا کر تے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ مقرر ہے کہ عیسیٰ کی تشریف آوری بغرض قتل و دفع فساد یا جو و دماج و دجال ہوگی  
 اور وہ ان دونوں قوموں اور دجال کو قتل کرینگے۔ حالانکہ نہ ابھی تک دجال آیا۔ اور نہ مرزا صاحب کو  
 یہ دعویٰ ہے کہ روس اور انگریز جنگ کوہ خود اور انکے حواریوں یا جو و دماج تسلیم کرتے ہیں اون کی بدولت  
 تباہ ویرباد ہو گئے بلکہ یہ حضرت تو انگریزوں کی ایک ادنیٰ رعیت ہیں اور اگر پادریوں کی نسبت کہیں تو خیرا  
 صاحب نے نہ کسی پادری کو قتل کیا نہ انکو دعوے ہے ہاں شاید اشتعال و مانع کے سبب آئندہ ارادہ  
 ہو تو بعید نہیں۔

ماسوا اس کے مرزا صاحب میں ولایت کا بھی کوئی اثر نہیں مان اگر کلمہ شفاء و کرامات و خرق عادات ہوں تو تعجب نہیں کیونکہ دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں: "توب اگر تم سے کوئی کہے کہ مسیح یہاں ہے یا وہاں تو اس سے نہ ماننا کیونکہ جو نئے مسیح اور جو نئے نبی اٹھیں گے اور ایسے بڑے نشان اور خسران عادت دکھائیں گے کہ اگر ہو سکتا تو وہے برگزیدہ کو بھی گمراہ کرتے دیکھو میں تمہیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں اگر وہ کہیں کہ دیکھو وہ یہاں ہیں ہے (جیسے صحراے افریقہ سوڈان میں) تو باہر خجانباز یا کہ دیکھو وہ کوٹھڑی میں ہے تو نہ مانیو (جیسا نجد مرزا صاحب ایک کوٹھڑی میں بیٹھے رہتے ہیں) جیسے بجلی کو نہ کر پورپ سے بچھم تک چمکتی ہے ویسا ہی ابن آدم کا آنا ہو گا۔"

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب مسیح کا ذب ضرور ہیں۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کے وعاہی لایعنی سے دور رہیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

انشاء اللہ تعالیٰ ہم آئندہ ماہ میں تحقیق حال ممدی علیہ السلام کہیں گے۔ فقط  
محمد مظہر المادہ سہیل عفی عنہ۔

## ندوة العلماء، لکھنؤ

اور

## یونیورسٹی علی گڑھ

شکل بہت سی عدم آئندہ دکھلا تا ہوں	کہ ادھر سب نظر آتا ہے اور ہر کچھ نہیں
ایک تصویر کے دو رخ ہیں۔ ایک اتفاق۔ دوسرا اختلاف۔ بیان اتفاق اور اختلاف کو موافقت اور مخالفت کے معنی ہیں نہ سمجھے گا۔ کیونکہ موافقت کے معنی ہیں محبت اور موافقت کے معنی ہیں دشمنی۔ بلکہ اتفاق کے معنی بالکل دیگر متفق شدن دیگر کا ہے عبدستق کے خیال کیجئے گا اس میں اختلاف کے معنی یہ سمجھے گا کہ ہر ایک بات کو اپنے نزدیک اپنا اور سچا	



سمجھ رہا ہے اور خالد اپنے نزدیک اوسکو اچھا اور سچا نہیں سمجھتا۔ اور یہ اختلاف ہے نہ مخالفت۔  
 اسکے بعد جب آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ کسی زمانہ میں مسلمانوں کا اتفاق کجا۔ ان کے  
 اختلاف کا وہ درجہ تھا جو آج ہمارے اتفاق کو نصیب نہیں اور ہمارے اتفاق نے جو کام کئے  
 وہ کسی تاثیر سے خالی نہیں ہے۔ دور کیوں جاؤ اسی مدرسۃ العلوم علیگڑھ کو دیکھو کہ اوسکے  
 عالیشان بانی آئینہ سید احمد خان بہادر نے اوسکی بنیاد اتفاق قومی پر رکھی تھی۔ اور دوسرے  
 سرسید عالیجناب نواب محسن الملک مولوی سید صدیقی علیخان صاحب بہادر نے اوس  
 کالج کو دو منتر لکھ کر اعلیٰ درجہ پر پہنچانے کے لیے یونیورسٹی کے عالیشان ستون  
 قومی اتفاق کے بالا خانے پر نصب ہونا تجویز کئے ہیں لیکن بعض اتفاقی نا اتفاقیوں کے ہاتھوں  
 اس محمود عمارت کو جس نقصان کا اندیشہ ہے وہ معمولی بچکوبوں میں بھی سا لگدشتہ کے زلزلہ سلسلہ  
 و آسام سے کم نہیں پایا جاتا اسی طرح ہماری دوسری مقدس اویترک مجلس ندوۃ العلماء بعض  
 اختلافوں سے جو مخالفت کے درجہ میں پہنچے ہوئے ہیں اپنے اعراض و مقاصد کو پورا نہیں  
 کر سکتی ۵

سینہ بشکافم اگر طاقت دیدن داری	سرگرم شکوہ اگر تاب شنیدن داری
--------------------------------	-------------------------------

یہاں مجبوری سے لفظ خلاف و اختلاف سے بحث ہے اور یہ کہ یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ خلاف  
 کس جگہ مستعمل ہونا چاہیے۔ قرآن مجید میں خدا اور آدم کے خلاف اور آدم کی خلافت سے نہایت  
 عجیب رموز معنوی کا انکشاف ہوتا ہے اور کئی مقام کی آیات سے اسرار خلافت کا پتہ ملتا ہے  
 اوسکے بعد پیغمبر اسلام کے جانشین خلفائے راشدین کا خلیفہ کے لقب سے لقب ہوا اور اوسکو  
 بعد اس منصب کا شاہی لباس میں آنا اشتقاق لغوی میں کسی طرح پر اپنے معنی میں وسعت  
 ظاہر کرتا ہے جو تدریج مخالفت کا مترادف بنتا ہوا پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ موجودہ زمانہ خلاف  
 کو مخالفت کے معنی میں سمجھ رہا ہے۔ اور خلاف کی آزادی اور سچائی اور نیک نیتی اور حق کو شہیہ سے

استاہی دور جا پڑا ہے جتنا پہلے خلاف مخالفت سے دور تھا۔ علمائے اسلام اور ائمہ علیہم السلام نے لڑنے جگرٹنے کو بیوشہ بر اکما اور اوس سے اجتناب کیا اور اوسکو کاموں کی خرابی اور مذہب کی تباہی کی جڑ بتایا ہے۔

ایاکم والنصوصۃ فی الدین فاذا  
تسحل القلب تورث النفاق

حضرت امام جعفر صادق کا قول ہے کہ بچو دین میں جگرٹا کرنے سے کیونکہ وہ دلو کو کام کی باتوں سے باز رکھتا اور

نفاق پیدا کرتا ہے۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ  
اذا اراد الله بقوم شرًا فتح  
علیہم الجدل ومنعہم العزل

جب کسی قوم کی بربادی خدا کو منظور ہوتی ہے تو اوپر جگرٹے کے دروازے کھول دیتا ہے اور کام سے باز رکھتا ہے۔

امام حجاج ابن ارطاة جگرٹا والو آدمیوں کی صحبت سے پرہیز کرتے تھے۔  
علمائے اسلام بلا لحاظ خلاف ایک دوسرے کے ایسے مرتبہ شناس تھے کہ انکے حالات پڑھ کر اونکی کشادہ دلی کی کوئی حد معلوم نہیں ہوتی جناب مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شردالی نے رسالہ علمائے سلف میں علمائے سلف کے حالات کو اچھی طرح دکھایا ہے۔ اوسمیں اونہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے علماء و اوصاف خلاف ایک دوسرے کے کیسے معرف اور سچے خیالات سے اثر قبول کرنے والے ہوتے تھے۔

دیکھو حضرت قتادہ جو حدیث کے مشہور امام تھے قدری مذہب رکھتے تھے۔ قدریہ کا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے افعال خیر و شر کا خالق قادر ہے جسکی صراحت کتاب الملل والنحل میں کی گئی ہے بایں ہمہ علماء اسلام نے اون سے استغاضہ حاصل کیا اور انکو روایت حدیث کا اہل سمجھا۔ بڑے بڑے ائمہ حدیث اونکے شاگرد نظر آتے تھے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ باوجود اون کس عقیدہ روی کے کسی نے اونکی روایت کو مستند ماننے میں پس و پیش نہیں کیا

امام مغیرہ تابعی عثمانی تھے اور حضرت علی پر گوندہ معترض تانبہم شعبہ اور ابو عوانہ وغیرہ جلیل الشان  
امون نے اون سے حدیثین روایت کی ہیں اور اون کی سچائی پر حضرت علی کی نسبت اون کا  
مترض ہونا خلل انداز نہیں ہوا۔ کیونکہ عقیدہ اوپر سے ہزاروں سچی بات کہنا اور بات ہے۔ امام احمد  
بخاری نسبت فرماتے ہیں صاحب سنتہ اور احمد بخاری نے ان کے ثقہ ہونے کی شہادت  
دی ہے۔ عمرو ابن مرقہ تابعی مذہب مرجہہ کہتے تھے۔ فرقہ مرجہہ کا یہ عقیدہ تھا کہ ایمان  
لی حالت میں کوئی معصیت مفسر نہیں جیسے کفر میں طاعت مفید نہیں۔ بہرہی ایک جماعت نے  
دنکی توثیق کی ہے۔ ہشام و متوالی قدری تھے امام ابن سعد اون کی نسبت فرماتے ہیں۔

### كَانَ ثَقَّةً وَجْهًا لَا انْهَى الْقَدَارَ

یعنی وہ ثقہ اور حجت تو تھے مگر قدری تھے۔ سعد ابن عروہ بھی فرقہ قدریہ میں سے تھے۔ فن  
رجال کے دو مشہور و عالی درجہ امامون نے اون کے ثقہ ہونے کی شہادت دی ہے یعنی حضرت  
یحییٰ ابن یعین اور امام منائی نے حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ میں نے آٹھ سو شیوخ سے علم  
حدیث حاصل کیا مگر حسن ابن صالح سے افضل کے کو نہیں پایا اون کے عقیدے کی نسبت  
امام ذہبی فرماتے ہیں مکان فیہ خار جبیلہ یعنی اون میں غابجیت تھی امام ابو سہیل  
واسطی شیعہ تھے امام ذہبی اون کے احوال میں تحریر کرتے ہیں متفق علی الاحتجاج بہ  
یعنی اون کی حجت ہونے پر سب کو اتفاق ہے۔ محمد ابن فضیل کوئی بھی شعی تھے۔ یحییٰ ابن یعین  
نے اون کی توثیق فرمائی ہے اور امام احمد اون کی نسبت فرماتے ہیں۔

### حَسَنُ الْحَدِيثِ شَيْعِيٌّ

حافظ حدیث ابو معمر قدری تھے اسپر بھی امام بخاری نے اون سے حدیث روایت کی ہے  
عبد السلام بن موسیٰ فرقہ شیعہ کے علمائے کبار میں سے تھے اون سے بھی امام بخاری نے  
روایت فرمائی ہے۔ ابن الاثیر امام شحرانی کے باب میں فرماتے ہیں۔

## صلاتی غالی فی التشیع

یعنی سچے مہین اور تغیب مین غالی۔ شیخ الاسلام انصاری ایک جلیل القدر امام حدیث کی نسبت اپنی رائے جن الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں وہ ایسے سخت ہیں کہ اگر او کو بخوبی نقل کر دیا جائے تو مضر در ایک فریون کا دل دکمانے والے ہو گئے۔ حضرت یحییٰ ابن مہین اس مرحلے کو انتہا تک پہنچاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

## لوارتد عبد الرزاق ما ترکنا حدیثہ

یعنی اگر عبد الرزاق مرتد بھی ہو جائے تو بھی ہم اس کی روایت کردہ حدیث کو بخوبی پڑھیں گے ان اقوال و افعال کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ علمائے مخالف العقیدہ خواہ قدری سے خواہ خارجی مرجعہ سے یا شیعہ کبار علمائے شیعہ مین سے تھے۔ یا شیعہ غالی و رافضی مگر جب او کو ہمارے علمائے کرام نے ثقہ محبت صدوق صاحب سنت اور افضل پایا تو او کو ایسا ہی کہا اور ایسا ہی مانا اور او کی روایت کی ہوئی حدیثوں کو انکھون سے لگایا اور دل مین رکھا۔ ہم تو حیرت مین ہیں کہ ایک شخص کو رافضی کہیں اور پھر ثقہ بتائیں۔ اور دوسرے شخص کو یہ فرض کرنے کے بعد بھی کہ وہ مرتد ہو جائے او کی روایت کردہ احادیث کے ترک کرنے کو گوارا نہ فرمائیں۔ سچ یہ ہے کہ اس وقت کی حق پرستیان اس زمانہ پر ختم ہو گئیں اب یہ عجاوہ جو ہر مین صمدی مین حل ہونا دشوار ہے اسکے حل کرنے والے وہی بزرگ تھے جنکی قوت ایمانی نے، دیکھے قلوب کو تعصب پاک اور سچائی کا شیدایا بنا دیا تھا۔ اب ندوۃ العلماء مین ایک صوفی منش ارباب شریعت پڑھتا کرتا ہے ایک مقلد غیر مقلد کو لا مذہب ٹھراتا ہے ایک غیر مقلد کو مقلد کی دوستی گوارا نہیں۔ کسی جلسہ مین کوئی شیعہ عالم آجائے تو ساری مجلس مہر و طعن ہو رہی ہے ایسے ہیچ یونیورسٹی کے یہ نواب حسن الملک نے کوئی راہ نکالی تو وہ

کی جہانی تہٹی جاتی ہے کہ یہ نیکنامی محسن الملک کو حاصل ہونے نہ پائے۔ ایک اپنی  
 فیاضی ظاہر کرنا چاہتا ہے تو دوسرا دسکوروک رہا ہے حالانکہ یہ سب کام بغیر کوشش  
 متفقہ اور یکدل کے ہو نہیں سکتے۔ ہمارے مخدوم مولوی وحید الدین صاحب سلیم پانی پتی اڈیٹر  
 رسالہ معارف نے معتزلہ کی تحقیق اور ان کے خیالات اور مقالات کے متعلق  
 ایک نہایت قابل قدر مضمون لکھا ہے جس سے باوصف خلاف ایک دوسرے کی  
 قدروانی اور قدر اندازی کا پتا ملتا ہے افسوس ع وہ لوگ کیا ہوئے وہ زمانہ کدھر گیا۔  
 آج مدوۃ العلماء میں ایک خدا کے بندے ایک رسول کی امت ایک قرآن کے ماننے  
 والے چوٹی چوٹی باتوں کو غیر متوقع طور سے بڑھانے اور خلاف مصلحت جبکڑ پے پیدا کرنے  
 سے اپنے مذہب پر اغیار کو استہزاء کا موقع دے رہے ہیں۔ علمائے اسلام جو ہمارے  
 عالیشان الیوان مذہب کے ستون ہیں۔ جب وہی متفقہ طاقت سے ساری عمارت کے  
 بوجھ کو سادھنا نہ چاہیں تو وہ ہزار ستون کی عمارت دو چار رنگوں سے کیا سنبل سکتی ہے۔  
 اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مدوۃ العلماء نے اس زمانہ کے حسب حال اپنی روشن ضمیری  
 سے جس عالیشان اور ضروری اور لازمی خیال پر ایک محل بنانے کے لیے ابتدائی بنیاد کی  
 داغ بیل کی ہے اسکو اگر ہمارے بنگال بہار اودہ پنجاب مدراس ممالک مغربی و شمالی  
 کے علمائے اعلام متفقہ کوشش سے سر بلند کرنے میں یکدل و یک زبان ہو جائیں  
 تو ان کی کوششیں ان کو قضا و اقتدار کا حکم بتا سکتی ہیں۔ بہت سی ملکی اور قومی  
 خدمتیں ان سے متعلق ہو سکتی ہیں۔ گورنمنٹ میں علمائے اسلام کا درخود بہت زیادہ ترقی کر سکتا  
 ہے۔ پولیٹیکل طور پر علمائے اسلام کی عزتیں خاص درجات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

بہر حال ہمارے علمائے ایک نیا عروج حاصل ہو سکتا اھ مذہب دوسروں کے دستبرو سے  
 بچ سکتا ہے اور اگر ان کے خلاف نے مخالفتوں کے درجے میں ایسی ہی خود رانی اور لاف زنی

اور استغفار و بے پروائی سے کام لیا تو اس طوفانِ خیمہ دریا میں کشتی اور راکب اور ملاح سب کے سب خدا نخواستہ امواجِ حوادث کی نذر رہیں۔

اسی طرح علی بن ابی طالب محسن الملک مولوی سید محمد علی خان صاحب بہادر لاالہ الا اللہ شمس اقبالہم نے جو علی گڑھ کالج کو وٹس لاکھ روپیہ کی آمدنی مزید سے مسلمانوں کی یونیورسٹی بنانے کی تجویز مجوزہ سید کے لیے آماو کی ظاہر فرمائی ہے اور ملک نے عام طور پر اس ضرورت کو تسلیم کر کے کم و بیش ایک مناسب حد میں اس کی نسبت اپنی فیاضی کا ثبوت دیا ہے وہ اس لائق ہے کہ عام مسلمان داسے درمے قدرے سخیے اس کی تکمیل میں صرف ہمت فرمائیں اور جن صاحبوں کو کسی باب میں خلافت ہے اس کو سکو محنت و لفت کے درجہ تک نہ بڑھنے دیں۔

اے خداوندۃ العلماء اور یونیورسٹی دونوں کو اونکے اغراض میں کامیاب کر اور اپنی اپنی ضرورت میں ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانے والے ہوں۔

این دعا از من و از جمیع جہان آمین باد۔

راقم - سید مجید علی شہری۔

## پنچم (آفرینش الہی)

(نمبر ۳)

### پانی

مینے آفرینش الہی کے باب میں مضمون نگاری متعارف اربعہ عناصر سے شروع کی جس سے البعد ثلاثہ حیوانات نباتات جمادات یعنی ساری مخلوق پیدا ہوئی ہے اول مضمون ہوا پر دوسرا مضمون آگ پر لکھ چکا ہوں تیسرا آگ کو ہوا سے بڑھ کر یا تھا اور ہوا کو آگ سے آتش مزاج بنایا تھا

اب یہ تیسرا معجون پانی پر لکنا ہون اس نقش پر آب دیکھنا بلکہ ہتر لکیر پانی ایک ایسی شے کہ ہر روز کسی نہ کبھی  
 سے ہر ایک آدمی کے کام میں آتا ہے وہ آس پاس رہتا ہے اسکو بار بار وہ دیکھتا ہے۔ اسلئے  
 اس پر یہ یونانی ضرب المثل صادق آتی ہے کہ واقفیت حقارت پیدا کرتی ہے جن چیزوں  
 سے ہم واقف ہوتے ہیں ان سے بے اعتنائی کرتے ہیں مگر ان جو چیز شاؤ و ناؤ نظر آئے  
 تو تعجب کرتے ہیں آفتاب کو دیکھ کر کچھ تعجب نہیں کرتے لیکن دمدار ستارہ جو کسی نظر آجاتا  
 ہے تو تعجب ہوتے ہیں اور شوق سے اسکو دیکھتے ہیں۔ اسطرح پھر پانی کے غریب پر تو جھہ  
 نہیں کرے اور اسکی حسرت کی تعریف میں چپ رہتے ہیں لیکن نیچر کا شاعر اسکی تعجب خیز اور حیرت انگیز  
 باتیں وہ بیان کرتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

## پانی نیچر یعنی آفرینش الہی کا ایک معجزہ ہے

جہاں آفرین نے اپنی آفرینش میں پانی میں نیچر کا معجزہ دکھایا ہے یہ نیچری معجزہ انسانی معجزہ  
 نہیں ہے کہ خاص وقت میں خاص آدمیوں کے روبرو کیا جاوے۔ پھر بھی احتمالی ہو کوئی یقین  
 کرے کوئی نہ کرے۔ یہ نیچر کا معجزہ یقینی ہے نہ وہ کسی وقت سے مخصوص ہے نہ خاص  
 آدمیوں سے بلکہ وہ ہمیشہ ساری خلقت کے روبرو موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے  
 یہ معجزہ یہ ہے کہ آگ نے پانی کو پیدا کیا ہے۔ یہ سنکر اس سبب لوگ متحیر ہونگے۔ وہ تو یہ  
 جانتے ہیں کہ دنیا میں آگ اور پانی کے درمیان جو دشمنی ہے وہ کسی اور دو چیزوں میں نہیں  
 مثل مشور ہے کہ آب آتش را چہ آشنائی۔ اور دیکھتے ہیں کہ آگ کو پانی بجھاتا ہے۔ اور آگ  
 پانی کو ایسا اڑاتی ہے کہ انجان تو یہ جانتے ہیں کہ وہ معدوم ہو گیا۔ وہ تو ان میں ایسا بر جانتے  
 ہیں کہ انکی آشنائی کو ناممکن جانتے ہیں۔ آپ آگ کی پانی کی اما جان کیسے بتاتے ہیں تو میں  
 آپکو یہ دکھا کر یقین کرا دوں گا۔ پہلے زمانہ میں پانی کو عنصر کہتے تھے مگر اب سو برس سے وہ عنصر

نہیں مانا جاتا بلکہ خود اور دو عنصر دن سے مرکب سمجھا جاتا ہے جس میں سے ایک عنصر کو سجن گاس اور دوسرے عنصر پانی ڈرو جن گاس ہے جب چاہوں دو گاسوں کو ایک اور آٹھ کی نسبت سے ملا کر پانی بنالو اور چاہوں پانی کو ان دو گاسوں میں تحلیل کر لو کو سجن آگ کی جان ہے جس کے بغیر آگ کا زندہ رہنا ناممکن ہے اور پانی ڈرو جن خود بلا کی سوزندہ ہے پس آگ کی جسم و جان سے ان کا دشمن جان سوز پانی پیدا ہوا ہے۔ یہ اعجاز جو نیچر کے شاعر کے خیال میں آتا ہے وہ تمہارے مشاہدہ میں بھی آسکتا ہے جب چاہو دیکھ لو یہ کوئی خیالی مضمون نہیں ہے تجربہ کی بات ہے۔ ایک اور معجزہ سنو کہ نیچر کا ماہر دیکھتی ہوئی آگ پر پانی کو جاکر برف بنا دیکھا۔ پہلے زمانہ میں یہ کام ضرور معجزہ یا خرق عادت سمجھا جاتا اور اسکا کرنے والا بیغمبر یا ولی مانا جاتا۔

## پانی میں متضاد صفات

دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس میں پانی سے زیادہ متضاد صفات جمع ہوئی ہوں۔ اسکا مجمع الاضداد ہونا ہی اعجاز سے خالی نہیں۔ اسکے ضعف و قوت کے تضاد کو دیکھو کہ درو ایسا کہ ایک تنکا یا ایک بچہ کی اونگلی جلد ہر چاہے اسکو پٹا کر ڈھکیل دے زور آور ایسا کہ پہاڑ کی پٹھان ہلا دے سمندر میں پہاڑوں کی وہ گس پٹی کرتا ہے کہ انکو رای کا بیجا کر ریت بنا دیتا ہے۔ خشکی میں اپنی طاقت سے پہاڑوں کے بڑے بڑے ٹکڑے پہاڑ کے پتے جدا کرتا ہے اور ان کو اپنے کندھے پر اوٹھا کر میدان میں ڈال دیتا ہے یوں پہاڑوں کی پہاڑیاں بناتا ہے یا اونکو میدان کے ساتھ ہموار کر دیتا ہے۔ برسات کے مومون میں بہت دفعہ سنا ہوگا کہ پہاڑ کمان کمان پانی کے زور سے پہلے اہرام مصری (مسند کے مینار) جو عجائبات عالم میں اس سبب سے شمار ہوتے ہیں کہ ان میں وہ بڑے بڑے پتھر لگے ہوئے ہیں کہ کوئی قوت زمین معلوم ہوتی کہ اس نے پہاڑوں سے ان پتھروں کو تراش کر اور یہاں لا کر انکو اوپر تلے رکھ دیا ہو



سوار اسکے کہ کبھی اسکے پاس دریا بہا ہوا اور اسکے پانی نے اپنی قوت سے بہاڑوں کو تراشا ہوا اور ایسے بڑے بڑے پتھروں کو اپنے کندھے پر لا کر لایا ہوا اور سر پر اوٹھا کر لے گیا اور تیلے کر کے ان میناروں کے لیے تنگ تراش و بیلدارو معمار بنا ہوا۔ بہاڑوں اور میناروں کے پاس پانی کے زور دیکھنے کو کیوں جاؤ پاس ہی کسی سنگ خارہ کی سل میں دو چار نشان کر کے انہیں لکڑی کی میخوں کو ٹھوک ان پر چلو چلو پانی ڈال دو تو پانی اپنے زور سے ان میخوں کو ایسا پھینکا کہ خارہ کو پارہ پارہ کر دے گا برتنوں میں جو خم پڑ جاتے ہیں انہیں چنوں کو پھر کر پانی سے گیل کر دیتے ہیں انہیں پانی ایسا زور کرتا ہے کہ اگر کوہے کے برتن بھی ہوں تو ان کے خموں کو نکال دیتا ہے اب دوسری متضاد صفتیں سنو نرم و ملائم ایسا کہ اگر رامی کا دانہ اسکے سر پر چڑھے تو اسکا مقابلہ نہ کر سکے بسر و چشم جگہ دے۔ ذرا سی قوت بھی ایسے پھیلانے میں موثر ہو تو اسکا تابع و مطیع ہو جائے اور سرکش بھی ایسا کہ اس زور سے ہی نہ دبے اور نہ بچھے جو لوہے اور سنگ خارہ کو دبا دے۔

پانی بظاہر آرام طلب معلوم ہوتا ہے مگر وہ کار گزار خود مختار ہے۔ دریا دن کو جس طرف چاہتا ہے جلاتا ہے نالوں اور جھیلوں کو جس نہج چاہتا ہے بچاتا ہے سمندر کو بے چین کرتا ہے و فرشتانوں میں طغیانی پیدا کرتا ہے وہ اپنے ہی آپ بیلداری کرتا ہے۔ اپنے ہی آپ رستہ بنالیتا ہے۔

پانی بظاہر صورت میں مسکین اور محصوم معلوم ہوتا ہے مگر بڑا دغا باز اور چال باز ہے سیکڑوں چیزوں کو گھلا کر پگھلا کر اپنے میں ملا لیتا ہے۔ مکانوں کی بنیادوں کو چپکے چپکے اندھیری اندھیر میں ڈھال دیتا ہے۔ جسکی خبر کی وجہ تک نہیں ہوتی کہ مکان اوپر سے نیچے نہ آئے پانی خاموش رہی ہے اور زیر و بم کی آوازیں بھی لگاتار ہے بوندیوں میں پٹاپٹ کی آواز سناتا ہے دریا کے چڑیاؤں میں سمندر کے طلاطم میں ایسی لہروں کی لڑائی میں ایسا غل مچاتا ہے کہ سوتوں کی نیند کہ ہبگاتا ہے اور جہر نون اور آبشاروں کے گرنے میں وہ از دھ کے طبع مغموم ہوتا ہے اور زندوں کو بچا

خروش کر تا ہے کہ کانون کبروے پٹے جاتے ہیں۔

پانی میں قوتِ الفعل اور قوتِ فعال دونوں عجیب و غریب ہیں۔ پانی جس طرف میں جاتا ہے اُسکی شکل قبول کر لیتا ہے گلیا میں جاسے تو گلیا کی شکل کا ہو جائے شکے میں بہرہ جائے تو شکے کی صورت کا ہو جائے اور قوتِ فعال بھی ایسی ہے کہ ہزاروں جمادات کو گملا کر اپنا ہم رنگ اور ہم شکل بنالیتا ہے غرض یہ شکل خود اور دن کی شکل بنجائے تعجب خیز ہے اور اور چاندون کو اپنا ہم شکل بنائے حیرت انگیز ہے۔

## پانی کی پاکیزگی و صفائی و شغافی

پانی خود پاک و پاک ساز ہوتا ہے اور اور دن کو پاک باز بناتا ہے۔ وہ ہماری گندگی کو دور کرتا ہے اور ظاہری طہارت پیدا کرتا ہے۔ ظاہری طہارت باطنی عبادت الہی کے لئے لازمی ہے و ضو بغیر مسلمان کی نماز نہیں اشنان بغیر ہندو کی پوجا نہیں بلکہ منان خود پوجا ہے مسلمان اس طہارت کو نصف عبادت اور ہندو پوری عبادت اور عیسائی طہارت کو خداے اکبر کہتے ہیں ہر مذہب میں یہ طہارت عبادت کا ایک جز سمجھی گئی ہے۔ پس یہ تقدس پانی ہی کو حاصل ہے کہ عبادت الہی کا وہ ایک جز ہے۔ پانی جیسے ہمارے کپڑوں کے میل کچیل کو مکا لکر اچھلا اور ستھرا کر دیتا ہے ایسی اسکی بارش زمین کی ساری بجا ستون اور غلاظتوں کو دھو بی جگر دھو دیتی ہے اور اسکا ایک چھینٹا ہوا کی ساری کدورتوں کو مٹا دیتا ہے۔ گرد و خواہ ہوا میں کسی ہی اڑ رہی ہو اسکو ہٹانے کیچھڑنا دیتا ہے کہ پھر وہ بہت دنوں تک سر زمین اٹھاتی۔

پانی ایسا صاف و شغاف ہے کہ آسمان کے چہرہ دیکھنے کا آئینہ بناتا ہے۔ اسی میں ماہ و معرو ثوبت و سیار عکس فگن ہو کر زمین پر آتے ہیں اپنی سبار دکھاتے ہیں گلزار اگر پانی کے کنارے پر آئے تو اپنے عکس سے اپنا تماشا ہزار گنا دکھلائے۔ اس میں ہر غنوں کی روشنی کا عکس پانی کے

اندھا لگنے کی سیر دکھائے۔

## پانی کی وسعت

خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے اپنی آفرینش میں عجیب وسعت عظیم پانی کو عطا کی ہے کہ روئے زمین پر ترین چوتھائی حصہ میں وہ اپنے پاؤں پھیلانے بیٹھا ہے اور یہ اٹھ کھیلان کھیلتا ہے کہ کبھی اپنے پاؤں کو آگے بڑھا دیتا ہے جس سے خشکی کو تری بنا دیتا ہے اور ہزاروں چیزوں پر پانی پیر کر خاک میں ملا دیتا ہے کبھی پاؤں کو سکیر لیتا ہے تو تری کو خشکی بنا دیتا ہے اور ہر جانداروں کی لاشوں و ہڈیوں اور گھونگولوں کو دکھا کر بتا دیتا ہے کہ جہاں تم انکو دیکھا کرو وہاں جان لیا کرو کہ میں کبھی وہاں موجود تھا اور یہ کارستانیان کیا کرتا تھا۔ اگر خدا یہ وسعت پانی کو نہ دیتا تو خلقت کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا۔

## پانی کی زیرنگیان اور تماشے

پانی کی سب سے بڑی تماشہ گاہ سمندر ہے جہاں وہ بہر و بیابان کے طرح کے بھر پور بہرے ہیں اور عجیب طرح کے سناگ بناتا ہے۔ آفتاب کی کاریگری سے کام لیتا ہے اور بخار کی صورت جو دکھائی نہ دے اُسی اپنی نبوتا ہے اور پھر ہوا میں اُڑ جاتا ہے اور اپنی باگ ہوا کے ہاتھ میں دیدیتا ہے وہ اسکو خوب چوگان پراتی ہے۔ یعنی ایر کی شکل اسکی بناتی ہے وہ دل بادل بکر اپنی رنگتوں کی بولبولی سے اور شکلوں کی گونا گونی سے ایک طلسم حیرت افزا دکھاتا ہے کالی کالی گشتائیں تھنے دیکھی ہونگئیں کہ جنکی سیاہی رنگیوں کے چہرہ کی طرح تیرہ اور علت سودا میں مبتلا شب کی طرح سیاہ گون ہوتی ہے۔ — سرمہ آلودہ۔ دل شیر سے آمودہ۔ —  
تن قیر میں آلودہ۔ — ہوا میں دو داغ شفته۔ سوائے اس سیاہی کے اگر کبھی سفید ہوتا ہے کبھی نیلا کبھی پھلا کبھی روپلا کبھی سنہرا۔ اسکی شکلیں بھی اقلیدس کی شکلوں سے زیادہ ہوتی ہیں۔

پانی ان تجارت کی صورت میں آسمان پر جا کر ایک دریا زمین بہت سے دریا اور اُدھر جاتا ہے جو گنگا جمنہ سے کیا دنیا کے بڑے بڑے دریاؤں سے ہزار گنے ہوتے ہیں اب یہ دریا برسات میں مینہ کی صورت میں رات کو شبنم کی شکل میں جاڑے میں برف کی حیات میں اترتے ہیں اب ہر ایک صورت کی تفصیل ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

## پانی مینہ کی صورت میں

پانی جو ابر تیرہ کی صورت میں سمندر سے اُٹھتا ہے وہ خورشید نور افشان کو تاریک کرتا ہے اجرام فلکی کو چھپاتا ہے۔ چاند کو ظلمات میں لاتا ہے۔ دکھی کو یا کسی خندان ہوتا ہے دیو طحست و اشفتہ ہو کر دیا کو شفتہ کی طرح زمین پر پھیلتا ہے یعنی برسات ہے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ زرف دریا میں پانی کا کوئی قطرہ ایسا نہیں ہوتا کہ بخار ہو کر کے بازوؤں پر مشک آسمان کی جوا نہ کھاتا ہو اور وہاں سے بوندیان بن کر زمین پر نہ اترتا ہو اور زمین کے اندر اور باہر کشتی کے کمر بند کے گہات پر نہ اترتا ہو۔ اسکے حال پر نظیری کا یہ صوفیانہ شعر صادق آتا ہے ۵

بزمِ حمت اتصالِ افتد چو پوندے برید از ہم | بزمِ صفتِ قطرہ دریا می شود چون قطرہ شد دریا

سارے بڑے بڑے دریا ابھیچرے ایک دفعہ بادل بن کر برس چکے ہیں۔ ان کا پانی کچھ زمین کے اوپر بہتا ہے کچھ زمین کے اندر چلا جاتا ہے۔ یہ اندر اور باہر کے پانی عجیب عجیب کرشمے زمین پر پہاڑوں پر اور پہاڑیوں پر خشک کیتوں پر دکھاتے ہیں۔ پس یہ قطرے اپنے فیض سے گل کھلاتے ہیں۔ طرہ سنبل کو بڑھاتے ہیں خدایحان کو آراستہ کرتے ہیں۔ اطراف خارستان کو بہارستان کرتے ہیں زمین کو لالہ خیز کر کے رشک نگارستان بناتے ہیں۔ انکے فیض سے بہستان میں گل دریاں نظر آتے ہیں چمن گلماے گوناگون سے رنگین بنتا ہے لالہ کے رنگ سے سمن کی بو سے ہوا و گلش زمین زیر پا ہوتی ہے بس یہ بادل اپنی نعمتیں کھیتوں پر

چراگا ہون پر سبزہ زار دن پر اور چمنوں پر گرد آلودہ سڑکوں پر اور درختوں اور پہلوئیں گھاسوں پر  
برساتے ہیں اور بسلا نشانہ بچھاتے ہیں۔ اگرچہ پانی اس مینہ کی صورت میں جان پروری  
کرتا ہے مگر کبھی کبھی جان ستانی بھی وہ غضب کی کرتا ہے کہ معاذ اللہ طوفانِ نوح کی  
حکایت مشہور ہے کہ ساری دنیا کو ڈوبو دیا تھا۔ یہ روایت تو پرانی ہے۔ اب تم اپنی آنکھوں  
سے دیکھ لو کہ جب برسات میں بارش کی شدت ہوتی ہے تو سیکڑوں مکان و قطار و قطار  
گرتے ہیں اور آدمیوں کی قبر بے گور و کفن بناتے ہیں دریاؤں کو چڑھا کر سیکڑوں دہات کو مندم  
کرتے ہیں اور ہزاروں جانوں کو تلف۔

## پانی شبنم کی صورت میں

اہل نظر کی نگاہ میں معرفت کردگار کے لئے ہر قطرہ شبنم سمندرِ ناپید الکار ہے۔ شبنم کے قطرہ کو  
اگر خوردبین سے دیکھیں تو ایک عالم نظر آتا ہے جسکو کوئی ہاتھ نہیں بنا سکتا ہے۔ صرف یہ  
خدا ہی کی قدرت ہے کہ پانی کے قطرہ کو الماس بنا کے تارہ کی مانند چمکا دے مرطوب ہوانے  
جب چاند سے ازدواج کیا ہے تو یہ انکی پیاری بیٹی شبنم پیدا ہوئی ہے۔ جب وہ زمین پر آئی ہے  
تو وہ اپنے وطن کی جدائی میں روتی ہے اور بے قرار ہو کر غلطان پہچان ہوتی ہے اور اس خوف  
سے لرزان رہتی ہے کہ کہیں میری پاکیزگی کو داغ نہ لگ جائے۔ گرم آفتاب اسکے درد و تکلیف  
پر رحم کرتا ہے اور پھر اسکو وہیں پہنچا دیتا ہے جان سے آئی تھی۔ شبنم کا ہر قطرہ گو لکندہ کے  
ہیرے سے مساوات کا دم بہرتا ہے اسلئے اسکو پانی کا ہیرا کہنا بجا ہے۔ شبنم زمین پر پڑتی ہیرو  
مینہ برساتا ہے۔ جو سبز پہاڑوں کو اشنان دیتا ہے۔ گھاس پر موتی بنا کر کرتا ہے۔ غنچہ کے لب پر  
اور لالہ کے رخ پر پنچا لالہ اور گلشن و صحرایہ زار بناتا ہے۔ سنبل کی سیاہ کسوت پر موتی ٹانگتا ہے چمن  
میں ہر پہول کے کان میں موتی کا آدیزہ لٹکاتا ہے گلاب کی بیون کا جو بن بڑھاتا ہے کیتون کی

ایسی پیاس بجھاتا ہے اور باغون کو اتنا پانی پلاتا ہے کہ دونو اسکو کہتے ہیں کہ اب ہم سیر کر گئے  
 تم اپنی چاندی کی صراحیوں کو ہم سے دور بھاؤ وہ پہلوں کے سچ سفید نیلے پھر یرون کو کہو کہ تاجر  
 گو شبنم خیر کے لباس کی شان و شوکت بڑھاتی ہے اور سیزون اور درختوں کو تروتازہ کرتی ہے  
 مگر خود اسکی عمر طبعی تھوڑی ہوتی ہے جہاں آفتاب چمکا وہ غائب ہوئی ایسے شاعر شبنم کو  
 آفتاب کا عاشق بتاتے ہیں کہ اسکے اشتیاق و فراں میں بیٹی ہوئی رویا کرتی ہے جہاں اسکی  
 صورت دیکھی خوشی خوشی اسکی طرف آسمان پر دوڑی گئی۔

کہہ بھی اوس کی بہن ہے۔ جب حضرت آب حقے بہر کے دہوین کے لٹے اڑاتے  
 ہیں تو پہاڑوں اور پہاڑی اضلاعوں میں گھر جلوہ گر ہوتی ہے۔ کہ خدا کا ہل ہے جبکہ وہ زمین کے  
 ہر انچ پر پھرتا ہے اور ڈھیلوں کو توڑتا ہے اور انکا سفوف بناتا ہے۔

## پانی کی صورت برف میں

جاڑے کے موسم میں سرد ملکوں کے اندر ایک ابر تیرہ اور مکدر اٹھتا ہے اس میں  
 برف اول روئی کے گالوں کی صورت میں برستا ہے روشنی و تیرگی کا ایک عالم نظر آتا ہے  
 خاکستر کے آگے دودھ کا پردہ کچا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہ روئی کے گالے پہاڑوں کے لئے  
 سفید بالابوشن ایسا بہاری بناتے ہیں جو بجائے خود ایک پہاڑ ہوتا ہے۔ میدانوں میں  
 چاندی کا فرش وہ بچھاتے ہیں جو ایسا چمکتا ہے کہ آسمان ستاروں سے اور دریا موتیوں سے  
 بہرہ ور معلوم ہوتا ہے۔ پھر اس برف کو آفتاب پگھلا کر پانی بناتا ہے اور دریاؤں کو چڑھاتا ہے  
 برف سے ہوا میں خشکی و رطوبت پیدا ہوتی ہے اور ایسے ملکوں میں سردی پڑتی ہے۔ کہ ہالیہ  
 کا چونڈا اگر برف سے سفید نہ ہوتا تو ہندوستان کی گرمی کو دیکھتے کہ کیا ہلاک ہوتی اور وہ سرد چلتی  
 کہ سبزی کو دیکھ نہ سکتی اور مسافروں کی جان لئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اسی کی برف گرمی کی حرارت

کو کم کر کے قابل برداشت بناتی ہے۔ میند کے پانی کو یہ جلدی ہوتی ہے کہ جہانک بس چلے جلدی سے چلے۔ برف کو یہ تساہل ہوتا ہے کہ جہان پڑے وہیں ڈھیر رہے۔ ہوا اسکو اُکساتی ہے تو وہ جار قدم چلکر پھر وہ قدم جمادیتی ہے وہاں سے ہرگز نہیں سرکرتی مگر کھیتی ہے

## پانی بخارات کی صورت میں

پانی کی یہ صورت ایسی ہے کہ وہ کبھی نہیں دکھائی دیتی۔ ان بخارات کی شان ہی ایسی نہیں کہ کسی طرح وہ اپنے تئیں دکھائیں۔ یہ بخارات ہوا میں ہمیشہ مخلوط رہتے ہیں اور اسکو موطوب بناتے ہیں۔ یہ ہوا کا موطوب ہونا حیوانات و نباتات کی حیات کا باعث ہے اسلئے کہتے ہیں کہ شے شے مٹی مٹی لدا۔ دہر چیز پانی سے زندہ رہتی ہے (درخت میں اسلئے کل وزن کی تین چوتھائی کے برابر پانی ہوتا ہے۔ اسکے بتوں کی سطح سے پانی کے بخارات جو نظر نہیں آتے اُٹتے رہتے ہیں۔ اب اگر ہوا خشک نہو یعنی بخارات آبی کے سبب سے جو اس میں موطوب رہتی ہے اس سے خالی ہو تو اس سبب سے درختوں کا پانی بہت بخارات بکھڑا جائیگا اور جتنا وہ اڑیگا اتنا اور پانی چوتھیں زمین اور چڑوں سے نہیں آئیگا تو وہ جلدی سے پیلے ہو جائیگے اور اگر گرمہ ہو جائیگے۔

اسی طرح زندہ حیوان بھی پانی سے بنا ہے اگر ایک آدمی کا وزن ۷۷ سیر ہو تو اس میں ۸۸ سیر پانی اور ۱۹ سیر اور خشک چیزیں ہوں گی۔ اسکی کمال اوپر پھیلاؤن سے متواتر بخارات نکلتے رہتے ہیں اگر اسکے گرد کامل خشک ہوا ہو یعنی بخارات آبی کی موطوبت سے بالکل خالی ہو تو کمال بالکل سوکھ جائیگی اور اس میں جھریاں پڑ جائیگی۔ بخار چڑھ آئیگا۔ پیاس کے مارے حلق میں کاتے پڑنے لگیں گے۔ آدمی کی سانس کے ساتھ جو ہوا پھیلاؤن سے نکلتی ہے وہ موطوبات سے بہری ہوئی ہوتی ہے پس اگر وہ ہوا جو سانس کے ساتھ جاتی ہے بالکل بخارات آبی سے خالی ہو تو پھر آدمی کے ساتھ وہ مایات جو اسکے اندر بھرے ہوئے ہیں نکلنے لگیں گے اور وہ بالکل خراب ہو

ہو کر مردہ بن جائیگا کہ ہوائی میں چپائی کی رطوبات ہوتی ہیں وہ حیوانات اور نباتات کی حیات کی حالت موجودہ کو قائم رکھتی ہیں وہ درختوں کے پتوں اور مسامات میں نفوذ کرتی ہیں اور حیوانا کے پھیپھڑوں میں جگہ کرتی ہیں۔

کہہ ہوا کی رطوبات سوار اس کام کے اور خدمات بھی کرتی ہیں کہ جب گرمیوں میں آفتاب افق کے نیچے جاتا ہے تو ان سے خشک زمین اور سوکھے درخت سرد ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ان میں اوکے کرنے سے سبزی اور تر تازگی پیدا ہوتی ہے۔

## پانی کی قوت مکنیکہ

قوت مکنیکہ سے مراد ان زوروں سے ہے جو کلون اور آلات سے حاصل ہوتے ہیں اس بیان کے لیے ایک دفتر چاہیے مگر مختصر یہ ہے کہ پانی اسپار آگنی (دخانی کلیں) کی غذا سٹیم تیار کرتا ہے جسکے سبب سے وہ چلتے ہیں اور بے شمار آدمیوں کے برابر کام کرتے ہیں اور ان کاموں کا سر انجام کرتے ہیں جنکا کرنا طاقت بشری سے ناممکن تھا۔ انسان پر یہ احسان کرتی ہیں کہ اسکو اس مشقت شاد سے چھٹائیں جو حیوانوں کی طرح اسکو کرنی پڑتی تھیں جس سے وہ در ماندہ اور نیم مردہ ہو جاتا تھا۔ وہ ہمارے لیے صد ہا کام کرتے ہیں تھوڑی اجرت لیتے ہیں بہت کام بناتے ہیں۔

## آب خالص

آب خالص رنگ و بو و مزہ سے خالی ہوتا ہے مگر آب خالص کا ملنا گوگرد و سنج اور لعل سید کا ملنا ہے۔ جو پانی ہلکا ملتا ہے اس میں بہت سے اجزا مختلف چیزوں کے ملے ہوئے ہوتے ہیں خواہ وہ ہوا میں سے اس میں ملے ہوں یا زمین سے۔ مقطع آب باران اور سب پانیوں کی



نسبت زیادہ صاف ہوتا ہے۔ آب خالص میں جو عنقا کو کیا ہی مڑہ نہیں ہوتا جس مڑہ کی چیز سے وہ ملتا ہے اسکا مڑہ ہی وہی ہو جاتا ہے شیرینی سے ملا میٹھا ہو گیا نمکینی سے ملا کماری ہو گیا۔ پانی اپنی ذات سے سب جگہ ایکسا ہی ہوتا ہے خواہ وہ سمندر کا ہو یا بحیرہ دریا چشمہ کا سین ایک بود مڑہ کا اختلاف اور چیزوں کے اختلاط سے ہوتا ہے۔ پانی کے برابر کوئی چیز محل نہیں ہوتی اس نے دنیا کو سب سے بلند و عظیم ہمالیہ پہاڑ کی تسائی کی برابر نمک کو گملا کر اپنے تئیں شور و نمکین بنایا ہے اور پانی کو گاڑھا کر کے جہاز رانی کے لایق کیا ہے۔ اگر بانی میں یہ گرانی نمک سے پیدا ہوتی تو قہقہہ پانی میں جہاز رانی کیسے ہوتی۔

## پانی کی روانی

پانی کی روانی نے انسان کی جان کا نام روان رکھ لیا ہے۔ جسم انسانی میں جو روانی کی کیفیت ہے وہی زمین میں پانی کی روانی کی کیفیت ہے۔ وہ مینہ سے برس کر کچھ تو روے زمین پر دریاؤں و ندی نالوں میں روان ہو کر سمندر سے جا ملتا ہے اور کچھ زمین کے اندر روان ہو کر چھپ جاتا ہے اور کسی کو اسکا پتہ نہ لگتا اگر وہ ستون اور چشمون میں اپنی صورت نہ دکھاتا۔ ستون کمین نکلتا ہے۔ چشمہ کمین پھوٹتا ہے اور بکارتا ہے کہ اوپیا سو سبیل ہے راہ مولا اور رکتا ہے کہ احسان کرنا مجھے کیسے کہ پیاسون کی پیاس بجھاتا ہوں اور ندی دریاؤں کو بہاتا ہوں باد جو کہ ایسا بڑا احسان کرتا ہوں مگر اپنی پوری صورت چھپائے رکھتا ہوں اور ہر مکان کا پتا کسی کو نہیں بتاتا تم بھی یہی طریقہ احسان کر نیکو کیسے کہ نیک کن و در آب انداز لب جو پر جب شاعر بیٹھتا ہے تو پانی کی روانی اسکی طبیعت میں ایسی شگفتگی پیدا کرتی ہے کہ نئے نئے مضامین اسکے ذہن میں لہر لہا کر لگتے ہیں۔ روانی آب انسان کے عیش و نشاط میں بڑا اثر کرتی ہے استادوں کے شعر لکھ کر مضامین دراز کر کے کل طویل احوال کا مصداق اسکو نہیں بنانا۔

## نیچے پانی سے زیادہ مفید کوئی چیز نہیں ہے

ہر اقلیم میں ہر زمانہ میں کل مخلوقات میں کوئی چیز پانی سے بہتر آدمی کے پینے کے لیے نہیں دریافت ہوئی۔ انسان کو فقط یہی دوا ایسی ہاتھ لگی ہے کہ سب انسانوں پر یکساں اثر کرتی ہے ایسی کسی اور دوا کے دریافت کرنے میں انسان کی کوشش کامیاب نہیں ہوئی گو اسکی تلاش میں بہت خون جگر پیا۔

ہم پیدا ہوتے ہی ماں کا دودھ پیتے ہیں اور اسکے دودھ میں نسلوں انشی حصوں سے زیادہ پانی ہوتا ہے جو اسکو ایسا رقیق بنا دیتا ہے کہ وہ بہت جلد ہلکے ہضم ہو جاتا ہے۔ جب بچوں کی ماں کا دودھ نہیں ہوتا تو گائے بکری گدھے کا دودھ انکو پلاتے ہیں تو اس میں بھی پانی ملتا ہے ہین اگر اس میں پانی نہ ملائیں اور اسکو پلائیں تو بچہ بیمار ہو جاتا ہے۔ ابتدائے عمر میں وہ ہماری یون پرورش کرتا ہے بلکہ وہی وہ ایسا عزیز ہوتا ہے کہ امان کو ساتھ لے کر لے سکتے ہیں اگر وہ ہم سے دور ہوتا ہے تو اسکی یاد میں ہم ایسے ہی روتے ہیں جیسے کوئی عاشق زار اپنے مشوق جفا کار کی جدائی میں اور تماشایہ ہے کہ آنکھوں سے آنسوؤں میں گرم اور تلخ پانی بہا کر تسکین پاتے ہیں۔

انسان کی زندگی کا مدار دوران خون پر ہے اگر اسکے ایک عضو میں بھی یہ دوران خون متوقف ہو جائے تو وہ عضو نکما اور بیکار ہو جائے اور معلوم نہیں کہ اور اعضا کو کیا کیا تکلیف و درد پہنچائے یہ پانی ہے کہ اپنی رقت اور روانی کے سبب سے خون کو پتلا کر دیتا ہے جسکے سبب انسان کی ہر گ دپے میں خون کا دوران آسان ہو جاتا ہے۔ اسلئے صرف پانی کے پینے والے آدمی بہت چست و چالاک خوش و خرم بہ نسبت اور آدمیوں کے ہوتے ہیں۔

پانی خون کو پتلا کر کے اسکے دوران کو آسان کرتا ہے اور صفر کے جوش کو سرد پانی ٹھنڈا کر دیتا ہے جسکے سبب آدمی بہت بیماریوں سے بچتا ہے۔ بلغم کو بھی اپنی آمیزش سے

رقیق کر دیتا ہے اسکی لزوجیت کو گھٹا دیتا ہے جسکے سبب ہم بعض امراض سے محفوظ رہتے ہیں ہمارے جسم میں رطوبات کی حدت کو کم اور روانی کو زیادہ کر دیتا ہے جو ہماری صحت کا باعث ہوتی ہے۔ بڑا پے میں اسی کی رطوبت ہماری پوسٹون کو دور کرتی ہے جسکے سبب خون کا دورہ ہوتا ہے۔ غرض وہ ہماری صحت کا معاون طفلی و جوانی و پیری میں ہوتا ہے۔ کسانے پینے سے انسان جیتا ہے مگر جتنی دیر بغیر کماے جی سکتا ہے اتنی دیر بغیر پیئے نہیں زندہ رہ سکتا اسلئے پانی بغیر کسی طرح انسان نہیں جی سکتا۔ وہ مدد سے لحد تک ہمارے ساتھ رہتا ہے پیدا ہوتے ہی آنکھوں سے پانی بہا کے تسکین پاتے ہیں مرتے ہیں تو حلق میں پانی ٹپکتا ہے ہیں کہ روح آسانی سے نکلے اسوقت مسلمان آب زمزم کو اور ہندو گنگا جل ٹپکانے کو متبرک جانتے ہیں۔ اب موت کے ذکر پر مضمون کا بھی خاتمہ باخیر کرتے ہیں۔ فقط

محمد زکاء اللہ۔

## چینیوں کے بعض مذہبی عقائد

چونکہ فی الحال چین کے معاملات کا چرچا بعض دول یورپ کے پوٹیکل تعلقات کی وجہ سے اخباری دنیا میں اس زور شور کے ساتھ مہرہا ہے کہ روزانہ اور ہفتہ وار اخبارات کا شاید کوئی ان خبروں سے خالی ہوتا ہو لہذا اس قدیم ملک کے باشندوں کے بعض مذہبی عقائد کا ناظرین ادمیہ کی دلچسپی کے لیے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

قدامت کے لحاظ سے دنیا میں مصر۔ یونان۔ ہندوستان اور چین ہی چار ملک ہیں۔ قدیم شمار کئے جاتے ہیں۔ چینی اپنی سلطنت کو آسمانی و دیلیٹیل ایمپائر کہتے ہیں۔ وہاں سب سے پہلے بادشاہ کا نام پان کو بتلاتے ہیں جسکے بعد میں زمین آسمان سے جدا ہو

اوسکے بعد ۱۲- آسمانی ۱۱- ارضی ۹- انسانی کل متیں ۳ بادشاہ اور ہونے جنگی مجموعی سلطنت کا زمانہ پچاس ہزار برس کما جاتا ہے۔

خیر یہ سب تو خیالی اور اعتقادی باتیں ہیں مگر اس قدر ضرور ثابت ہے کہ دنیا میں سب سے قدیم قوم چینی ہے جسکے مستند تاریخی حالات کم و بیش پانچ ہزار سال کے موجود ہیں۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ مغوریان کے عہد میں جو طوفان عظیم ۳۵۰ء میں قبل ولادت حضرت عیسیٰ کے آیا تھا وہی طوفان نوح تھا۔

ملک چین کی موجودہ آبادی قریب چالیس کروڑ کے ہے جس میں سے دسواں حصہ مسلمان اور باقی تین مذاہب مند رجہ ذیل کے پیرو ہیں۔

۱۔ معتقدین کنفیوشس (حکیم کنفوزی)

۲۔ ” طاو

۳۔ ” بودہ

لیکن تمام چینیوں کا اصلی مذہب مورث پرستی ہے ہر گزین ایک تخی رہتی ہے جس پر خاندان کے بزرگان متوفی کے نام کندہ ہوتے ہیں۔ اس تخی کے سامنے ہر چینی صبح و شام سو ب کڑا ہو کر کچھ پڑھتا ہے اور ہر ایک بزرگ کی روح کو نام بنام ثواب بخشتا ہے۔ اسکے علاوہ کروڑوں دیوتا ہیں جنکی تعداد دریا کی ریت کے ذرون کی طرح بے خراج از شمار ہے۔ سب دیوتاؤں میں افضل ”چہار الماس“ نامی چار دیوتا ہیں جو مندر دن کے دروازوں کے محافظ ہیں۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں تلوار ہے جسکے پرانے سے دن ہزار سالے پیدا ہو کر دشمنوں کے جسم کو چید ڈالینگے۔ دوسرے کے ہاتھ میں ایک ستارہ ہے جسکا تار چرنے سے آگ اور ہوا پیدا ہو کر اطراف میں پھیل جائیگی۔ تیسرے کے ہاتھ میں ایک ہونٹا سا کیسہ ہے جس میں ایک جادویشل سفید چوہے کے بند ہے اوسکے کھلتے ہی ایک پیل سفید سنگ گزغیر پر حملہ آور ہوگا۔ چوتھے کے ہاتھ میں ایک چتر

ہے جو آفتاب اور مانتاب کو ٹوک لیتا اور رزلزسے پیدا کر سکتا ہے۔

اہل ہنود کی کشمی دیوی کے مانند چینیوں کا بھی ایک دیوتا ہے جسکے دو وزیر ”طلب دولت“ اور ”مطلب منفعت“ نامی ہیں۔ اسکی پرستش زیادہ تر تجارت۔ دوکاندار اور ساہوکار وغیرہ کرتے ہیں جو اس دیوتا کے مندر میں شمعیں جلاتے اور عود وغیرہ سدا گاتے ہیں۔

ہر گھر میں ایک دیوتا باور چینیانہ کا علیحدہ ہوتا ہے اسکا کام باور چینیانہ کی نگرانی کے علاوہ ہر ایک اہل خاندان کے اعمال کا حساب رکھنا ہے اسلئے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے چینیوں کا اعتقاد ہے کہ دیوتا مذکور بارہویں مہینہ کی چوبیسویں تاریخ کو آسمان پر کل خاندان کے اعمال کا حساب پیش کرنے جاتا ہے اسلئے اسکی سوازی کے واسطے ایک کاغذ کا گھڑا بناتے ہیں اور اسکے آگے میوہ گوشت اور شراب رکھتے ہیں اور اسکے ہونٹوں پر شکر ملتے ہیں تاکہ وہ آسمان پر جا کر گروالوں کے اعمال کا ذکر شہرین الفاظ میں کرے۔

شادی اور بیاہ کی تقریبات کا بھی ایک دیوتا ہے جسکا نام صلح و اتفاق بہت ہی موزون رک گیا ہے۔

زراعت کا دیوتا بھی الگ ہے جسکا کام زراعت کو ٹیڑھوں اور دوسرے موزی کیڑوں سے بچانا ہے اسکا مندر ہر گانو میں ہوتا ہے اسکی پیدائش کے روز چینی سال کے اول مہینہ کی تیرہویں تاریخ کو جابجا ناگک کے تماشے اور ناچ رنگ کے جلسے ہوتے ہیں اور ایک بڑے دسترخوان پر انوع واقسام کے میوے اور پھل پھول چنے جاتے ہیں۔

زمین کے دیوتا کو یہ طاقت حاصل ہے کہ چاہے سطح زمین کے اوپر چلے یا اندر ہی اندر پتال کا سفر کرتا رہے۔ چینیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جب کبھی اس دیوتا کی مذہبیر کسی آدمی سے پھول توڑتے یا گاس و مٹی کو دتے ہوئے ہو جاتی ہے تو وہ آدمی دوسرے دن گھٹیا کے عارضیہ مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ وہ دیوتا کے راستہ میں حائل ہوا ہو گا۔ فال کو نہ دالا دوس سے

ایک کاغذ کی صورت بنوا کر تین پیالے شراب کے اور تین قسم کا گوشت ایک تختہ پر کرکوا کر صفدہ اور دوا دیتا ہے۔ اُن کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ ہیندہ۔ چچک وغیرہ وبائی امراض بھی دیوتا ہی ملک میں بھیجتے ہیں۔

ایک بڑا دیوتا طبابت کا ہے لیکن جسم کے ہر عضو اور ہر بیماری کے لئے ایک ایک دیوتا مخصوص ہے مثلاً امراض چشم۔ دروسہ۔ زکام۔ کھانسی۔ سہار۔ سل۔ بڑھئی۔ پیچش اسہال۔ استسقا وغیرہ اور اعضائے جسمانی مثل آنکھ۔ ناک۔ کان۔ زبان۔ دانت۔ دل و باغ۔ شش۔ جگر۔ معدہ۔ آنت۔ پانچ۔ جلد۔ بال وغیرہ کے دیوتا الگ الگ مقرر ہیں جس شخص کو جس قسم کا مرض یا جس عضو کی بیماری ہو وہ اسی خاص دیوتا کو بہینٹ چڑھا کر اور پوجا پاٹ کر کے مناتا ہے۔

جو قوم ایسی ضعیف الاعتقاد ہو وہ ہبلایوروپ کی شاہیہ اور مذہب قوموں کے مقابلہ میں کیا ٹھہر سکتی ہے خدا ہی پچائے تو نیچے فقط ایڈیٹر

## دکھپ و مفید نکات و ترجمہ و مختصر ایڈیٹر

### ۱۔ متعلق علم الحیوانات

### کیا حیوانات بھی راگ و باجہ سے متاثر ہوتے ہیں

چند روز کا عرصہ گزرا کہ لندن کے ایک چڑیا خانے میں علم حیوانات کے ایک مشہور ماہر نے اس بات کی آزمائش کی کہ باجے کا اثر جانوروں پر بھی ہوتا ہے یا نہیں جب کانیٹیو اوس نے جب مذہبہ ذیل نشان کیا ہے۔ ہننے چند عرصہ تک یہ حجرہ کیا کہ کون کون سے جانور کس کس قسم کے باجہ کی

آواز سے متاثر ہوتے ہیں جب کہ کسی قدر حال معلوم ہو گیا تو ہم نے عقابوں کے پتھر بنے کے سامنے  
 باجہ بجا ناشر دے کیا۔ بڑے بڑے عقاب اس طرف آکر جمع ہو گئے جس طرف ہم باجہ بجا رہے  
 تھے اور جب تک باجہ بجا رہا بڑے غور و تحمل سے سنتے رہے جس سے معلوم ہوتا تھا  
 کہ وہ باجہ کی آواز سے خوش ہیں۔ بعد ازاں ہم نے درندہ جانور و نیپڑا ز مائیں شروع کی اور ایک  
 شیرنی کے کٹھڑے کے پاس باجہ بجا یا اور بھی باجہ کی آواز کو کان لگا کر خوشی سے  
 سنتی رہی۔

پھر ہم نے سانپوں پر تجربہ کیا جو بین باجہ کی آواز سے بہت خوش معلوم ہوتے تھے اور جون  
 جون باجہ کے سُر اونچے ہوتے جاتے تھے وہ اپنے بہن اور ٹماکر اسید طح سے حرکت کرتے  
 تھے جیسا کہ ہندوستان میں پسیرون کے سانپ پونگی کی آواز پر کیا کرتے ہیں۔ صاحب موصوف  
 لکھتے ہیں کہ جہاں تک ہم نے تجربہ کیا اس سے ضرور یہ ثابت ہوتا ہے کہ حیوانات ہی لاگ اور بلجے  
 سے متاثر ہوتے ہیں اور سب باجوئیں مشک یا بین کا باجہ اور کمزیرا وہ خوش کرنے والا ہے۔



موا ایک دیوہیکل شتر مرغ کی قسم کا پرند ہے اور غالباً یہ اب تک نیوزیلینڈ میں موجود ہے کیونکہ  
 اس سے سو سال پہلے وہ معدوم نہ ہوا تھا۔ نیوگائن کے باشندے ایک اسی قسم کے اور پرندے  
 کا ذرا ذرا حال بیان کرتے ہیں۔ زمین کے طبقات میں ہی اس کے انڈے اور ڈھنچر نکلتے ہیں  
 اور ممکن ہے کہ وہ اپنی ہیئت کذائی میں اس بڑے جزیرے کے بیون اور جنگلون میں موجود ہو۔  
 کیونکہ اب تک اس وسیع جزیرے کے تمام حصوں میں سیل و زمین پہنچے اس لئے یہ کتنا مشکل  
 ہے کہ وہ معدوم ہو گیا ہے۔  
 (پیشہ)



## آثار قدیمہ

اٹلی میں ایک بہت پرانی قبر میں جسکو تیار ہوئے ڈیڑھ ہزار برس کا عرصہ گز چکا ہے ایک جلتا ہوا چراغ برآمد ہوا ہے جو تاریخ تیاری نمبر سے ایک برابر روشن چلا آیا ہے۔ اور اگر اب بھی قبر مذکورہ کو کھدیا جاتی تو آئندہ بھی وہ ایک غیر محدود مدت تک برابر روشن رہتا۔ اس سے ثابت ہے کہ جو ایجا دین یا جمل عجاہات کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں زمانہ گذشتہ کے عقلا ہی ان سے عاری نہ تھے کہا جاتا ہے کہ ایسے چراغوں سے سادسا سال تک حمام گرم رہتے تھے شہر اگر گروہین الہ وردی خان کا ایک قدیم حمام ہے جسکی نسبت بھی بزرگوں کی زبانی یہی روایت مشہور چلی آتی ہے کہ وہ ایک جی سے گرم رہتا تھا کسی انجینئر نے اس جی کی کاریگری اور صنعت دیکھنے کے لیے اسکو کھودا ڈالا جس سے جی مغل ہو گئی یہ حمام تو پہلے بھی دیکھا ہے مگر جی کا نشان اب کین موجود نہیں ہے۔

جو اصحاب کرام پیغمبر علیہ السلام بیت المقدس میں مدفون ہیں سلطان کے حکم سے ان سب پر قبر بنیگی۔

مصر میں اس وقت تک قیہ نہادہ حضرت یوسف و چاد حضرت موسیٰ اور شمس دار السلطنت فراغتہ موجود ہیں۔

کوہاٹ کے تھانہ اسپنڈین میں چند سکے دستیاب ہوئے ہیں جو ہکندر اعظم کے وقت کے معلوم ہوتی ہیں

صوبہ قوضہ کے موضع انبار میں ایک پرانا تھوڑا قبر جو دوسری صدی عیسوی کا قیاس کیا جاتا ہے برآمد ہوا ہے۔ ہمدی بک ڈاکٹر محاسب خانہ سلطانی قبر دیکھنے کے لیے موقع پر گئے ہیں۔ صوبہ بیروت میں بھی ایک پرانا تھوڑا قبر برآمد ہوا ہے۔



## متفرق علمی نوٹس وغیرہ

اُردو زبان کی ترقی ایک اخبار لکھتا ہے کہ چینی زبان کے بعد ہندوستانی یعنی اُردو ہی ایک ایسی زبان ہے جو ملک روس میں سب سے زیادہ بولی جاتی ہے۔ یہ زبان ہندوستان ہی میں عام فہم نہیں ہے بلکہ سرحد ترکستان سے حدود افریقہ تک ایک کروڑ آدمی کے قریب بولتے ہیں۔ یہ ایک عجیب و غریب بات ہے کہ ہندوستانی زبان کا رول تجارت کے ذریعے سے روز بروز ترقی کر رہا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اگر ہندوستانی تجارت کو حسب توقع مزید ترقی ہوگی تو اس کے ساتھ ہی اُردو کو بھی ترقی ہوگی۔

خدیو مصر پانچ زبانیں عربی، ترکی، فرانسیسی، جرمنی اور انگریزی میں بخوبی دست قدرت رکھتے ہیں

ملکہ پرتگال ایک اعلیٰ درجہ کی لیدی ہے۔ اُس نے پانچ سال ڈاکٹری تعلیم میں صرف کئے اور آخر ایم ڈی کی سند حاصل کی اُس نے اکثر وقت اپنے خاوند کا علاج کیا اور ڈاکٹروں کی نسبت بہتر کیا اس ملکہ فاضلہ نے ایک شفا خانہ ہی قائم کیا ہے جہاں غریب بچوں کا مفت علاج ہوتا ہے اُس میں خود ملکہ پفس نفیس نبی علاج کرتی ہیں اس حسنِ یاقوت کے ساتھ خدا نے اوسکو لاجواب حسن و جمال بھی عطا کیا ہے۔

مشہور کتاب سر ایڈون آرنا لڈ کی ”لائٹ آف ایشیا“ کا ترجمہ روسی نظم میں ہوا ہے۔

مسلمانان مصر ایک کولی بنانے کی تجویز کر رہے ہیں۔

اسکندریہ واقع مصر میں علمی مسائل پر بحث و بحث کرنے کے لیے ایک مجلس قائم ہوئی ہے۔

ممالک مغربی و شمالی وادہ گزٹ لکھتا ہے کہ ایک عورت مسمیٰ اس کو زلیخا سہراب جی نے امتحان وکالت پاس کیا اور وکالت کرنے کے لیے سرٹیفکیٹ کی درخواست کی ہے۔ بس سہراب جی آکسفورڈ یونیورسٹی کی گریجویٹ ہیں اور انہوں نے لندن میں قانون پڑھا ہے۔ امید ہے کہ ہندوستان میں انکی بڑی قدر و منزلت ہوگی۔

اسلامی ممالک میں اسوقت تین اسلامی یونیورسٹیاں موجود ہیں ایک جامع انہر واقع مصر دوسری مراکو کے صدر مقام فیض کی یونیورسٹی اور تیسری یونیورسٹی کالج موسومہ مکتب سلطانہ واقع قسطنطنیہ

## یادگاری واقعات

اس مہینہ کے واقعات میں سب سے بڑا یادگار واقعہ صفائی فیما بین شاہ و وزیر دکن چڑکی مسرت اور خوشی میں ترانہ شادمانی اور شادمانہ کامرانی ملک دکن میں گمر گمر بج رہے ہیں اور مبارکباد کی صدائوں سے اخباری دنیا گونج رہی ہے۔ حفوز نظام خلد اللہ ملکہ نے بنفس نفیس مع مصاحبین و اعیان دولت اپنے مدارالمقام کے بلغ و قع بیگم بیٹہ میں رونق افروز ہو کر اور مدارالمقام کی طرف سے جو دعوت شامی تزک و احتشام کے ساتھ دی گئی تھی اسکو مراحم خسر و انہ سے مع نذریک راس اسپ سبزہ رنگ ویک زنجیر فیمل کوہ پیکر مع ہونج فقری فتن نقاب قبول فرما کر تمام رعایا برایا۔ اعیان و ارکان سلطنت کو اپنے وزیر اعظم سے خوشنودی و رضامندی کا بین ثبوت دیدیا۔ خداوند کریم شاہ و وزیرین ان تعلقات رضامندی و رضا جوئی کو روز افزون ترقی و استحکام کے ساتھ ہمیشہ قائم رکھے۔ این و عازمین اور جملہ جان و آہن راجپوت بھاکا ایک بڑا مفید و کارآمد جلسہ آگرہ کالج بورڈنگ پوس میں ہوا جس کے پریسیڈنٹ ہمارے شہر کے رئیس اعظم ٹاکر امر او سنگھ صاحب تھے۔ اس جلسہ میں کثرت از دواج۔ صغر منی کی شادی۔ شادیوں میں غفلت خرچی اور بخیاری کے اسداد کے متعلق رزویہ روشن باس ہوئے

یہ سب شکریہ صاحب موصوف کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے جبکہ سوشل زفام اور قومی سہو دہی کے معاملات سے خاص دلچسپی ہے۔

شروع ماہ میں ہمارے جدید و ایسراے حضور لارڈ کرزن نے ہندوستان کے قائد کے کاہلہ کا جو ہمیشہ یادگار ہیگا یہ کیا کہ ہندوستانی شکر کو ولایتی شکر کے مقابلہ کے نقصان سے بچانے کے لیے بیرونی شکر پر ازاد محصول کا قانون باجلاس لیجسلیٹو کونسل نافذ فرمایا اہل ملک حضور مدوح کے اس عام احسان کی جس قدر شکر گزاری اور قدر کرین سزاوار ہے۔ آخر ماہ میں ہر اکسٹنسی مع اسٹاف کے کلکتہ سے منفعت فرمائے شکر ہوئے راستہ میں لاہور میں تین دن قیام فرمایا اور نیو پلسٹی جنفیکل انجمن اسلامیہ وغیرہ کے ایڈرسوئیکے جواب میں نہایت قابل تعریف اپنی پیمین دین۔

شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی کو حضور نظام نے ۲۵۔ اشرفیان اور دوم صبر و شرف عنایت فرمائے جبکہ قیمت دو ہزار روپیہ ہے۔ مولوی صاحب مدوح اپنی علمی قابلیت کے لحاظ سے اس وقت نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام یورپ میں مشہور ہیں وہ چودہ زبانوں میں اچھی طرح سے گفتگو اور خط و کتابت کر سکتے ہیں اور باوجود اس لیاقت۔ وقت۔ اور اعزاز کے بڑے وسیع الاخلاق۔ سیر چشم مہمان نواز اور منکسر المزاج ہیں۔ ایسے لائق شخص کی جو قدر کی جائے کم ہے۔

علی گڑھ کالج ڈیپارٹمنٹ کے جلسے اگرہ فیمپور۔ کانپور۔ آگرا۔ گورکھپور۔ گھنٹہ وغیرہ میں بڑی کامیابی کے ساتھ ہوئے اور خاطر خواہ چند جمع ہوئے۔ گورکھپور میں جو کسی زمانہ میں سید مہم جویم کی مخالفت کام کر رہا تھا وہ گمنام میں دس ہزار کا چند جمع ہو گیا! یہ خواب محسن الملک بباد کی سحر جانی کی تاثیر نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ سید مہم جویم کی ہرسی کے جلسے ہی علی گڑھ۔ لاہور وغیرہ میں بڑی دہم و دہام ہوئے کلکے کے امتحان بی۔ اے کا نتیجہ یونیورسٹی بہرین ۱۳۶۰ء۔ ۲۵ طلبا یعنی ۶۹ فیصدی پاس ہوئے اور ایک طالب علم تلم یونیورسٹی میں اول رہا۔ یہ نتیجہ ٹریک پرنسپل اور پروفیسران کالج کے لیے تعریف۔ فخر و مبارکات کے قابل ہے۔

ہمارے ممالک کے ہر ولعزیز نواب لٹنٹ گورنر بہادر نے الہ آباد یونیورسٹی کے کانوکیشن مین ایک نہایت مفید و اہم کپیسج دیتے ہوئے وعدہ فرمایا کہ میونسٹریل کالج کی عمارت بہت جلد اس کے عہد حکومت میں وسیع کی جائیگی اور موجودہ طریقہ تعلیم کی نسبت جو شکایتیں اکثر شننے میں آتی ہیں انکی تحقیقات کی جائیگی۔

ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے شاہجہا پور میں منعقد ہوا۔ شہر کے مسلمانوں نے اپنے مہمانوں کی بڑی خاطر مدارات کی۔ ۴۵ ہزار روپیہ کے قریب چندہ جمع ہوا جو ہمارے مذہبی پیشواؤں کی قابل قدر کوششوں کا نتیجہ ہے۔

دہلی میں مدرسہ طبیہ کا سالانہ جلسہ ہوا۔ یہ مدرسہ ہندوستان کے مشہور طبیب حافی الملک جناب حکیم عبدالحجید خان صاحب کی ذاتی کوشش اور ہر سے جاری ہے اس وقت ۷ طلباء زیر تعلیم ہیں۔ ڈاکٹر کے مشہور رئیس نواب سر احسن الدخان بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای نے حسینی دالان امام باڑہ ڈاکٹر کی مرمت کے لیے دو لاکھ روپے عنایت فرمائے اس فیاضانہ عطیہ کا شکر یہ حضرات شیعہ نے بذریعہ ڈیپوٹیشن کے خاص طور پر ادا کیا۔

انتقال۔ اس مہینہ میں تین مشہور بالکمال عالموں اور مصنفوں کے انتقال سے علمی دنیا کو بڑا نقصان و صدمہ پہنچا۔ اول شمس العلماء مولوی عبدالحق صاحب خیر آبادی جو علمائے اکابر اسلام کے قابل قدر یادگار اور خصوصاً علوم منطق فلسفہ معقولات میں تمام ہندوستان میں عظیم المثال تھے۔ دوسرے مولوی عبدالرحمان خان صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس ریاست اوڈھ پور جنہوں نے اپنی عمر کا بڑا حصہ تصنیف و تالیف میں صرف کیا اور اکثر کتابیں مفت تقسیم کیں۔ تیسرے ڈاکٹر لائٹسٹر صاحب جو اوٹیل کالج لاہور اور پانچاب یونیورسٹی کے باقی تھے۔ ڈاکٹر صاحب پچاس مختلف زبانیں جانتے تھے اور مسلمانوں کے بڑے رفیق اور ہمدرد تھے۔ ان کا لکچر اسلام کی خوبیوں پر ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔ ہم ادیب کے آئینہ مزید نہیں ان تینوں مشہور عالموں کے زندگی کے حالات جہاں تک کہ ہم کو پہنچنے کے شائع کریں گے

ناظرین ادیبین سے جو صاحب ہلکوائے حالات کی فراہمی میں مدد دینگے شکریہ کے ساتھ  
اوسکا اظہار کیا جائیگا فقط  
ایڈیٹر

یو یو

## (۱) گلہ ستہ تمیز

یہ رسالہ انتظام امور خانہ داری و دیگر ضروریات زندگی کے متعلق نواب میر صدر الدین حسین خان صاحب یس بڑودہ کی تازہ تصنیفات سے ہے۔ اس میں ۲۹ مضامین ہیں جو آداب عبادت الہی، محفل و ضیافت، غسل و حمام، لباس و سفر، چار نوشی، تعمیر و آرائشی مکان و عمارات، باغ و کتب خانہ، انتظام پرورش و تعلیم اولاد، علاج و معالجہ وغیرہ ایسے امور سے تعلق رکھتے ہیں جو دن رات مردوں اور عورتوں سب کو پیش آتے رہتے ہیں۔ یہ کل مضامین ایسی صاف سلیس اور شستہ اردو زبان میں تحریر ہیں کہ ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اس رسالہ کو شیل کوڈیا طرز معاشرت کا دستور العمل سمجھنا چاہیے جو ہر طبقہ کے ممبروں کے لیے نہایت مفید و دلچسپ اور کارآمد ہے۔

مصنف صاحب ایک نوجوان امیر زادے ہیں جنکی عمر بائیس تیس سال سے زیادہ نہیں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ابتدا ہی سے تحصیل علم اور تصنیف و تالیف کا شوق ہے کیونکہ یہ رسالہ آپ کی پہلی تصنیف نہیں ہے بلکہ اس سے پیشتر بھی آپ کئی چھوٹی چھوٹی کتابیں مثل گلہ ستہ علوم و گلہ ستہ وعظ وغیرہ کے تصنیف و تالیف فرما چکے ہیں۔ مصنف نے باوجود اس نوعمری کے رسالہ گلہ ستہ تمیز میں وہ وہ نکات اور ہدایات درج کیے ہیں جو عمر لوگوں کو سالہا سال کے تجربہ سے معلوم ہوا کرتے ہیں۔ ہم ہر بات میں اس رسالہ کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے نوجوان مصنف نے اپنے تئیں شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے اس مقولہ کا پورا مصداق ثابت کر دکھایا ہے کہ ”بزرگی بعقل است نہ بہ سال“، ہم دعا کرتے ہیں کہ ہماری قوم اور ملک کے دوسرے

امیر زادوں کو بھی خداوند کریم اس مصنف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے! یہ رسالہ عمدہ کاغذ کے ۸۲ صفحوں پر خوش خط چھپا ہے۔ ایک روپیہ میں منشی شہاب الدین بڑودوی کوچہ کنڈی گران لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتا ہے فقط ایڈیٹر

## ۲۔ کتاب حقیقتہ الازدواج فی اباحتہ الازواج

اس کتاب کو مولوی مظہر الحق صاحب آزاد و تعلقہ دار مسواک نے تالیف کیا ہے اور تین سو جلدیں بطور عطیہ فلکی سوسائٹی کانپور کو دی ہیں۔ اس کتاب میں مولف نے ازدواج کی فضیلت اور کثرت ازواج کے فوائد پر از روئے طب و اکثری و معاشرت و فطرت و طبیعات و مذہب غور کر کے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے بہت ملائم اور شایستہ و صاف لفظوں میں بیان کیا ہے اور عیسائی معترضین کے دیگر اعتراضات کا بھی ضمناً اسی بیان میں نہایت بختہ دلائل اور معقول براہین سے عقلاً و عملاً جواب دیا ہے قابل دید کتاب ہے۔ دفتر فلکی اینڈ سن چاول ہندی چوک کانپور سے ایک روپیہ قیمت میں بھیجے پر مل سکتی ہے فقط ایڈیٹر

## اطلاع

دفتر ادیب مین اور بہت سی کتابیں اور رسالے آئے ہوئے ہیں جنکے ریویو علی الترتیب بلحاظ تاریخ وصول نمبر وار شائع کئے جاویں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فقط۔

سید اکبر علی  
ایڈیٹر



## توسیع اشاعت ادیب

جو صاحب اس خیال سے کہ ایسے عظیم الشان کام کی کامیابی کل افراد قوم و ملک کی قوت متفقہ پر منحصر ہے ادیب کی اعانت فرما کر خریدار ہر پونچاؤنگو اور نکلے نام نامی شکر یہ کے ساتھ بطور مجبان قوم و معاوان رسالہ کے درج کئے جاویں گے۔

## ملک کے مشہور مضامین نگار

جو مضامین ادیب کے لیے عنایت فرما دیں گے وہ شکر یہ کیساتھ طبع کئے جاویں گے۔ اگر کوئی صاحب کسی خاص مضمون کے لئے نقد معاوضہ چاہیں گے وہ بھی مضمون کی حیثیت اور عمدگی کے لحاظ سے ادیب کی طرف سے پیشکش کیا جا جائیگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ مضمون کسی دوسرے اخبار یا رسالہ میں ان کی طرف سے شائع نہ ہو معاوضہ کا تصفیہ پرائیوٹ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے

## مصنفون اور مطبع والنکوثر وہ

ادیب کا ایک بڑا مقصد یہی ہے کہ ملک میں قابل قدر کتابوں کی اشاعت میں کامل مدد و بجا و آنا کہ بجائے گندہ ناو لون اور فضول قصے کہانیوں کے بلکہ روشن و پاکین علم ادب۔ تاریخ۔ علوم و فنون کی

کتابوں کے مطالعہ کا عام شوق پیدا ہوا اس لیے جو صاحب ہر کسی جدید تصنیف یا تالیف کے اطلاع دینگے ہم اس کی اشاعت بشرطیکہ وہ قابل قدر ہو طر حسی مدد دینگے

## تاجرون کو اطلاع

ادیب میں تجارتی اشتارات بھی چھپتے ہیں اور چھپے ہوئے اشتارات بھی اوسکے ساتھ تقسیم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ تہذیب کے دائرہ سے خارج نہ ہوں اُجرت کا تصفیہ باہمی خط و کتابت سے ہو سکتا ہے

## اشتہار

## الاسلام الہ آباد

یہ اسلامی رسالہ الہ آباد سے ہر انگریزی مہینہ کی ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ اس میں اسلامی خبروں کے علاوہ مشہور مورخ علامہ ابن خلدون کی معتبر تاریخ کا اردو ترجمہ اور شاہیر عالم کی سوانح نبی صغیر نبی جلالہ شائع ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کی ترقی اور تہذیب کے اسباب ظاہر کر کے قوم کو اسباب ترقی کی طرف متوجہ کرنا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب دینا بھی اس کے مقاصد میں داخل ہے قیمت مع محصول ڈاک صرف چھ سالانہ مقرر ہے فشی حامد حسین صاحب مالک رسالہ کی درخواست کرتے خریداروں کے نام جاری ہو سکتا ہے

# ادب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

مئی ۱۹۹۹ء بابت ماہ اپریل ۱۹۹۹ء جلد ۱

## فہرست مضامین

۱۷۴	۱۔ معذرت مغرورہ - ایڈیٹر	۲۱	۷۔ ایجاد و اختراع صنعت و حرفت وغیرہ
۱۷۶	۲۔ طبرجہ کا نمونہ - مولانا سید امجد علی اشہری	۸	۸۔ متفرق علمی نوٹس وغیرہ
۱۸۰	۳۔ افسانہ عالم مولوی محمد نور خان طبرجہ کی کلاسیک	۹	۹۔ یادگاری واقعات - - -
۱۸۲	۴۔ فوائد اخبار مولوی منال احمد علوی حیدری	۱۰	۱۰۔ ریویو
ایضاً	۵۔ ہوا سے اٹھنے والی (اور الگ کر دینی) برقی قوت	۱۱	۱۱۔ احکام الطاعون
ایضاً	کاکام لینے کی حیرت انگیز ایجاد (ملفص)	۱۲	۱۲۔ معلومات
۱۷۸	۶۔ چھپ و مفید معلومات - (مترجمہ و تصنیف)	۱۳	۱۳۔ شہرہ
۱۷۶	۷۔ چھپ و مفید معلومات - (مترجمہ و تصنیف)	۱۴	۱۴۔ جلوہ محبوب

زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکبر آبادی

سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع نعیمیہ اسلام گریڈین باہتمام محمد قادر علی خان فی چھپ کر

مقام فیر ذرا با وضلع اگرہ سے شائع ہوا

ماہیت مع مصور ڈاک لکچر سلائے ششماہی پانی ہونے شروع ہو گیا



## مقاصد

ادیب جو ہندوستان بہرین اپنی خاص طرح کا ایک ایک باطل جدید علمی میگزین جو کہ غنہ کے پچاس صفحے ہر مینے میں ایک باضانیہ ہر اگر نگاہ پر عمل معاملات سے مطلع ہوتے نہ کیجا میکی کہ یہ ہمہ اخبارات کیلئے روزوں ہرین نہ کہ علمی سائے کیلئے۔ اور کسی ہری غرض یہ کہ ملک میں اعلیٰ ایلر پھر کا مذاق پیدا کیا جاوے اور مغربی فلسفہ پھر سائنس کو جو حکمے پھر نازیب ہر ہر ہرین وقتاً فوقتاً آدمی زردید خود پور کے مستند عالمان اور مشہور فلاسفر کی تصانیف و اقوال کو سچا و سادہ ناظرین کیلئے علوم و فنون تاریخی واقعات اور کارآمد معلومات کا ایک مفید اور پھر ذخیرہ فراہم ہو۔ اور کسی ترتیب میں مقبلیں ہر ذیل کا لحاظ دیکھا گوہ ضرورت میں ہو کہ ایک ہی پھر ہرین سب مضمون آجادیں۔

- ۱۔ ولایت کے نامے میگزین اور رسالوں کے آرٹیکل کے ترتیب
- ۲۔ فلسفہ۔ اخلاق۔ تاریخ۔ طب۔ طبیعیات۔ تمدن۔ معاشرت۔ صنعت و حرفت۔ تجارت کے متعلق مضامین۔
- ۳۔ والیان ملک اور ہر قوم کے مشاہیر کے تذکرے۔
- ۴۔ دنیا کے بڑے بڑے شہروں کی مشہور عمارتوں کا ذکر
- ۵۔ نامور سیاحوں کی سیاحت اور مختلف ملکوں کے باشندوں کے رسم و رواج کے متعلق دلچسپ حالات
- ۶۔ مینے ہر کے اخباری یا دگاری واقعات۔

۷۔ نیچرل نظم۔

۸۔ کسی مضمون پر اعلیٰ لڑ پھر کا نمونہ۔

- ۹۔ نامی اردو اخباروں اور رسالوں کے اعلیٰ مضامین کا اقتباس
  - ۱۰۔ کتب مفید و تصانیف جدید پر ریویو
- اس سال میں علاوہ اولوں کے بعض باتیں ہری مفید دیکھا دیکھی مثلاً ایک یہ کہ اس میں ہر مینے کے اہم یادگاری واقعات درج ہوا کرتے جو سال تمام کے بارہ پھر میں ہر کتاب کی صورت میں فراہم ہو کر اس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا

حکم رکھیں گے جسکے نشان و حوالہ دینے کی ضرورت ہر زمانہ میں ہو کرتی ہے دوسرے یہ کہ اسکے ایک حصہ میں ولایت کے میگزین و رسائل کے ترجموں کے جدیدہ جدیدہ اخبارات اور اسکے نامی اخبارات و رسائل کو منقول ہوا کیلئے اس طریقہ ہمارے سمجھو کہ منتخب مضامین جو انکی اعلیٰ ادب کی علمی قابلیت متفقہ انداز اور پاکیزہ خیالات کا نتیجہ ہرین لیکن پڑھنے کے بعد اخبار و رسالے ساتھ یہ دی سیر دی کی خواہ کر دے جاتے ہرین عرضی اتفاق ہو سکا اور ایک صفحوں میں جسکی سالانہ جلد یہی باضانیہ کیلئے محفوظ ہرین گے

## ضوابط

۱۔ اہمیت عام شریوں کے مع حصول واک الیہ سالانہ ششماہی مقرر ہے چہ ماہ سے کم مدت کیلئے یا باطل و بغیر حصول پیشگی رسالہ کی سے نام جاری نہ ہو سکا۔

۲۔ ادرا اور رسالے غلطام سے امتیازی قیمت عطا نہ رکھی گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحب نمبر کی شرح و مخیر فرما چاہینگے تو ادنیٰ خستین شرح سے رسالہ بلامال دیا کیا جائیگا

۳۔ والیان ملک سے عہد سالانہ مقرر ہے۔

۴۔ کل درخواستین مع منی آرڈر یا باجارت پٹیوں پر اس نشان سے آئی چاہیں۔

سید اکبر علی اکبر آبادی ایڈیٹر رسالہ ادیب مقام فرز آباد ضلع آگرہ

## نوٹ

ادیب کے مضامین میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ عبارت ایسی صاف سلیس معنی اور گہرا الفاظ سے پاک اور عام فہم ہو کہ معمولی لیاقت تک کے آدمی جو اردو میں کچھ بھی شہد بد رکھتے ہوں ہر مضمون کو آسانی سے سمجھ سکیں فقط



## مغذرت و مژدہ!

\*\*\*

قدر دانان ادیب! اس نبر کی اشاعت میں واقعی بہت دیر ہو گئی اور آپ نے انتظار کی سخت تکلیف اٹائی جیسا کہ شائقین کے خطوط اور کارڈوں سے ظاہر ہے۔ مگر آپ اطمینان رکھیں آئندہ کے لئے دوسری شمارہ سے ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ ادیب کی اشاعت عینہ میں فرق نہ آئیگا بلکہ حتی الوسع ہر عینہ کا پرچہ اسی عینہ کے اندر شائع ہو جایا کرے گا۔ اور بطور تلافی مافات کے مئی اور جون کا ڈبل نمبر قریب وچترخصت کا ماہ جولائی کے اواسٹہ تک آپ کی خدمت میں پہنچے گا اور اس کے ساتھ قاہرہ یونیورسٹی (جامع ازہر) کا ایک مہایت عمدہ اور خوبصورت نقشہ جو باہتمام خاص اگرہ کے ایک مشہور مصور سے تیار کرایا گیا ہے مع تاریخی حالات یونیورسٹی مذکور کے ہدیہ ناظرین کیا جائیگا۔ اس نبر کی خوبی اور دلچسپی کا اندازہ ناظرین اسی سے فرما سکتے ہیں کہ اوسین علاوہ پانچ اور پرنٹل مضامین کے جو ملک کے مشہور ہستندوں نے لکھے ہیں ان کے نزدیک کا نمونہ ہیں قریباً بیس صفحے مفید اور دلچسپ مضامین۔ علمی نوٹس۔ ایجاد، اختراع وغیرہ کے جدید حالات سے پرہیز۔

ایک اور مژدہ یہ ہے کہ خدا کے فضل سے ادیب کی اشاعت اب اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ آئندہ شمارہ سے اس سال کے لئے اس کی قیمت میں بڑھ کر پیسہ کی تخفیف کی گنجائش ان صاحبوں کو ملے گی جو اس سال سے درخواست خریداری بھیج چکے ہیں۔ چھ طلب فرما دیں یعنی آٹھ بجائے پچاس کے لئے صرف ہے۔ بابت سالنامہ اور شمارہ دوم کے خریداروں سے صرف عہدہ بجائے عہدہ کے لئے جاوینگے۔ قدر دانان ادیب سے توقع ہے کہ اب توسیع اشاعت میں نہ ہی سرگرمی سے کوشش فرما دیں گے۔

فہرست مضامین ڈبل نمبر مذکورہ بالا صفحہ دوم پر درج ہے۔

- ۱- نیچرل نظم - فلسفہ مذہب - مولانا سید محمد علی شہری -
- ۲- نیچر (آفرینش آلہی) نمبر ۴ - خاک شمس العلماء - مولوی محمد ذکا، المدخان بہادر -
- ۳- نیمو رسی قاہرہ جامع ازہر، موقوفہ - اڈیٹر -
- ۴- فن عمارت (یعنی مضمون) منشی مدین الدین الہ آبادی -
- ۵- سوانح عمری حضرت امام علی رضا - از ابدالموئد -
- ۶- خدا کی ذات کی نسبت حکما قییم (کئیالات منقول) - ادیب کی نسبت عام رائیں -
- ۷- بعض مشہور انگریزی شاعروں اور مصنفوں کے یادگار مقولے - مترجمہ اڈیٹر -
- ۸- دلچسپ و مفید معلومات - مترجمہ ٹیڈیٹر -
- ۹- ایجاد و اختراع - صنعت و حرفت وغیرہ -
- ۱۰- متفرق علی نولش نصیحت وغیرہ -
- ۱۱- یادگاری واقعات - از اڈیٹر -
- ۱۲- ریویو کتب جدید -

### شکریہ

معاونین مندرجہ ذیل کا شکریہ دل سے ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے ازراہ ہمدردی و قدر دانی جدید خریدار ہم پہنچا کر ادیب کی اعانت فرمائی۔ اب چونکہ سال حال کی قیمت میں بھی مقبول کمی کر دی گئی ہے۔ امید کہ دوسرے قدر دان معاونین بھی توسیع اشاعت میں کوشش فرما کر اڈیٹر کو ممنون فرما دیں گے۔

- ۱- جناب بیٹی شوہارام صاحب میس جہانگیر پورہ شہر پشاور نے دو خریدار مندرجہ ذیل سالنامہ کے لئے ہم پہنچائے۔
- ۱- منشی مرزا محمد قطب الدین صاحب صاحب محراب تہانہ شکر گڑھ ضلع پشاور - مع قیمت پیشگی
- ۲- منشی امیر محمد خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس تہانہ تفتی ضلع پشاور - ایضاً
- ۲- جناب حکیم محمد رافت الد صاحب خلیل آبادی ضلع سیٹی نے خریدار مندرجہ ذیل کی درخواست مع قیمت پیشگی سالانہ خریداری
- قاضی مولوی محمد عبدالفتاح صاحب قانوں گلو ضلع سیٹی -

- ۳- جناب منشی علی محمد صاحب سوداگر ہوشنگ آباد نے خریدار مندرجہ ذیل سالنامہ کے لئے ہم پہنچایا۔
- منشی محمد علی صاحب تہوڑ سیٹھہ براہیم جی لقمان جی صاحب تاجر چاؤنی اندور -

### ضروری نولش

جن صاحبوں نے ادیب کی قیمت اب تک غایت میں فرمائی وہ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ ڈیڑھ سال کے لئے ہم کو ممنون و مشکور فرما دیں۔

مبہوت سکوت اور مٹی و جون کا ڈبل نمبر بیسٹہ دہائی اہل بابت قیمت سالنامہ مانا گیا جائیگا کیونکہ ایک ششماہی گزری گئی اب زیادہ انتظار نہیں ہو سکتا اور قدر دانوں پر اعانت فرمیں ہے غلط اڈیٹر۔

# ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد ۱ باب ۱ ماہ اپریل ۱۸۹۹ء نمبر (۴)

لٹریچر کا نمونہ

(مغربی ترکیب مشرقی مذاق)

## نیچرل حالتوں کا فوٹو

دوستو۔ آسمانی تہذیب میں ہم نے صبح کو نشینی پردہ کرتے دیکھا ہوگا کہ نیچر کے ایک طرف کڑھ ارض کے اسیچ پر صبح کا سین دکھانے کو کس عجیب طریق سے رات کا پردہ ہٹایا اور صبح کا جلوہ دکھایا ہے جو تارے تمام رات جگمگاتے رہے وہ کس طرح جھللا جھللا کر چپے سے ہیں۔ اور چاند کا قدرتی لیمپ جیسی روشن تارکس صفائی کے ساتھ تہارے سامنے سے بڑھایا اور صبح کا سین کس دلچسپی سے شکوہ دکھایا گیا ہے۔

دیکھتے تو غش کرے اور فی گوے اوج طور  
وہ جابجا درختوں پتہ بیج خوان بطور

وہ صبح اور وہ چاند تاروں کی اور وہ نور  
پیدا گلوں سے قدرت اللہ کا ظور

گلشن خجل تھے وادی میں اساس سے

جگل تناسب لبہا ہوا پولون کی باس سے

اسی مہمانے وقت کی نسبت منشی عنایت حسین صاحب کفایتی نظم میں یوں اُسکا فوٹو کھینچتے ہیں۔

دوبے جاتے ہیں نجوم اور چرتے ہیں نظر رات بہست مے عیش تھے اب نکلے گلی دل بہاتے ہیں نیم سحر کے جو نکلے وہ نظر آنے لگا جلوہ صبح صادق	آمد مہر جہاں تاب کی ہے گرم خبر خواب راحت سے اٹھے ماہ جبین شکِ قمر عطر میں ڈوبی ہوئی پرتی ہو گئے گل تر عالمِ اندر زہوا چہرہ زیبا سے سحر
---	---

ابھی تم صبح کی سہانی سینری دیکھ رہے ہو اور آسمان سے زمین تک ایک نورانی حالت کو دیکھ کر  
محو تماشا ہو کر آنکھ جپکتے ہی صبح کا پردہ ہٹا اور ایک نگار آتشین عذرا تخت زر نگار چربوہ افروز نظر  
آنے لگا۔

صبح دم دروازہ خاور کھلا دیکھتے ہی دیکھتے آیا نظر	۱۰ مہر عالم تاب کا منظر کھلا اک نگار آتشین رخ سر کھلا
---	---

پرتو تم نے چار پر اس تماشے کا لطف اٹھایا۔ تمام دن ہر طرف چل پل رہی۔ چرند پرند۔ وحوش و  
طیور انسان و حیوان کی حالتوں کا مشاہدہ کیا اور علیحدت شاہ جہان پناہ نے دن بہ اجلاس فرمایا۔

بچا ہے تخت طاووسی خدیو فیض گشرا موالید ثلاثہ پر روان ہے حکمِ سلطانی جسے شب جانتے ہو ایک بارہ ہر دولائی کا	۱۱ جہان میں ہو رہا اجلاس ہی سلطانِ خاں کا غناصر کر رہے ہیں کام شاہ ہفت کشور کا جسے دن کہہ رہی ہو ایک سو ہی اسکی چادر کا
---	--

اسکے بعد خورشید عالم تاب کے روئے تابناک پر گیسوے شام کا پردہ گرا اور جیسے دفعتاً رات سے  
صبح نے سر نکالا تھا ویسے ہی دن سے شام کی صورت نمایان ہوئی اور حیط صبح کے بعد دن نکلا  
تھا اسی طرح شام کے بعد رات سے نکلو کیا۔ یا یوں کہتے کہ صبح صادق کا پردہ جو ہلکے کافوری رنگ سے  
رنگا ہوا تھا وہ دن کے شہاب میں ڈوب دینے سے گلزار بنا۔ اور شام کے ماٹھ میں نیل دے  
جانے سے اودا ہو کر سو نیا سے شب کی سیاہی سے دیکھتے دیکھتے سیاہ نظر آنے لگا۔ اور

تیسڑھ میں رات کا سین دکھانے کو نئے سامان ہونے لگے۔ آسمان کے چھوڑی میں ستاروں کی قندیلیں نورانی تاروں کے ذریعہ سے برقی روشنی کی طرح طرفہ العین میں روشن ہو کر جگمگانی لگیں اور ایک طرف قرینہ سے لاکھوں تہی کی روشنی کا میپ جس سے سارے تماشگاہ کو روشنی پہنچے لگا کر اکتے کیل دکھائے جانے لگے ۵

شب کیا کہ جہان کا بخت غیر وز	عالم کا خلاصہ دل اندر وز
نا محرموں سے چپائے چہرہ	پروین کو بنائے منہ کا سہرا
سنائے کا دم انیس و ہرم	انفاس ہوا رفیق و محرم
آنا گشتا ہوا نہ جانا	انداز حسن صوفیا نا

خدا نے انسان اور حیوان کے لئے رات کو کیسا بکارآمد بنایا۔ اور اس ظلماتی پردہ میں کس ندرت سے تماشاے قدرت دکھایا ہے کہ اوس سے سب کو دلچسپی اور تمام دنیا کو دانت لہری چرند اپنے مسکنوں میں آرام پذیر رہیں۔ پرند اپنے مامنوں میں گوشہ گرین ہین۔ سباع و بہائم و ختوں کے سایہ اور پہاڑوں کے بٹوں میں پڑے ایٹھ ہے ہین حضرت انسان اپنے قصور و ایوان حجرہ و دلالان یا سخن و میدان اور صحرا و گلستان میں رات کے مزے اٹھا ہے ہین ہر گھر کے مرد و زن نے کہا پیکر خود کو نہ سہروں اور پلنگوں پر دراز کیا ہے۔ گھر کی بیبیاں اپنی اپنی پلنگیوں پر آرام کر رہی ہیں۔ نوکر چاکر چھو کر بیان باندیان اپنے بچوں پر خراٹے لے رہی ہیں۔ ہر گھر کے بچے ماؤں سے چمپے خواب راحت میں ہیں۔ دن بہ کرے تنکے ماندے جوان مت است ہو کر پڑے ہیں۔ جو بڑے بوڑھے قبر میں پائون لٹکائے ہیں اور نکو ہی رات کی جانفزا تیز نے موت کے خوف سے بے غم کر دیا ہے۔ جو ہوا دن کو غبار آمیز تھی وہ رات کو صاف ہو گئی ہے اور ہوائے صافی کی ہلکی ہلکی سنک اور دھیمے دھیمے جھکورے سوتے ہوؤں کے دماغ میں ہونچا کھسوٹنے والوں کو تپکیان دے دے کر سولا ہے ہین۔ دریا کی موجیں جو تمام دن ریا

کے کناروں سے سرکتی رہیں وہ بچتی اور بیتیانی ظاہر نہیں کرتیں۔ طایران گلشن جودن بہر  
چھہ انگیز ہے اپنے اپنے اشیانوں کے اندر پروں میں سڑالے آرام کی نیندیں لے رہے  
ہیں۔ عاشقان حسرت زدہ آج کی مایوسی کو کل کی آرزو سے شکین دے کر دل کو ڈھارس  
بندھا ہے ہیں۔ نیند کے جو نگے اُن کے کانوں میں کہہ رہے ہیں کہ تم سو تو سہی تم نے ذرا آنکھ  
بند کی اور وہی صورت خواب میں آمو جو دہوئی۔ وہ اپنی نیندوں کو اسلئے اور بھی قابلِ قدر سمجھ  
رہے ہیں کہ جس صورت کے شیفہ ہیں۔ اُسے شاید خواب میں دیکھ لیں اور اس خیال میں اُن کی  
آنکھ لگ گئی ہے ۷

سرا نے تیرے آہستہ بولو	ابھی ٹک روئے روئے سو گیا ہے
------------------------	-----------------------------

کوئی پُر رمان اپنے ذہن میں کہہ رہا ہے ۷

کب تک حکایتِ قلع و اضطرار دل تا چم نہ نارسائیِ تفتِ ریک کا گلہ آخر شمارِ شبِ دیوِ کج کس قدر کب تک بیانِ حسرتِ تنہائیِ مکان	درِ غمِ فراق کی تکرارِ تاجب خوابیدگیِ بخت کا اظہارِ تاجب فربادِ وزاریِ دل افکارِ تاجب وحشتِ طرازیِ درو دیوارِ تاجب
---	---

مستوقانِ ادا فروشِ مہ لویں اور پلنگیوں پر نہ نازیا محو خواب ہیں۔ جو صورتیں ذن کو بیرونِ  
نظر آتی تھیں وہ رات کو چمک اٹھی ہیں۔ جو نغمے دن کو بہانہ معلوم ہوتے تھے اونہیں رات  
کو بہیناں آگیا ہے۔ رات کی راگ راگینان دن کی راگ راگینوں سے زیادہ دلکش معلوم ہوتی  
ہیں مشرقی جلسوں اور مغربی تہیز طرون میں محبوب صورتیں طح طرح کی دلربائی پیدا کر رہی ہیں مغربی پوڈر  
نے کالی صورتوں پر بھی ایک نئے حسن کا بٹنہ لگا دیا ہے۔ محفلوں میں فانوسوں کے اندر کا قوری  
شمعیں روشن ہیں اور دیکھنے والے لکھ رہے ہیں ۷

دیکھ نہ لپچے ہیں یا شمعِ جوان سے اچھی	حالِ کُمل جائے گاد و نوکا سحر ہونے تک
---------------------------------------	---------------------------------------

عابدانِ شب زندہ دارِ جہون میں غلوت کے مزے لے رہے ہیں۔ زہاد کے دماغ گوشہ خلوت میں سلطانِ لادکار (اچھا چاہپ) کے شغل سے منور ہو رہے ہیں۔ ایک جانب معرفت کے شیفہ مزے لے لے کر یہ شعر پڑھ رہے ہیں ۷

یار بے ذوق نے کترے ستِ معرفت	مستی بغیر بادۂ و جام و سبو کرین
------------------------------	---------------------------------

ایک طرف تصوف کے فریقہ اس شعر کے معنی پر غش ہیں ۷

حرم و دہر میں ہے جلوہٴ پرفںِ ادن کا	دو گہروں کا ہر چراغ اک رخِ روشنِ ادن کا
-------------------------------------	---

اربابِ حالِ منشی صادق حسین صاحب مالک صحیفہ صبیح صادق کی اس غزل پر وجد کا عالم ہے ۷

ابراست دلا رومی در بزمِ جلوہ آرا	گیر بید جامِ دینا یا ایدہ اسکارا
آن شوخِ نامسلمان ستانہ چون خرامد	از صومعہ بآرد پیسہ لرن پارسارا
عشق رخ تو ایجان نتوانِ نہفت در دل	آتشِ چو خانہ سوز و خواہ شد آشکارا

چورون کورات کی محرمیت پر دن سے زیادہ بہر و سا ہے۔ خدا کی ستاری اور رات کی پردہ داری کھ رہی ہے۔ کیمختویہ ڈھٹائی اچھی نہیں۔ پولیس گشت میں ہے۔ چوکیدار پکار رہے ہیں جاگتے رہو۔ لیکن یہ آواز برٹش کے ایسے انتظام و حکام کی اس بیدار مغزی پر ایک شرمناک آوازہ ہے۔ ان کو یوں کونا چاہئے۔ سوتے رہو۔ بہر حال ہر جگہ رات میں ایک لطف ہے اور اس لطف میں ایک مزہ۔ کمین قصہ ہو رہا ہے کمین ناول پڑھ رہے جاتے ہیں۔ جناب شرم کا دلگداز دل کی چربی پگھلائے دیتا ہے۔ جعفر و عباسہ کے حالات میں کامیڈی اور میر جیڈی کمین دل میں درد پیدا کرتی اور کمین درد کی دوائنتی ہے کسی دل میں اودھ پیچ کی پھلی طبع آرائیان اور کمین حضرت ریاض کی خوش نوا سیان چٹکی لے رہی ہے ۷

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار	گلچینِ ببار تو ز دامن گلہ دارد
---------------------------------	--------------------------------

کمین تیرہویں صدی اور زمانہ اور تہذیبِ اخلاق اور رسالہ حسن کے ادراک دیدہ و دل



کو روشن کر رہے ہیں۔ کوئی مولانا نذیر احمد صاحب کی عالمانہ ظرافت کے مزے لے رہا ہے کسی کو مولوی فکار الد صاحب کی سائنس سے دلچسپی ہے کوئی حضرت شبلی اور جناب حالی کی تصنیفات سے فیضیابے۔ رئیسوں اور امیروں کے دروازوں پر آدھی رات کی فوبتیں بچ رہی ہیں اور شہنا نواز دہیے سروں میں یہ غزل گار ہے ہین ۵

باز بچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے	ہوتا ہے شبِ روز تماشا مرے آگے
اک کیل ہے اوزنگ سلیمان مرے نزدیک	اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے
ایمان مجھے رو کر ہے کہینچے ہر مجھے کفر	کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

آنریبل سید محمد و صاحب شام سے لالیف کی تعریف میں ایک ایسا فقرہ سوج ہے ہین جس میں اسے قیامت تک کے معنی نکل سکیں نواب محسن الملک بہادر کو یونیورسٹی کی دہن میں بارہ کا گجر آٹھ کا گجر معلوم ہو رہا ہے۔ بہر حال رات کی کچھ پیون کا شخص نظر نہ کر رہا اور اس کے مزے اٹھا رہا ہے اس میں ایک طلسمی کیفیت نامعلوم طریق سے آنکھوں میں ہو کر دماغ کے حجرے میں داخل ہوتی ہے اور آنکھوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور وہ فضاے دماغ میں اٹھکھیلیاں کرتی چونی و ہین چل جاتی ہے۔ اس سے ہم بقیہ راستے کے لئے ایسا مزہ اٹھاتے ہیں کہ وہ دوسری شے سے ممکن نہیں۔ اس سے مراد ہماری نیند ہے۔ جو ہمارے تھکے ہوئے جسموں کو آرام دیتی ہے اور جب تک ہم سوئیں دنیا کے سچ و غم پاس نہیں آنے دیتی۔ بیماریوں کے دفع کرنے اور روح کو آرام دینے کے لئے وہ عجیب نوشدارو ہے (باقی پکڑی)

داوت

سید محمد علی شہیدی



## افسانہ عالم

مولوی محمد منور خان - سکینڈ ماسٹرشن ٹیچر اسکول کاسلینج کا مضمون

(خاص ادیب کے لئے)

اس عالم کے افسانے عجیب و غریب ہیں۔ ہر عقیدہ اور ہر جاہل اور مین گن ہے۔ اپنی اپنی طبیعت اور لگاؤ کے مطابق مذاق پیدا کر لیتا ہے مگر اسکا اصلی ہسید تو شاید کسی کو معلوم ہوا ہو۔

زادہ اپنے زہد۔ عالم اپنے علم۔ فاسق اپنے فسق۔ غافل اپنی غفلت حاکم اپنی حکومت۔ فقیر اپنے فقر۔ عابد اپنی عبادت۔ دولت مند اپنی دولت مندی اور محقق اپنی تحقیقات میں ایسے مست و مدہوش و مستغرق ہیں کہ اور مین سے ہر شخص نے جس بات کا وہ دلدادہ ہے اسی کو اپنی زندگی کا اعلیٰ اور اصلی مقصد سمجھ لیا ہے۔ چنانچہ آج مین بھی محقق بن کر تحقیقات کے میدان میں حقیقت کو ڈھونڈ رہے نکلا ہوں۔ میرے مضمون کے عنوان سے ناظرین چونکیں گے کہ یہ کونسی تحقیقات اور کیا افسانہ ہے مگر نہیں یہ کسی اقدام یا جرم کی تحقیقات اور کوئی قصہ لیلا و مجنون یا فسانہ عجائب نہیں ہے۔ مین نے اسکا نام فسانہ یون رکھا ہے کہ پڑھنے والے اور قصے کہانیوں کی طرح اسکو بھی پڑھ کر کہیں گے مگر نتیجہ طبیعتیں ضرور کوئی نہ کوئی نتیجہ نکال لیں گی۔ مین وہ نتیجہ ہی جو اس مضمون سے نکل سکے یا مین خود نکالنا چاہتا ہوں بتا دوں مگر بیان سے پہلے نتیجہ نکالنا حماقت ہے اور اگر حماقت نہ ہی تو بیکار ہے اور سمجھ میں نہیں آسکتا۔

ناظرین! مین اپنے خیالات کی تائید مین سب سے زبردست مسلم مسئلہ پیش کروں گا۔ وہ

کیا۔ ڈارون صاحب کی تیوری (نظریہ) مگر آپ لوگ کہیں یہ سمجھیں کہ مین خدا کی ہستی کا منکر ہوں۔ مین اس نظریہ کو اس حد تک اپنی مطلب براری کہیا اسطے بیان کروں گا جہاں تک کڑیولپ منٹ (ارتقاء) سے اسکا تعلق ہے مین اس خاص تیوری کو اس جگہ بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ کیونکہ اس کے محض اجمالی بیان اور ثبوت مین ایک علیحدہ طویل مضمون تیار ہو سکتا ہے۔ مگر ہاں آئندہ کسی موقع پر مین اسکو بیان کر دوں گا۔ اس موقع پر صرف لفظ ڈیولپ منٹ کے معنی بیان کئے جاتے ہیں جس سے پوری مطلب براری ہو سکتی ہے۔ اس کے معنی ”پھیلاؤ“ کے ہیں جیسے کہ ایک بیج سے جس مین کھادو گئے کی قوت موجود ہے ایک درخت اوگ سکتا ہے جس کے بیجوں سے اور بہت سے درخت اوگ سکتے ہیں۔ اسی طرح انسان مین ایک قوت ایسی ہے جس کے ذریعہ سے وہ رفتہ رفتہ جس درجہ تک چاہے ترقی کر سکتا ہے۔

اب مین اس مضمون کی طرف جو ڈارون صاحب کی تیوری کی اصطلاحی تفصیل ہے چلتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

## ۱۔ انسان کی ابتدائی ضرورتیں

انسان کی بہت سی قومیں وحشی اور برہمنہ مردم خوار تھیں جنکو زمین مین چھپی قیمتی شے اور ضرورت ظاہر ہونیوالے علم یا تہذیب کی ترقی کا کچھ حال معلوم نہیں تھا۔ انسان کا پہلا خیال اپنی جسمانی حاجتوں کے بارہ مین تھا اور اسکی پہلی خواہش یہ تھی کہ کوئی چیز کمانے کے لئے۔ آگ تپانے کے لئے اور کوئی جگہ رات کے آرام اور جنگل کے درندوں سے محفوظ رہنے کے لئے ملے۔ لیکن وہ اُسی ابتدائی حالت مین جو اسکی پرورش کے متعلق ہے۔ حیوان سے بالکل نہیں ملتا۔

حیوان جس ملک مین پیدا ہوتا ہے قدرت اس کے لئے اس ملک کی مناسب پوشاک اور غذا مہیا کرتی ہے مگر انسان بے سرو سامان پیدا ہوتا ہے اور اسکو اپنے واسطے غذا اور ملک کے موافق پوشاک تلاش کرنا پڑتی ہے۔ اگر اسکی پوشاک مثل پیڑوں یا بندروں کے اون یا باہوں

کی ہوتی تو وہ آسانی سے ایک ملک سے دوسرے ملک کو نہ جاسکتا تھا۔ حالانکہ وہ برہنہ پیدا ہوا ہے مگر ایسی حالت کو سنوارنے اور چیزوں کے سمجھنے کی طاقت رکھتا ہے۔ حیوان ہمیشہ عیوان رہتا ہے مگر انسان ترقی کرنے والا ہے اور اپنے بزرگوں کی دی ہوئی چیزوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور انکو بھی ترقی دے سکتا ہے۔ گو انسان کی نگاہ عقاب کی مانند تیز نہیں ہے مگر اوہمیں ایسی قوت سے ہمیں سے وہ آلات بنا سکتا ہے جن کے ذریعے سے ستاروں کی سیر کر سکے اور انکو دیکھ سکے جنگی روشنی ہزار دن بس میں زمین تک آتی ہے اور یہی معلوم کر سکے کہ سوچ اور دیگر ستارے کن کن دھاتوں سے بنے ہیں۔ انسان میں ہرن کی تیزی نہیں ہے مگر اوس میں دفعتی کلون کے بنانے اور خشکی و تری کے فاصلہ کے کم کرنے کی طاقت ہے۔ انسان میں گھوڑے کی سی طاقت نہیں ہے مگر اوس نے ایسی کلیں بنانا جو ہزاروں گھوڑوں کا کام دے سکیں سیکھ لیا ہے۔

جو قوا خواہ جسمانی خواہ روحانی (طبعی) انسان میں ہیں وہ استعمال سے ترقی اور بیکار کرنے سے تنزل پکڑتے ہیں۔ وہ وحشی جو اپنے جسمانی قوا کو غذا کے حاصل کرنے میں استعمال کرتا ہے نسبت شاید لوگوں کے دھڑنے میں اور نگاہ کا تیز ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے شاید آدمی اپنے طبعی قوا کو کام میں لانے سے وحشی سے علم حاصل کرنے اور اپنے علم کو مفید کام میں لانے سے سبقت لے جاتا ہے۔

جب انسان پیدا ہوا اور اوس سے پہلے پانی کے بہتے ہوئے چشمے موجود تھے اور اسکو پانی بچانے میں وقت نہ ہوتی تھی لیکن کھانے کی چیزیں آسانی سے مل سکتی تھیں پس اوسکی پہلی غذا جنگلی درختوں کی جڑیں تھیں اور پل تھیں۔ گھنے درختوں کا سایہ یا زمین کے غار یا چٹان کی کوبہ اور سکامکان تھا وہ دریا کی چلیوں اور جنگل کے ہر لون کو کھانا جانتا تھا گراونکے پکڑنے یا مارنے کے لئے آلات نہ تھے اور وہ یہی خواہش کرتا رہتا اگر آلات نہ بناتا۔

## ۲۔ انسان کے ابتدائی آلات

اسلئے انسان کو پہلے نوکیلے آلات کی ضرورت ہوئی اور یہ آلات اون چیزوں سے جنکو وہ کاٹنا یا مارنا چاہتا تھا سخت نہ ہوتے تو بیکار تھے۔ ابتدائیں اوسکو دھاتوں کا علم نہ تھا۔ پس اوسنے پتھر، اون، پٹیون، لکڑی اور سینگ کے آلات بنائے۔ چھاتی پتھر میں دھار کا لکڑی بڑے آلات بنائے گئے جس کے نمونے قدیم لوگوں کی قبروں کی بارہنوں کے غاروں سے برآمد ہوئے ہیں۔ ایسی چیزیں ہندوستان میں دریائے دامنو دراور سون کے کنارہ پائی گئیں جہاں استعمال اوس ملک کے جنگلی فرقوں نے ابھی حال میں ترک کیا ہے اور انکی شکل بادام کی سی۔ کنارے نوکیلے اور بناوٹوں میں فرق ہے۔ کوئی چپہ اور کوئی تین انچہ اور کوئی اس سے بھی زیادہ لمبے ہیں۔ پتھر کے سب سے قدیم ہتھیار جو نہ تو گھسنے سے تیز اور ٹٹنے سے مجلا ہوتے تھے۔ دریائوں سے نئی بنی ہوئی زمین سے نکلے ہیں۔ مگر رفتہ رفتہ انسان نے پتھر کے عمدہ آلات اور ہتھیار بنانے سکے۔ حتیٰ کہ برچیان، گٹاریان، مہوڑے، کلہاڑیان اور دیگر آلات اور اسکے بعد ان کو جلا دینا سیکھا۔

علم تکوین ارض سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے عمدہ آلات و ہتھیار ان غاروں میں پائے گئے جو پانی کے زمانہ میں بن گئے تھے اور جن میں انسان پہلے رہتے تھے اور مردوں کو دفن کرتے تھے اور ان میں یا اوسکے نزدیک ایسی بہت سی چیزیں پائی گئی ہیں جن سے خیال ہوتا ہے کہ مردے دفن کرتے وقت دعوتیں دیجاتی تھیں اور کہانا، ہتھیار اور زیور مردے کے ساتھ دفن کئے جاتے تھے کیونکہ اوسکے دوستوں اور عزیزوں کا خیال تھا کہ مرحوم کو عقبے کے سفر میں ان چیزوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ یہ رسم آریا قوم کے آنے سے پہلے ہندوستان میں رائج تھی (دیکھو تاریخ ہند پتھر صاحب) اسی کے ثبوت میں اور کئی باتیں پیش کرتا ہوں۔

(۱) چاند گویا اپنشد کے فصل ۸۔ باب ۸۔ سطر ۵۔ میں لکھا ہے کہ ”غیر آریہ اپنے مردوں کو

عمدہ چیزوں - پوشاکوں اور زیورون سے آراستہ کیا کرتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ ان کی بدد سے وہ عقیقی حاصل کر لیں گے۔“ (از چائلڈ ہڈاؤف دی ورلڈ مصنفہ کلاڈ صاحب)  
(۲) چین کے باشندے اپنے مردوں کے سامنے سونیکے ورق اس امید میں جلاتے تھے کہ وہ عقیقی میں اونکو مل جائیں گے۔

(۳) گرین لینڈ کے باشندے اپنے مردوں کے ساتھ چربی وغیرہ رکھ دیا کرتے ہیں اس خیال سے کہ یہ چیزیں اونکو دوسری دنیا میں ملیں گی۔

ان ہتیاروں سے انسان نصف جنگلی جانور بن کر رہتا اور اپنی اور اپنے متعلقین کی حفاظت کرتا تھا بلکہ وہ بڑے بڑے جانوروں کو مار کر تمام متعلقین کے لئے غذا پہنچاتا تھا اور کمال بجائے کپڑوں کے استعمال کرتا تھا اور انکی ٹہریوں کے اوزار بناتا تھا اور یہ بات حیرت انگیز ہے کہ قدیم قوانین ان بددے گھڑے ہوئے پتروں سے اتنے کام کیا کرتی تھیں جو ہم نہیں کر سکتے۔ درختوں کا کاٹنا اور آگ سے اونکو پولاکر کے کشتیاں بنانا جانتے تھے کیونکہ جاہل ہی سمجھ سکتا تھا کہ لکڑی پانی پر تیر سکتی ہے اور ایسی کشتیاں اب تک ہندوستان کے اکثر حصوں میں متعل ہیں گو اب لوہے کی ہتیاروں سے بنائی جاتی ہیں مگر انکی شکل وہی پورانی قسم کی ہے۔ کھانے کی چیزوں کو کاٹنا اور ذبح کیا کرتے تھے۔ سمندر کے گہونگے توڑ کھیلان کھاتے تھے اور اسوقت انسان نمانہ بدوش اور وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ جڑیں پہلیان کچا گوشت کھانا اور جانوروں کی کھال کی پوشاک پہنا۔ اون کو ٹہریوں کی سویوں سے سینا اور سنوں کے دھاگے استعمال کرنا تواریخ سے ثابت ہے۔

### ۳۔ آگ کی ایجاد اور اسکی ضرورت

آگ کی ایجاد ایسی دلچسپ ہے کہ بہت سی عجیب کمانیاں قدیم زمانہ میں اسکی نسبت اور اس طریقہ کے متعلق جس میں آگ ابتدا میں حاصل کی گئی تھی رائج ہو گئیں۔ اگر یہ کمانیاں صحیح ہوں تو

وہ خود ایجاد سے زیادہ حیرت انگیز ہیں۔ مثلاً میں دید کا ایک قصہ بیان کرتا ہوں جس میں ایک دیوتا آسمان پر گیا اور آگ چورا کر لایا اور انسان کے جذامجہ منو کو دیدی۔ دید میں ایک اور قصہ ہے کہ ایک دیوتا اپنی دیوی کی تلاش میں عالم بالا پر چڑھ گیا جہاں اوس نے آگ بنانے کا ہنر سیکھا اور متبرک قربانیوں میں استعمال کیا۔ اسکے علاوہ دوسرے ملکوں کی کتابوں سے بہت سی مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں جو بوجہ بطالت قلم انداز کر دی گئیں مگر ایک یونانی کہانی اور بیان کرتا ہوں کہ پر میتھیوز *the universe* آسمان پر گیا اور وہاں سے آگ چورا کر لایا۔ اس بات پر جو پیٹر *the universe* دیوتا نے ناراض ہو کر اوسکو ایک چٹان سے باندھ دیا اور وہ وہیں مدتوں تک بند رہا مگر چند دیوتاؤں کی سفارش سے رہائی ہوئی (از کریک میتھالوجی)

مگر ہم کو روایتوں اور کہانیوں سے کچھ غرض نہیں۔ چاہے انسان پہلے کیا ہی جاہل اور وحشی تھا مگر بالکل بے عقل نہ تھا۔ وہ صاحب فہم تھا اور فہم نے اوسکو یہ بتلادیا کہ لکڑی کے دو ٹکڑے آپس میں رگڑنے سے آگ پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ خیال اوسکو اس طرح پیدا ہوا کہ جب تند ہوا چلتی ہے تو درختوں کی دو شاخیں آپس میں رگڑ کر کہانی ہیں اور حرارت پیدا ہو کر قوت آگ کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے اور یوں آگ لگ جاتی ہے جس سے جنگل کے جنگل جل جاتے ہیں اور یہی ایک مسئلہ سائنس کا ہے۔ اسکے علاوہ چھماق کے آلات بنانے میں اکثر چنگاریاں نکلتی تھیں اور یہی ایک ثبوت ہے کہ آگ لکڑیاں رگڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ پر جب انسان کو سردی لگتی تھی وہ آپس میں ہاتھوں کو ضرورت سے رگڑتا تھا اور گرمی آجاتی تھی۔ پس اُس نے تجربہ کیا کہ لکڑی کے دو ٹکڑوں کو آپس میں رگڑنے سے کیا نتیجہ ہوتا ہے اور اس طرح آگ پیدا ہو گئی۔

آگ کی ایجاد تو یوں ہوئی مگر ان خیالی باتوں کو محو کر کے برہمیت کی طرف چلو تو میں ثبوت ملتا ہے کہ ہندوستان میں اب تک بہت سے جنگل آگ لگتے ہیں۔ یہ آگ لگنے سے اب تک

بناتے ہیں اور یہ بات ادنیٰ سے اعلیٰ لوگوں کو معلوم ہے کہ وحشی قوم کا انسان شاہیر جب اینٹوں کے بٹوں میں آگ دیتا ہے تو پہلے اپنی دیوی کے تعریفی آگ گاتا ہے اور لکڑی کے ٹکڑوں کو آپس میں رگڑ کر نئی پاک آگ بناتا ہے۔

ہندوستان میں بہت سے برہمن ہمیشہ آگ روشن رکھتے ہیں اور جب ضرورت پڑتی ہے اس طریقہ سے آگ بناتے ہیں۔ وی کے راگوں سے جو ہندوستان کی بہت قدیم لٹریچر یعنی علم ادب کی کتاب ہیں آگ کے دیوتا گنی کی عبادت لکڑیوں کو آپس میں رگڑنے کی رسم سے عام طور پر کیجاتی ہے کہ آدمی انسان کی اس مان (لکڑی) کو لا دین اور آگنی (آگ) رگڑ کر پیدا کرین جیسا کہ پورانے زمانہ کے لوگوں نے کیا تھا۔ اسکے علاوہ سیاحوں کی رہائی معلوم ہوا ہے کہ وحشی قویں چند سکھ میں اسی طرح سے آگ بنا لیتی ہیں اور یہ بچے شمالی سمندرون میں ایک موٹی اور چربیلی خریا ہے اور بڑی ہ دالے اور کٹے جسم میں سے ہوا کر ایک تہی نکال لیتے ہیں (کھینچتے ہیں) جسکے جلتے ہی تہی چربی کی طرح جل جاتا ہے۔ سیاحوں کے کارناموں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آگ قدیم زمانہ میں ہی درندہ من سے بچنے کے لئے ایسا ہی مفید لکھا جیسا کہ آج کل۔ پس بہت سی وجوہات سے آگ متواتر روشن رکھنی پڑی اور اوس پر لکڑیاں جو بکثرت مل سکتی تھیں ڈال دیجاتی تھیں۔

#### ۴۔ کمانا پکانا اور مٹی کے برتن

ابتداء میں انسان کچا گوشت کھاتا تھا جیسے کہ آج کل شمالی فرقے۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اوسکا پکانا سیکھا۔ صرف اوسکو آگ پر رکھ دیتا تھا۔ اوسکے بعد اوس نے ایک گڈھا کھود لیا اور اوس میں مذبحہ جانوروں کی کھال کا استر لگا لیا اور اوسکو پانی سے بہلایا اور اس میں گوشت رکھ دیا اور پھر کچھ پتھر گرم کر کے انکو اوس میں ڈالتا رہا یہاں تک کہ پانی اس قدر گرم ہو گیا کہ گوشت پک گیا۔ کچھ عرصہ بعد اوسکو ایک اور اچھا طریقہ معلوم ہو گیا کہ کمانا ٹوکروں میں



آگ پر کبھ کر پکانے لگے۔ مگر ٹوکرایاں! ہر سے چکنی مٹی سے خوب لیس دی جاتی تھیں تاکہ آگ سے جل نہ جائیں۔ یہ بات دیکھ کر مٹی آگ سے پکھڑے سخت ہو جاتی تھی انسان نے مٹی کو استعمال کرنا اور اس کے برتن بنانا سیکھا جنکو وہ دھوپ میں سوکھا کر آگ میں پکاتا تھا مٹی کے برتن بنانے کی ایجاد یوں ہوئی جسے رفتہ رفتہ عجیب شکل اختیار کی ہے۔

جسطح کھانا پکانے کے ہنر سے مٹی کے برتن بنانے کی ایجاد ہوئی اسی طرح ایک ایجاد سے دوسری ایجاد ہوتی ہے۔ آدمی جیسا کہ ہم نے بیان کیا چاہے کیسا ہی جاہل اور اور وحشی کیون ہو مگر حیوان کی طرح ساکن نہ تھا۔ وہ ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک ترقی کرتا رہا اور ہستی کے زینہ پر چڑھتا رہا اور اون تجربوں سے جو اس کے بزرگوں نے چوڑے فائدہ اٹھاتا رہا ہے۔

## ۵۔ انسان۔ گڈرے۔ کسان۔ تاجر

وحشیانہ اور خانہ بدوشی کی حالت سے ترقی کر کے جب وہ چرین وغیرہ کھایا کرتا تھا کسی درخت یا چٹان کے نیچے چھپ کر اپنے شکار کو کپڑا کرتا تھا اور اس بے اطمینانی میں تھا کہ رات ہونے سے پہلے کھانا لے گیا نہیں وہ رفتہ رفتہ مویشی پالنے اور کاشت کرنے لگا۔ اس وقت اُس نے زمین کی وسعت ہی نہیں معلوم کر لی بلکہ جنگل کے جانوروں اور ہوا کے پرندوں پر بھی اپنی بڑی کو معلوم کرنے لگا اور بعض وحشی فرقوں نے یہ معلوم کر کے کہ جب انورون کو جو کھانیکے لئے دودھ اور گوشت اور پنپنے کے لئے کھال دیا کرتے تھے پالنا چاہئے اور انکو ایک مقام سے دوسرے مقام پر جہاں گھاس بکثرت ہو لیجا نا چاہئے۔ پس ایسے انسان گڈرے یا مویشی پالنے والے کہلائے۔ وہ خیموں میں جو برآسانی اوکھڑ اور کھڑے ہو سکتے تھے خانہ بدوش زندگی بسر کیا کرتا تھا ہندوستان کے اہمیر یا مویشی پالنے والے جو آب گائون میں مقامی زندگی بسر کرتے اور زراعت کرتے ہیں کسی زمانہ میں خانہ بدوش تھے کیونکہ انکا پہلا نام ابھی تھا جسکا مادہ سنسکرت

زبان میں ”ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے والا“ معنی رکھتا۔

جب کچھ آدمیوں نے مویشی پالنا پسند کیا تو دوسروں نے دیہاتی مقامی زندگی پسند کی اور کاشت کار بن گئے۔ خانہ بدوش اور کسان کی زندگی کے درمیان ایک اور درجہ ہے جس میں دونوں کی صفات پائی جاتی ہیں۔ کسانوں نے جنگلوں کو جلا کر زمین کو صاف کر کے جو تاگر جب چند سال کے بعد یہ معلوم ہوا کہ زمین کی زرخیزی کمزور اور طاقت کم ہو گئی وہ آگے بڑھتے گئے اور نیا حصہ جنگل کا صاف کر لیا۔ وسط ہند اور کوہ ہمالیہ کے دامن میں نشیبی زمین میں بہت سے فرقے آباد ہیں جو اب تک خانہ بدوش کاشتکاروں کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہندوستان کے کھانڈ اور چیس فرقے اور کوہ ہمالیہ کا دامن نشین نتھارس فرقہ ایسے کاشتکاروں کی مثال ہیں۔

عمدہ کاشت کرنے کے لئے پہلے لوگوں کے بنے ہوئے پتھر کے بندے آلات کافی نہ تھے۔ پس انکے بجائے عمدہ اور سخت دھاتوں کے آلات کشاوری کی ضرورت ہوئی اور مقامی زندگی نے ان کو جو نیپروں یا خیموں کے بجائے جو سیلابی زندگی کی آسائش تھیں عمدہ مکانات رہنے کے لئے۔ اصل مویشیوں کے لئے اور کشتیان ناج کے لئے بنائے پر مجبور کیا۔ ایسی زندگی میں سوسائٹی کے وہ لوگ جو کاشتکار تھے انکو آلات اور مکانات بنانے کے لئے دوسرے لوگوں کو نوکر کرنا پڑا۔ اس طرح بہت سے پیشوں کی ایجاد ہوئی جنکے کرنے والے آپس میں ایک دوسرے کی مدد اور آسانی کے لئے بہت سے مکانات میں بہت ناموں کے ساتھ رہنے لگے۔ رفتہ رفتہ جو نیپروں سے گاؤں اور گاؤں سے قصبہ اور قصبوں سے شہر بن گئے۔

اول تجارت یوں ہوئی کہ ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز دی جاتی تھی اور اسکو مبادلہ کہتے ہیں۔ پھر جب رفتہ رفتہ مبادلہ اور تجارت کو ترقی ہوئی تو چیزوں کا ایک مقام

سے دوسرے مقام تک لیجانا تکلیف دہ معلوم ہوا خاصاً مکہ جب اونکی زیادہ ضرورت نہ تھی اور لوگ کسی عمدہ قائم مقام یا نعم البدل کے مقرر کرنے پر مجبور ہوئے جس کے لیجانے میں آسانی ہو سکتی تھی جسکی قیمت مستقل تھی اور قابل نقصان نہ تھا۔ پس حسب موقع لوگوں نے دہاتوں کے ٹکڑوں پر پنڈ ب لگائی۔ اول برنجی پر پیرسوں نے پانڈی کے سکے بنائے جو زیادہ کیا باور دوسری دہاتوں سے قیمتی ہونیکے سبب روپیہ کے طور پر استعمال کے لائق تھے۔ ہم کو تیس (Three) کے کتبوں سے جو مصر کا قدیم شہر ہے اور نیز قدیم تاریخ سے ثبوت ملتا ہے کہ قدیم زمانہ میں مولیشی اور سونا چاندی دولت خیال کی جاتی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت جو یودیون کے جہاں مہر تھے پرانے عہد نامہ میں (یہ بائبل کا دوسرا حصہ ہے) اور دو حصے بائبل کے نیا عہد نامہ اور پرانا عہد نامہ میں۔ چارے عہد نامے میں ۹ کتابیں ہیں جو حضرت مسیح سے پہلے نبیوں پر او ترین۔ نئے عہد نامہ میں ۲ کتابیں ہیں جو حضرت مسیح اور انکے بعد رسولوں شاگردوں یا حواریوں پر او ترین۔ یہ تمام کتابیں عیسائیوں کے مذہب کی ہیں) ذکر ہے کہ ان کے پاس مولیشی اور سونا چاندی کی دولت تھی۔ قدیم ہندوستان میں ہی مولیشی دولت مانی جاتی تھیں کیونکہ لفظ گو تر جب کا مخفف گوتے ہے اور اسکے معنی مولیشی کے بارے کے ہیں۔

**نوٹ** افسوس کہ ہندوستان میں اب بھی علاوہ دیہات کے جہاں مولیشی اور تاج دولت مانا جاتا ہے شہر میں بھی سونا چاندی اور مکان دولت میں شمار کیا جاتا ہے اور جو دولت مکان میں بند ہو رہی اہلی دولت ہے۔ گواہ ہندو اور پارسی وغیرہ روپیہ کو سود اور تجارت میں لگاتے ہیں مگر برعکس یورپ اور ممالک متحدہ امریکہ کے جہاں صنعت و حرفت و تجارت میں جو دولت لگی ہوتی ہے دولت خیال کی جاتی ہے ہندوستان میں دہری ہوئی دولت اہلی دولت ہے کیونکہ ہندوستانی ابھی تک اس سلسلہ کو بخوبی نہیں سمجھتے۔ ہم یہاں صرف انکی غلط فہمی کو بتانا چاہتے ہیں۔ مزید دو شخص میں۔ بڑا پنی دولت کو تجارت میں لگاتا ہے اور وہ فیصدی کا نفع اٹھاتا ہے۔ عربی دولت کو گھریں رکھتا ہے اور کچھ نفع نہیں اٹھاتا پس نتیجہ نکلتا ہے کہ مزید کا متول بڑھتا رہے گا اور عمر کا گنتا۔

## ۶۔ بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ

پہلے انسان درخت کی جڑ میں - پتے - پھلیاں اور پہلے کھاتا تھا جس کے بعد حشرات الارض اور کچا گوشت کھانے لگا۔ پھر سسے گوشت پکانا اور زناج کا استعمال کیا۔ پہلے انسان جانوروں کی کھال پہنتا تھا جس کے بعد بندے اور سوتی کپڑے کا رواج ہوا۔ پہلے پوشاک جانوروں کی نسوں اور ہڈیوں کی سوئیوں سے سی جاتی تھی پھر دھاگوں اور فولاد کی سوئیوں سے سینے لگا۔ پہلے انسان کچا گوشت کھاتا تھا جس کے بعد لگ بھگ بنائی گئی۔ پھر دو گرم تھروں کے بچھین اور پھر خرداگ پر رکھ کر پکایا جاتا تھا۔ اسکے بعد گڈھا کھود کر اوس میں کھال کا استر لگا کر اُس کو پانی سے بہر کر اُس میں گوشت رکھ کر اوس میں گرم تھروں سے تھپکا لیتے تھے۔ اسکے بعد مٹی سے لسی ہوئی ٹوکروں میں پکایا جاتا تھا اور آخرش مٹی کے برتن بنائے گئے۔ پہلے انسان خانہ بدوش تھا بعدہ مقامی زندگی اختیار کی۔ پہلے انسان درختوں کے سایہ یا غاروں یا چٹانوں میں رہتا تھا پھر خیموں اور جوہنٹروں میں رہنے لگا اور رفتہ رفتہ جوہنٹروں سے گاؤں - گاؤں سے قصبے - قصبوں سے شہر آباد کئے گئے پہلے ایک ہی آدمی اپنی رفع ضروریات کی فکر کرتا تھا پھر مختلف لوگوں نے مختلف پیشے ایک دوسرے کی آسانی کے لئے سیکھے۔ پہلے پتھر کے ہتیار اور آلات بنائے جاتے تھے جبکہ بعد میں لوہے اور ہڈیوں اور بالآخر سخت دھاتوں سے بنائے گئے۔ غرض اسی طرح سے ہر بات میں ترقی ہوتی گئی مگر یہ ترقی کسی کے سکھانے سے نہیں ہوئی بلکہ یا تو اس نے اپنے گرد کی چیزوں سے دیکھ دیکھ کر یا اس قوت سے حاصل کی جو خود ترقی پذیر تھی اور یہی پھیلی بات قرین قیاس اور سچی ہے۔

پس اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان ترقی کر سکتا ہے کیونکہ اوس میں ایسی قوت خلقی ہے اسی نتیجہ میں سے دو امور معمول نتیجے نکلتے ہیں کہ (۱) تجارت ترقی کا اعلیٰ ذریعہ ہے اور (۲) شایستگی کی ترقی سے ہر قسم کی ترقی ہوتی ہے جو لوگ تقدیر پر شاکر کاہلی کے بندے تعصب کے غلام - حق کے منکر اور بلا گوش و اسباب حسیا کر کے حصول مطلب کے خواہشمند ہیں وہ اس پر غور کریں اور اس سے سبق لیں فقط

## فوائد اخبار

لا سعادۃ لا تملک لیس لها سابق الی الفضائل ولا تلحق عن المذایل  
 یعنی جس قوم میں فضائل (انسانی خوبون) کے جانب ہدایت کرنے والے اور رذایل (برائیوں)  
 سے روکنے والے نہوں اور سے نیک بختی دارین جسے سعادت انسانی کہتے ہیں نہیں حاصل ہو سکتی  
 یہ عربی شعر حکیم وقت فیلسوف زمانہ رفارم قوم تاسید جمال الدین الحسنی الافغانی المصری  
 جنکے نام نامی اور قابلیت لیاقت سے اخباری دنیا بخوبی واقف ہے فوائد اخبار کے بیان کرتے وقت  
 پڑھتا۔ اگر ہمارے معزز۔ بطیم۔ سمجھدار بہائی غور و فکر سے اس شعر کے مطالب پر نظر ڈالیں  
 توصاف طور پر معلوم ہو جاوے کہ صرف اسی ایک شعر سے تمام فوائد اور خوبیاں اخبارات اور  
 رسالوں کی ظاہر کر دی گئی ہیں جو درحقیقت اس جلیل الشان خدائی کلام کا مختصر مطلب ہے کہ کتنے  
 خیرات و احسانات اللہ تعالیٰ ہمارے ہاں بالعموم و تفصیل عن المنکر تمام امتوں میں  
 سب سے اچھی چیز امت تم اسوجہ سے ہو کہ جن باتوں کا حکیم مطلق خدا نے حکم کیا ہے تم ہی حکم کرتے  
 اور جن باتوں سے منع کیا ہے روکتے ہو۔ یہ امر محتاج بیان نہیں کہ خداوندی فرمان اور حکم کو موافق  
 چلنا عین باعث فضیلت اور اسکے خلاف کرنا ذلت ہے۔ لہذا ہم مسلمانوں کے خیر الام ہوئے  
 اور تمام ترقیوں کے حاصل کرنے کا زبردست سبب کیا قرار پایا ؟

۱۔ بالعموم یا فضائل کی جانب ہدایت کرنا اور نہی عن المنکر رذائل سے روکنا پر اگر یہ صفی  
 قوم سے جاتی رہی تو سعادت حاصل کرنے اور ترقی کرنے کی کیا صورت ہے ؟ کوئی نہیں۔ اسی  
 طرح سے نہیں۔ فاضل علامہ کا یہ ہی مطلب ہے کیونکہ موجودہ تہذیب کی دنیا میں اس خدمت کو اخبار  
 سے بہتر کوئی انجام نہیں دے سکتا۔ اگر اخبار اپنے فرائض کو پورے طور سے ادا کرے اور قابل اثر  
 اور فاضل نامہ نگاروں کے ہاتھ میں ہو۔ میں اس وقت معزز ناظرین کی خدمت عالی میں علامہ مرحوم

کے بلند و نا در خیالات کا پیش کرنا زیادہ مفید و مناسب خیال کرتا ہوں تاکہ ہمارے قابل بہائیوں اور دوستوں کے ذہن مبارک میں اخبار کی وقعت اور عظمت اور ضرورت بخوبی جگہ کر لے اور اخبار کی پوری پوری قدر دانی کیجاوے اور اخبارات ہی اپنے معزز اور قابل ناظرین اور معاونین کی امداد اور اعانت اور رتبہ شناسی سے کامل ترقی کر کے بجائے خود زندہ رفتار بنجاویں اور ملک و قوم کی ساری بخبتی - نکبت - ذلت - جمالت - غربت کا رفتہ رفتہ خاتمہ کر دیں - کیونکہ فی الحقیقت ہمارے قومی اور ملکی اخبارات صرف دو وجہوں سے پوری کامیابی حاصل نہیں کر سکتے - ایک تو قلت اشاعت اور دوسرے قابل اور مدبر ذلیلوں کی غفلت اور بے توجہی کی وجہ سے اور ان دونوں رکاوٹوں کا الٹا د علامہ مدوح کے پُر زور مدبرانہ خیالات سے کما حقہ ہوا جاوے گا اور ہر کسی طبقے کے نامی گرامی شخص کو بھی انکے دیکھنے اور اوسمیں مرد و بیڑ سے بطور جائز انکار کا موقع نہیں رہے گا - یوں خواہ مخواہ کی قومی دشمنی یا مردہ دلی سے کام لینا تو دوسری ہی بات ہے - حضرات ناظرین پورے طور پر متوجہ ہوں اور ایسے زبردست یگانہ روزگار علامہ کی تقریر کو بغور و فکر سنیں -

انسان کی حالت بہت ہی عجیب اور نہایت ہی حیرت انگیز ہے کہ صراطِ مستقیم سعادت اور راہِ راست نیکبختی کو چھوڑ کر شقاوت کی دشوار گزار گھاٹیوں اور بربختی کے سنگلاخ درون میں اپنی آسائش اور رفاه کا جویان و رخواہان ہوتا ہے -

اگر کوئی سمجھدار ذلیل کتب تواریخ و سیر کو بنظر اعتبار دیکھے اور انکے مضامین کو دیر بے بصیرت سے غور کرے تو بے شبہ اوس پر ظاہر اور روشن ہوا جائے گا کہ دولت اور ثروت - امنیت اور راحت - غلبہ اور سطوت - قوت اور قدرت - اقتدار اور عورت - شان و شوکت ہر قبیلہ ہر گروہ ہر قوم کی جب ہی اور ایسے ہی زمانہ میں ہوتی ہے جبکہ قوم کے تمام طبقات اور افراد متعلق باخلاق فاضلہ اور تصف بے عادات پسندیدہ تھے اور اُس قوم کے ہر طبقے کو بصیرت اور بنیائی کا پورا پورا حصہ

حاصل تھا۔

علیٰ ہذا القیاس فقر وفاقہ۔ ذلت و سکت و ضعف و تنزل۔ حقارت و بدعربی۔ پریشانی و گمنامی بھی جب ہی ہوئی حیکہ جہالت و بخیری غفلت و نابینائی عموماً تمام اشخاص میں پھیل کر قائم ہو گئی۔ اور ہر طبقے کے لوگ بد اطواری اور بد اخلاقی اور تباہی افکار میں مبتلا ہو گئے۔

ان امورات پر لحاظ رکھ کر ہر ایک عقلمند حکم کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی پوری ترقی جو سعادت داریں سمجھی جاتی ہے درحقیقت مہذب اخلاق اور کامل بینائی کا نتیجہ ہوگی اور اگر تنزل جسے شقاوت ہی کہہ سکتے ہیں خراب و مضر عادتوں و رغبات کا اثر۔

برین و جبہ ہر ایک قوم کے اخلاق اور ملکات کی حیثیت اور حفاظت اور اسی سعادت کی جانب راہنمائی کرنے کے لئے غفلت سے بیدار کرنے والا ہوت اور تنزل سے محفوظ رکھنے والا فضائل و کمالات کی جانب کہنچنے والا ردائیل سے روکنے والا نقصانات سے بچانے والا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا ہمیشہ اور ہر وقت ضروری اور لازمی ہے اور جس قدر عقل بصیرت اور تجربات کثیرہ سے کام لیا جاتا ہے اور سیدر یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی شے سوائے اخبارات کے ایسی نہیں نظر آتی جو ان تمام اوصاف سے متصف اور ان تمام خوبیوں کی جامع ہو سکے کیونکہ ہر ایک حرفہ اور صنعت کا ایک خاص یا ایسا عام موضوع ہے جو نااہلوں کے تصرف سے بمنزلہ خاص کے ہو گیا ہے اور تمام صنائع اور اہل حرفہ ان میں مشغول اور متفرق ہو کر اور اپنے دوسرے بھائیوں اور شرکا سے عالم مدینیت میں چشم پوشی کرتے ہیں اور ان کے نفع و نقصان اور تقدم و تاخر سے غفلت و رزی جائز رکھتے ہیں بلکہ ضروریات معیشت اکثر اوقات اور سکون خود اپنی صنعت کے استحکام اور ترقی دینے سے باز رکھتی ہیں۔

لیکن اخبار ہی ایک ایسی فرد و گیارہ صناعت ہے جس کا موضوع قوموں اور ملکوں کے احوال اور اخلاق کا عام طور پر شائع کرنا ہے اور جسکی غایت اپنی قوم کے کاموں کی اصلاح اور تصرف اپنی

بلکہ جملا توام کی سعادت اور رفاهیت اور امتیث طیلی اور بی خواہی ہو۔ اسی وجہ سے اخبار۔  
(۱) ارباب فضائل و کمالات کے فضل و کمال کے خوب شایع کرنے میں دو فائدہ مند اور  
وجہوں پر نظر رکھ کر کوشش اور پیشقدمی کرتا ہے ایک تو او کی سچی تعریف کے لئے جو کہ اصحاب  
فضل کی جڑ اور اُن کے لئے ہمت افزا ہے دوسرے اور دن کو بھی براہِ نیتہ کرنے اور رغبت لانے  
کی غرض سے تاکہ وہ بھی فضل و کمال کے حاصل کرنے میں خاص توجہ اور کوشش کریں۔

(۲) ایسے بُرائیوں کے ذکر میں مبادرت کرتا ہے جس کا ضرر متعدی ہو صرف اس غرض سے  
کہ اربابِ رذائل کو باز رکھے اور تمام انسانوں کو اُس کے ارتکاب اور ضرر سے بچائے۔

(۳) ہمیشہ اخلاقِ جمیلہ اور اوصافِ حسنہ کی خوبیوں اور نفعوں کو ایسے واضح دلائل اور  
شافی بیانات سے ظاہر کرتا ہے کہ عوامِ ہجاسی سے فائدہ اٹھائیں اور خواص بھی بے بہرہ نہ رہیں۔  
علیٰ ہذا القیاس ذیل اور خیر صفت کی بُرائیوں اور نقصانوں کو بھی دلپذیر عبارتوں میں شرح و موط  
کے ساتھ دکھاتا ہے۔

(۴) علوم کو اس طرح سے عام مفید ثابت کرتا ہے کہ ہر شخص کو یقین ہو جاتا ہے کہ ہر قوم یا خاندان  
کو سعادت - عزت - رفاهیت صرف علمِ حقہ اور معارفِ حقیقیہ کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے اور  
جہل کی بُرائیوں اور نقصانات کو اس طور سے بیان کرتا ہے کہ غبی ساغبی جاہل تک تسلیم کر لیتا  
ہے کہ واقعی ہر بلا اور مصیبت اور گزند محض اسی شامتِ جہل سے پہونچتا ہے۔

(۵) شرفِ علوم کے درجات کو اُس کے فائدہ مند و کا اندازہ کر کے عالمِ انسانی میں یقین کرتا ہے  
اور ہر ایک کی مقدار لازمی کو خوب مدلل اور روشن کرتا ہے تاکہ کوئی کم سمجھ نہ ادا نہ تھوڑے فائدہ  
کے لئے عمر گزارنا یہ کو نہ صرف کرے اور ایسے فوائدِ جلیلہ سے محروم نہ رہے جو کسی دوسرے زائر  
شریفِ علم کے شغل سے حاصل ہوتا ہے۔

(۶) عالمِ مذہب میں فنون اور صنایع کا جو فی الحقیقت علوم کے نتائج ہیں وجوب ثابت کرتا ہے



اور براہین قاطعہ اور دلائل قویہ سے اس امر کو ذہن نشین کرتا ہے کہ جب تک صناعات میں ترقی نہورہا اور سعادت نہیں حاصل ہو سکتی۔

(۷) ایسے ضروری امور اور معارف کا جس کا جاننا ہر انسان پر انسان صادق خبر کے لئے واجب اور لازم ہے خواہ وہ اولیات جغرافیہ ہوں یا مبادی طبیعیات اور فلکیات اور حوادث جوئے (مثل پلاشٹیم برٹ اولہ مینہ گرج بجلی وغیرہ کے جو درمیان آسمان و زمین کے پیدا ہوتا ہے) کو لازم زراعت ہوں یا چرخوں کے مقضیات۔ ضروریات طبیہ ہوں یا تدا بیر منزل (انتظام خانہ داری) شہروں اور قصبوں کی صفائی ہو یا تربیت اولاد۔ عام فہم عبارتوں میں جس سے عوام الناس ہی فائدہ اٹھا کر بہرہ ور ہوں ذکر کرتا ہے۔

(۸) انسان کی تعریف اور فضیلت انسانیت کی شرح کر کے رئیسوں و امیروں کو انسانیت کی جانب بلاتا ہے اور ان کو علوم اور معارف اور صنائع و حرفت کی تعلیم عام کرنے اور عام مضیون کی دوا اور علاج کے لئے مدرسوں اور شفا خانوں کے قائم اور جاری کرنے کی ترغیب اور تشویق کرتا ہے۔

(۹) پست ہمتوں کے برانگیختہ کرنے اور مردہ دلوں کو زندگی بخشنے کے لئے اذن کے گدشتہ آبا و اجداد اور سلف صالحین کے فضائل اور ترقیات کو نہایت شیریں اور اثر انداز عبارتوں میں وقتاً فوقتاً بیان کرنا اپنے ذمہ واجب اور فرض سمجھتا ہے۔

(۱۰) دور دراز بے بدترین ممالک اور اقوام کے احوال و اخبار سے تفصیل تمام آگاہ کرتا ہے جس سے ہر ایک درجے اور طبقے کے اشخاص بہرہ ور ہوتے ہیں صاحبان سیاست الگ مالکان تجارت جدا اہل علم علیحدہ اپنی اپنی مناسب و متعلق اخبار اور احوال سے سبق لیتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور افراد قوم ان حوالات اور اخبارات کو دقیق نظر سے دیکھ کر اگر یہ احوال و اخبار اہل سعادت کے ہیں تو غور و فکر سے بکوشش تمام ان کے اسباب کو سمجھ کر اور اس سے اپنی ہمت

کو قوت اور رگ حمیت اور غیرت کو حرکت دیکر اس کے معارضہ اور مقابلہ کرنے اور پہلو بہ پہلو چلنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اگر بدبختوں اور اشقیاء کے ہیں تو اس سے عبرت پکڑ کر اس کے علل اور بواعث سے اجتناب و پرہیز کرتے ہیں۔

(۱۱) فوائد عدالت کو بیان کر کے حاکم کو اس کی جانب توجہ دلاتا اور تمام رعیت کی وکالت کرتا اور ان کی شکایتوں کو گوش حکومت تک پہنچاتا اور حکام اور عمال اور مامورین رشوت خوار اور ظلم شعار کے ظلم و جبر کو رفع و دفع کرتا اور قفس سے کام لیکر آنے والے حوادث اور مصائب سے مدبرین اور متظلمین اور باب حل و عقد کو آگاہی بخشتا ہے تاکہ پہلے سے پہلے اس کے دفعیہ در علاج کی پوری پوری کوشش کیا دے اور حکومت اور رعیت اس کے حزر سے محفوظ رہے۔

(۱۲) اگر کوئی اجنبی کسی امر ناشایستہ کا الزام قوم و ملک پر دیتا ہے تو محکم اور مضبوط دلائل و براہین سے جسکی کاٹ دانا یا بنی آدم کے نزدیک تمام تیز تر تیار رون اور تلواریں سے بے انتہا زائد ہے اپنی قوم سے دفع کرنا واجب جانتا ہے۔

(۱۳) ہر ایک ذی علم و عقلاء کی ودیعت افکار اور امانت خیال کو تمام عقلاء و علماء کی نگاہوں اور کانوں تک پہنچاتا اور علماء اور عقلاء کو ایک دوسرے سے آگاہ کرتا اور مبادیہ خیال کا موقع دیتا ہے۔

(۱۴) حکایات لطیفہ و زکات ظریفہ اور اشعار طبعیہ کو دلچسپی اور دل آویزی اور مسرت انگیزی ناظرین کے لئے کہی کہی پیش کرتا ہے۔

(۱۵) اپنی قوم کے اجزائے پراگندہ اور اعضاء متفرقہ کو ایک جا کر کے اور حیات تازہ بخشکار از سر نو زندہ کرتا ہے۔

(۱۶) اپنے ناظرین کو گہرے بیٹھے تمام عالم کی سیر و سیاحت سے تجربہ کار بناتا اور خوشدل اور مسرور اور محفوظ کرتا ہے۔

(۱۷) کمند اور ملک بیاریوں کے مریض کو اطباءے حادثین و ماہرین کا اور جالہون کو علمائے متبحرین کا اور فقیروں کو غنا اور امارت کے جگہوں کا نشان بتاتا اور رہبری اور ہدایت کرتا ہے۔

(۱۸) دوست داران امت اور محبان قوم کو دشمنوں اور عدوؤں سے جدا کرنا اور لباسِ تلبیس اور برقعہ دھوکا دہی کو چاک چاک اور پاش پاش کر دیتا ہے۔

(۱۹) شر اور بختی کی گھاٹیوں اور کمین گاہوں کے بچانے کی غرض سے خبر دیکر خیر اور سعادت نیکبختی اور بصیرت کی شاہراہوں کا راستہ بتاتا ہے اور غلبہ منفعت اور حصول فوائد اور دفع مضرت اور رفع نقصانات کے لئے حقایق اشیاء کو نہایت سچائی اور راستبازی کے ساتھ ظاہر اور آشکارا کرتا ہے اور جس جگہ اور جس چیز میں اپنی قوم و ملک کا فائدہ دیکھتا ہے فوراً ہی اس کا اعلان و اظہار کرتا ہے۔

الغرض اخبار سعادت خواہ انسان کے لئے دو زمین جہان نما ہے اور خرد بین حقیقت پیر۔ راہرنیک فرجام ہے اور دوست صادق سعادت انجام طلبیہ شفیق ہے اور ناصح صدیق۔ (سچا) معلم متواضع اور استاد ننگس مزاج ہے اور تالیق عاجزی شعار۔ پاسان بیدار ہے اور نگہبان ہوشیار۔ جماعت عامہ کامل کامرئی ہے اور تمام پریشانیوں کا علاج شافی۔ پست ہمتوں کا بہترین ہمت افزا ہے۔ اور غافلوں کا بیدار کنندہ۔ مردہ دلوں کا زندہ کرنے والا ہے اور افسردہ فکروں کا اوٹھانے والا۔ جلیس وحدت ہے اور یار تنہائی۔ انیس دشت ہے اور نگسار پریشانی۔ سرمایہ علم ہے اور پیرائے عرفا۔ تاجرون کارہر ہے اور حاکمون کا شیر معدلت گستر کا شکار و ن کا قانون فلاح ہے اور صناعتوں کا استاد صنعت۔ جوانوں کا دبستان ہے اور عوام کا ادبستان۔ ارباب بصیرت کا نور دیدہ ہے اور مالکان ملک سیاست کا دستورِ عمل پسندیدہ۔ مذہبیت یعنی اجتماع انسانی کا حصن حصین (قلعہ استوار) ہے اور

سعادت انسانی کا جمل متین۔ اسیو مجہ سے

اخباروں کی کثرت اور انکی قدر و منزلت اور شرف و وقت قوموں کی اُس ترقی کے موافق ہوتی ہے جو اوس نے علوم و فنون اور معارف و حکمت اور مابج مدنیات میں عروج حاصل کرنے سے حاصل کی ہو کیونکہ باہوش اور باخبر علماء اپنی حاجات اور ضروریات کو جانوں اور غافلوں سے بہت زیادہ جانتے ہیں اور اُسکے فراہم اور موجود کرنے کی ہمیشہ کوشش پہنچ کرتے رہتے ہیں۔ پس ہر ایسی قوم جو جیساے سعادت اور خواہشمند راہبیت ہو اس امر کو پورے طور سے سمجھ لے کہ وہ بغیر جریہ دن اور روزانہ اخباروں اور میگزینوں کے اپنے مقصود اصلی اور مطلوب حقیقی تک نہ پہنچے گی لہذا عبث صحرا نوردی اور بیہودہ کوہ پیما کی نہ کرنا ہی بہتر ہے اگر آپ اخبارات کا انتظام نہیں کر سکتے تو بہتر ترقی کا خیال ہی چھوڑ دیجئے۔ مگر اسکے ساتھی ساتھ یہ شرط لازمی اور ضروری ہے کہ صاحب اخبار بندہ حق پرست اور انصاف پسند ہو۔ بندہ درج و دینار نہ ہو کیونکہ اگر وہ بندہ درج و دینار ہوگا تو حق کو باطل باطل کو حق۔ خائن کو امین امین کو خائن۔ صادق کو کاذب کاذب کو صادق۔ دشمن کو دوست دوست کو دشمن قریب و نزدیک کو بعید و دور بعید و دور کو قریب و نزدیک۔ ضعیف کو قوی قوی کو ضعیف۔ مغیر کو مضر مضر کو مغیر۔ اچھے کو بُرا بُرے کو اچھا۔ موہوم حقیقی کو موجود اور موجود حقیقی کو موہوم کر دکھائے گا اور بیشک ایسے جریہ دن اور اخباروں کے ہونے سے نونا کر درون درج بہتر ہے۔

جب اخباروں جریہ دن کے فوائد معلوم و ظاہر ہو گئے تو ہمارے لئے جائز ہو گیا کہ ہم دلی مساف کے ساتھ یکمین کہ ہندوستان جیسے ملک میں جو کہ قدیم زمانہ سے علوم اور معارف کا معاون۔ اور صنائع اور بدائع کا منبع حکمت و فلسفہ کا سرچشمہ۔ اور قوانین اور نظامات اور مذہب کا مخزن تھا اخبارات کی ویسی قدر و منزلت جیسی کہ ہونی چاہئے کیونکہ نہیں ہے اور باوجود کثرت آبادی کے جس میں تین سو ملین سے زائد دیکھو۔ ساکرور سمجھ دار آدمی موجود ہیں صرف

معدودے چند اخبارات نظر آتے ہیں حالانکہ اخبارات کے عظیم فائدے اور کثیر منافع ظاہر ہیں جب ہی باشندگان ملک کو پوری پوری رغبت اخبارات کی جانب نہیں ہے۔ اور جو یہ عذر بعض ہندی ارباب و جاہلست اسباب میں پیش قدمی کر کے بیان کرتے ہیں کہ اس ملک کے مطبوعہ اخبارات میں مطالب نافع اور مقالات مفیدہ نہیں ہوتے اسی وجہ سے اون کے دیکھنے اور پڑھنے کی جانب رغبت ہی نہیں ہوتی قابل پذیرائی نہیں ہے کیونکہ یہ امر سمجھنا ہر ذہلیم کے نزدیک ظاہر ہے کہ صنعتوں میں کمال اور حرفوں میں استحکام اور اعمال افعال میں حسن و خوبی عام میل و رغبت کے موافق پیدا ہوتی ہے۔

لہذا نقص و خرابی فی تحقیق اخبارات میں نہیں ہے بلکہ خیالات عامہ میں ہے اگر تمام ملکوں اور عام قوم میں رغبت کامل اور میل صادق اخبارات کے دیکھنے کی پیدا ہو جاوے تو بے شبہ ہستمان و ایڈیٹران اخبار ہی غور و فکر اور دماغی اور عقلی قوتوں سے کام لیکر اپنے اپنے علم و عقل کے مطابق افراد قوم کی خواہشیں پوری کرنے پر مجبور ہونگے اور نہ صرف اپنے ہی علمی اور دماغی مادیوں اور قوتوں سے کام لیں گے بلکہ دوسرے قابل اور فاضل علماء اور عقلاء کی خیالات اور تحقیق سے بھی مدد لیکر مفید اور دلچسپ اور شیریں مضامین قوم و ملک کی تربیت و تہذیب کے لئے لکھیں گے۔ فاضل علامہ کا قول ہے کہ یہ اخبارات کے نہایت مجمل فضائل اور فوائد ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں۔

ہمارے مشہور فاضل علامہ نے جس اثر انداز ترین اور مفید ترین الفاظ و عبارت میں اخبارات کے فوائد ظاہر کئے ہیں وہ محتاج تعریف نہیں۔ اور سچ تو یوں ہے کہ جس تقریر کا مقرر اچھا شخص ہو پھر وہ دوسرے درجہ کی کیونکر ہو سکتی تھی۔ توڑی سی محنت اور دلچسپی کے ساتھ اس مضمون پر ازاد دل تا آخر نظر ڈالئے اور اسکے ساتھ ہی ساتھ غور و فکر بھی کرتے جائے تو آپ پر خود بخود صاف طور پر ظاہر ہو جاوے گا کہ اسدا کبر سحر و خوار کو زے میں بند ہے کہنے کو تو

اخبارات کے فوائد ہیں لیکن درحقیقت انسان اور انسانیت اور ترقی قومی اور ملکی اور انسانی کی نہایت کامل اور سچی تعریف اور انسان سازی کے مختصر ابتدائی اصول میں اور ملکی علی اخلاقی تجارتی علوم و فنون اور تجربات کے حقیقت نامتاج ہیں۔ ہر شخص کے لئے فائدہ بخش عبرت خیز تعلیم و تہذیب ہے۔ اگر کملاء اور علماء اور امراء اور حکام کو تحفظ۔ عمل۔ تجربہ۔ انسانیت۔ بہدوری عامہ۔ عدالت تمامہ۔ بیداری۔ مستعدی۔ انجام دہی فرض منصبی۔ کی ہدایت کرتا ہے تو طلباء۔ غریب۔ دادخواہوں اور عوام کو علوم۔ فنون۔ تہذیب۔ اخوت۔ نصفت پسندی۔ جفاکشی۔ خبرداری۔ امداد باہمی۔ تجارت صنعت حرفت پابندی اوقات۔ اور تلاش تجسس۔ عالی ہمتی۔ اپنی مدد آپ کرنے اور اپنی عزت آپ کرانے کا۔ راستہ دکھاتا ہے۔ اگر اخبارات کی غلط اور فضیلت شرافت اور منفعت کو اظہار میں شمس کر دیا ہے تو اخباروں کو بھی صاف طور پر بتا دیا ہے کہ فی الحقیقت کون سے اخبارات اخبار ہو نیکاکام شرف رکھتے ہیں اور ان کے فرائض کیا ہیں۔ اگر ان کے قیام کی تدبیر بتائی ہے تو ان کو کامل ہونے اور ترقی کرنے کی بھی صورت دکھائی ہے۔

میں نے ایک ایسے قابل ادب محترم مدبر کے خیالات ہدیہ ناظرین کئے ہیں جن کے مدبرانہ اور فاضلانہ شہرت کا آفتاب نصف النہار تک پہنچ گیا تھا اور جو نہ صرف تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ کلام۔ رجال یا عربی صرف و نحو۔ ادب و انشاء یا قدیم حکمت و فلسفہ۔ سلوک و تصوف ہی کا بحر عالم تھا بلکہ قدیم و جدید تواریخ۔ جغرافیہ۔ حکمت۔ فلسفہ۔ علوم سیاسی قوانین مختلفہ۔ پولیٹیکل اکاؤنٹی اور ان تمام علوم و فنون سے بھی مکاتبع ماہر تاجرانہ اس وقت علمای یورپ فخر کر رہے ہیں اسکی ساتھی پشتو۔ فارسی۔ عربی۔ ترکی۔ فرانسیسی۔ انگریزی۔ روسی۔ زبانوں کے عالم اور افتانستان۔ عرب۔ مصر۔ شام۔ روم۔ فرانس۔ انگلستان۔ جرمن۔ روس۔ ہندوستان کے مشہور و معروف سیاح۔ تخت کابل کے وزیر مصر کے مشہور ترین اہل علم

ازہر کے پروفیسر۔ ترکی کے نائب وزیر تعلیمات بھی مختلف اوقات میں رہ چکے تھے۔  
لہذا آپ کی واقفیت تجربہ کاری حکیمانہ تحقیق و کمال۔ دربرائے عقل و قوت پر نظر رکھ کر  
بلا تکلف حکم دینا جائز ہے کہ ایسے محترم بزرگ کی رائے کی پیروی ہر طبقہ اور خیال کے  
لوگوں پر واجب ہے ۵

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند  
جو انان سعادت مند پند پیر دانا را

قوم کا خادم نھال احمد علوی حمیدی از کوا۔

ہوا سے اسٹیم (ہاپ) اور الیکٹرکسٹی (برقی قوت) کا کام  
لینے کی حیرت انگیز ایجاد

\*\*\*

زمانہ قدیم سے ”بادبشت پیودن“ نامکنا سے سمجھا جاتا ہے اور پیش لیے ہی ہوتوں  
پر استعمال ہوتی ہے جہاں کسی شے کا کیا جانا امکان بشری سے خارج ہو۔ لیکن امریکہ کے  
ایک سائنس دان عالم چارلس ٹریلر نامی نے اپنی حیرت انگیز ایجاد سے ”بادبشت پیودن“  
کے مسئلہ کو نہ صرف ممکن ثابت کر کے دکھا دیا بلکہ مشاہدہ کرادیا کہ ۸۰۰ فٹ ہوا دبا کر ایک  
فٹ مکعب کے پیمانہ میں بھری جاسکتی ہے اور اسکو ایک سیال شکل میں لاکر ایک ظرف میں  
رکھ سکتے ہیں اور اس سے شل اسٹیم اور الیکٹرکسٹی کے جہاز۔ ریل۔ اور کلون کی کاخانوں  
کے انجن چل سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ کارخانہ قدرت میں کسی شے کا بحالت تہجہ۔ سیال یا گیس کے موجود  
ہونا حرارت کی کمی بیشی پر منحصر ہے۔ مثلاً لوہا جو چارے کرہ ارض پر بحالت انجمادی پایا

آفتاب میں بچھل گاس موجود ہے۔ دفانی انجن کی گرمی پانی کو بچھل گاس بنا دیتی ہے اور سردی سے دہی پانی برف بن جاتا ہے۔ مذکورہ بالا امریکن عالم کی اس حیرت انگیز دریافت کے حالات لندن کے رسالہ ریویو آف ریویزیں شائع ہوئے ہیں جبکہ ترجمہ بعض اردو اخبارات میں بھی چھپ گیا ہے۔ چنانچہ ہم اس مضمون کو لدھیانہ کے ممتاز اخبار ”سول اینڈ ملٹری نیوز“ سے اخذ کرتے ہیں۔

اہل سائنس کو یہ اندیشہ تھا کہ اگر کوئلہ اسی طرح خرچ ہو تا رہا تو نصف صدی کے بعد سخت مشکل ہوگی لیکن قدرت نے اس کا پہلے ہی بندوبست کر دیا اور انسان کی ضروریات کو لئے ایک ایسی چیز تیار دی جو کبھی ختم نہ ہو اور وہ نئی طاقت کیا ہے؟ ہمارا پورا رافیق یعنی معمولی ہوا سیال حالت میں اور اسکی عجیب و غریب خاصیتیں معلوم ہوئی ہیں کہ ایک ساتھ وہ کوئلہ، برف بارود کا کام دیکھتی ہے۔ اگر یہ کسی جگہ گیس کو عرق کی صورت میں لانے کا قاعدہ ہے ۱۸۷۱ء میں معلوم ہو چکا تھا اور ۱۸۹۲ء میں جیمس ڈیورن نے نائٹروجن گیس کو نہ صرف سیال بلکہ بخیر کر دیا تھا یعنی جس طرح پانی کی برف بن جاتی ہے اسی طرح ہوائی برف بنا دی تھی لیکن اسوقت تک کسی کو معلوم نہ تھا کہ اس سے کچھ کام ہی لیا جاسکتا ہے اور اس دریافت کا سہرا نیویارک کے مشہور سائنس دان چارلس ٹرپلر کے سر بندھنا تھا۔

### بالکل آسان اصول

سائنس کا یہ ایسا موٹا اصول ہے جسکو شاید جاہل سے جاہل بھی جانتا ہے کہ ہر ایک شے حرارت سے پھیل جاتی ہے اور وہ ٹپکی ہو کر زیادہ جگہ گنہ ناجا ہتی ہے پس ہر ایک سیال شے جو حرارت پہنچنے پر گیس کی شکل اختیار کر لگی اور اسکو تنگ جگہ میں روکا جائے تو وہ زور دے گی اور ایک طاقت پیدا ہوگی۔ جب پانی حرارت پہنچنے پر بھاپ بنتا ہے اور اسکو ایک تنگ صندوق میں روک لیتے ہیں تو اس بھاپ سے کتنی بھاری طاقت پیدا ہوتی ہے اس کا اثر



روزمرہ ریلوے انجن اور دیگر کارخانجات کے انجنوں میں دیکھتے ہیں۔ اس طرح جب سیال ہوا دوبارہ گیس کی شکل اختیار کرتی ہے تو ایک طاقت پیدا ہوتی ہے لیکن پانی کو اسٹیم بنانے میں خرچ ہوتا ہے یعنی کوئلہ یا لکڑی جلا کر اسکو ۲۱۲ درجہ کی حرارت پہنچانی پڑتی ہے لیکن سیال ہوا کو کسی مصنوعی ذریعہ سے حرارت پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ صفر سے ۳۱۲ درجہ نیچے سے کچھ بھی زیادہ حرارت دفعۃً اسکو ۳۰۰ درجہ کی گرمی پہنچا دیتی ہے یعنی سوچ کی گرمی جو ہماری ہوا میں داخل ہوتی ہے وہی اس جدید طاقت کا اصلی منبع ہوا اس کے حاصل کرنے کا۔

### کچھ خرچ نہیں

ایک مکعب فٹ سیال ہوا میں ۸۰۰ مکعب فیٹ معمولی ہوا آجاتی ہے۔ یعنی ایک کمرہ کی ہوا ایک تکیہ میں بھر سکتے ہیں جبکہ اسکو سیال بنا لیا جائے۔ لیکن اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ معمولی ہوا کو دباؤ اور سردی پہنچانے میں کیا کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک دفعہ ضرور تھوڑا سا صرف ہوتا ہے مگر بعد ازاں سیال ہوا سے خود بخود پیدا ہوتی جاتی ہے۔

سٹر چارلس ٹریلر کا بیان ہے کہ تین گیلن سیال ہوا خرچ کرنے سے ۱۰ گیلن ہوا تیار ہو گئی گو یا ۱۰ گیلن بچ رہی۔ انجن چلانے سے دس پندرہ منٹ میں سیال ہوا تیار ہو جاتی ہے پور فیر ٹریلر نے جب پہلے پہل ہوا کو عرق بنایا ہے تو نصف چٹان پر تین ہزار ڈالر خرچ ہوئے تھے اور بعد ازاں ایک بوتل ۵۰ ڈالر میں تیار ہوتی تھی لیکن سٹر ٹریلر کے کارخانہ میں ایک گیلن اپنیس میں تیار ہوتی ہے سیال ہوا تقریباً پانی کے برابر وزنی ہوتی ہے اور اس طرح شفاف

### سیال ہوا کی طاقتیں

اگر سیال ہوا کے چند قطرے کسی شخص کے ہاتھ پر ڈالے جائیں تو گوشت کو اس طرح اڑا دیتی ہے جس طرح گرم لوہا وہ جلاتی نہیں بلکہ گوشت کو بالکل سن اور مردہ کر دیتی ہے اس لئے وہ جراحی عمل میں بہت کام آسکتی ہے وہ کاٹک سے بہتر ہے اور بہت جلد خراب جلد اور گوشت کو

دور کر سکتی ہیں چنانچہ نیویارک کے ایک ڈاکٹر نے ایک ناسور پر اس کا تجربہ کیا اور مریض کو آرام ہو گیا۔ وہ خالص شراب کو منجمد کر دیتی ہے اور سیلاب پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے۔ فولاد ایسا چمکدار ہو جاتا ہے جیسا شیشہ۔ ایک ٹین کا پیالہ اگر اس میں سیال ہو اچھڑنٹ بہری جائے تو زمین پر چھوڑنے سے اس طرح پاش پاش ہو جائیگا جس طرح کانچ کا نازک گلاس۔ سونا۔ تانبا اور تمام دھاتیں سیال ہوں گی غوطہ دینے سے ایسی نرم ہو جاتی ہیں کہ موٹے ٹکڑوں کو بھی انگلیوں سے موڑ سکتے ہیں۔ بنات کو اگر آگ میں ڈالا جائے تو دفعۃً نہیں جل جایا کرتی لیکن سیال کیسجن میں اگر اس کو غوطہ دیکر دیا سلائی دکھائی جائے تو اس طرح ہلکے اڑیگی اور دھماکہ پیدا ہوگا جیسا بارود کے گولہ میں سیال ہوا لوہے کو بھی جلا دیتی ہے اور لوہا اس طرح جلتا ہے جس طرح شعل اور نہایت چمکدار اور شفاف نکل آتا ہے۔

### آئندہ کیا امیدیں ہیں

آئندہ انجنوں میں بوائمر کی ضرورت نہو گی جو بذات خود قیمتی اور خطرناک چیز ہے۔ نہ فائر میں کی۔ نہ پانی کے تالاب کی نہ کوئلہ کی۔ کیونکہ معمولی ہوا کے زور سے جو سیال ہوا کو پیسلائے گی انجن کے پے خود بخود چلیں گے۔ اور جب خرچ میں اس قدر عظیم کفایت ہوگی تو خیال کرنا چاہئے کہ کپڑا اور تمام چیزیں اور ریل اور جہاز کا کرایہ کتنا سستا ہو جائیگا۔ ہسپتالوں میں اس سے کیسا کام نکلے گا۔ موسم گرما میں پہاڑوں پر نقل مکان کرنے کی ضرورت نہو گی جب کہ ہر ایک کمرہ کا حسب دلخواہ درجہ تک سرد ہونا ممکن ہوگا۔

### بارود کا قایم مقام

مسٹر ٹرپر کا یقین ہے کہ سیال ہوا اگر روئی۔ اوں یا گلیسرین وغیرہ کے ساتھ ملائی جائے تو نہایت طاقت دار ہلکے سے اڑانے والی چیز بن جاتی ہے اور خوبی یہ کہ بالکل بیخطر ڈائنامیٹ اور نائٹرو گلیسرین وغیرہ اکثر گڑا لگ جانے سے پرٹ جاتے ہیں لیکن سیال ہوا کے

مرکب کے لئے صرف اس قدر احتیاط ضروری ہے کہ اگر اسے دور ہے تو دور نہ کسی قسم کی رگڑ سے  
 اور کو کچھ اندیشہ نہیں ہے اور مزید برآں یہ کہ یہ سب خیالی باتیں نہیں ہیں کیونکہ ایک کل بیکرتیار  
 ہو گئی ہے جو سیال ہوا عظیم مقدار میں بنایا کر لگی اور ایک انجن تو اس وقت بھی سیال ہوا سے  
 ٹری کامیابی کے ساتھ چلتا ہے۔

## دیکھو منفیہ معلومات

### وسعت سلطنت برطانیہ

سلطنت برطانیہ کی وسعت حضور ملک بھنگوہ قیصر ہند کے عہد معدلت حد میں بمقابلہ فرانس  
 کے ۵۳ گنی اور جرمنی کے ۵۲ گنی اور ممالک متحدہ امریکہ کے ۳۱ گنی ہے اور اس کا  
 رقبہ کل یورپ سے اور آبادی کل روس سے سہ چند ہے۔ تمام برٹش عکداری کرہ زمین کے  
 پانچویں حصہ کو گھیرے ہوئے ہے اور کل بنی نوع انسان کا پانچواں حصہ اس کے تابع حکومت ہے۔

### انسان کی اوسط عمر

پروفیسر وارن کے بیان کے مطابق انسان کی عمر کا اوسط تقریباً ۳۵ سال ہے۔ ایک  
 چوتھائی سات برس سے پہلے ضائع ہو جاتے ہیں۔ نصف سترہ تک پہنچنے سے قبل مرنے  
 ہیں اور جو لوگ اس عمر کو طے کرتے ہیں وہ اس مسرت سے تمتع ہوتے ہیں جو باقی ماندہ بنی نوع  
 انسان کو حاصل نہیں ہوتی۔ فی ہزار آدمیوں میں صرف ایک شخص سو برس کی عمر کو پہنچتا ہے اور  
 فیصدی چھ آدمی ۶۵ برس جیتے ہیں اور پانچ چھ آدمیوں میں ایک سے زیادہ ۷۵ برس کی عمر کو  
 نہیں پہنچتا۔ تمام روئے زمین میں ایک ارب انسان ہیں اور ان میں سے ۳ کروڑ ۳۳ لاکھ

۳۳ ہزار ۳ سو ۳۳۳ - آدمی ہر سال مرنے سے - روزانہ مرنے والوں کا شمار ۹۱ ہزار ۸ سو بیس ہے۔ ۲۰۷۲ - آدمی فی گھنٹہ مرنے ہیں اور چھ فی منٹ یا فی سکینڈ ایک آدمی جان بحق ہوتا ہے۔



## دو دل کا آدمی

مقام نیو بیڈ فورڈ واقع امریکہ میں بقول ڈاکٹر منڈو لوئنگ ایک دوغلی نسل کا آدمی بھی ولیم کنگ دو دل رکھتا ہے۔ اگرچہ اسکی عمر پورے سو برس کی ہے مگر اسقدر مضبوط اور طاقتور ہے کہ آہنی سلاح کو بازو پر رکھ کر موڑ دیتا ہے۔ ایک دل سینہ کے بائیں جانب اور دوسرا دائیں جانب ہے اور دونوں دل یکساں حرکت کرتے ہیں۔ اس عجیب انخلقت شخص کے سینہ کی ٹیٹیاں بھی دو ہری ہیں۔



## عورتوں کی نسبت انگریز عالموں کی ائین

سینڈ - عورت ! تو ہماری خوشیوں اور غموں کی مبارک حصہ دار ہے۔

کوپر - خود مبارک ہے اور جہاں جاتی ہے مبارک کرتی ہے۔

بائیرن - امید کرنے میں گو پر جوش ہے مگر تکلیف برداشت کرنے میں ہی کچھ کم نہیں ہے۔

باربولٹ - لے عورت تو مصیبت کو کم کر نیکے لئے اور افکار کو ہلکا کر نیکے لئے پیدا ہوئی ہے۔

کریب - تکلیف دہ برائی عورت کی آنکھ میں آنسو لاتی ہے۔

ہیمین - غیبی سے تکلیف کو سہنا اور دوسروں کی تکلیف میں اسکو خوش کرنا عورت ہی کا کام ہے۔

گریم - عورت ماتم کرنے والے کو کرڈے آنسوؤں کو پونجی ہے۔

برٹو - لے عورت ! عورت !! تو مبارک کرنے کی واسطے بنائی گئی ہے۔

چوسر - عورت بالکل استقلال کی واسطے بنائی گئی ہے۔

ملٹن - ہر دلعزیز و شیرین و پاک ہے۔  
 جانسن - عورت میں ہر ایک ملائم اور سچی صفت جمع ہونی چاہئے۔  
 بینک - عورتیں ہی ہماری آنکھوں کو خوش کرنے کے واسطے بنائی گئی ہیں۔  
 پیٹرسن - عورت محبت والی سچی خوبصورت دھچکنے والی بنائی گئی ہے۔  
 رنڈالٹ - لے عورت تو آدمی سے بنائی گئی ہے اور آدمی مٹی سے۔  
 ٹکلسن - لے عورت تیری زندگی کا کام محبت ہے۔  
 اسٹوری - عورت کے دل میں کچھ ہے جو بیان سے باہر ہے۔

پیکین دارالسلطنہ چین میں دو ہزار گھر مسلمانوں کے اور ۲۷ جامع مساجد ہیں۔ میان کے  
 مسلمان ترکی نسل سے ہیں جنکی آبادی کو تیس سال سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔

اصغرمان کے روسار و عوام نے جلسہ کر کے عہد کر لیا ہے کہ بیرونی ساخت کا کپڑا  
 ہرگز نہ پہنیں گے۔ اور انہوں نے اپنے سرایہ سے کپڑا بنانے والی ایک کمپنی ہی قائم کر لی ہے۔

## ایجاد و اختراع - صنعت و حرفت

بغیر تار کے پیام برقی بیجے کی جدید ایجاد کے تجربے آجکل انگلینڈ میں بڑی کامیابی  
 کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ ایک موقع پر بڑے بڑے معزنا فٹراکھانہ - تار گہرا اور جازون  
 کی کمپنیوں کے موجود تھے اور باوجود مخالف ہونے موسم کے بغیر تار کے برقی پیام نہایت صحت  
 اور کامیابی کے ساتھ پہنچائے گئے۔

اس جدید طریقہ کا موجب ایک اطالین سائنس دان کو قی نامی ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے ایجاد کردہ طریقہ سے ایک شہر سے دوسرے شہر تک یا ساحل سے جہاز تک تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بغیر کسی درمیانی ذریعہ کے باسانی گفتگو ہو سکتی ہے۔ اس ایجاد سے یورپ کی کیبل کمپنیوں میں بڑی ہل چل مچ گئی ہے کیونکہ اس کا رد ہاروپی کیبل یعنی ان تاروں میں لگا ہوا ہے جو سمندر کے اندر ہی اندر ایک ملک سے دوسرے ملک کو پہنچائے گئے ہیں اور جنکے ذریعہ سے اب تک روزانہ پیامات تار برقی آتے جاتے ہیں۔

### آتش بازی کے عجیب و غریب پرند

ملک جاپان کے شہر نگا سکی میں ایک آتش باز رہتا ہے جو آتش بازی کے بڑے بڑے پرند بناتا ہے۔ یہ آتش بازی کے پرند چوڑے ہی ہوا میں اڑنے لگتے ہیں اور کل حرکتیں یعنی مثل زندہ پرندوں کے کرتے ہیں۔ اس قسم کی آتش بازی بنانے کا فن چار سو برس سے بطور راز اس کے خاندان میں نسل بعد نسل سیدہ بسیدہ چلا آتا ہے اور سوائے بڑے بیٹے کے اور کسی کو نہیں سکھایا جاتا۔

### دنیا میں کاغذ سازی کے کارخانے

دنیا میں اس وقت ۴۰۰۰ کارخانے کاغذ سازی کے موجود ہیں جو ۷۰ ارب ۹۰ کروڑ دستے کاغذ کے سالانہ تیار کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ کاغذ کا خراج انگلینڈ میں ہے اس کے بعد ممالک متحدہ۔ امریکہ۔ جرمنی۔ فرانس۔ آسٹریا۔ اٹلی۔ میکسیکو۔ روس اور اسپین کا نمبر یکے بعد دیگرے ہے۔ ۶۰ کروڑ دستے کاغذ کے اخباروں میں خرچ ہوتے ہیں اسپین امریکہ کا نمبر اول ہے ایک وہ زمانہ تھا کہ جب کاغذ بنانا انسان کو معلوم نہ تھا اور درختوں کی چال

ہوج پتر۔ یا جانوزون کی کمال پر خطوط۔ دستاویز اور کتابیں لکھی جاتی تھیں اور سوائے امر  
کے دوسروں کو کتابوں کے خریدنے کی قدرت نہ تھی۔ یا آج وہ زمانہ ہے کہ دو آنہ میں گستاخانہ  
اور ایک آنہ میں انگریزی ڈکشنری خرید لو۔ یہیں تفاوت رہ از کہا است تا بہ کہا۔

\*\*\*

اسپین میں ایک اخبار کپڑے پر چھپتا ہے جسکو ناظرین پڑھنے کے بعد صابون سے  
دھو لیتے ہیں نہایت عمدہ رومال بناتے ہیں۔

\*\*\*

متفرق علمی ناولس وغیرہ

\*\*\*

کیا طبی کتابیں داخل فحش ہیں؟

\*\*\*

لاہور کے بعض اخبارات سے معلوم ہوا کہ کشمیری بازار کے کتب فروشوں کی دوکان سے  
محررات بوعلی سینا وغیرہ کی کچھ جلدیں پولس نے برآمد کر کے چالان عدالت کی ہیں۔ ساتھ ہی  
اسکے یہ خبر بھی دیکھنے میں آئی کہ ڈاکٹر لنگادین کی ایک طبی کتاب ”ینگ مینس گائیڈ“ کو  
کلکتہ ہائیکورٹ نے جائز قرار دیا اور عدالت ماتحت نے جو اسکو فحش قرار دیا تھا اس حکم کو  
منسوخ کر دیا کلکتہ ہائیکورٹ کا یہ فیصلہ نہایت اطمینان بخش ہے کیونکہ طبی کتب خاصہ کہ طبابت  
پیشہ لوگوں یا اوس فن کے عام شائقین کے لئے مخصوص ہوتی ہیں جنکی تعداد انگلیوں پر گنی  
جاسکتی ہے ان کے ناظرین کی تعداد ناول کے شائقین کی طرح غیر محدود نہیں ہوتی۔ اور اسلئے  
اوپر کا اثر عام نہیں ہوتا۔ اگر محررات بوعلی سینا کو جو ڈیشل نظر سے فحش قرار دیا جائے تو انگریزی  
کتب اناتھی (علم الادب) کے ترجمہ جنہیں اعضائے انسانی کے رگ وریشہ کی تصاویر درج

ہوتی ہیں اور جو طبی مدارس سرکاری میں پڑھائی جاتی ہیں بدرجہ اولیٰ فحش قرار دئے جاتے  
کی مستحق ہونگی۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ جس صورت میں ریٹالڈ کے فحش اور مخرب اخلاق ناول اور  
اونکے ترجمے کئے خزانے تین تین چار چار آئے بازاروں اور اسٹیشنوں پر بکتے پرتے ہیں اور  
سرکار سے کوئی مداخلت اونکی فروخت میں نہیں ہوتی تو عجرب بات بوعلی سینا جو ایک خاص فن  
کی کتاب ہے کس اصول پر قابل اعتراض سمجھی جاتی ہے۔

طلب یونانی اول تو ملک کی غفلت اور ناقدری سے یون ہی نیم جان ہے۔ اگر اوسکی یہ  
چند کتابیں ہی قانونی شکنجہ میں پھنسکر ناقابل الاشاعت قرار پانگئیں تو فن مذکور ہا سہا بالکل نیست  
و نابود ہو جائے گا۔ یہ ایک بڑا اہم اور نازک مسئلہ ہے جسکو روز روشن میں لانا اور اسپر متانت  
اور سنجیدگی سے بحث کر کے گورنمنٹ کی توجہ معطوف کرانا اخباروں کا کام ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ  
ہمارے معزز ہمعصر جلد اس کا نوٹس لینگے۔ اگر اس بارہ میں ایک خاص کمیٹی سرکار سے مقرر ہو کہ  
اے طلب کیجاوے اور ملک کے مشہور اطباء و دانشمندان کو حاضری طلب کیا جائے جناب حکیم علی محمد خان حصا  
دہلوی۔ خان بہادر ڈاکٹر رحیم بخش صاحب لاہوری۔ ڈاکٹر پیارے لال صاحب سند یافتہ لندن  
شمس العلماء مولوی محمد ذکا و الدہ صاحب خان بہادر شمس العلماء مولوی حافظ نذیر احمد صاحب وغیرہ  
اوس کمیٹی کے ارکان مقرر کئے جاویں تو یہ اہم مسئلہ نہایت عمدگی اور اطمینان کے ساتھ  
حل ہو سکتا ہے۔

### پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات کا نتیجہ

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات سالانہ کا نتیجہ شائع ہو چکا ہے۔ ایف اے میں کل  
امیدواران کی تعداد ۵۷۵ تھی جن میں سے ۲۹ یعنی قریب ۲۰ فیصدی کے پاس ہوئے۔  
ان میں ۱۵ مسلمان ہیں۔ اسلامیہ کالج لاہور تمام پنجاب میں اول نمبر رہا۔





نایاب کتابوں میں ایک وہ جلد انجیل کی ہے جو اسکسفرڈ یونیورسٹی پریس نے چھاپی ہے وہ صرف ۳۳۱۱ انچہ لائبریری اور ۱۶۱۱ انچہ چوڑی ہے۔ ٹائپ اسکا اسقدر باریک ہے کہ بلا مدد خوردبین شیشہ کے جو جلد کے ہمراہ ملنگنگ کو ملتا ہے نہیں پڑھی جاسکتی۔  
 لارڈ ڈفرن کے پاس سکون کی مقدس کتاب کی ایک جلد ہے جو ڈاکٹرانہ کے ٹکٹ سے نصف پیمانہ پر ہے۔

(مترجمہ - شرارہ)

## جنتری کے متعلق عجیب و غریب معلومات

- ہماری جنتری میں کئی باتیں واقعی عجیب ہیں۔
- (۱) کوئی صدی چار شنبہ - جمعہ اور یکشنبہ سے شروع نہیں ہو سکتی یعنی کسی صدی کی پہلی تاریخ ان تین دنوں میں واقع نہیں ہو سکتی۔
- (۲) کسی سال کی جنتری بیسویں برس پر صحیح طور پر استعمال ہو سکتی ہے۔
- (۳) اکتوبر کی پہلی تاریخ کو ہمیشہ وہی دن پڑیگا جو جنوری کی پہلی کو ہوگا اور اسی طرح اپریل کی پہلی تاریخ یکم جولائی سے یکم ستمبر اور یکم دسمبر سے بمطابق دن کے مطابق ہوگی۔
- (۴) فروری - مارچ اور نومبر ہمیشہ سے ہر سال ایک ہی دن شروع ہوتے آئے ہیں۔
- (۵) مئی - جون اور اگست ہمیشہ متفرق دنوں سے شروع ہوتے ہیں اور کبھی اوں میں مطابقت نہیں ہو سکتی۔
- (۶) ہر سال کا پہلا اور آخری دن ہمیشہ ایک ہی ہوتا رہیگا۔ یعنی اگر یکم جنوری کو دوشنبہ ہے تو ۳۱ دسمبر کو بھی ضرور دوشنبہ ہوگا۔
- نوٹ۔ سال کبیسہ میں ان قواعد کی پابندی ٹوٹ جاتی ہے۔ (۷)

جاپان میں اخبار - بیان ہوا ہے کہ جاپان میں اٹھارہ برس قبل صرف ایک اخبار جاری تھا اور اب پانچ سو پچیس روزانہ اور ہفتہ وار اخبار شائع ہوتے ہیں جن میں پچیس مخزن القوانين - گیارہ علمی - اور پچیس طبی رسائل اور اس قدر مذہبی اخبارات ہیں - جاپان میں لڑکوں کو دو گونہ ہاتھوں سے لکھنا سکھایا جاتا ہے -

## یادگاری واقعات

یہ مہینہ جہاں تک کہ ہندوستان کے واقعات سے متعلق تھا بجز و غوی گزرا - وہاں طاعون میں عوامانیاں کی واقع ہوئی - بمبئی میں قریب ۵ فیصدی کے نئے وقوعے کم ہوئے دافع البلیات جلد اس ہونڈی مرض کو ملک سے دفع کرے -

سرانٹونی مکڈنائل بالقابہ نے ضلع اعظم گڑھ میں گنگا - گھاگرا دواب ریلوی کا افتتاح فرمایا - نواب حاجی محمد محمود علیخان صاحب مرحوم و مغفور رئیس جتپاری کی وفات کے بعد نوابی کا خطاب ان کے فرزند اکبر خان بہادر محمد لطیف علیخان صاحب بہادر کو عطا ہوا - یہ بڑے نیک - فیاض - خدا ترس اور دنیار رئیس ہیں - ہم ہی اس عطاے خطاب کی مبارکباد دیجو میں ریاست جلالا دین پٹیکل اجنٹ نے ایک کتب خانہ کی بنیاد رکھی - خداوند کریم دوسرے رئیسوں کو بھی اس نیک کام کی توفیق عطا فرمادے -

ہمارا صاحب ریاست بیکانیر نے حکم دیا ہے کہ آئندہ سے کل دفاتر ریاست میں ناگری حروف میں کارروائی کیجاوے -

نمائش تصاویر بمبئی میں مشہور دکنی مصور امیر روی درانے اعلیٰ انعام حاصل کیا - اسے بہادر گنگا پرشاد صاحب نے دربنگہ کی سر اسے میں ایک شفا خانہ کی تعمیر کے واسطے

۳۱ ہزار روپیہ چندہ دیا ہے گوئمنٹ نے اس فیاضی کا شکریہ ادا کیا۔

مدرس کے ایک متمول رئیس راجہ دونو گوپال نے بیکارا و ضعیف مولشیون کے لئے پراگاہ بنانے کو ۱۵ ہزار روپیہ وقف کیا ہے۔

شیخ اصغر علی صاحب مشہور سولین پنجاب نے اپنی پوری ایک مہینہ کی تنخواہ سرسید میموریل فنڈ میں بطور چندہ کے دیدی۔

ریاست بڑودہ نے ۱۰ ہزار روپیہ اس غرض سے دیا ہے کہ نمائش پیرس میں ہندوستان کی اشیاء ارسال کرنے میں صرف کیا جائے۔

مدرس ہائیکورٹ فی حکم دیا ہے کہ کوئی وکیل سوائے پیشہ وکالت کے اور کوئی دوسرا پیشہ یا تجارت نہ کرے بصورت خلاف ورزی سند وکالت ضبط ہو جائیگی۔

سوشیل رفارم۔ لاہور کے کترین نے ایک رزلوشن پاس کیا ہے کہ ایک عورت کی موجودگی میں دوسری عورت سے شادی کسی طرح سے مناسب نہیں ہے دوسری شادی کو لئے برادری سے اجازت حاصل کرنا ضرور ہے جو صرف اس صورت میں دی جائیگی کہ امیدوار ملازم قطع ہو گئی ہو اور مرد کی عمر ۴۰ سال سے زائد نہ ہو۔

اس مہینہ میں دو مشہور شخصوں نے انتقال کیا ایک سرمنویر لہیس مشہور عالم علوم شرقی جو پروفیسر میکسملر کے بعد انگلستان میں سب سے بڑے سنسکرت دان سمجھے جاتے تھے اور جن کو مختلف یونیورسٹیوں نے ازراہ قدر وافی ایم۔ لے۔ ڈی۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ اور پی۔ ایچ۔ کی اعزازی ڈگریاں عطا کی تھیں۔

دوسرے پنجاب کے مشہور سرحدی فسر کرنل سر رابرٹ واربرٹن جنکو آفریدی لوگ بوجہ ان کے ذاتی اثر اور رسوخ کے بہت مانتے تھے۔ صاحب دل الذاکر کی بہت سی کتابیں تصنیف کی ہوئی موجود ہیں۔ آخر الذاکر کی تصنیف ۸ سالہ ملازمت سرحدی زیر طبع ہے جو غریب شائع ہوگی اور

## ریویو

\*\*\*

۱۔ احکام الطاعون۔ یہ رسالہ مسائل طاعون کے متعلق بنگلہ کے عالم تبحر ابوالبرکات مولوی سید شاہ درویش صاحب قادری متولی مسجد جامع کی تصنیفات سے ہے۔ مولانا محمد وحی نے ایک استفتاء کے جواب میں بحوالہ احادیث معتبرہ یہ ثابت کیا ہے کہ جان بچانے کی غرض سے طاعون زدہ شہر کو چھوڑ کر جانے کی کوئی ممانعت شرعی نہیں ہے اور یہ خیال جو عوام میں پھیلا ہوا ہے کہ طاعون سے فریوٹ لے کر بوجہ صبر و رضا کے کامل درجہ شہادت ملتا ہے صحیح نہیں ہے یہ مصنف نے اپنے جواب استفتاء میں قسطانی۔ ابن ماجہ وغیرہ معتبر کتاب احادیث سے استناد کیا ہے۔ مختصر رسالہ جو ڈیڑھ جز پر مطبع فردوسی بنگلہ میں نہایت خوشخط طبع ہوا ہے قابل دید ہے۔ غالباً آدھ آنہ کا ملک محصول ڈاک بھیجنے پر فٹ مل سکتا ہے۔ شایقین مولوی صاحب بوصوف سے جامع مسجد بنگلہ کے پتہ سے طلب فرما دیں فقط۔

۲۔ المعلومات۔ اس نے نظیر علمی رسالہ کے چار نمبر لغایت ماہ اپریل ۱۸۹۹ء طبع ہوئے ہیں۔ اس وقت تک شائع ہو چکے ہیں۔ گو ایک مختصر سا نوٹ اس سال کی نسبت فروری کو ادیب میں دیا گیا ہے لیکن اب ہم نے ان چاروں نمبروں کو بالاستیعاب دیکھا تو فی الحقیقت اونکو تاریخ معلومات کا ایک نایاب بیش قیمت مخزن پایا۔ یہ رسالہ ولایتی کاغذ کے ۳۲ صفحوں پر نہایت خوشخط مطبع نفید عام گره سے ماہوار جیکر ریاست جیدپور سے شائع ہوتا ہے۔ اخیر کے ۱۶ صفحوں میں ایک انگریزی ناول موسومہ عشوہ کا سلیس و شستہ ترجمہ ہوتا ہے اور شروع کے ۱۶ صفحوں میں انگلستان کے مشہور مورخ گیلن کی تاریخ زوال و انتزاع سلطنتہ رومۃ الکبریٰ کا بامحاورہ عام فہم نہایت عمدہ ترجمہ طبع ہوتا ہے۔ ہم نے بعض مقامات اصل تاریخ انگریزی سے مقابلہ کر کے دیکھے تو ترجمہ کو نہایت صحیح و بامحاورہ پایا۔ فن ترجمہ کی مشکلات کو وہی شخص جان سکتا

ہے جس نے کبھی اس کام کو کیا ہو۔ انصاف تو یہ ہے کہ مترجم نے عنقریبی و جانفشانی سے  
خون جگر کھا کر اس ادق مگر دلچسپ تاریخ کا ترجمہ کیا ہے اور اردو خوان پبلک پر بڑا احسان کیا ہے  
کہ ایسی عام پسند کتاب کو نہایت سادہ اردو کا لباس پہنا کر لٹریچر کی دنیا میں پیش کیا اور تعجب  
بالاے تعجب یہ ہے کہ انجمن تعلیمی نے (جو بظاہر اس رسالہ کی مالک معلوم ہوتی ہے) اس کی عاقبت  
صرف عصا سالانہ رکھی ہے جو شاید اصل لاگت کو بھی بیشکل تکلفی ہوتی ہوگی۔

اس ترجمہ میں سب سے بڑی عذگئی یہ ہے کہ مترجم نے متن تاریخ کو جابجا محققانہ نوٹ (حواشی) سے  
مزین کر کے اصل کتاب کی خوبی کو دوبالا کر دیا ہے بلکہ بعض نوٹ تو اس قابلیت و تحقیقات سے درج کئے  
گئے ہیں کہ اصل کتاب پر فوق لے گئے ہیں یہ نوٹ تاریخی جغرافیہ اور عام معلومات سے پر ہیں اور ترجمہ نے  
بڑی تحقیق و تدقیق سے انگریزی مستند کتابوں مثل انسکلو پیڈیا برٹانیکا، ٹیلرز اینڈ شینٹ ہسٹری وغیرہ  
سے فراہم کر کے ترجمہ کئے ہیں۔ ان نوٹوں کی وقعت اور ترجمہ کی محنت کا اندازہ صرف اسی بات سے ہو سکتا ہے  
کہ اپریل کے پرچے میں ۱۶ صفحات میں سے ہر ایک صفحہ میں صرف دو دو سطریں تو متن تاریخ کی ہیں اور باقی صفحہ  
کی ۱۸-۱۸ سطریں نہایت باریک قلم سے نوٹ درج ہیں جن میں سے صرف ایک نوٹ نمبر ۱۵۰ متعلقہ  
شاہنشاہ طراحت کا بقیہ ۱۴ صفحات میں ختم ہوا ہے!

الغرض اس رسالہ کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں ملک کو اس کی طبیعت قدرنا چاہیے۔

یہ بڑا گورنمنٹ کے امن و فیض تعلیم کی برکت ہے کہ راجپوتانہ کے یگستان سے علم کے چشمہ جاری ہو گئی ہیں  
اور ایسی ریاستیں بیرونی خطرات اور اندرونی مناقشات سے مامون و مصئون ہو کر ترویج علوم و فنون میں مصروف  
اور اہل علم و ہنر کا مرجع بن رہی ہیں۔ درجہ ملک ڈھونڈا رہا اور کجا العلومات سے رہا ہے شاہوارا! ایڈیٹر  
۳- شمس ارہ یہ علمی رسالہ باہتمام شمس ایم فضل محمد صاحب سس المطابع پریس مراد آباد سے میرا پوری کا غنہ کے  
۴- صفحہ چھپ کر مینڈین و دوبار شائع ہوتا ہے۔ اس کے تین نمبر اس وقت تک دفتر ادیبان آچکے ہیں۔

اس رسالہ میں باستان پر دلچسپی کے مباحث کے معلومات عامہ کے متعلق تازہ تازہ خبریں علمی چون و چرا۔ پند و

نصائح۔ لطائف تاریخی و جغرافیہ معلومات یونان و عربان عجائبات عالم شعر و سخن۔ اسلامی معلومات صنعت و حرفت سیروسیاحت۔ اور طالب علموں کے لئے مخصوص مضامین درج ہوتے ہیں۔ اس رسالہ کی عمدگی ترتیب سے ایڈیٹر کی قابلیت ظاہر ہے۔ رسالہ مذکورہ صرف طلباء کے لئے بلکہ عام علم دوست شائقین کے لئے از بس مفید و دلچسپ ہے۔ پبلک کو ایسے پرچے کی ضرورت در کرنا چاہیے۔ عام قیمت پانچ پیسگی سالانہ مقرر ہے بغیر سے درخواست کرنے پر جاری ہو سکتا ہے۔ ایڈیٹر

سم۔ جلوۂ محبوب۔ یہ ایک ماہوار گلدستہ ہے جو بیادگار جشن سالگرہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور شاہ دکن خلد اسطکہ بلدہ حید آباد کن سے جاری ہوا ہے اس کے دو نمبر دفتر ادبیات میں موصول ہوئے ہیں۔ ایک حصہ میں دکنی اور ہندوستانی شاعر دکنی غزلین دوسرے حصہ میں لطیفے۔ اور تیسرے حصہ میں ایک چوڑو دو ناول ہیں جن میں سے ایک تاریخی ناول اسپین کا ہے لیکن سب سے عمدہ حصہ اس رسالہ کا وہ ہے جس میں سریر آریان سلطنت آصفیہ کا تاریخی سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ ہم نے اس تاریخی حصہ کو اول سے آخر تک دیکھا اور اسکو نہایت مفید و دلچسپ پایا۔ جن صاحبوں کو دکن کی تاریخ دانی کا شوق ہو وہ اس میں از حد دلچسپی کا سامان پاویں گے۔ یہ گلدستہ دیگر مضامین کے اعتبار سے بھی من حیث المجموع قابل قدر ہے۔ ولایتی کاغذ کے تقریباً دو جز پر چھپتا ہے چھپائی غنیمت ہے عام قیمت پانچ اور امر و عیدہ داران سے ہمسالانہ مقرر ہے۔ مولوی غلام محمد انی خاں صاحب گوہر حیدر آبادی مہتمم ایڈیٹر سے درخواست کرنے پر جاری ہو سکتا ہے فقط ایڈیٹر

# ادب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

شعبہ ۱ بابت ماہ مئی و جون ۱۸۹۹ء جلد ۱

## فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۲	بعض مشہور انگریزی شاعروں اور مصنفین کی	۱۸۳	پنچل تلیم فلسفہ ہند بھٹو لانا سید ابوالحسن علی
۲۱۳	یا گکارا خوال و نصایح وغیرہ مترجمہ ایڈیٹر	۱۸۴	تیسرا انٹرنیشنل کنفرنس ہائیک شمس العلماء
۲۱۵	۷ دلچسپ و مفید معلومات مترجمہ ایڈیٹر	۱۸۵	مولوی محمد ذکا و القاد خان بہادر
۲۱۶	۸ ایجاد و اختراع صنعت و حرفت وغیرہ	۱۸۶	۳ یونیورسٹی قاہرہ و قہرمانیہ مع نقشہ ایڈیٹر
۲۱۷	۹ متفرق علمی نوٹس نصیحت وغیرہ	۱۸۷	۴ سول بحری حضرت امام علی رضی اللہ عنہ
۲۱۸	۱۰ یادگاری واقعات ..... ایضاً	۱۸۸	۵ ابوالموید نظر الہادی سبیل احمد ہوی
۲۱۹	۱۱ ریویو تجلیات عشق آزاد ڈیپٹر	۱۸۹	۶ خدا کی ذات کی نسبت حکماء و قہیم کو خیالات نقل

۱۲ ادب کی نسبت عام رابین ۲۲۵

سید اکبر علی اکبر آبادی

(سید ذکا و القاد خان بہادر)

مولانا سید ابوالحسن علی خاں صوفی صاحب

علم و ادب کے ستارے ہیں

نہایت پرہیزگار



مقاصد

[illegible]

اسوالات کو نامی میگزین اور سالانہ امتحانوں کے ترجمے  
میں فلسفہ اخلاق، سماج، طبعیات، تمدن، معاشرت  
صنعت و حرفت تجارت کے متعلق مضامین۔

۳۴۔ حالیان ملک امیر ہر قوم کے مشاہیر کے تذکرے  
۳۵۔ دنیا کے بڑے بڑے شہر و ممالک مشہور و نامور کا ذکر۔

۵۔ نامور سیاح کی سر وساحت اور مختلف ملکوں کے باشندوں کے ہر دور وراج کے متعلق دلچسپ حالات جیسے ہر کے اخباری یا گامری واقعات۔

سچے سچے علم۔

۸۔ کسی مضمون پر اعلیٰ طریق کا نمونہ۔

۵۔ نامی اردو اخباروں اور رسالوں کی اعلیٰ مضامین کا اقتباس

۱۱- کتب مفید و تصانیف جدید پرریویو۔

سوالیہ جن علاوہ اطوار اور کتب بعض مہتمم مہتمم کا نام ہے  
 نالیاں ہیں کہ اس میں ہر جہت سے کام لیا گیا ہے اور تمام اوقات میں  
 دیکھ کر جو مسالماں کو یاد ہے وہ میں نے اس کتاب کی صورت میں

ان تمام لوگوں کو اس مسئلہ کو واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا محکمہ کے  
 جس کے نشان و حوالہ دینے کی ضرورت نہیں تھی اور اس کی تاریخ  
 و تاریخ کے ساتھ ایک حصہ میں علاوہ دلائل کے میگزین و  
 مسائل کے مجموعہ کی جدید و جدید مضامین کے نام پر اضافہ  
 اور اس میں غرض ہمارے اس لیے یہی تھی کہ ہم دیکھ سکیں  
 مضامین جو ادبی کی افی اور جس کی قابلیت محققانہ کے  
 اور پانچویں خیالات کا نتیجہ ہوتے ہیں لیکن ہر چیز کے بعد  
 ساتھ ہی ہر دور کی اور دیکھ کر ان کے جاتے ہیں ہر طرف  
 سے نکلا اور یہی ہفتوں میں جس کی سالانہ تجدیدی باستانی  
 ہو سکتی ہے یہی ہے کہ یہ محفوظ رہیں گے۔

ضوابط

انجیت عام مشربوں کے معقولہ لٹلکے پر لائن مانتا ہے  
مقررہ چھ ماہ کو مدت کیلئے یا بالطلب دیگر مقررہ  
رسالہ کسی کے نام جاری نہ ہو سکیگا۔

اسلام اور دس اعظم کو امتیازی قیمت عہ سالانہ کی  
گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحبِ بک اس شرح کو خریدنا چاہے تو  
ادنیٰ خدمت میں اسی شرح کو سالانہ داخل روئے کیا جائے گا۔

۱۲۔ والیان ملک سو عہد سالانہ مقرر ہے۔

اس نشان سے آئی جائیں۔

سید اکبر علی اکبر آبادی ایڈیٹر رسالہ ادیب مقام  
فیروز آباد ضلع اکبر

نور

اور جب کہ مضامین میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا جائے کہ عبارت ایسی صاف سلیس و مفہوم اور گہرا غور و فکر کا حامل ہو کہ عام قاری کو درمیان میں لایا کہ اسے یہی جو کہ عین کچھ ہی شے ہے جسے انہیں ہر شخص کو آسانی سے سمجھ سکیں فقط

# اویب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد ۱ بابت ماؤنٹی و جون ۱۹۹۹ء نمبر (۵ و ۶)

## نیچرل نظم

فلسفہ مذہب

(اعلیٰ کورس کے لیے)

یہ کہتے ہیں دانا سے اسرارِ نیچر	کہ ہوا ایک سے دوسرا جلوہ گستر
ہے پانی سے مٹی تو مٹی سے پتھر	ہوں پانی بخارات ارضی ہلکے
رگڑ سے ہوئی آگ عالم بین پیدا	ہے اسٹیم میں اس کی طاقت ہویدا
ایسی طرح چلتے چلے جاؤ اوپر	ملین گے پتے ٹکڑے ہی یکسر
مگر دور پہنچو گے جب یان سے چلکر	تو ہو جائے گی عقل حیران و ششدر
نہ نکلے گا مان کام عقل بشر سے	نہ سمجھو گے اس کو نہ دیکھو نظر سے
خاسنے گئے ہیں عناصر جو پیدا	ہیں ترکیب اجسام کے چند اجزا

اگر ہم بتائیں کوئی ان سے پتلا	بٹے گا نہ ہم سے کبھی ایک ہینگا
بس اب جان لو یہ کہ صنعت ہے کس کی	بٹ جس سے عاجز وہ حکمت ہے کس کی
اگر آپ سے آپ ہم بن ہی جاتے	عناصر سے اجسام ترکیب پاتے
مگر یہ حواس و خرد کیسے آتے	جو یوں مغز سر اور ولین سماتے
بتاؤ یہ ادراک کس نے دیا ہے	شنا سارے عالم یہ کس نے کیا ہے
خدا ہے وہی عقل میں جو نہ آئے	اوس کی ہے طاقت جو سب میں سائے
اوس نے ہرین یہ چاند سورج بنائے	اوس نے ہرین یہ غنچہ دگل کھلائے
اوس نے یہ اجسام کو روح دی ہے	اوس سے یہ ارواح میں آگئی ہے
جو ہے نفس ناطق ہمارا تمہارا	جو ہے روح کتبہ میں عالم میں داننا
جو ہے سب حقایق کا ادراک کرتا	سبمتا ہے جو خوب اپنا پرایا
تو س وہ کہتا ہے قرب خدا سے	مدارج میں حاصل او سے کیا ہے
ہے ادراک خالق سے لاچار دنیا	ہے مافوق عقل بشر ذات والا
منابع سے کب ہرین خبر دار دیریا	نہ جانے کوئی ذرہ تعریف صحرا
خبر آگ کو کیا وہ آئی گمان سے	ہوا کو خبر کیا چلی وہ جان سے
جمادات کیا ہیں یہی خاک پتھر	ہوں الماس و یاقوت یا لعل احمر

ہو چاندی کہ سونا ہو مٹی کہ گنجر	موثر ہے ان سب میں ترکیبِ فیچر
حرارتِ برودتِ رطوبتِ یہوست	بنائے انہیں حسبِ فرمانِ قدرت
مری آنکھ سے دیکھو بندے خدا کے	بتوں میں جو آئینِ نظر و سکی جلوے
نشانِ ذرہِ ذرستین او کے ہرین ملتے	جدا سب کی صورتِ جدا سب کے ساپنے
ہے ہر ذرہ سورج سے آنکھیں لڑائے	کوئی ایک ذرہ تو ایسا بنا لئے
جمادات میں ہر شے کے ہے لب پر	کہ خالقِ مہر اسے خداوندِ اکبر
ہے ہر شے خالق کی قدرت کا دفتر	ہے ہر برگ میں صنعتِ خاصِ مضمر
کرین جذبِ اجسام میں حسبِ عادت	حرارتِ برودتِ رطوبتِ یہوست
کھڑا ہے وہ دیکھو پرخشِ تناور	وہ چھوٹے سے اس بیج میں ہو سر اسر
یہ صنعت ہے کسی کرو غور دم بہر	کہ اس بیج میں آگیا وہ سمٹ کر
ذرہ بڑے کو تم بیج میں بڑے دیکھو	اثر پتے پتے میں تم جڑ کے دیکھو
درختوں کے نر مادہ کا کام دیکھو	تو والد کا بے سراسر انجام دیکھو
کسین نطفہ و شکلِ ارحام دیکھو	کسین خاصِ قدرتِ کین عام دیکھو
کرو غور سرنانی میں اون کے	بڑا ہے لڑکپنِ جوانی میں اون کے
کسین مادہ سے نر مادہ ہے جوڑا	رہے رحم میں نطفہ مادہ کے نر کا

کین رحم میں نطفہ لیجا گئے کیڑا	ہوا سے کین اوڑ کے پونچے وہ نطفہ
بت اور تو یہ کار سازی ہے کس کی	زمانہ میں یہ پاک سازی ہے کس کی
کین تخم لہنے سے اوگے زمین پر	کین بیل پہ چھلے درختوں پہ پیکر
کین ہووے شاخ قلم بار آور	کین شاخ بیوند ہو سایہ گستر
بدن میں جو انسان کے ترکیب دیکھو	شجر میں وہی حسن ترتیب دیکھو
نہات کے بعد حیوان کو دیکھو	بنادٹ میں ترکیب انسان کو دیکھو
ہرن اور شیرستان کو دیکھو	مگر اور ماہی و سرطان کو دیکھو
طیور و وحوش اور سباع و بیایم	چرند و پرند و غنایم غنایم
عیان سب سے ہے صنعت حق کی قدرت	کہہ تو تم دایا لکھو اس کے فطرت
ہے ہر شے میں اس کی نمودار صنعت	ہے ہر فرد اس کی خدائی پہ حجت
وہ صانع وہ خالق وہ مالک ہے سب کا	اوس سے عیان جلوہ ہے روز و شب کا
جہان آئینہ ہمہ بین تصویر او سین	خدا کی ہے صنعت سے تنویر او بین
ہزاروں صنایع ہیں خمیر او سین	ہے جلوہ فزاینک تقدیر او سین
مٹے شکل یا اوس کا آئینہ ٹوٹے	مصور کا اوس سے تعلق نہ چھوٹے
یہ فوٹو گراف اور یہ تار برقی	جو ہیں معجزات کمالات علمی

یہ ساری کلین جو بہن ناز ترقی	ہوں منسوب اوس سے بہن یا جوجکی
جو موجب بہن ان کے وہی حق نما بہن	جسدا جو ہوں اون سے وہ حق سے بہن
سہنے آواز کی چال تم سب نے دیکھی	ہوا کی سہنے رفتار چلنے میں آنہری
چل غ اور سورج کی ہو چال برقی	گرن کی صدا سے چلے جلد بجلی
مگر کتنے سیارے پاؤ گے ایسے	جو بجلی سے بہن سیکڑوں درجہ آگے
مگر کہو دی ہے خدا نے وہ طاقت	ملی ہے نفوس بشہ کو وہ قدرت
جو سب سے زیادہ ہے سرگرمی	ہے دل کے خزانہ میں یہ سب امانت
اگر ہم نے سوچا اور دھرتی پائیا	تصویر خدا تک گیا اور آیا
نشاں شہری سے جو تم نے برابر	اگر واسکے مطلب کو تم یاد ازیر
نشاں کیا سب کو پیدا برابر	وہ ہر ایک مذہب میں ہو پاک و برتر
خدا کو ہر اک حال میں یاد رکھنا	امجد علی اشہری
مہربان مری روح کو یاد رکھنا	
<p>نیچر (آفرینش الہی)</p> <p>نہ کہ خاک</p> <p>تمہید</p>	
<p>مفہمین دو طرح کے ہوتے ہیں ایک اصلی دوسرے فصلی - فصلی مفہمین کا حال فصلی</p>	

یہ دونوں کا ساتھ ہوتا ہے کہ ان کی فضل میں لوگ بڑے شوق و ذوق سے اُنکو خریدتے ہیں اور کھاتے ہیں انکی افراط ہوتی ہے اس لیے ان کی ارزانی ہوتی ہے۔ یہ ساری باتیں ان کی فضل کے ساتھ ہی رہتی ہیں جہاں وہ ختم ہوئے پھر وہ میوے نہ ملتے ہیں اور کھائی دیتے ہیں اگر یہ تکلف ان کو کہیں سے منگائیے اور کھائیے تو وہ مرنے کو مرنے نہیں دیتے اور احرار غصہ پیدا کرتے ہیں۔ اس ملک میں غریبوزے تر بوزوں کی فضل میا کہ جیٹھ۔ اسٹارہ میں ہوتی ہے ان ہی مہینوں میں ان کے کھانے کا لطف ہے۔ اگر ساون بہادوں میں ان کو کہیں اور سے جہاں ان کی فضل ہو منگا کر کھائے تو کچھ مرنے نہیں آتا ہے چمٹ میں غل پیدا ہوتا ہے۔ یہی حال اور میووں کا ہے۔ بعینہ فصلی مضامین کا بھی یہی حال ہے کہ ایک خاص زمانہ میں اُن کا غل و شور مچتا ہے۔ رات دن جا بجا ان کا چرچا ہوتا ہے ہر کس و نا کس کو ان کے سننے کا شوق ہوتا ہے۔ صد ہا قلم ان کی تحریر کے لیے اٹھتے ہیں۔ اخبار دن اور رسالوں کے ہزار ہا صفحے ان سے سیاہ ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے عالم طبع و عاقل زمین اپنی طبیعت پر زور ڈال کر اُن میں وقایع و نکات پیدا کرتے ہیں اور فصاحت بلاغت سے بھری ہوئی ایچ پی جین دیتے ہیں اور یہ ایچ پی جین اور تحریریں اپنے وقت پر نہایت بکارتا مد اور ضروری ہوتی ہیں اور ان سے عملی فوائد خلقت کو یا گوہر منت کو بہت حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ آج کل ان مضامین کا بڑا چرچا ہو رہا ہے۔ طاعون۔ اس کے انسداد کے قانون۔ سپریموریل فٹڈ۔ مسلمانوں کی یونیورسٹی۔ ندوۃ العلماء۔ سرحد و انتظامات۔ روس۔ چین فرانس انگلستان کے تعلقات و معاملات۔ مصر و سوڈان کے انتظام۔ ایکسیج۔ سونے کا سک۔ ممالک مغربی و شمالی کی کچھ یونین میں اردو ہندی کے رواج جگڑا۔ ان مضامین کی تحریرات سے جو ایک علم ادب طویل مرتب ہو گا وہ تھوڑے دنوں کے بعد چھٹ ہٹا کر تورا سلاقی رہیگا باقی سب رومی ہو جائیگا پھر اسے کوئی پوچھنے کا بہو

نمین اس کا حال خوشبودار پہلوں کا سا ہوتا ہے کہ کچھ دیر کے لیے ان کی بومسکتی ہے۔ اور دلوں کو فرحت اور دماغوں کو معطر کرتی ہے پہ پہلوں پر مردہ ہو کر مڑ جاتے ہیں ہاں اگر وہ عطر کی صورت میں آجاتے ہیں تو ان کی بویاقتی رہتی ہے وہ خود کو چل بستے ہیں۔ بس اسی طرح مضامین فصلی کا عطر و لب لباب باقی رہتا ہے اور اصلی مضامین میں داخل ہو جاتا ہے اور پہلو کی پسک جاتا ہے۔ اصلی مضامین کسی زمانہ سے متعلق نہیں ہوتے وہ سدا بہار ہوتے ہیں نہ سادوں پرے نہ بہادوں سوکے۔ گو وہ فصلی مضامین کی طرح مڑے دار نہیں ہوتے اور پڑھنے والوں کو پسکے معلوم ہوتے ہیں اسلئے میں نے فصلی مضامین کو جب کا مصالح روزمرہ بہت سائیا بنا دیا مالتا ہے چہرے پر کر اصلی مضامین کے لکھنے کا طریقہ اختیار کیا ہے جسکی سہارا دیر پا ہوتی ہے۔

**آفرینش الہی** کا تماشا اول چار عنصر میں دکھانا شروع کیا ہے۔ ارسطو کا قول ہے کہ کل جب زمین چار عنصر سے بنتی ہیں۔ ہر چیز کی کیفیت و حالت جاننے کے لئے ان کے علم کی ضرورت ہوتی ہے بغیر ان کے علم کے آفرینش الہی کا علم نہیں حاصل ہو سکتا ہے مقدم ان کا علم ہے اول میں نے ہوا کا بیان لکھا کہ وہ کبھی فیسم دلتو اور کبھی سموم حمان گذار ہے۔ دوم آگ کا ذکر کیا کہ وہ دل افروز اور دشمن سوز ہے سوم پانی کا کہ اگر وہ صاف مزج ہے تو غبار کہ درت کو دل سے دور کرتا ہے اور چشتانِ عالم کو شاداب کرتا ہے اگر اعتدال سے باہر ہے تو خلقت کو طوفانِ بلا میں غرق اور امواجِ حوادث سے سیل قائم داخل کرتا ہے۔ اس میں سینے یہ نکتہ بیان کیا کہ سلطانِ فطرت نے پانی میں فطرت کا سمجھ یہ دکھایا ہے کہ اسکو اجزلے سوزندہ سے بنایا ہے اب میں اسے ایک شاعرانہ لطیفہ کا اور اضافہ کرتا ہوں کہ آگ بانی کو پیدا کرتی ہے جب کا حجر ہر شخص طعن کر سکتا ہے کہ وہ آگ کے پاس ہالٹے اور دیکھ لے کہ وہ پینے سے ایسا منانے لگتا ہے جیسا کہ کسی نے اس پر



پانی کا ٹوٹا ڈالا۔ اس مثال سے بہت سے آدمیوں کو یقین ہو جاویگا کہ یہ بات سچ ہے۔  
 کہ آگ سے پانی پیدا ہوتا ہے مگر اس بیان میں سوائے اس ایک لطیفہ کے کہ گائے کی  
 بچھیا اور بچھیا کی گائے بنائی گئی ہے کچھ اور بات نہیں ہے قاعدہ ہے کہ حرارت سے  
 پانی کے بخارات بنتے ہیں اور بخارات حرارت کے شکل جانے سے پانی بنتا ہے۔ یعنی  
 پانی با حرارت بخار ہے اور بخار بے حرارت پانی ہے جو جبر مقابلہ کی زبان کو سمجھتا ہے وہ  
 ان بیباقتوں سے اوپر کے مضمون کو خوب جان سکتا ہے بخار = پانی + حرارت اور پانی =  
 بخار - حرارت مثال مذکور میں آگ نے پانی نہیں پیدا کیا بلکہ جسم انسانی میں جو پانی تھا  
 اسکو بخار بنایا جنہوں نے مسامات میں سے ہو کر جلد سے باہر نکلنا چاہا ان کو ہوا کی سردی  
 نے پھر پانی بنا دیا۔ اگر صورت بدلنے کا نام پیدا کرنا کہ کو تو بیشک آگ نے پانی کو پیدا کیا  
 مگر یہ بات کہنی ایسی ہے کہ کوئی بڑے لکڑی کا تخت بنائے تو اسے یہ کہیں کہ اس نے  
 درخت پیدا کیا جس کا خالق خدا کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ متاخرین حکماء، محققین نے  
 انکس کو غیر مادی مانکر عناصر کی برادری سے خارج کر دیا جس کے سبب سے حکماء  
 متقدمین کے بعض مسائل باطل ثابت ہو گئے۔

اب اس تمسید کے بعد میں چوتھے عنصر خاک کا بیان لکھتا ہوں جو عناصر کے بیان میں  
 سے باقی رہ گیا ہے میں ان عناصر کا بیان زیادہ تر علم ادب کے لیے لکھتا ہوں اور سائنس کا  
 خیال کمتر رکھتا ہوں۔ ذرا گوش دل سے سنو کہ خاک خاموش میٹھی ہوئی ذروں۔  
 دیاؤں۔ درختوں۔ جانوروں کی زبانوں سے کیا کیا بہانت بہانت کی بولیاں میٹھی میٹھی  
 بول رہی ہے۔ اور لہن ترانیاں ہانک رہی ہے کہ میں آفتاب عالم تاب پر یہ نوازش کرتی  
 ہوں کہ اپنے ذروں سے اسکے نور کا ظہور زمین پر کرتی ہوں اگر اپنے ذروں کو اسکی شعاعوں  
 سے دور کر دوں تو وہ سارے بے نور ہو جائیں۔ جبکو میری اس انوکھی بات کا یقین نہ ہو

وہ پروفیسر ٹنڈل کے تجربات کو دیکھ لے کہ جس مکان کو ذرات سے خالی کیجئے وہاں سورج کا اُجالا نہیں ہوتا وہاں شعل آفتاب گل ہو جاتی ہے لوگ یہ غلط سمجھے بیٹھے ہیں کہ آفتاب ذرہ نوازی کرتا ہے کہ اونکو روشن کرتا ہے سچ یہ ہے کہ میرے ذرے آفتاب نوازی کرتے ہیں اور سکا اُجالا زمین پر کرتے ہیں۔ مرے ذرے نہ ہوتے تو آفتاب کو کوئی جانتا ہی نہیں یہ کیا صحیح نہیں کہ ذرہ کو آفتاب سے اور خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت ہے اب ایک اور میری حکایت جان نوازی کی سنو کہ مین پانی کو جو میرا خون جگر ہے اپنی چباتی سے باہر نکالتی ہوں اور اُس سے درختوں کو پالتی ہوں کہ جن سے انسان اور حیوان پلتے ہیں اسی طرح مین حیوانات اور نباتات کے سرمایہ حیات کو سارا انجام دیتی ہوں اور انسان کو تنومند و شادمان کرتی ہوں۔ مین ہی بھر دہر و خشک و تر مین فرق پیدا کرتی ہوں اگر میرا دم نہ ہوتا تو پانی ہی پانی ہوتا بھلا اسمین انسان خاک کا جیوڑا کیسے جیتا نہ آبی جانور بن سکتا نہ پانی مین رہ سکتا۔ مین ہی موالید ثلاثہ حیوانات۔ نباتات جمادات کو جنبتی ہوں اور ہر اپنی گود مین پالتی ہوں۔ پیدا کرنے مین رحمت کروگار ہوں فنا کرنے مین بلائی روزگار ہوں۔ ایک عالم کو خاک کر کے اپنے نیچے دبا لئے بیٹھی ہوں کوئی میری ایک مٹی مشے نمونہ از خوراء کے طور پر لیکر کسی کیمسٹ کے پاس لیجاوے تو وہ اسکو تحلیل کر کے بتلاوے گا کہ وہ مردہ حیوانات کے اجزا سے پڑھے۔ مینے جانداروں کو مار کر اپنا ایک طبق بنا رکھا ہے۔ پھر اسی مشہ خاک کو خرد مین کی آنکھ سے دیکھئے تو اُس مین بہت سے جاندار جنکے دیکھنے مین چشم عریان نا توان دنا دینا تھے نظر آئیں گے۔ غرض پیدا کرنے اور فنا کرنے مین میرا جواب نہیں۔ یہ فخر مجھ ہی کو حاصل ہے کہ خدا نے میرا پتلا بنا کے اپنی روح مجھ مین ہوئی اور انسان کو بنایا۔ عابد مجھ پر حسین بنیاد رکھ کر جہیہ سانی کرتا ہو تو درگاہ الہی مین سرفراز ہو تا ہو جوگی مجھ کو چہرہ ہر ملکر جوگی کی ظاہری صورت کا ایسہ بنا تا ہے۔

فقیر مجھ پر ہنسکر اور پتھر پر سر رکھ کر درویشی کی نمائش کرتا ہے۔

زندگیش بھی جب می نوشی کی بسم اللہ کرتا ہے تو پہلے مجھے ایک جرہ پلا لیتا ہے

پھر وہ شراب کو اپنے ادب پر حرام نہیں جانتا۔ میری ذات میں یہ صفات متضاد جمع ہیں کہ خاکساری ایسی کہ ہر کس و ناکس کے پاؤں پڑتی ہوں۔ نخوت و سرکشی ایسی کہ سب کے سر پر چڑھتی ہوں۔ خواہ گدا ہو یا شاہ کسی تاجدار کا مقدس زمین کہ اپنے تاج سے مجھے ہٹا سکے۔ اگر اپنی سپاہ چڑھا کر مجھ پر لاسے تو میں اور زیادہ بادن پھیلا کر سر پر

چڑھوں۔ بڑی بھی ہمتی ہوں اور ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر دہی دہی چال سے چلتی ہوں۔ کبھی جی میں آتے ہی اندھیری کی چال سے دوڑتی ہوں۔ آسمان پر بدلی کی طرح

چھا جاتی ہوں۔ خورشید جہاں تاب کے چہرہ پر گرد کی نقاب لگا دیتی ہوں۔ کبھی بیچ و تاب میں آکر گولانجاتی ہوں اور سرگردان ہو کر بہر اپنی جگہ پر آجاتی ہوں۔ جس سے انسان کو یہ سمجھاتی ہوں کہ جسکے سر میں ہوا ساقتی ہے وہ یہ پریشانی اٹھاتا ہے۔

میں انسان کی خوراک پیدا کرتی ہوں مگر جب میرے جی میں آتا ہے تو اسکو ایسا کر کر اکر دیتی ہوں کہ حلق کے نیچے اس کا نوالا نہیں اتر سکتا۔

میں کیسی پاک باز اور پاک ساز ہوں کہ پانی کا کام طہارت کے لیے دیتی ہوں۔ جہاں وضو کے لیے پانی نہ ہو وہاں میں تیمم کے لئے حاضر ہوں۔ جب نجاست سے ہاتھ

بہرتے ہیں تو مجھی کو ملکر پاک کرتی ہیں۔ میں صیقل گرہی ہوں سنے ہوئے ہوئے برتنوں کو مجھ سے مابختہ ہیں۔ آئینوں اور پانی کو مجھ سے صاف کرتے ہیں۔ میں زیباق ہوں

کہ ساری بدبوؤں کے زہریلے اثر دن کو دور کرتی ہوں۔ اور سونہی سونہی پوشگامی ہوں۔ جس پر پور مجھے ڈال دو میں اسکو ایسا ملیا بیٹھ کرتی ہوں کہ کہیں اسکا پتا نہیں

ملتا۔ یہ ولایت و قدرت مجھی میں ہے کہ کمات کو سر پر رکھ کر یہ معجزہ و کرامت دکھاتی

ہوں کہ اُسکو کمانے کا اُن بنادیتی ہوں جبکو انسان کما کر جیتا ہے۔ وہ آئج کو کما ت  
بناتا ہے مین کما ت کا آئج بناتی ہوں۔ اور ہر اوسکو کما ت ہوں اور اوسکی جوتی اور کما بناتی ہوں کیسے  
انسان کا بیچا نہیں چھوڑتی اور اسکے ساتھ لگی لپٹی چلی جاتی ہوں وہ مجھ سے دل میں غبار  
رکتا ہے کہ میرا ہر طرح طرح سے مجھے دو پر سکتا ہے مگر میں ہی اُس سے ایسی کدورت  
رکتی ہوں کہ اوسکے ناک میں دم کئے بغیر نہیں رہتی ہوں۔ کبھی اوسکے دماغ میں چڑچڑاتی  
ہوں جس سے اوسکی خاطر ایسی آشفٹہ ہوتی ہے کہ چہرہ پر خاک اڑنے لگتی ہے۔  
کبھی منتا کہ ہو کر اوسکے بدن پر ایسے اپنے پاؤں جاتی ہوں کہ ادھر وہ ہاتھ سے مل لکر  
کے مجھے اُتاتا ہے اور پانی سے دھوتا ہے اور ہر تھوڑی دیر بعد ہر اُس سے آن چٹتی  
ہوں۔ میرا لباس عریانی خاکی ہے مگر میں اوس پر نگارنگ کے جوڑے پہنتی ہوں اور  
اُتارتی ہوں۔ مجھے سبز رنگ پسند ہے۔ سبز دہانی دو پٹہ اور گوناگون پول بوتون کے  
چھوٹے کپڑے پہن کر بن سنور کر دمن بنتی ہوں۔ پھر زرد سالہ کا جوڑا نیلا پیلا پہن لیتی ہوں  
میں وہ ہلاکی نبی ہوئی ہوں کہ چنگاری کو اپنی بغل میں چپا لون پھر ہوا میں اڑا کر اوسکو  
چمکا دوں۔ آبِ صافی کو کپڑوں پر دل بنا دوں۔ آتش کو خاموش کر کے اپنا سا بنا لوں۔  
یہ امر مسلم ہے کہ جو جاندار ہے وہ خاک میں ملیگا اسلئے آدمی کو زہرِ خاک جانے میں  
یہ اطمینان رکھنا چاہیئے کہ میں نے اوسکے غمِ تنہائی کے دور کرنے کے لیے وہاں ہی ایک  
عالم کی خواہگاہ بنا رکھی ہے۔ میری ذات و صفات تو ان تشبیہات سے خوب عیان  
ہوتی ہیں جو انسان اپنے حالات کی توضیح کے لیے دیتا ہے۔ عمرِ خاک شو پیش ازان  
کہ خاک شوی۔ دینی مرنے سے پہلے خاک کی طرح خاکساری اختیار کرو، میرا انکار  
بتلاتا ہے۔ خاک ہونا۔ خاک میں ملنا۔ خاک کا پیوند نہ بنالینے مرنا۔ مری مردہ افسردہ طبیعت  
کو ظاہر کرتا ہے۔ خاک پہا نکنا یعنی آوارہ پھر نامیری آوارگی کو خاک چھانسنے یعنی سخت

کوشش بے حاصل کرنی۔ خاک سپرد النبی یعنی ماتمی ہونا میری اور صنعتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اب اس مضمون کی سیاہی خاک سے خشک کر کے طے کرتا ہوں اور لغافہ بند کر کے اویس پاس بیجتا ہوں کہ اسکو پریس مین دبا کے اسکی گوش مالی کرے کہ اس نے خاک کو بہت سر پر بڑھایا ہے اور عالم پاک سے ملایا ہے۔ فقط  
محمد زکاء اللہ شمس العلماء خان بہادر

## یونیورسٹی قاہرہ فیہ الازہر

ناظرین! جامع الازہر کو (جس کا نقشہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں) نہ صرف اسلامی بلکہ تمام علمی دنیا میں وہ شہرت حاصل ہے کہ ہر ملک کا تعلیم یافتہ اس کے نام سے واقف ہے مگر اس کے تاریخی حالات شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہیں ایسے امید ہے کہ اس کا مختصر ذکر عام دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ مذہب دنیا میں اس وقت جس قدر یونیورسٹیاں موجود ہیں ان سب میں بلحاظ قدمت کے الازہر کا نمبر اول ہے۔ اسکی بنا خلفائے خاندان اسماعیلیہ علویہ کے خلیفہ نجم العزیز بالدر بن المعز لدین اللہ المناطی بہ نزار کے عہد میں ۳۶۵ھ ہجری میں قائم ہوئی تھی جس زمانہ میں کہ خاندان مذکور ملک مصر پر حکمران تھا۔ اس حساب سے دارالعلوم الازہر کی عمر اس وقت نو سو باون برس کی ہے۔ اس مدت کی تصدیق یورپین مورخین کے اقوال سے بھی ہوتی ہے جو دسویں صدی عیسوی میں اس کا قیام جو نابیان کرتے ہیں۔ انگلستان کی مشہور یونیورسٹیوں کی تاریخ بنا و مدت قیام نقشہ مندرجہ ذیل سے ظاہر ہے۔





نمبر شمار	نام یونیورسٹی	تاریخ بنا	مدت قیام
۱-	اکسفورڈ یونیورسٹی	بارہویں صدی عیسوی	قریب ۷۰۰ سال
۲-	کیمبرج	تیرہویں	۶۰۰
۳-	سینٹ انڈریوز	۱۲۷۱ء	۴۸۸
۴-	گلاسکو	۱۲۵۰ء	۴۴۹
۵-	ایرڈین	۱۲۹۴ء	۴۰۵
۶-	یونیورسٹی کالج لندن	۱۸۲۸ء	۷۱

نقشہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ الازہر سب یونیورسٹیوں سے پرانی ہے جس میں پہلے بیس بیس ہزار تک طلباء تعلیم پاتے تھے اور فی زمانہ بھی دس بارہ ہزار تک جن میں مصر کے علاوہ دیگر ممالک کے طلباء بھی شامل ہیں زیر تعلیم ہیں جسکی تصدیق انگریزی سیاحین اور ہندوستان کے عالموں نے بھی کی ہے سلطان صلاح الدین کے زمانہ میں یہ یونیورسٹی معراج اکمال کو پہنچ گئی تھی کیونکہ وہ بڑا علم دوست تھا اسکے دربار میں بڑے بڑے زبردست علماء و فقہاء کا مجمع رہتا تھا اور اُس نے اشاعتِ علوم کو اپنی ذاتی قدر دانی سے ایسی ترقی دی تھی کہ الازہر کے تعلیم یافتہ صرف ملک مصر کے تمام ممالک میں بلکہ مشرقِ اربعہ، حبش، لیبیا، عربستان، سیلون، فارس، تترستان، وغیرہ تک سب ملکوں میں پہلے ہوئے اپنے درس و تدریس۔ و عطا و مضامین سے خلقِ اللہ کو فائدہ پہنچاتے تھے۔ علما اپنے نام کے ساتھ ازہری نسبت ظاہر کرنا وسیطِ مرجع اپنا فخر جانتے تھے جیسا کہ فی الحال انگلستان کے مشہور یونیورسٹیوں کے سند یافتہ اپنے نام کے ساتھ Cantab یا Oxon لکھ کر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اکسفورڈ یونیورسٹی کے



ٹوگری یافتہ ہین یا کیمبرج کے۔

جامع ازہر کی تعمیر بطور مسجد کے ۳۶۵ھ میں شروع ہوئی تھی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ خلفائے مصر وقتاً فوقتاً اوسکی عمارت کو ترقی و وسعت دیتے رہے چنانچہ اس وقت بھی وہ مسجد اور مدرسہ دونوں کا کام دیتی ہے۔ وہ شہر کے قدیم حصہ کی طرف بانارون کے قریب عین آبادی میں واقع ہے۔ اوسکے صدر دروازہ سے اندر کا عالیشان صحن اور باہر سے مینارے نظر آتے ہین جو اسلامی عظمت و جبروت کی زندہ شہادت دے رہے ہین۔ مسجد کے چاروں طرف بڑے بڑے وسیع دالان ہین۔ طلباء ان ہی دالانوں میں رہتے اور صحن میں پڑھتے ہین۔ جس طرف نظر اڑھا کر دیکھو طالب علموں کی جماعتیں حلقہ باندھے ہوئے پڑھ رہے ہین۔ مدرسین ہر حلقہ کے سامنے دالان کے ستونوں سے تکیہ لگاے نفیس رومی قالینوں کے فرش پر بیٹھے ہوئے درس دے رہے ہین۔ جدہر دیکھو صد ہا طلباء جمع ہین جنکے سر دن پر عمامے بندھے ہوئے ہین۔ کوئی یاد از بلند پڑھ رہا ہے۔ کوئی سبق یاد کر رہا ہے۔ کوئی کسی نصیح البیان پر دفتیسرا لکچر سن رہا ہے۔ کوئی ایک طرف کمانا کمار رہا ہے۔ کوئی اپنے کپڑے سی رہا ہے۔ مگر احاطہ تعمیر کے اندر کمین حقہ یا سگرٹ کا دھواں تک نظر نہ آئے گا کیونکہ مدرسہ کی چار دیواری کے اندر مسجد ہونے کے باعث حقہ بلکہ قہوہ نوشی تک کی ممانعت ہے۔ اکثر طلباء مدرسہ ہی میں رہتے ہین اور بعض مدرسہ کے باہر مکانات میں بھی سکونت رکھتے ہین اور درس کے وقت اگر شریک ہو جاتے ہین۔ ان میں رومی شامی۔ ایرانی تورانی۔ حبشی سوڈانی۔ عرب و عجمی ہر ملک کے طلباء شامل ہین۔

مدرسہ کے شرف میں ایک مقفہ خانقاہ ہے جس کا رقمہ ۶۰۰ گز مربع ہے۔ اوسکی

چھت ننگ مرمر اور ننگ سرخ کے ۳۸۰ شان دار ستونوں پر اسادہ ہے۔ یہ ستون قطار در قطار نہایت خوبصورتی سے اسطرح پر نصب کئے گئے ہیں کہ اندر کے لوگوں کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ گنجان درختوں کے کنج میں کھڑے ہیں۔ اس مکان میں شب کو بارہ سو گلاس کی روشنی ہوتی ہے جو برنجی زنجیروں میں چھت سے آویزان ہیں صدر دروازہ پر کچھ کاری کا کام ہے اور جابجا کتبہ کندہ ہیں جنکے حروف اب صاف پڑھنے میں نہیں آتے۔ یہ کلمات بہ ہیئت مجموعی عجیب شاندار اور زمانہ قدیم کے فن تعمیر کا حیرت انگیز نمونہ ہے۔

فی الحال حافظ عیسیٰ الرحمن صاحب امر تسری مقیم قاہرہ نے ایک تحریر اخبار نیو آصفی مدرس میں چھپوائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "ازہر کی ترقی و بہبود میں مصر کے امر اہمیشہ خصوصیت سے اہتمام کرتے ہیں۔ مصر کے علاوہ اسلامی دنیا کے اور مسلمانوں نے بھی مالی اعانت کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ چنانچہ بیشمار اوقاف جو اس مدرسہ کے متعلق اس وقت موجود ہیں وہ مصریوں اور دیگر مسلمانوں کی امداد مال پر ایک زبردست شہادت ہے۔ ملک ملک کے اوقاف میں سے وہاں کے طالب علموں کو کمانا ملتا ہے اور بعض کو جیب خرچ دیا جاتا ہے۔ مدرسین کی تنخواہیں انہیں اوقاف سے ادا ہوتی ہیں ایک معقول رقم ہر سال کتابوں کی خرید میں صرف کی جاتی ہے جو کتب خانہ ازہر میں جمع رہتی ہیں۔ مرست عمارت - تنخواہ محررین - خدام - خرید فرش و غیہ اخراجات کیواسطے کافی سرمایہ موجود رہتا ہے غرض ان مصارف کے واسطے مدرسہ ازہر کسی کا محتاج نہیں" اس وقت قریب تین سو کے استاد اور پروفیسر ہیں جنکی تنخواہیں حسب حیثیت چہر سے لیکر اٹھارہ سو روپیہ ماہوار تک مقرر ہیں لیکن زمانہ کی حالت اور دوسری قوموں کی علمی ترقی دیکھتے اور کالغالب تعلیم بہت کچھ محتاج اصلاح ہے غالباً زمانہ کی رفتار خود مصری

گورنمنٹ کو اس مندری امر کی طرف عنقریب مجبوراً متوجہ کر لے گی۔

پرنسپل مدرسہ کو جو شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہے نہ صرف مدرسہ میں بلکہ تمام ملک مصر میں بڑی وقعت - رعب - رسوخ اور عزت حاصل ہے جس کا قصہ یہاں تک مشہور ہے کہ جب شہنشاہ پولین نے اس صدی کے اداکل میں مصر پر حملہ کیا اور قاهرہ فتح نہ ہوتا تھا تو اس نے شیخ الاسلام سے استمداد چاہی چنانچہ شیخ الاسلام نے اسکو مدد دی اور ایک مہینہ بعد وہ مشرقی لباس میں خود جامع ازہریہ شیخ کا شکریہ ادا کرنے گیا اور قرآن مجید بقرات لہجہ مصری میں سنکر نہایت خوش ہوا۔

ایڈیٹر

## اطلاع



منشی معین الدین صاحب اکبر آبادی کا بقیہ مضمون فن عمارت پر پرچہ آئندہ میں طبع ہوگا کیونکہ ادسین چند واقعات تاریخیں تکمیل طلب ہیں۔ جنکو منشی صاحب مستند کتب تاریخ سے بڑی محنت اور سرگرمی سے فراہم کر رہے ہیں فقط

ایڈیٹر



## حضرت امام علی رضا بن امام موسی کاظم علیہما السلام

۸۳۸ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے آپ کی والدہ ام الولد ام البنین تھیں۔ آپ کی کنیت ابو الحسن اور لقب رضا و صابر و نکی دولی ہیں مگر سب سے زیادہ رضا مشہور ہے۔ آپ کا رنگ گدھی تھا ایک دن آپ حمام میں تشریف لے گئے نہانے کے قصد سے بیٹھے تھے ایک شخص آیا اور آپ کو جس جگہ بیٹھے تھے وہاں سے ہٹا دیا اور کہا اے اسود میرے سر پر پانی ڈال آپ نے بخوشی منظور کر لیا تھوڑے دیر میں ایک اور شخص آپ کا شناسا آگیا اور اس نے چلا کر کہا اے شخص اولاد رسول سے تو خدمت لیتا ہے بیشک تیری عاقبت خراب ہوئی وہ شخص فوراً قدموں پر گر کر عفو و تغیر کا طالب ہوا آپ نے فرمایا کیہ تو نواب کا کام تھا جس کام سے مجھے نواب میں تجھے کیونکر لگنا ہوگا اگر سکتا ہوں یہ وہ دونوں شعر آپ نے اوس وقت پڑھے

لیس لی ذنب ولا ذنب لمن	قال لی یا عبد اویا اسود
انما الذنب لمن الیسنی	ظلمة وهو الذی لا یحمد
<p>آپ کا شاعر و عیال اور دربان محمد بن الفضل تھا اور آپ کی مھربان حسینیہ المدکنہ تھیں۔ امین و مامون آپ کے ہم عصر تھے۔ آپ تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تین امام موسوم علی ہوئے۔ ایک امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ دوسرے امام علی زین العابدین تیسرے خود آپ۔ و علی کے سوا اور علوی آپ کے ہاں حاضر ہوتے تھے اور محامد و مناقب اہل بیت میں قصائد کہتے تھے۔ ایک دن آپ خلیفہ مامون رشید کے پاس تشریف لے جاتے تھے راستہ میں ابو نواس شاعر و بابامون نے عرض کیا کہ میں نے کچھ اشعار کہے ہیں تکلیف نہ ہو تو سن لیجئے۔ آپ کی اجازت سے ابو نواس نے شعر پڑھا</p>	
اولئک القوم اهل اللب عندہم	علم الکتاب وما جاءت بہ السور
مطہرون نفیات ثیا بہرہ	تجرى الصلوۃ علیہم کما ذکرہ

فحالہ فی قدام الدھر مقفّر

من لھر کین علویا حبین بنسیر

ترجمہ یہ لوگ اہل معنی ہیں ان کے پاس قرآن اور اس کی سورتوں کا علم ہے۔ پاک ہیں لباس اور نکلے صاف ہیں جب اذان ذکر آجائے درود جاری ہو جاتا ہے جب کسی کو نابت کیا جائے اور وہ علوی نہ ہو تو اس کے لئے قدیم زمانہ میں کوئی فخر نہیں۔

آپ نے یہ اشعار سنکر اپنے غلام سے پوچھا کہ ضرورت سے زیادہ کس قدر دینار فاضل ہیں غلام نے کہا کہ تین سو دینار ہیں فوراً آپ نے ابو نواس کو دیدیئے اور مکان پر پہنچ کر بھیجی بھیج دیا۔ وکیل خراسی جو انکراہیل بیت اطہار کی شان میں کچھ نہ کچھ لکھتا رہتا تھا حاضر ہوا اور ایک قصیدہ پیش کر کے عرض کیا کہ حضور اس کو سن لین میں نے قسم کھائی ہے کہ آپ سے پہلے کسی کو نہ سناؤں گا آپ نے اجازت دی اسے نہایت زور شور کے ساتھ بہت دیر تک پڑھا کیونکہ ایک سو بیس شعر تھے جب وہ فانی ہوا تو آپ اس سے یہ کہہ کر تھوڑی دیر ٹھہرا کر اندر تشریف لے گئے اور غلام کی ہاتھ سو دینار بھیج کر یہ مقرر کھلوا یا کہ اس وقت یہی موجود تھے۔ وکیل نے دینار غلام کے ہاتھ والپس کر کے عرض کیا کہ والدین اس غرض سے نہیں حاضر ہوا تھا صرف سلام اور ہرگز انور کی زیارت مقصود تھی وہ حاصل ہو گئی علاوہ ازیں مجھے کچھ ضرورت بھی نہیں۔ ہاں اگر کوئی جائزہ مبارک عطا ہو تو میں تبرکاً اسے بخش لینا چاہتا ہوں۔ آپ نے دینار پھر واپس کر دئے اور ان کے ساتھ ایک جنبہ مبارک بھی بھیج دیا۔ کچھ دنوں کے بعد وکیل نے سفر عراق کا غم کیا اور ایک قافلہ کے ہمراہ ہو کر روانہ ہوا۔ راستہ میں قافلہ پڑا کہ پڑا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا اہل قافلہ کی مشکین باندھ کر غلام بانی کے لئے پچھلے تھوڑی دور چکر بہنوں نے ایک جگہ بیٹھ کر اسباب باہم تقسیم کرنا شروع کیا۔ اس وقت سردار بہن ان کی زبان پر یہ شعر تھا ادی فیہم فی غلوہم منقسما وایدیہم من فہم صفرات وکیل نے یہ شعر سن کر ہنسا کہ تم جانتے ہو یہ کس کا شعر ہے اور کس کی شان میں کہا گیا ہے سردار جواب دیا کہ ہم جانتے ہیں یہ شعر وکیل خراسی کے قصیدہ کا ہے جو اس نے اہل بیت اطہار کی شان میں

لکھا ہے۔ وعلی نے کہا والدین ہی وعلی ہوں اور یہ میرا ہی قصیدہ ہے سرور است متعجب  
ہوا اور کچھ یقین نہ ہوا۔ وعلی نے کہا خدائی قسم میں سچ کہتا ہوں تمام اہل قافلہ سے دریافت کر لو  
دریافت و تحقیق سے معلوم ہوا کہ بیشک وعلی ہی ہے۔ وعلی نے اپنا پورا قصیدہ پڑھ کر سنایا  
سب رہزنوں نے باتفاق کہا کہ ہمہ تیری خدمت واجب ہے خلوص اہل بیت کا حق ہم پر درج  
اسلئے صرف تیری تعظیم و تواضع میں ہم سب اہل قافلہ کو مع اون کے مال و اسباب کے چھوڑتے  
ہیں یہ کہہ کر سب کو چھوڑ دیا۔ وعلی کو بطور عہد نہایت غرت و احترام کے ساتھ رکھ لیا اور بت  
مال و اسباب اپنے پاس سے نذر کیا۔ جبہ کی نسبت درخواست کی کہ ہمیں دید و اس کی عوض ہم  
ہزار دینار دیتے ہیں۔ مگر وعلی نے منظور نہ کیا تین دن قیام کر کے وعلی وہاں سے روانہ  
ہو کر تین میل پہنچا تھا کہ اس نواح کے ٹاکہ زنوں نے لوٹ لیا غریب وعلی نے واپس آکر  
سردار کو اطلاع دی کہ وہ یہ سنتے ہی کٹا ہو گیا اور بت کو شش کے ساتھ کل مال و اسباب  
دلوگوں سے لیکر وعلی کے حوالہ کیا اور پر جبہ کی لئے اصرار کیا وعلی نے پہرہ ہی منظور نہ کیا سردار  
کہا افسوس تمہارے ہاتھ سے کوئی نکوئی ضرور اس طرح چین لیا ہم یونہی محروم ہو جائیں گے  
مجبوراً وعلی نے جبہ دید یا مگر معاوضہ لینے سے انکار کیا لیکن سردار کے اصرار سے ناچار ہو کر  
ایک ہزار لے لیا وعلی کہتا تھا کہ میں نے جب قصیدہ کے یہ اشعار پڑھے

فروغ امام الاحمالہ خارح	لقد مر علی اسم الله بالہکات
بیمز فینا کل حق و باطل	ونجی علی النعاء والنقعات

آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سردار ٹھا کر فرمایا۔ اسے خراعی یہ دونوں شعر روح  
القدس نے تیرے قلب میں القا کئے۔ آپ کے علم و فضل کی انتہا کو کون پہنچ سکتا  
ہے مختصر یہ ہے کہ آپ امام وقت تھے آپ سے جو سوال کیا جاتا جواب شافی ملتا تھا۔  
خلیفہ مامون رشید کے دہلی و بخاریہ میں آپ کو تشریف لیجا تا پڑتا تھا اکثر ہوتا تھا آپ سے

سوال کرتا اور جواب شافی پاکر تسکین پاتا تمارات دن میں بہت کم سوتے تھے۔ اکثر روزہ کھتی تھیں اور ایک ماہ میں تین روزے تو کبھی قضا ہی نہ ہو گئے۔ آپ ان تین روزوں کو صیام الدہر فرمایا کرتے تھے سخاوت و فیاضی آپ کی مشہور تھی۔ اکثر اندھیری راتوں میں زیادہ دیتے تھے۔ موسم گرمی میں بوریلے پر اور سردی میں مسیح پر بیٹھتے تھے فیوض باطنی و تعلیم معنوی جمل کرنے کے لئے ایک انبوه خدام کا آپ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اکثر مختلف خیالات کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوالات کرتے تھے اور آپ ہر شخص کی استعداد کے موافق جواب عنایت فرماتے تھے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ خداوند عالم بیکو تکلیف مالا یطاق دیتا ہے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ وہ منصف ہے۔ ہر اوس نے پوچھا کہ نبدے اپنے ارادہ پر قادر ہیں یا مجبور فرمایا کہ نبدے تو نہایت اصغف ہیں آپ سفر میں کسی جگہ تشریف لیجاتے تھے راستہ میں فیشا پور پڑتا تھا۔ آپ ایک چرخہ پر سوار تھے اوس پر ایک حجلہ میں تشریف رکھتی تھی جگہ پہر طوف سے پردی چوڑ کر باندھ دئے گئے تھے فیشا پور میں آپ کی تشریف آوری کی خبر سونچتے ہی ابو زرعہ و ابوسلم طوسی فیشا پور میں امام و حافظ حدیث شمار ہوتے تھے مع تمام علما و مشائخ و باشندگان فیشا پور خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی اور آپ سے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ عرض کیا کہ آپ بواسطہ اپنے اجداد اطہرین و بزرگان کرم ہمیں ہدی اوز کی زیارت سے مشرف فرمائے۔ اور اپنے سلسلہ جدی سے کوئی شہد ارشاد فرمائے۔ آپ نے اپنے غلاموں کو پردہ کھولنے کا حکم دیا۔ تمام حاضرین آپ کے جمال جہان آرا سے مشرف ہوئے اژدہام خلافت اس قدر ہو گیا تھا کہ تمام فیشا پور اگر کوئی لوٹ کر لیجاتا تو خبر نہ ہوتی اون میں سے بعض گریہ و زاری میں مصروف تھے بعض خاک پر لوٹتے تھے بعض سواری کے قدم چومنے تھے ایک ثور و فریاد برپا تھی یہ حالت طبعی ہوئی دیکھ کر علما و فیشا پور نے بڑی کوشش سے لوگوں کے چپ ہونے کا انتظام کیا ابو زرعہ و

ابو مسلم طوسی خوشامد کرتے پھرتے تھے ہاتھ جوڑتے تھے بدقت تمام خاموشی پیدا ہوئی۔  
 آپ نے ارشاد فرمایا حدثنی ابی ابو موسی کاظم قال حدثنی والدی جعفر الصادق  
 حدثنی والدی محمد بن الباقر حدثنی ابی علی زین العابدین عن شہید الکبرا  
 عن والدہ علی مرتضیٰ قال حدثنی حبیبی وقرۃ عینی رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم قال حدثنی حبیبل علیہ السلام عن رب العزت کلمۃ لا الہ الا اللہ حصنی  
 من قال لا الہ الا اللہ دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی  
 پھر آپ نے پر وہ چوڑوا دیا اور تشریف لے گئے اوسی وقت تقریباً میں  
 ہزار شخصوں نے یہ حدیث تحریر کر لی۔ امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ سند  
 مجنون کے روپر دڑ ہی جاوے تو اسے ہوش آجاتا ہے۔ اس حدیث کے علاوہ اور  
 بہت روایتیں اسی سند کے ساتھ آپ سے مروی ہیں بخوف طوالت ترک کی جاتی ہیں۔  
 ایک دن آپ خلیفہ مامون رشید کی مجلس میں تشریف فرما تھے کسی شخص نے پوچھا کیا خلق  
 مجبور مض ہے۔ فرمایا کہ عدل خداوندی کے خلاف ہے کہ مجبور مض کو سزا دے پھر پوچھا کہ اگر مجبور  
 نہیں تو آزاد مطلق ہے فرمایا کہ خداوند عالم احکم الحاکمین ہے وہ بندہ کو مکمل دیکھا کر نیوکر چھوڑ سکتا  
 ہے۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بھائی کی کچھ شکایت کی آپ نے فی البدیہہ  
 فرمایا اشعار

اعذر اخاء علی ذنوبہ	واصبر واعط علی عیوبہ
واصبر علی سفہ السفیہ	وللزمان علی حطوبہ
ودع الجواب تفضلاً	وکل الظلوم علی حسیبہ

دوسری دفعہ جب آپ نیشاپور تشریف لے گئے صوفیوں کا ایک گروہ خدمت میں حاضر ہوا  
 بعد معمولی گفتگو کے آپ سے عرض کیا گیا کہ امیر المومنین نے اول تو تمام جہان میں اپنے آپکو



ہند کیا پھر تمام دنیا میں غور و فکر کے بعد اہل بیت کو منتخب کیا اور ان میں سے آپ کو حاجت  
روائے خلق قرار دیا اور اپنا دلی عہد مقرر کیا لیکن عالم کے انتظام کے لئے  
ضرورت ایسے خلیفہ کی تھی کہ کھل کے پڑے پہننے نفیس کھانے نہ کھائے گدھے پر سوار نہ  
مریضوں کی عیادت کرے اور جنازوں کے ساتھ چلے۔ آپ تمکینہ لگائے ہوئے بیٹھے  
تھے۔ یہ سنکر اوٹھ بیٹھے اور ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام باوجود  
بنی تھے مگر دنیا کی دشمنیں قبائیل اور تمامی کے کبرے پہننے تھے خاندان فرعون کی لڑکی  
کیون پر بیٹھے تھے حکام جاری کرتے تھے امام کی شان یہ ہے کہ منصف و عادل ہو  
ہمیشہ سچ بولے اور جو حکم کرے وہ عین عدل و انصاف ہو جب وعدہ کرے اسے ایفا کرے  
خدا نے کہا نا اور پنا عرام نہیں کیا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی قل من حرم ذنیۃ اللہ لہی  
اخرج لعبادۃ والطیبات من النہرق۔

مامون رشید تمام خلفائے خاندان عباسیہ کے خلاف حقیقتاً نہایت منصف اور بہت  
کچھ محب اہل بیت تھا یوں تمہیں لگانا تو اور بات ہے مگر اس کے وقت میں حسبِ تمام  
اہل بیت کی عزت و عظمت کیجا اتنی اُس پر خاندان مامون کو رشک ہوتا تا اسکی نسبت  
یہ سمجھنا کہ دھوکے اور جال سے امام علی رضا علیہ السلام کو ولی عہد بنا کر زیر ویا انصاف کا  
خون کرنا ہے۔ کیونکہ مامون کی سلطنت اس درجہ مستحکم اور مضبوط ہو گئی تھی کہ اس کے  
سامنے کوئی دم ہارنے والا نہ تھا اگر وہ ہارون رشید کی طرح چاہتا تو امام رضا علیہ السلام کیساتھ  
وہی معاملہ کرتا جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتھ ہارون نے کیا یہ ایک بہت ہی بعید  
قیاس۔ ہے کہ ولید عہدی کے پہلو میں دھوکا دیا گیا۔ کیونکہ اس کے وقت میں تمام اہل بیت  
کے وظائف اور روزیئے مقرر تھے اور ایک معمولی علوی کے ساتھ نہایت خلق و نرمی کا  
برتاؤ کرتا تھا امام رضا علیہ السلام کی ولید عہدی کی باری میں تمام دیاری اور ازرا خصوصاً کل خاندان

بنی العباس مامون کا مخالف تھا مگر اوس نے کسی ایک کی نہ سنی سلاسل بیت کا اقتدار اس درجہ  
 بڑھ گیا تھا کہ بعض وقت بنی العباس مامون کے قتل کے مشورہ کیا کرتے تھے اوس نے ایک  
 لڑائی میں خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر میں نے فتح پائی تو ضرور اپنا ولیعہد اہل بیت میں سے جس کو  
 قابل دیکھو گھا مقرر کر لوں گا وہ اپنے ارادوں اور عہدوں میں نہایت ثابت قدم تھا اوس نے  
 ظفریابی کے بعد واپس آتی ہی اہل بیت میں سے جانشین مقرر کرنے پر غور کیا اور امام  
 علی رضا سے ہتھ کر لیا کیونکہ پاکر آپ ہی کو منتخب کیا اور نہایت استقلال کے ساتھ غم کر لیا  
 کہ ضرور ایسا ہی کروں گا۔ یہ تجویز ذہن میں نہایت کر کے فضل بن سہل وزیر اعظم کو بلا کر اپنے ارادے  
 سے آگاہ کیا۔ اور حکم دیا کہ تم اپنے بہائی حسن سے اس بارہ میں مشورہ کرو کہ فضل کو سیہ  
 سنکر سخت پریشانی ہوئی اور اپنے بہائی کے پاس جا کر مشورہ کرنے لگا۔ بادشاہ کی اس  
 انوکھی تجویز سے دونوں بہائی حیران تھے ان دونوں کو کس طرح امام علی رضا کا ولیعہد ہونا  
 گوارا نہ تھا بہت سے نقصانات کے پہلو سوچ کر مامون کی خدمت میں حاضر ہوئے جس نے  
 نہایت سنجیدگی کے ساتھ مامون کو طرح طرح کے نقصانات اور وقتیں سمجھا کر باز کرنا چاہا  
 فضل کی زبان نے بھی حسب قدر باری دی مامون کی رائے کی مخالفت کرتا رہا مامون نے کہا  
 کچھ بھی ہو میں تو خدا سے عہد کر چکا ہوں اور اوسے پورا کروں گا حسن و فضل نے جب دیکھا کہ  
 مامون پر اب کوئی جادو اثر نہیں کر سکتا تو عجیب اور خاموشی اختیار کی مامون نے حکم دیا کہ تم دونوں  
 اس وقت علی رضا کے پاس جا کر یہ تجویز پیش کرو اور حسب طرح ہو سکے رضا مند کرو حسن و فضل یہاں  
 اڑھائی کے پاس آئے اور امیر المومنین کی تجویز غلطی کی اپنے انکار کیا حسن و فضل نے نہایت اصرار کیا آپ انکار کرتے تو  
 اذہکا اصرار کرتا تھا تا طوعاً کو آپ نے اقرار کر لیا اور آپ کو اس امر پر رضا مند کر لیا کہ  
 ایام ولیعہد میں تک آپ کو کسی قسم کے حکم دینے یا منع کرنی یا کسی کو معزول کرنے اور کسی کو  
 مقرر کرنے اور صورت موجودہ میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کا اختیار ہو گا۔ ان تمام مراتب

کوٹے کر کے دو نون بہانی مامون کی خدمت میں پہنچے اور صورت واقعہ سے مطلع کیا۔ اسی دن مامون نے دربار خاص کیا اور اوس میں تمام امرا و دولت و وزراء و حجاب و اہل قلم و اہل علم کو مدعو کیا۔ ۵ رمضان ۳۸۷ھ کو جمعرات کے دن وقت مقررہ پر تمام درباری لوگ لباس فاخر پہنکر حاضر ہوئے اور قرینہ قرینہ سے اپنے اپنے موقع سے بیٹھ گئے۔ مامون نے فضل بن سہل سے کہا کہ تمام حاضرین مجلس کو اون کے بلانے کی وجہ یعنی تجویز و بعدی علی رضا علیہ السلام سنا دیا جاوے اور آئندہ جمعرات کو آپ کے لئے بیعت لی جائیگی۔ فضل نے حسب الحکم نصیح و بلع الفاظ میں امیر المؤمنین مامون الرشید کی رائے سے مطلع کیا۔ تمام حاضرین نے اس پر چشم بظاہر تو منظور کر لیا کیونکہ مامون کا جلال و عجب اس درجہ غالب تھا کہ کسی کو مجال انکار نہ تھی۔ مگر خاندان عباسیہ پر اسکا جو اثر ہوا وہ بہت ہی بڑا تاہر حال بعض اکابر بہت اور اکثر نے بغبت اقرار کیا۔ ڈیڑھ گھنٹے کے بعد مجمع منتشر ہو گیا۔

آئندہ جمعرات تک ایک مکان آراستہ کیا گیا اور اوس میں طرح طرح کے آرائشی سامان و قلع و قمع سے لگائے گئے۔ ۱۲ رمضان کو تین بجے دن کے تمام مکان حاضرین سے بھر گیا۔ صدقاً یہ مامون کی پختہ نیت قیمتی قالین فرش سی ڈیڑھ گز بلند بچھایا گیا امام رضا علیہ السلام کو واسطے مامون کے قریب دو گدے بچھائے گئے جن پر رومی کام بنا ہوا تھا۔ کل حاضرین بیعت کا لباس پہنکر آئے تھے مامون نے اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اور امام علی رضا البواہر سے گئے آپ تشریف لیکر اپنے جگہ بیٹھے۔ آپ سبز بادام پہنے ہوئے تھے اور سر پر علامہ بندھا ہوا تھا اوس میں تلوار لٹکتی تھی۔ مامون الرشید نے سب سے پہلے اپنے بیٹے عباس کو بیعت کا حکم دیا۔ عباس اپنی جگہ سے اٹھ کر آپ کے پاس گیا۔ آپ نے اچھا ہاتھ عباس کے ہاتھ پر رکھ کر بیعت لی۔ مامون نے کہا کہ آپ ہاتھ پیلا کر بیعت لیں آپ نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیعت فرماتے تھے آپ کا دست اقدس اس پر ہوتا تھا۔

بنار کے توڑے اور خلعت وغیرہ لوازمات ولیعہدی منگائے گئے اور خطیب و شعرا نے  
 کھڑے ہو کر اس مبارک تقریب کی تمنیت مامون کی تجویز کی خوبیان اور ایضات پسندی رضا  
 علیہ السلام کی منقبت میں لکچر و فی البدیہ اشار آبار پڑے۔ پھر علویون اور عباسیون اور تمام  
 حاضرین نے بیعت کی۔ مامون نے اپنے ولیعہ کو کہا کہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھو۔ امام  
 علی رضائے کھڑے ہو کر مختصر الفاظ حمد و صلوات کے بعد صرف یہ کیا یا ایہا الناس ان لنا علیکم  
 حقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکم علینا حقاً اذینتم الینا ذلک وحب علینا الحکم  
 و السلام ہر ہر ولایت میں آپ کی ولیعہدی کے خطبے پڑھے گئے عبدالجبار بن سعید نے مدینہ منورہ میں مہر سجدہ  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھا اور محمد بن مسلمہ بن علی بن موسیٰ جعفر بن محمد بن علی بن جسی بن علی  
 رضی اللہ عنہم

است ابا ہم ہما ہما	افضل من یشرب صوب الغمام
--------------------	-------------------------

مجلس تقرر ولیعہدی میں امام علی رضائے اپنے بعض خاص مخلصین کو مسرور و توجہ دیکر قریب ہزار کاغذیں لکھا کہ  
 یہ خوشی فضول ہو کیونکہ اس کا وقت ہی نہ آئیگا کہ کمال بیت تک خلافت پہنچے۔  
 مامون نے نہایت فصیح و بلیغ بہت لمبی چوڑی سند ولیعہدی جو اسی وقت برجستہ قلم برداشتہ  
 لکھی تھی سب کو پڑھ کر سنائی اس کے ہر ہر فقرہ سے مامون کی قابلیت کا ثبوت ملتا ہے  
 اوس کی پشت پر امام رضائے اپنے ہاتھ سے تحریر لکھ دی۔ ادھر یحییٰ بن اکثم قاضی  
 بغداد و عبد اللہ بن طاہر و بشر بن معتمر نے تصدیق لکھی۔ اور بائیں جانب فضل بن یحییٰ نے  
 امیر المومنین کے دستخط کئے اور یہ عبارت ثبت تھی۔ یہ صحیفہ عہد و میثاق ظہر آؤ دینا حرم سینا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان علی روس الاشہاد بمواہدہ بزرگان بنی ہاشم  
 تمام اولیا و اہل سیف بعد اخذ بیعت و ایفا شرائط امیر المومنین مکمل ہوا تاکہ تمام دنیا کے  
 مسلمانوں کے لئے محبت ہو اور جاہلون کے شبہات دور ہوں۔

سنہ ۳۲ ہجری میں مامون نے اپنی بیٹی ام حبیب کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا۔  
 عید کے دن عجیب اتفاق ہوا مامون کی طبیعت ناساز تھی عید گاہ جانے سے معذور تھا  
 مامون نے آپ کو اطلاع دی کہ عید گاہ جا کر نماز پڑھا دیجئے آپ نے انکار کیا اور یاد دلایا  
 کہ میں جملہ شرائط مقررہ باہمی یہی تھا کہ میں ان معاملات سے تعلق نہ رکھوں گا۔ مامون نے  
 کہا کہ میں دلچسپی کے تمام مراتب کی عملی تکمیل کرنا چاہتا ہوں۔ اصرار بلیغ سے مجبور ہو کر  
 آپ نے کہلو! یا کہ حبس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تھے میں بھی اوسیدہ  
 جاؤنگار مامون نے تمام اعیان دولت و فوج کو آپ کے ہمراہ جانے کا حکم بھیجا  
 رات میں یہ تمام مراتب طے ہو گئے صبح ہوتے ہی سب امرا اور اہل شکر ترک و احتشام کے  
 ساتھ آپ کے ہاں حاضر ہوئے۔ قراولکبرین و موزنین دروازہ پر آپ کے برآمد ہونے  
 کے منتظر تھے آفتاب نکلتے کے بعد آپ مکلف لباس پہن کر باہر آئے عمامہ کا ایک گوشہ  
 کندھے پر چھوٹا ہوا تاج کپڑوں سے غطر کی لٹین بھکتی تھیں۔ آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ باہر  
 نکل کر اپنے محضوین متعقدین کو آپ نے پیدل چلنے کا حکم دیا اور خود بھی پیادہ پارادانہ  
 ہوئے۔ اعیان سلطنت والی لشکر نے یہ حالت دیکھ کر سواریاں چھوڑ دیں اور پیادہ پا  
 آپ کے ساتھ ہو گئے۔ آپ کے خدام نے تہلیل و تکبیر کے نعرہ بلند کی اور درود یوارے  
 تکبیر و تہلیل کی صدائیں بلند تھیں۔ ہر شخص ایک محویت اور عجیب کیفیت سے مدہوش تھا۔  
 گریہ و زاری کی آوازیں بلند تھیں اور ہر طرف شور و بجا کی صورت نظر آتی تھی فضل بن سہل  
 کو یہ حالت سن کر سخت انتشار ہوا اور مامون کے پاس پہنچ کر خوب پٹیان پڑھائیں اور فتنہ  
 و فساد برپا ہونیکا اندیشہ مامون کے ذہن نشین کر دیا۔ اول تو مامون نے کچھ بے پروائی  
 سی کی مگر جب فضل کو زیادہ مصر دیکھا تو بھیجوا ایک سوار کو بلا کر اور امام علی رضا علیہ السلام  
 کہلوادیا کہ میں نے ناسازی طبع کے سبب آپ کو تکلیف دی تھی اب میری طبیعت بھی سنبھل

اور آپ کو خواہ مخواہ اتنی دور پیادہ پانی کی تکلیف اڑھائی پڑ گئی اسلئے میں خود عید گاہ جاتا ہوں  
آپ مکان والیں تشریف لے جائیں سوار نے یہ پیغام آپ کو پہنچایا اور وہیں سے  
آپ واپس آ گئے۔

آپ کی کرامتیں بے انتہا ہیں بخوف طوالت ہم ترک کرتے ہیں۔

آپ کا اعزاز و تکریم اس درجہ مامون نے بڑا دیا تھا کہ بعض امور میں وزیر دولت کو آپ کی  
سفارش اڑھانے کی ضرورت پڑتی تھی۔ تمام اراکین سلطنت و اہل راجہ بالخصوص خاندان  
عباسیہ کو روز افزون عداوت آپ کے ساتھ بڑھتی جاتی تھی۔ چنانچہ اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ  
۳۷۰ صفر ۳۷۰ ہجری کو عین مجلس مامون میں زہرا کو دالگو و ازار آپ کو کھلائے گئے  
دوسرے دن آپ نے انتقال فرمایا۔ خلیفہ کو سخت لال و تاسف ہوا۔ ہر شے کہتے ہیں  
کہ میں نے جب اس واقعہ دردناک کی اطلاع خلیفہ کو دی تو اس کا سر چکا لگیا۔ حواس محفل  
ہو گئے قریب تھا کہ غش کما کر بجائے ارکان دولت نے سنبھالا۔ منہیل سے ہاتھ باندھ کر  
تمام کرہ میں ٹھٹھاتا اور تاسف کرتا تھا۔

موضع سنا با و مصافات رمتاق ضلع طوس علاقہ خراسان میں دفن کئے گئے۔

ابوالموید محمد بنظر المادسی سہیل اور دہو بنی غنی

## خدا کی ذات کی نسبت حکماء قدیم کے خیالات

ہم اپنی رائے کو اس میں کچھ بھی دخل ندینگے اور صرف حکماء کے خیالات خداے مطلق کی ذات  
کی نسبت بیان کر دینگے۔ یہ ایک دلچسپ مضمون ہے اور امید ہے کہ ہر شخص کا کچھ نہ کچھ  
مذاق اس سے پورا ہوگا۔ اور اس سے معلوم ہوگا کہ ابتداءے آفرینش سے خالق ارض و

سما کی نسبت حکماءے زمانہ نے کیا کیا خیالات ظاہر کئے اور مخلوق اپنے خالق کو کس صفت اور صورت میں پہچانتی تھی۔

**حکیم تھیلس**۔ پانی تمام چیزوں کی جوہر ہے گرد دیکھتے ہیں جڑ ہے۔ اور خدا اوس دانائی کا نام ہے جس سے تمام چیزیں پانی سے باہر نکل آئیں۔ دانائی سے وہ چیز مراد ہے جس نے مادہ کو حرکت دی جس طرح کہ روح اور جسم بغیر ملے کچھ نہیں کر سکتے بغیر تحریک اور مادہ کی آمیزش کے کچھ نہیں ہو سکتا۔

**حکیم** اپنے زمین پر ایک خدا نہیں بلکہ بہت سے خدا ہیں انکے اجسام بھی ہیں اور ان کے ساتھ موت اور زندگی دونوں لگی ہوئی ہیں اگرچہ وہ غیر محدود مدت تک زندہ رہتے ہیں مگر آخر انہیں بھی موت کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ یہ خدا ستارے ہیں جنہیں ہم اپنے سر پر چمکتا دیکھتے ہیں **حکیم** اپنے زیرِ زمین۔ ہوا ہی خدا ہے کیونکہ یہ غیر محدود اور لا انتہا ہے اور ہمیشہ حرکت میں رہتی ہے۔

**حکیم** اپنے زیرِ گویں۔ یہ تمام انتظامات اور سلسلہ نظام ضرور ایک ایسی قوت اور دانائی سے چل رہا ہے جو جوہر بسیط اور روشنی ہے۔

**حکیم** فیتا غورث۔ خدا ایک روح ہے جو دنیا کی ہر شے بلکہ ہر عنصر ذہین حلول کی ہوئی ہے اور اسی سے انسانی ارواح برآمد ہوتی ہیں۔

**حکیم** زینو فن۔ خدا ایک بسیط جوہر ہے اور اس میں دانش بھی ہے۔ خدا ایک دائم اور قائم ذات ہے اور اس کی شکل گول ہے اسی وجہ سے میں خدا کو مادی تصور کرتا ہوں۔ ایک پی ڈو وکلس۔ صرف چار مادے ہیں جن سے تمام چیزیں بنیں اور یہی خدا ہیں۔ یہ چار چیزیں باہم آمیز ہو گئی ہیں ان کی ابتلا ہی ہے اور یہ اخیر معدوم بھی ہو جائیں گی۔

ڈیموکریٹس۔ مجھے بالکل انکار ہے کہ آیا کوئی چیز ہے یا نہیں مجھے اس سے بھی انکار ہے

آیا کوئی موجود ہے یا نہیں ہے۔

**حکیم افلاطون**۔ مخلوق کے رب کا نام کوئی مقرر نہیں ہو سکتا ہمیں تعجب نہ کرنا چاہیے۔ اگر صحیح طور پر ہم جان لیں کہ خدا کیا ہے۔ میں اسے غیر مادی سمجھتا ہوں۔ اسے تمام کائنات کا علم ہے۔ دنیا آسمان ستارے۔ زمین۔ رو صین۔ اور تمام وہ چیزیں جو ہمارے آباؤ اجداد کا مذہب بتاتا ہے خدا ہے۔ صاف یہ ہے کہ ایک نہایت کامل اور لامتناہی ذات ہے جسے خدا کہتے ہیں اسی نے تمام جیون کو پیدا کیا اور وہی سب کا خالق ہے۔

**حکیم انتھستس**۔ گو مختلف قوموں نے اپنے بے شمار جود بندہ کہے ہیں مگر اصل میں ایک ہی فطری خدا ہے یعنی تمام فطرت کا مصنف ہے۔

**حکیم ارسطو**۔ ربوبیت کا سکھ دانا ہے۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ سے ہم ہر شے کا خیال کر سکتے ہیں۔ دنیا ہی خدا ہے اس دنیاوی مخلوق کے علاوہ ایک اور مخلوق ہے جس کی ذات کے ساتھ نظام عالم وابستہ ہے اور جو اس کی حرکت اور حفاظت کے نگران رہتی ہے دہر ہی حکیم کہتا ہے خدا درحقیقت کچھ بھی نہیں بلکہ میں اس آگ کو خدا سمجھتا ہوں جو آسمان پر چلتی ہے۔

**حکیم زینو کرٹس**۔ آٹھ خدا ہیں ان میں سے پانچ سیاروں کی صورت میں ہیں دسویں دینیان اور ایک خدا دیگر سیاروں میں پر لگندہ ہے جب انہیں ملاؤ تو ایک ہو جاتا ہے سا توان خدا سورج ہے اور آٹھوان خدا چاند ہے۔

**حکیم ہمتو فرلیٹس**۔ خدا درحقیقت دانا ہے۔ اسی میں ربوبیت ہے اور اسی میں خالق ہونے کی صفت ہے ہر دوسرے درجہ کے خدا تمام آسمان ہیں تیسرے درجہ کے خدا سیارے ہیں حکیم سراطو سوائے فطرت کے کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔ کیونکہ فطرت ہی تمام حدوث اشیاء کی اصل الاصول ہے۔



حکیم زینود جو مذہب تیش کا بانی ہے خدا کی ذات پر بڑی بحث کے بعد لکھتا ہے، تمام کائنات چار عناصر سے بنی ہوئی ہے اور چار عناصر سے ایک فطرت بن گئی جس کی تشریح نہیں ہو سکتی اس کے سوا اور کسی چیز کا حدوث ممکن نہیں۔ دانائی کا سرچشمہ اور روحین میں صرف آگ سے بنی ہیں جو باقی ماندہ تین عناصر میں مل گئی ہے۔ جہاں اس کی لطافت میں کہتی بدلی نہیں واقع ہوتی دوسرے عناصر میں آمیز نہیں ہو جاتے۔ یہ ان میں ملتی تو ہے مگر اس کے جوہر الگ رہتے ہیں۔ آگ کا یہ عمل اس کے تمام کائنات کے ریشہ ریشہ میں پھیلا ہوا ہے اور وہ ایک دانائی ہے جس نے اسے پھیلا یا ہے۔ اور یہ دانائی تمام عناصر سے ذات و صفات میں علیحدہ ہے یہی دانائی نسلاً بعد نسل قیوم اور کائنات کی تمام چوٹی پر اسی اشیا میں پیری ہوئی ہے۔ اور اس کا ظور ہر شے میں ہمیشہ ہوتا رہتا ہی وہ ظور اتفاقی نہیں ہوتا بلکہ ان قوانین کی رو سے جو مقرر ہو چکے ہیں باقاعدہ ہوتا ہے یہی دانائی کائنات کی روح ہے اور اسی نے قاعدہ سے عالم کی ہر شے کو پیدا کیا ہے اسکی حکومت کائنات پر ناطق ہے اور اس میں ذرہ برابر یہی فرق نہیں آتا۔

یہ اون حکما کے خیالات ہیں جو بڑے بڑے گروہوں کے پیشوا تھے اور جن کا نام اب تک بڑے احترام سے لیا جاتا ہے۔ ان کے خیالات کی پریشانی اور ناساواتی عیان ہو اور سب میں خدا کی ذات پہچاننے میں استعداد بنیاتی اور اختلاف ہی کی بجائے نہیں آسکتا۔ (کرزن گزٹ)

بعض مشہور انگریزی شاعر و ناول مصنفوں کے یادگار مقولے

شیکسپیر (۱) نہ قرض لو نہ قرض دو۔

(۲) غصہ کی آگ کو تحمل کے پانی سے بجھاؤ۔

(۳) جس معاملہ کے گہڑے کا اندیشہ ہو اسکی درستی میں عجلت کر دو۔

شیکسپیر - (۴۴) اپنے ہر مقصد میں ملک کی سہلائی خدا کی اطاعت اور حق کی تلاش  
میں نظر رکھو۔

لارڈ مکالے - خوش خلقی کے معنی یہ ہیں کہ چوٹے چوٹے امور میں بھی مردت برقی جانے  
ہر برٹ - خدا شفا بخشتا ہے اور طبیعت کرمیہ کا مستحق ٹھہرتا ہے۔  
ڈرامیڈن - زیادہ سوچو کم بولو۔

برک - بغیر سوچے پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ بغیر مضمون ہوئے کہنا۔  
کوپر - کفایت شعاری فی نفسہ بڑی آمدنی ہے۔

بیکین - احتیاط سے گفتگو کو نافصاحت سے بہتر ہے۔

لوئس - ماتحتوں سے بنسبت ملامت کے مردت سے زیادہ کام نکلتا ہے۔

بشپ پوٹریس - بُرے خیال جلد بُرے افعال کی طرف رجوع کرتے ہیں۔  
لیبریر مفلس وہ ہے جس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہو۔

ایل اسٹریچ - ناشکرمی خدا اور انسان دونوں کو ناپسند ہے۔

رکسٹر خوشیاں ہمارے لئے مثل پردن کے ہیں اور تکلیفیں مثل  
مہیزون کے۔

اٹریبری نیکی کے موقع کو ہاتھ سے مت کھوؤ۔

پٹمین - انضباط اوقات علامت ہے ایک ضابطہ پسند طبیعت کی۔ مترجمہ ایڈیٹر

## لارڈ برلی کی دس نصیحتیں

(۱) جب تم جوان ہو اپنی شادی کرنے میں نہایت احتیاط اور اندیشہ سے کام لو کیونکہ لاؤسٹ  
سے تمہاری آیندہ کی سہلائی اور بڑائی کی بنیاد پڑیگی۔

(۳) اپنی اولاد کو علم اور اطاعت سکھاؤ انکی تعریف سب کے سامنے کرو اور سرزنش علیحدہ۔ انکا کہنا اور بتنا اپنی حیثیت کے موافق درست اور ٹھیک لکھو ورنہ تمہاری زندگی تلف ہوگی۔

(۴) اگر وہیات میں رہو تو غلام اور مولشی ضرور اپنے پاس رکھو کیونکہ جو شخص کام کے واسطے سہیلی میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ وہ ایسے شخص کی مانند ہے جو چھپتی میں رکھتا ہے۔

(۵) اپنے دوستوں اور عزیزوں کی بھونچائی تواضع اور تکریم کرو اور انکے نیک کاموں میں انکی اعانت کرو کیونکہ اس وسیلہ سے رشتہ محبت دو چند مستحکم اور مضبوط ہو جائیگا۔ مگر خوشامدیوں سے پرہیز کرو۔

(۶) کہی اپنے کسی بڑے سے بڑے دوست کے بھی ضامن نہ ہونا جو کسی کا ضامن ہو جائے اپنے سر پر بربادی لاتا ہے۔

(۷) جب تک تمہارا کوئی سخت ضرر نہ کسی غفلت پر نالش نہ کرو کیونکہ اس نالش سے اوکو دراصل اپنا ہمسر بنانا ہے۔

(۸) کسی بڑے آدمی کو اپنا دوست بنائے رکھو مگر چھٹی چھٹی باتوں کے واسطے اوکو تکلیف نہ دو اکثر چھٹی چھٹی کم قیمت چیزیں اوکی نذر بطور تحفہ کرتے رہو

(۹) اپنے سے بڑوں کے روبرو عجز و انکسار برابر والوں سے اخلاق اور دوستانہ اخلاص اور پیار۔ اور کمتر سے انسانیت ضرور چاہیئے۔

(۱۰) اپنی جان اور مال حتی الوسع اور کسی کے سپرد نہ کرو۔ خدا جانے وہ کب تم سے جدا ہو جاوے اور یہ تمکو اوکی غلامی میں زندگی بسر کرنی ہو۔

(۱۱) گفتگو میں سخت کلامی نہ کرو۔ زبان شیریں ملک گیری ایک مشہور ضرب المثل ہے جو سے لوگ نفرت کرنے لگیں گے۔

## مختلف قوموں میں مزاج چرسی کے فقے

انگریز۔ ”کیسے ہو،“ ؟

فرانسیسی۔ ”کیسی گذرتی ہے۔“ ؟

جرمن۔ ”و کیونکر بسر ہوتی ہے“ ؟

روسی۔ ”دو خدا تمہیں صبر عطا کرے“ ؟

ہسپانی۔ ”تمہاری عمر دراز ہو۔“ ؟

مصری۔ ”آپ کو پسینہ تو خوب آتا ہے“ ؟

یونانی۔ ”دو خوشیاں منائے نظر آؤ،“ ؟

ایرانی۔ ”تمہارا سایہ دراز ہو،“ ؟

عربی۔ ”دو تمہیں سلامتی ہو۔“ ؟

چینی۔ ”دو بختے خوب کہا یا اہل صنمہ تو درست ہے“ ؟

عبرانی۔ ”دو تمہارے خاندان پر امن کا سایہ ہو۔“ ؟

افغان۔ ”دو تندرستی ہو۔“ ؟

## دکھچپ و مفید معلومات

گوئیں سیتلا کے لمف سے چھپک کا ٹیکہ لگانے کی ایجاد جبکا موجب ڈاکٹر ایڈرڈ جینز خیال کیا جاتا ہے صد ہا سال پیشتر ہندوستان میں معلوم تھی۔ اہل ہندو کی ایک سنسکرت طبی کتاب میں طریقہ مذکور کا بیان مندرجہ ذیل طور میں درج ہے۔ ”گائے کے تھن یا انسان کے بازو پر سے چھپک کا مادہ لیکر ایک شتر بر لگاؤ اور اُس سے معمول کے بازو کا شائد اور کنتی کے درمیان والا حصہ چھیدو تب خون کے ساتھ یہ مادہ مل کر چھپک کا بخار پیدا کرے گا“

کتاب مذکورہ بالا ۱۵۷۷ء میں شائع ہوئی تھی لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ سطور محولہ  
بالا دونوں ترقی کی قدیم تصانیف میں بھی موجود ہیں۔

بہر کیف اگر ۱۵۷۷ء ہی میں شمار کیا جاوے تب بھی ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر جنرل کی ایجاد سے جو  
عام طور پر ۱۹۹۷ء میں ظاہر کی گئی تھی ۹۴ سال قبل اوسکا حال ہندو بیدون اور پنڈتوں کو معلوم  
اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ سبخت ہندوستان جو کسی وقت جنت نشان مشہور تھا زمانہ  
سلف میں ہندو سلف کے علوم و فنون کی دولت سے مالا مال تھا مگر فوس کہ ہم اپنی بختی سے  
اوسکو کو بیٹے اور اب دوسرے کی دست نگر بنے ہوئے ہیں۔ ع

بہ بین تفاوت رہا کجا ست تابہ کجا

جو سورج گرہن ۱۵۷۷ء میں ہوگا اوس کے حالات دریافت کرنیکے لئے ایک کمیٹی مقرر ہوئی  
تھی جسکے میمبروں میں کوکوب ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ گرہن پورے سورج کو لگے گا۔ اور  
لوز فوک۔ نیوا اور لیز سپین۔ اور انجیر بائین دکھائی دیگا۔

ہندوستان۔ ہندوستان میں تمام چوٹی بڑی یا ستون کی تعداد ۵۵۱ ہے جنکی کل آمدنی  
کا تخمینہ نو لاکھ کروڑ روپیہ لاکھ کیا گیا ہے۔

ہندوستان میں قریباً تین لاکھ ہزار ڈاک خانے ہیں جن کے ذریعہ سے تخمیناً بیس کروڑ  
خطوط وغیرہ ہر سال روانہ ہوتے ہیں۔

اندازہ کیا گیا ہے کہ کل دنیا کے اخباروں کی قریباً ۱۰۰ ارب کا بیان سالانہ شائع ہوتی ہیں۔

ایک کرسچن اخبار لکھتا ہے کہ اس صدی کے شروع ہونے سے آج تک ۴۰ لاکھ آدمی عیسائی مذہب کو اختیار کر چکے ہیں۔

تمام دنیا میں ۴ لاکھ میل ریل جاری ہے جس میں سے ۱ حصہ صرف امریکا انگریزی کا بقعہ ہے۔

ریل کب جاری ہوئی؟ دنیا میں سب سے اول ریل جاری ہونیکا فرنگلینڈ کو ہے جہاں ۲ ستمبر ۱۸۲۵ء کو ریل جاری کی گئی۔ فرانس میں اکتوبر ۱۸۲۵ء امریکہ ۲۸۔ دسمبر ۱۸۲۵ء جرمنی نے۔ دسمبر ۱۸۳۵ء روس۔ ۴۔ اپریل ۱۸۳۵ء ہسپانیہ ۲۲۔ اکتوبر ۱۸۳۵ء ہندوستان ۸ اپریل ۱۸۵۵ء لاہور اور امرتسر میں ۱۸۶۲ء۔ ترکی ۴۔ اکتوبر ۱۸۶۸ء۔

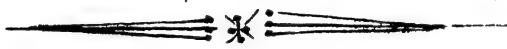
اندازہ کیا گیا ہے کہ تمام دنیا میں ۷ کروڑ ۵ لاکھ گھوڑے ہیں۔

شھر لوڈن واقع ملک امریکہ میں ایک پتھر ہے جسکو آج سے ۳۶ برس پہلے فوٹامی ایک شخص نے کسی سے مول لیا تھا نام اس پتھر کامیڈاسٹون ہے اور چاندی کے ڈالر کے برابر ہے اس میں یہ وصف ہے کہ چاہے جیسا دیوانہ کتنا آدمی کو کاٹے جہاں اس پتھر کو زخم پر لگایا کہ تمام ہر چوس لیتا ہے اور آدمی مرنے نہیں پاتا۔

تپ دق کا حکمی علاج چکا گو کے ڈاکٹر جون مرفی صاحب نے دریافت کر لیا ہے۔ کتے میں کہ عند البحر وہ ہر ایک علاج میں کامیاب ہوتے رہے ہیں۔

ہوتی تھیں۔ خانانہ میں بہت دنوں سے یہ رواج چلا آتا ہے کہ اسکے خاندان کے تمام شہزادوں کو تجارت سکھائی جاتی ہے۔ اور شہنشاہ جرمنی کے بڑے بیٹوں کو اب ایک نیا قسم کا پیشہ سکھایا جا رہا ہے۔ فریڈرک ولیم کے زمانہ سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ اسکی تمام اولاد کو صنعت و حرفت کے معمولی طریقے سکھائے جاتے ہیں اور انکو اپنے پیشہ کی روزی پر ہی اعتماد کرنا سکھایا جاتا ہے اور اس طلب کے حصول کے لئے دستکاری سے زیادہ اور کوئی کام بہتر خیال نہیں کیا جاتا۔ شہنشاہ حال تو اپنے خاندان کے قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ کر دئے گئے تھے لیکن انکے باپ نے بلد سازی میں خوب ملکہ چل کر لیا تھا۔

شاہ سیام کے دو شہزادے بھی انجینیری کا کام سیکھ رہے ہیں۔



زار کا سرمایہ محل شہنشاہ روس کا سرمایہ محل جہاں سال میں زیادہ عرصہ تک قیام رہتا ہے اور یہ نیوا کے کنارہ پر واقع ہے اور اسی جگہ روس کی اعلیٰ سے اعلیٰ صنعتوں کے نمونے اور جواہرات اور عجائبات کا ذخیرہ رہتا ہے اس عظیم الشان محل کا ہر ایک پہلو... فیٹ طول پر ہے اور جب شہنشاہ وہاں بود و باش کرتا ہے تو نوکر چاکر اور مصاحبوں اور خواص وغیرہ کی تعداد کے قریب ہوتی ہے اور وہ سب اسی ایک مکان میں آرام بسر کر سکتے ہیں۔



سلطان المعظم کا دسترخوان۔ حضرت سلطان کا خاں صرف ایک شخص اور چند ماتحت تیار کرتے ہیں کوئی دوسرا شخص اسکو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ چاندی کے برتنوں میں کھانا بچایا جاتا ہے اور بد تباری کے اسکو سر بند کر کے مہر لگا دی جاتی ہے جو سلطان کے اعلیٰ چیمبرلین حضور شاہی میں اپنے ہاتھوں سے توڑتا اور اول ایک چیمبرلین سے چکھ لیتا ہے۔ یہ اقد اس لئے ہے کہ کہیں کسی دشمن نے کوئی بد احتیاطی نہ کر دی ہو۔ کھانا انہیں ظروف میں دسترخوان

چنا جاتا ہے جن میں کہ وہ بخت ہوتا ہے۔ یہ طرف نمودا چاندی اور سونے کے ہوتے ہیں اور اگر کسی ادنیٰ درجہ کی دیات کے برتن میں پکنے کا اتفاق ہوا ہو تو اوس میں سے طلائی قابین لٹ لیا جاتا ہے۔ کمانا ناول فرماتے وقت غلام طرف کا دستہ پکڑ کے سلطان کے سامنے پیش کرتا ہے اور وہ اوس میں سے چھپچھپا ہتھ کی مدد سے خاصہ نوش فرماتے ہیں۔ چہری کاٹھ کا استعمال نہیں فرماتے۔ دنیہ اعظم

**اخبارات یورپ** لکھتے ہیں کہ سلطان المعظم کی مساعی جمیلہ سے آستانہ علیہ سلمانان کا زمین کام کرو اور ملجا و اودا بن رہا ہے خلافت پناہی لے اپنے اخلاق حسنا اور دوا لیشی سے دنیا کے اہل اسلام کو مستحضر کر لیا ہے۔ ممالک غیر کے مسلمانوں کے لئے حبیب خاص سے مدارس کو ملے ہیں یہی اخبارات لکھتے ہیں کہ سلطان کی یہ پولیٹکل چالیں غنقریب جید مغنیہ تلج پیدا کرتیگی۔ اب سے تیس سال پہلے اہل اسلام ایک دوسری سے ناواقف محض تھے۔ مگر خلافت پناہی کے طیفیل سے ان میں حیرت انگیز برادرانہ تعلقات اور روالیط پیدا ہو رہے ہیں۔

**سلطہ میں** ایک غائبہ ترک خیال کیا جاتا ہے جو زمین کے اندر ہی اندر چین کو چلا گیا ہے غار کے دروازہ سے کچھ فاصلہ پر پرائے مندروں کے کہنڈ موجود ہیں۔ جہاں سابق میں بچارو جمع رہا کرتا تھا۔ اس غار میں بجز دو یورپین صاحبوں کے ایک کوئی شخص نہیں اُترتا ہے۔ البتہ کے قلعہ میں ہی ایک پختہ ترنگ ہی کہا جاتا ہے کہ وہ اندر ہی اندر بنارس تک چلی گئی ہے۔

**الموڑہ** سے سوڑے فاصلہ چنگل میں ایک ایسی مخلوقات پائی جاتی ہے جو اب تک مہضون کے پتوں سے اپنا بدن ڈھانپتی ہے۔



نیپال میں پرفیسر بنڈل اور پنڈت ہرشاد شناستری نے بودہ کے مسودے حاصل کر لئے ہیں۔ ان میں ایک کاپی اسکند پوران کی بھی ہے جو چھٹی صدی عیسوی میں تحریر کی گئی تھی خیال کیا جاتا ہے کہ شروع زمانہ ہی سے علاوہ سیلون، برہما اور جنوبی ہندوستان کے نیپال میں بھی پالی زبان کا علم ادب مروج تھا۔

ایک مبصر کا بیان ہے کہ اگر نیرن کا قومی نعرہ خوشی ”ہپ ہپ ہپ ہرا“ دراصل مصریوں کا نعرہ تھا اس کے ثبوت میں وہ ہرام کی ایک عبارت بخط قدیم پیش کرتا ہے اور اس کے معنی یہ بتاتا ہے کہ ”آگے بڑھو اور دشمن کو فتح کرو۔“

کہا جاتا ہے کہ مصر میں ایک بدوی قبیلہ کا نعرہ جنگ اس وقت بھی بعینہ ”ہپ ہپ ہپ ہرا“ ہے جو دو ہویں صدی

حضورِ ماکہ معظمہ محلِ وکیلِ قرینا آٹھ سو سال سے انگلینڈ کے حکمرانوں کا قیام گاہ چلا آ رہا ہے۔

مسٹر جارج گولڈ ایک کروڑ پتی امریکن نے نیویارک میں ایک حبشی تصویر فروش کی دوکان سے ۱۹ ادا تصویرین ۱۵ لاکھ روپیہ کو خریدیں۔

دونوں جوان یورپین دنیا کے گرد پیادہ پاسفر کرنے کو نکلے ہیں اور کچھ سرمایہ بھی ساتھ نہیں لیا ہے۔ کمائیں گے کمائیں گے اور ہر نیگے۔

گرمی کے لحاظ سے جبکہ آباد تمام ہندوستان میں اول نمبر پر ہے۔ جہاں تھرما میٹر کا پارہ ۱۲۰ درجہ پر پہنچ گیا ہے۔

## ایجاد و اختراع صنعت و حرفت غیر

### فن انجیری کی حیرت انگیز ایجاد ایک پٹری کی برقی ریلوے (در قمار ۲۰ میل فی گنٹہ)

لورپول کی دارالتجارت مین مسٹریٹ۔ بی۔ بحر نے ایک پٹری کی ریلوے کی ایجاد پر ایک دلچسپ لیکچر دیا۔ تجویز یہ ہے کہ بجائے دو پٹری کے صرف ایک پٹری کی آہنی ریل بنائی جاوے اور اس ایک پٹری کو زمین سے چار فٹ اونچی فولادی قینچیوں پر نصب کیا جاوے۔ یہ قینچیاں حرفت A کی شکل کی تیار ہونگی اور اون پر آہنی ریل کی پٹری بچوں سے کسی جائیگی گاڑیاں صنعت کی بنائی جائیگی جس پر ٹیکسٹائل مین انڈسٹری سفر کرتے ہیں۔ ان گاڑیوں کے نیچے وسط میں ایک پدیتہ لگایا جائیگا جسکے ذریعہ سے گاڑیاں پٹری پر دھکتی ہوئی چلی جائیگی۔ بجائے اسٹیم کے برقی طاقت سے کام لیا جائیگا۔ بالفعل تجویز ہو رہی ہے کہ لورپول سے نیچے تک جبکا فاصلہ قریباً ۳ میل ہے اسٹیم کی ریل جاری کی جاوے۔ رقتا رقتا درجہ ۹۰ میل سے لیکر ۱۲ میل تک فی گنٹہ ہوگی جب ریلوے کمپنوں کو تجربہ سے اس ایجاد کا فائدہ اور نفع ثابت ہو جائیگا تو وہ ضرور اسکو اپنی لائنوں پر بھی جاری کریں گی۔

پروفیسر ٹریلر جو سیال ہوا کے دریافت کرنے کا دعویٰ دار ہے کہ اس نے مردوں کی نعشوں کے محفوظ رکھنے کا مسئلہ اپنی اسی ایجاد کے ذریعہ سے حل کر لیا ہوا ہے اس نے ایک سر دختانہ

اس ترکیب سے بنایا کہ نقش کو اوسکے اندر رکھ کر سردی صفر کے نیچے ۲۵ درجہ تک قائم کر لی جس سے جسم مردہ مثل برت کی ایک چٹان کے حجم کو ایسا سخت اور بھروسہ ہو گیا کہ اوسکے پاؤں کا ایک انگوٹھا ہتھوڑہ سے توڑ کر اور پیراؤسکو پیس کر سفوف کر ڈالا گیا۔ شہر نیویارک واقع امریکہ کے مردہ خانہ کے پیرنڈنٹسٹریٹس نے کئی سرد خانے پر دفیسٹر ٹرپلر کی ترکیب سے خاص طور پر تعمیر کرائے ہیں۔ پر دفیسٹر مذکور کتاب ہے کہ آئینہ الی بیسویں صدی میں اوسکی ایجاد طریقہ تدفین میں ایسا انقلاب عظیم پیدا کر گئی کہ لوگ مردوں کے بدلائے یا دفن کرنے کا قدیم دستور تبدیل کر کے اوس کا ایجاد کردہ طریقہ نقشون کے صحیح و سالم محفوظ رکھنے کا اختیار کرنے لگیں گے۔

ایک ٹیلیفون ایجاد ہوا اور آزمائش بھی ہوئی ہے جسکے ذریعے سے سو گز تک زبردست آواز جاتی ہے۔ اخبار ونگے نے اسپچین بند ہو سکتی ہیں اب اڑانی سویل تک کے لئے آزمائش ہو رہی ہے۔

ایک گمنٹہ گمر لورپول اسٹیشن پر تیار ہوا ہے جس سے بڑا شاید تمام دنیا میں ہنگوگا۔ اسٹیشن کے دس پلیٹ فارم ہیں ہر پلیٹ فارم سے وقت نظر آتا ہے اور گمنٹہ کا خانہ انا بڑا ہے کہ ۶ آدمی بیٹھ کر کمانا کما سکتے ہیں۔

کابل کے کارخانہ اٹھ سازی میں چار جدید توپیں تیار ہوئی ہیں۔ آزمائش سے معلوم ہوا کہ میل کے فاصلہ تک کام دے سکتی ہیں۔

ایک امریکن موجد نے ایک بندوق کالی ہے جو ایک منٹ میں ۴۵۔ اور ایک گمنٹہ میں ۲۰۰۔ فیر کر سکتی ہے۔

سویڈن کے کاخانہ دیاسلانی میں ایک دن میں دس لاکھ ڈبیاں تیار ہوتی ہیں۔

## عجیب و غریب مصنوعی جانور

میں سچی سے چار سو برس قبل ٹابین ٹم مقام میں ایک کاریگر ارجیپاس نامی ہوگذا ہے۔ اس نے ایک نقلی کبوتر بنایا تھا کہ وہ اپنے پروں سے اوڑھتا تھا لیکن اس میں کاریگر کی عدم توجہی یا ناواقفیت کی وجہ سے یہ نقص رہ گیا تھا کہ نہ تو وہ واپس آسکتا تھا اور نہ اوس کی رفتار رک سکتی تھی۔ مگر پچھلے دنوں میں جرمنی کے ایک کاریگر جان ملر نے اس کام میں بہت بڑی کامیابی حاصل کی اس نے ایک ایسا جانور بنایا۔ کہ وہ ایک میل تک اوڑھتا تھا۔ اور اپنی اصلی جگہ پر واپس آجاتا تھا ناربرگ کا بادشاہ ایک باؤیکس ملن سے ملنے گیا تو اوس نے بھی اس صنعت کو ملاحظہ فرمایا اور جان ملر کو بہت کچھ انعام دیا۔ اسی کاریگر نے بعد ازاں ایک لوہے کی مکھی بھی بنائی وہ مکھی اس کے ہاتھ پر سے اوڑھ کر اور بہت سے چکر لگا کر ہر ہاتھ پر اگر بیٹھ جاتی تھی۔ جزائر و لیٹ انڈیز میں فرانسیسیوں کی آبادی سینٹ کرسٹوفر نامی ہے اس جگہ ۱۶۹۹ء میں کرنل ڈی چپینس نے انگریزوں کو بہت بڑی شکست دی تھی۔ یہ کرنل جس طرح کہ بے مثل بہادر تھا اوسی طرح کلون کے فن میں بھی لائق تھا اوس نے ایک مصنوعی مور اس ترکیب سے بنایا تھا کہ وہ بالکل زندہ معلوم ہوتا تھا وہ چلتا پھرتا تھا۔ اپنے پروں کو پھیلاتا تھا۔ دانہ چکاتا تھا۔ سب سے زیادہ عجیب بات یہ تھی کہ دانہ اس کے معدہ میں زندہ جانور کی طرح گھبراتا اور بیٹھ بھی اصلی جانور کی طرح خارج ہوتی تھی۔ لیکن ایک فرانسیسی صناع ہاکنس نے اس پر بھی حاشیہ چڑھادیا۔ ہاکنس نے ایک راج ہنس بنایا تھا یہ راج ہنس ظاہری صورت میں بھی اصلی سے ایسا مطابق تھا کہ دیکھنے والوں کو کسی طرح تمیز نہیں ہوتی تھی ۱۷۳۸ء میں اس جانور کی مالیش پیرس میں ہوئی۔

اس کی صنعت نے لوگوں کو کچھ ایسا حیران کیا کہ بہت سے لوگ اصلی ہی سمجھتے تھے راج ہنس کے پر اس پر بہت خوبی سے لگائے تھے اعضاء اندرونی بھی مثل اصلی کے تمام دیکھ کر کمال بنا دیتے تھے جب اسکی گوک بھری جاتی تھی تو وہ زندہ راج ہنس کی طرح چلتا تھا۔ کھاتا پیتا تھا۔ اور کوئی حرکت اصلی جانور کے خلاف نہ کرتا تھا۔ اور اندر کچھ دوا میں اس قسم کی رکھی تھیں کہ جو کچھ کھاتا وہ ہضم ہو کر فضلہ خارج ہو جاتا تھا اس کے سوا قایم قاین کی آواز بھی اصلی جانور کی ہی تھی۔ سب سے زیادہ صفت کی یہ بات تھی کہ جب وہ پانی پیتا تھا پانی میں اسی طرح گرد اب پڑتے تھے جس طرح کہ زندہ جانور کے پانی پینے سے پڑتے تھے



نمائش پیرس میں بھیجے کو حضور نظام نے ایک عمدہ مجموعہ عجائبات دکن کا تیار کرایا ہے۔ جس میں وزنگل کے مشہور قایم۔ بدری ظروف اورنگ آباد کے پارچے اور فری ظروف وغیرہ ملے ہیں



ایڈنبرا ریو یو میں ایک مضمون چھاپا ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ کیا است نظام دہندہ لیکنڈ اور اہ پتائیں ہیرے کی کانین موجود ہیں لیکن کافی سرمایہ لگا کر چونکہ نہیں کہودی جائیں لہذا نفع نہیں ہوتا۔ نہ ہیرا بکرت ہندوستان میں موجود ہے۔



کانگرہ میں افواہ ہے کہ پچھلے موسم گرامین ایک سیاح نواح تبت سے دس لال لایا تھا جس میں سے ایک اوسنے پچاس ہزار روپیہ پر کلکتہ میں بیچا۔ اور باقی کو ہالند کے شہر امسٹرڈم میں فروخت کیا



ایریشم کے کیڑوں کی پرورش ضلع گلگٹ میں کئے جانے کی تجویز ہے انڈے کشمیر سے لائے جائیں گے اور مواضع میں تقسیم کئے جائیں گے۔

نیل چین میں ایسی ارزانی کے ساتھ بنایا جاتا ہے کہ ہندوستان کے نیل کی دہان ترقی ہونا ممکن نہیں۔

جرمنی ایشیا کی تجارت سیلون میں روز افزون ترقی کر رہی ہے پچھلے دس سال میں قریب چوگنی کے ہو گئی ہے۔

انگلستان کی مردم شماری میں پیشہ درعورتیں حسب ذیل شمار ہوئیں۔

دوڑی کا کام کرنے والیاں	۱۴۰۰۰
چھاپہ خانوں میں	۲۵۰۰
معدنیات کی کانوں میں	۲۷۲۱
ڈاک خانوں میں	۳۰۰۰۰
مدارس میں	۱۳۰۰۰

آہن پوست آدمی فی الحال برلن میں ایک نہایت قابل ذکر شخص زندہ ہے جسکا دعویٰ ہے کہ اسے ایک ایسا اکسیر علاج معلوم ہے کہ جسکے بنی نوع انسان ہر وقت خواہشمند رہتے ہیں۔ اس شخص کے بدن میں کوئی تیز چیز داخل نہیں ہو سکتی تیز سے تیز چاقو اور شمشیر بران اس کے بدن پر کند ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو آہن پوست بنا ہے۔ اسکا سب سے بڑا کتب یہ ہے کہ وہ ایک حلقہ میں سے گزر جاتا ہے جسکے اندر کی جانب تیز دھار والی لوہے کی چیزیں کیل خنجر اور دوسری قسم کی ہتھیار لگی ہوتی ہیں اس حماشہ کو وہ کیسکے پر لٹکا کر ڈاکٹر حیران ہیں۔ اس شخص کا بڑا ایک پڑا سرا معلوم ہوتا ہے اور جیسا کہ اسکا بیان ہے

اگر وہ اسی اکسیر سے دوسرے لوگوں کے جسم میں آہنی بناوے تو لوگ اس کے حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔ واقعی علم کا دریا ناپید اکتا رہے۔

## متفرق علمی نوٹس نصیحت وغیرہ

ایک انگریزی اخبار لکھتا ہے کہ علمی دنیا میں یہ امر بیشک قابل یادگار ہے کہ ہندوستان کا ایک والی ملک لنڈن میں ایک مستند تاج کی کتاب شائع کرے۔ فی الحال ہمارا جہ صاحب گائیڈ کاٹرودہ نے اس قسم کی ایک کتاب موسومہ ”آز قیصر تا سلطان“، ولایت کے مشہور مالک مطبع مسٹر فشرز ان کے چھاپہ خانہ سے طبع کرا کر شائع کی ہے جسکی بڑی تعریف ہو رہی ہے خداوند کریم ہمارے ملک کے دیگر رؤسا کی طبیعت میں بھی ترویج علوم و فنون اور تصنیف و تالیف کا شوق پیدا کرے۔

ہنر ہائے متنس مہاراجہ صاحب والی ریاست جیمپور نے ایک نئی نہایت دلچسپ کتاب شائع کی ہے یہ کتاب دربارہ اون زبانوں کے ہے جو ریاست جیمپور میں بولی جاتی ہیں اور علمی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس کتاب کی صرف تین جلدیں چھپی ہیں۔

مسٹر حبیب طس یا میر علی ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کی تاریخ لکھ رہے ہیں جس میں وہ رسم و رواج اور طرز حکومت کا حال بھی قلمبند کریں گے۔ وہ آج کل حضرت لیکر ولایت لکھنے ہوئے ہیں اور وہیں اس کتاب کو ختم کریں گے۔

اشاعت انجیل یورپ اور امریکہ کی بائبل سوسائٹیاں فی منٹ دو کتل انجیلین چھپوا کر تقسیم کرتی ہیں۔ یعنی قریباً سو پانچ لاکھ سالانہ انجیل کے مختلف حصے جو شائع کئے جاتے ہیں وہ علاوہ ہیں۔

قسط طمانینہ کے سرشتہ تعلیم نے ممالک عثمانیہ کے غربا میں ۵ ہزار ۶ سو ۶ سیپارے ایک ہزار ۹ سو ۸۲ قرآن شریف اور ۲ ہزار ۶ سو ۵ مختلف کتابیں مفت تقسیم کیں۔

ہنر ہائیس والی ریاست جو دہپور کی علمی قدر دانی ریاست جو دہپور کے فاضل مصنف کو راج مرادان جی نے ایک ہندی کتاب کی تصنیف کے صلہ میں جو انہوں نے سری حضور کے نام نامی پر تصنیف کر کے۔ ماہ گذشتہ میں پیش کی تھی عالی جناب ہنر ہائیس فرمانرواے دولت مارواڑ جو دہپور سے پانچزار روپیہ سالانہ کی جاگیر حاصل کی۔ یہ چار دیہات ہیں جو پنڈت صاحب کی جاگیر میں فی الحال عطا فرمائے گئے ہیں۔ پنڈت صاحب پہلے ہی ایک بڑے معزز و مقتدر ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیر دار ہیں جن کے اکٹہ کی تعداد اس پانچزار روپیہ کے تازہ صلہ نے پورے تیس ہزار روپیہ سالانہ تک پہنچا دی ہے۔ ہنر ہائیس والی ریاست مارواڑ کا یہ شاہانہ عطیہ خود شاہ ناطق اس امر کا ہے کہ سری حضور پر نور خود بدولت کو بھی فضل و کمال علوم میں کیا پایہ عالی حاصل ہوگا۔ ۶۹ اور علمی فضیلت کے آپ کیسے لاثانی قدر دان ہیں جنکی نسبت دعوے سے کہا جاسکتا ہے کہ اگر مشعل آفتاب بھی ہاتھ میں لیکر ڈھونڈا جائے۔ تو اس ناز و تحفظ الرجال میں ایسی لاثانی قدر دانی کی کوئی ایک بھی نظیر ملے گی۔

جسپر انصاف اور استحقاق حضور مدوح مبارک کیا وکے مستحق ہیں اور ہم صدق دل سوانہ میں مبارکباد



کہتے ہیں کاش اگر علمی قدردانی میں دیگر فراموشیوں اور دولت ہمارے دینی ہر مائیں تاجدار مار مار کی تقلید کی ہمت دکھائے لیکن تو اس دیرانہ دیار ہندوستان میں پراسی طرح بکار و قمار علوم و فنون موجزن شورش فکرنظر آئے لیکن جس طرح کہ کبھی کسی گزشتہ زمانہ میں نظر آتے تھے اور جنگی بدولت تمام مالک روئے زمین پر ہندوستان کو فخر و مباہات کا اعزاز حاصل تھا۔ دکوہ فخر

بیمبی یونیورسٹی کے سینٹ نے مسٹر جسٹس گوہر راناوٹے کی تحریک سے یہ روز ولین جو گورنمنٹ میں پیش کیا تھا کہ امتحانات یونیورسٹی میں جو طلباء فیصل ہو جاتے ہیں ان کا امتحان دوسری سال صرف انہی سبجکٹوں میں ہو کرے جن میں وہ فیصل ہوئے ہوں گورنمنٹ نے اس کو اس شرط پر منظور کر لیا ہے کہ جن سبجکٹوں میں طلباء ۵۰ فیصد تک نمبر حاصل کر لیا کریں ان میں ان کا دوبارہ امتحان لیا جاوے باقی مضامین میں حسب معمول امتحان لیا جائیگا۔ اگر ہندوستان کی دوسری یونیورسٹیاں بھی اس عمدہ قاعدہ کو جاری کر دیں تو پھر اسے طلباء جو دماغی محنت کے مارے پسے جاتے ہیں ان کی عام صحت و تندرستی کو بڑا فائدہ پہنچے۔

کلکتہ یونیورسٹی کے امتحانات کا نتیجہ شائع ہو گیا۔ انٹرنس میں ہر قوم کے پاس شدہ طلباء کی مجموعی تعداد ۳۵۲۶ ہے جن میں سے ۲۳۲ مسلمان ہیں۔ فرسٹ آرٹس میں ۹۲۶ پاس ہوئے جس میں ۶۸ مسلمان ہیں۔ بی اے کے ۳۶۳ پاس شدہ طلباء میں مسلمانوں کی تعداد صرف ۲۶ ہے۔ اسد فدا ایک عجیب و غریب بات جو یونیورسٹی کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگی۔ یہ ہوئی کہ ایک بنگالی لڑکی مس محمد نے امتحان بی۔ اے کی شاخ ریاضی میں آنرز (اعزاز) کے ساتھ پاس کیا یہ اسے مس مذکورہ بالا کے علاوہ تین اور لڑکیاں مس گپتہ۔ مس ازملہ سمیٹولنس۔ اور مس الکی کریمین امتحان۔ بی اے میں کامیاب ہوئیں۔

اختیار سوڈان گزٹ کا پہلا نمبر لندن سے چھپکر شائع ہوا ہے اس میں چوٹی تقطیع کے چار صفحے ہیں ایک کالم انگریزی میں ہے اور دوسرا عربی میں ہے اس پہلے نمبر میں سوڈان کی آئندہ حکومت کی نسبت انگریزی اور مصری گورنمنٹوں کا معاہدہ اور پھر خدیو کا فرمان چھپا ہے جس کے ذریعے سی لارڈ کچنر کو گورنر سوڈان مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ چند اور سرکاری احکام اور اشتہارات بھی ہیں

صدی کب شروع ہوگی۔ بہ کم جنوری ۱۹۰۰ء کو یا کم جنوری ۱۹۰۱ء کو اس سوال پر بہت بحث ہو رہی ہے بعض کہتے ہیں کہ سن روان کے خاتمہ پر آئندہ صدی شروع ہو جانی چاہیے۔ اور بعض کا قول ہے کہ سن ۱۹۰۰ء انیسویں صدی کا آخری سال ہے اور اس کے بعد بیسویں صدی شروع ہوگی اور حقیقت میں آخر الذکر حق بجانب ہیں کیونکہ جب تک ایک سینکڑہ پورا نہ ہو دوسرا کس طرح محسوب ہو سکتا ہے۔ ۹۹ کے خاتمہ پر پورے سو نہیں ہو جاتے بلکہ صدی کا آخری سال شروع ہوتا ہے دسول اینڈ ملٹری نیوز

سینٹفک سوسائٹی مظفر پور بنگال کی طرف سے جو اسکول اب تک جاری تھا اسکو کالج بنانے کے لئے باؤلنگٹ سنگھ زیندار ڈسٹریکٹ دار ریلوے نے پچاس ہزار روپیہ اور چودھری رگوناتھ داس زیندار جینت پور نے تیس ہزار کی دو بڑی زمین چندہ میں دین اولوالعزمی محمد دی اس کو کہتے ہیں۔ اب اسکول مذکور اسی ماہ جون میں کالج کی مرتبہ کو پہنچ جائیگا۔ کلکتہ یونیورسٹی نے اسکا ایفیلشن (اشتراک) منظور کر لیا ہے۔

کاپتور میں ایک مشہور زمیندار سکرٹن با بن صاحب نے اپنے گرد کی ہدایت سے ایک انگریزی اسکول اپنے علاقہ میں رعایا کی تعلیم کے لئے جاری کیا ہے۔

زراعتی کالج مالک مغزی و شمالی دادو میں بمقام لکھنؤ یا سہارنپور غفریب جاری ہونے والا ہے۔

ایک اختیار نے یہ خبر مشہور کی ہے کہ اس سال لاہور میں ایک بہت ہی کم سن لڑکا جسکی عمر ۱۰ سال سے زیادہ نہیں ہے امتحانات مڈل وائٹرنس دونوں میں شامل اور دونوں میں پاس ہوا غفریب یہ سننے کا کہ مان کے پیٹ سے مڈل پاس کیا ہوا لڑکا پیدا ہوا!

ملتان پورڈ اسکول میں ایک طالب علم پڑھنے کے لئے آیا ہے جسکے دونوں ہاتھ ننہیں ہیں لیکن دونوں بازوؤں میں قلم بکڑ کر لکھ سکتا ہے۔ اسکا نمبر پچھلے وٹیکلر امتحان مڈل میں تیسرا تھا۔

ہمارا چھ بچے چند متب صاحب والی یا ست برووان نے امتحان انٹرنس درجہ دوم میں پاس کیا

دہلی کی ٹیری سوسائٹی جسکی کاروائیاں عرصہ سے موقوف تھیں پھر جاری ہو گئی ہے اسکے جلسے اوقات معینہ پڑھنے لگے اور علمی مضامین پر لکچر دیا جاتے ہیں پچھلا لکچر سقراط کی مغذرت پر پادری رائٹ صاحب۔ ایم۔ اے نے دیا تھا۔

ڈاکٹر مسٹین صاحب جسٹس ارجاب دیو رٹی نے گورنمنٹ ہندو گورنمنٹ چین سے علمی تحقیقات کی غرض سے بھوٹان چینی ترکستان میں سیاحت کرنی کی اجازت حاصل کی۔

البرید مصری اخبار کے ایڈیٹر عزت لومہ شریف حمید آباد دکن کی سہ کو آئے ہوئے ہیں۔

مسٹر آرک پیننگ مشہور ناوسٹ و شاعر نے ۲۵ ہزار ڈالر ہرجانہ کا دعویٰ ایک پرنٹنگ کمپنی پر نیویارک کی عدالت میں دائر کیا ہے۔

اوریتھل کانگریس جو امسال دو مائین ہوگی آئین شریک ہونے کے لئے حیدرآباد گورنمنٹ کی طرف سے سٹمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی ڈیلیگٹ مقرر ہو کر روانہ ہوئے۔

## چھاپہ کی ایجاد نے زمانہ حال میں کس قدر ترقی کی ہو

پندرہویں صدی کے وسط میں چھاپہ ایجاد ہوا پہلی کتاب جو یورپ میں چھاپی گئی وہ انجیل تھی پہلے پہل یہ فن صرف پادریوں کے ہاتھ میں رہا اور وہ اس سے عیسائی مذہب کی کتابیں شائع کرتے رہے لیکن جب یہ فن عوام کے ہاتھ میں آیا۔ تو امار کے چلن اور انتظام سلطنت کے متعلق بھی تصنیفات شائع ہونے لگیں۔

اسٹارویں صدی کے اخیر تک پارلیمنٹ کی کارروائی اخباروں میں شائع کرنا جرم تھا وہ قانون تھا حال منسوخ نہیں ہوا لیکن اسکی تعمیل نہیں ہوتی۔ انگلینڈ کے اخبار پارلیمنٹ کی ایجنچوں اور کاروائیوں سے پُر ہوتے ہیں۔ اور اس رکاوٹی قانون کی رو سے کوئی باز پرس نہیں کی جاتی اب انگلستان میں چھ ہزار کے قریب مختلف علوم و فنون کی کتابیں ہر سال شائع ہوتی ہیں۔ ناول وغیرہ اور تفریق تصنیفات اسکے علاوہ ہیں۔

۱۸۵۷ء میں پارلیمنٹ انگلینڈ نے ایک قانون پاس کیا تاکہ ہر شخص کی کوکل بورڈ ایک پونڈ آمدنی پر ایک مینی حصول لگا کر کتب خانے کھولے۔ اب انگلینڈ کے ہر ایک شہر و قصبہ میں کتب خانے کھلے ہیں کہ جن میں پچاس ہزار جلدوں سے لیکر ڈھائی لاکھ جلدیں موجود ہوتی ہیں لندن کے کتب خانہ عام میں ساڑھے تین لاکھ جلدیں ہیں۔

برٹش میوزیم میں ۲۱ لاکھ کتابیں ہیں۔  
ایڈنبرا اور کیرج کی یونیورسٹیوں کی متعلقہ لائبریریوں میں چھ چھ لاکھ کے قریب کتابیں  
موجود ہیں۔

علاوہ میونسپل بورڈوں کے قائم کردہ کتب خانوں کے مختلف سوسائٹیوں اور جماعتوں  
کے بھی کتب خانے ہیں۔ جن میں اکثر ایک ایک لاکھ تک کتابیں موجود ہیں۔

## یادگاری واقعات

(ماہ مئی و جون ۱۸۹۹ء)

ماہ مئی کی یادگاری واقعات میں سب سے بڑا واقعہ جشن سالگرہ ہر اسی سال کی محبتی حضور ملکہ مغلیہ  
ہند خلد ملکہ اقبالہا ہے۔

۲۔ تاج کوہند و ستان کی ہر شہر۔ ہر قصبہ۔ اور قریب میں حضور مدد و مدد کی درازی و ترقی اقبال کی  
دعائیں تمام مساجد و منادریں مانگی گئیں۔ اور عام خوشیاں منائی گئیں جس سے ظاہر ہے  
کہ ہماری ہر دلعزیز ملکہ مغلیہ کے ازاد و عمر کے ساتھ رعایاے ہند کا دلی خلوص محبت و عقیدت اور  
انس ہی بڑھتا جاتا ہے۔

دوسرے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ بحالات ماضی اس سال کا محرم بخیر و خوبی ختم ہوا اور اہل ہند  
واہل اسلام دونوں اس سالانہ تقریب میں اتحاد اور خلوص دلی سے شریک ہوئے اور کسی جگہ  
کسی قسم کا فساد نہیں ہوا۔ ان دونوں قوموں کا اتفاق ملک کے لئے نیک فال ہے  
اللہم یشہد قریہ!

اداکل ماہ مئی میں قریباً آٹھ سو سگتروں نے گریٹ انڈیا پنڈلاریلو کے پر بوجہ تکت تختواہ

و کثرت کارایا کر کے کام چھڑ دیا کپنی فیکٹری گنگدوں کی شکایت پر کچھ التفات نہیں کیا اگر گورنمنٹ بمبئی عام مسافروں کی آسائش کے خیال سے اپنی فوجی گنگدوں سے وقت پر مدد دیتی تو کمپنی کو قدر عافیت معلوم ہوتی۔ ۱۶۔ مئی کو ہر سال ختم ہو گئی بعض گنگدو الپس آگئے اور قریب ۲۰۰ کے موقوف کر دیئے گئے۔

اسی مہینے میں نواب محسن الملک بہادر کے دورہ سے سیڈیمپوریل فنڈ میں ۵۰ ہزار روپیہ چندہ میں آیا گورنمنٹ ہمالک مغربی شمالی و نہایت فیاضی سے علی گڑھ کالج کی سرکاری ملازمین میں دوسروں پر مہوار کا مستقل اضافہ منظور فرمایا۔ اور ٹھاکر دھگاجن سنگھ صاحب تعلقدار نیل گانڈی ضلع سیتاپور نے ڈیڑھ ہزار روپیہ چندہ دیا۔

**سنسکرت کالج**۔ دہلی میں ۱۵ اسی سے جاری ہو گیا۔ اس وقت ۳۰ ہزار روپیہ اس کالج کے لئے چندہ سے وصول ہو چکا ہے۔ ۳۰ لاکھ کی ضرورت ہے بالفعل زر چندہ جمعہ کے سود سے معمولی خرچ چلایا جائیگا۔ اسکے سوا جتنی خرچ کی ضرورت ہوگی لالہ سری کشن داس صاحب مشہور ساہوکار اپنی جیب سے دینگے۔



ہندو کالج بنارس بھی اسی تاریخ کو کھولا گیا۔



**ایک پنجابی رئیس** نے ہندو نٹرل کالج بنارس کے تعمیراتی فنڈ میں دس ہزار روپیہ چندہ دیا اور اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ گپت دان اسکو کہتے ہیں۔ !



بالیو بگوانڈاس صاحب ایم۔ اے۔ ڈپٹی کلکٹر نے اپنے عہدہ سے استعفا دیکر ہندو کالج بنارس کا عہدہ انٹیریئر سکریٹری قبول کیا ہے اور اپنے تئیں اس قومی خدمت میں مصروف

کیا ہے قومی ہمدردی اس کو کہتے ہیں۔ !

سری حضور مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے لاہور کے مکینک انسٹیٹیوٹ کو ۵ ہزار روپیہ کا چندہ عطا فرمایا ہے۔

ایک کوکئی برہمن پران جی نامی ذکیہ بچہ یونیورسٹی کولہ لائے امتحان مقابلہ ریاضی میں سینئر ریٹیکر کا درجہ حاصل کیا۔ یہ امتحان دنیا بھر میں ریاضی کا اعلیٰ امتحان ہے اور یہ پہلی دفعہ ہے کہ ایک ہندوستانی کو سینئر ریٹیکر کی عزت حاصل ہوئی ہے ورنہ محض ریٹیکر تو دو تین بنگالی اور بھی ہیں۔

آنریبل نواب ممتاز الدولہ محمد فیاض علی خان صاحب بہادر میر برکیم احمد لکھنؤ کونسل گورنمنٹ ہندورٹس بھاسو نے اپنے وطن میں انگریزی تعلیم کا مدرسہ قائم کرنے کے لئے ۶۳ ہزار روپیہ کی زمینداری وقف کر دی یہ قابل قدر دوامی فیاضی آپ کے اسم با مسمے ہونے کی بین دلیل ہے اور ہمیشہ آپ کے نام نامی کو روشن رکھیں گی۔

مہاراجہ بہنور پال سنگھ جی دالی ریاست قرولی شیر کے شکار میں بددق پھٹنے سے سخت مجروح ہوئے۔

پارسیوں کی تعلیم یافتہ پارٹی نے کوشش کی تھی کہ بجائے دھنوں کے تدفین کی رسم جاری کریں لیکن ان کے دستور اور موبدوں کی مخالفت کی وجہ سے ناکامیابی ہوئی۔

دہلی میں جہان کے کنارے ایک پنڈت صاحب نے سیاروں کی نحوست رفع کرنے کی غرض سے بڑا باری جگ کیا۔

ماہ جون کے اول عشرہ میں امرتسر میں سخت آتشزدگی ہوئی کم و بیش تیس مکان اور دوکانیں جو قیمتی سوداگری مال سے بھری ہوئی تین جگہ خاکستر ہو گئیں۔ دو لاکھ کا نقصان ہوا۔

نظام ریلوے پر ایک سخت حادثہ ہوا۔ بارش کی طغیانی سے بی بی تکر اور ہونگیر اسٹیشن کے درمیان پل ٹوٹ گیا سکندر آباد سے ایک مال گاڑی آرہی تھی جو درمیان میں جا پڑی۔ ڈریور اور فائر مین غرقاب ہو گئے گاڑی بچ گیا کیونکہ بریک اوس پار رہا تھا۔ اگر خدا نخواستہ مسافر گاڑی ہوتی تو بڑا نقصان ہوتا۔ نظام ریلوے کا قریب دو لاکھ کے نقصان کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔

نواح بمبئی میں ایک اور حادثہ عظیم ہوا۔ ایک کشتی جس میں بیس پارسی مرد و عورت سوار تھیں تپاقتی ندی میں ڈوب گئی سب غرق ہو گئے۔

مدرسہ پریسبیٹینسی کے ضلع تامل میں دو ہندو تھوون میں فساد عظیم ہوا قریب سو آدمیوں کے مارے گئے اور ایک بڑا مندر شیشہ و کاشی کا ایٹ لیا گیا اور کئی گانوں جلادے گئے سب مسفدین گرفتار ہوتے جاتے ہیں۔ اور فتنہ فرو۔

نیپال کے وائر وکس کا افتتاح نواب لفظٹ گورنر بہادر نے فرمایا اور مسٹر ایکین کی بہت تعریف کی۔ ۱۳۴۰۔ جون کو چاند گن ہوا قریب تین گنڈے کے بعد ختم ہو گیا۔

قریب وسط ماہ جون سے موسمی بارش شروع ہو کر آخر ماہ تک قریب قریب ہندوستان کے تمام شہروں میں خاطر خواہ ہو گئی۔

ان مہینوں میں طاعون کی وارداتوں میں کمی رہی امید ہے کہ عنقریب یہ بیہوشی مرض ملک سے دفع ہو گا۔

اموات مشاہیر۔ ماہ مئی و جون ان دو دنوں میں ہمارے ملک کے اکثر بڑے بڑے مشہور اور ممتاز مفتیان قوم نے سفر آخرت اختیار کیا۔

تاریخ۔ ۲ مئی کو آذربیل نواب محمد علی خان صاحب رشکی خلف اکبر نواب مصطفیٰ خان



صاحب شیفہ و حسرتی رئیس جالگیر آباد نے دہلی میں انتقال فرمایا مرحوم کے ہاتھ میں ایک سفید دانہ نکلا تھا جو پیام اجل تھا۔ آپ کی عمر ۵۵ سال تھی اور اپنی سادہ خارجی اور دلاور خرمی اور قومی ہمدردی کی وجہ سے سرکار اور رعایا دونوں کی نظر وں میں نہایت ہر دلی عزیز اور نیک نام تھے خدا غرق رحمت کرے مولانا حالی نے مرحوم کے انتقال پر دلال پراکے پر درود قطعہ مع قطعہ تاریخ کے تحریر فرمایا ہے جو اسی نمبر میں آگے چکر ملیگا۔ مرحوم کے برادر اصغر نواب محمد اسحاق خان صاحب ریاست رلمپور کے مدارالہمام ہیں جو آپ کی حیات ہی میں دہلی تشریف لے آئے تھے ہم اس حادثہ جاگہ پر تہ دل سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔

اسی مہینہ میں غرہ محرم ۱۳۵۷ھ کو ہندوستان کے مشہور شاعر و فارسی قصیدہ گو مولانا شمسید فضل رب عرشی نے بمقام حیدر آباد رحلت فرمائی مرحوم غازی پور کے باشندے اور ریاست موصوف میں تین سو روپیہ یا ہوار کے منصب دار تھے۔ اپنے فن میں وحید العصر تھے چند ہی ساعت میں فی البدیہہ قصیدہ کہہ دیا کرتے تھے۔ ہر کو بھی ادب کی خدمت میں نیاز حاصل تھا اور اکثر اوقات خود ادب کی زبان سے اون کا کلام سننے کا اتفاق ہوا یہ معلوم تھا کہ گویا خاص کوئی ایرانی پڑھا ہے۔ اگر لیس پردہ پڑھتے تو ہرگز یہ تیز نہیں ہو سکتی تھی کہ یہ لہجہ ہندوستانی کا ہے یا ایرانی کا قصائد گوئی میں بالکل خاقانی اور عرفی کی طرح تھے۔ اس خدا دلایقت و قابلیت کو مرحوم کی منکر الزامی اور سادگی نے اور بھی چمکادیا تھا۔ اب ہندوستان میں اس پایہ کا کوئی شاعر نہیں رہا۔

بنارس میں مشہور عالم سوامی لیشود ہانند سرتی نے وفات پائی یہ بہت بڑے عالم متقی اور زاہد تھے شہر بنارس کو ان پر فخر تھا۔ آپ کی عمر سو سال سے تجاوز تھی آپ اپنی تمام جائداد ہماراجہ صاحب درہنگہ کے نام وصیت کر گئے ہیں۔ ایسے لوگ کمان پیدا ہوتے ہیں۔  
**ادرسرین ملیہ صاحب** رئیس اعظم و انگریزی مجسٹریٹ اور بنارس میں عزراحت الہ

بیگ صاحب کے انتقال سے ان دونوں شہزادوں کے اہل ہنود و اہل اسلام کو سخت رنج ہوا یہ دونوں بزرگ نیک سیرت فرشتہ خصال ہر دلعزیز تھے۔ میر اسد اللہ صاحب مرحوم کے فرزند میر کرامت اللہ صاحب کی رسم دستار بندی خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے ادا فرمائی اور سرکار کی طرف سے ایک دو سالہ اور ایک دستار اپنے دست مبارک سے عطا کی۔ خدا تعالیٰ کو عزیز رحمت کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل و توفیق نیک عطا فرمائے۔

پٹنہ میں نواب سید ولایت علی خان صاحب بہادر رئیس اعظم فرم ۲۲ جون کو ۸ برس کی عمر میں رحلت فرمائی۔ آپ شہر پٹنہ کے مدارس کی بانیوں میں شمار کئے جاتے تھے اور تعلیم کے بڑے حامی تھے۔ غدر میں سہ کار کی بڑی بڑی خیر خواہیاں کیں اور مورد اعزاز ہوئے۔

۱۶۔ جون کو اگرہ کے کمشنر ٹرنگم صاحب نے دفعۃً انتقال کیا۔ آپ ریاست بھرتپور کے عمدہ داروں کے ساتھ ڈاکوؤں کے انسداد کا بندوبست کرنے میں متہم و شریف لے گئے تھے وہاں سے واپس آتے ہی دفعۃً علیل ہوئے اور دوسرے روز انتقال فرما گئے گویا یہ جھنا چاہیے کہ سرکاری خدمت اور اپنے فرض منصبی کے انصرام میں جان دی۔

۲۲۔ جون کو شہر راجہ رام سنگھ بہادر کے سی۔ بی کمانڈر انچیف افواج جموں و کشمیر و برادر خرد مہاراجہ صاحب والی ریاست موصوف کے انتقال سے تمام ملک کشمیر میں تہلکہ و غم برپا ہوا۔ راجہ صاحب نہایت ہر دلعزیز نیک نام اور بڑے گورنمنٹ کے بڑے خیر خواہ اور محمد علیہ تھے۔ آپ پہلے ہندوستانی رئیس تھے جبکہ ولایت سے خطاب کے سی۔ بی۔ کا ملا تھا جو سی۔ آئی۔ اے۔ اے۔ ایس۔ آئی وغیرہ سب خطابوں سے زیادہ معزز اور اعلیٰ درجہ کا خطاب ہے۔

# قطعه فارسی

در شیون نواب محمد علیخان مرحوم متخلص به رشکی رئیس جهانگیر آباد ضلع بلبند شهمر

## از مولا ناهالی

<p>که بود امید گاه سالی زار نبود از دل نمان یک لحظه زخار بدی روشن تر از روزم شب تار مستاع کاسه خود را خسریدار در یغ آنکس مخبان کس میا زار که می آمد پس از یک سال یکبار که می شد تازه از انشا و اشعار که یاد از وضع شان دادی به کردار و گریه دند عاصی یا خطا کار بجز خشم بر خیل پرستار بهر کس هر چه می بخشید در ار بجز یا خطا می برگشتگار و لے بر لبست زینجا پیش از دوبار که لخته پیش از ما راند بهوار بگرش صبر باید کرد و ناچار بود تا جان محزون در تن زار</p>	<p>در یغ از صلیت نواب رشکی پ بصورت گرچه بود از دیدگان و ور پ بیا و صحبت ویرینه او پ زمرگ خواجہ گم کردیم صد حیف در یغ آن شاد باش و شادمان ز می در یغ آن عید وصل گاه گاه در یغ آن یاد صحبت با پی پیشین در یغ آن یاد کار عدا سلاف قدیمان را زبانه از در خویش بمسخر خویش تن گرفت گاه مقدمه است چون رزق مقدر چنان کای نزد در روزی نه بند ز حالی گرچه کمتر بود در عمر مگر چشم صبری داشت از ما بلند چون جنگ توان با قضا کرد و لے از دل نگرود یا و او محو</p>
--	---

## قطعه تاریخ و قات

نواب محمد علی خان مرحوم رئیس جہانگیر آباد

کہ در مدی برد از اتران سبق  
جگر با ازین غصہ گردید شوق  
شدش سال تو دیج بخشش ز حق

محمد علی خان رئیس سترگ  
بنالگاہ بر لبست رخت سفر  
چو بخشش حق بے تیکہ داشت

لیو لویو

## تجلیات عشق

(دینی)

## دیوان اکبر

مطبوعہ مطبع شوکت شاہجہانی۔ اگرہ۔ ضخامت ۵۴۴ صفحہ تقطیع ۲۴۲۲ کاغذ و لای

یہ دیوان نتیجہ طبع و قاد قدوہ السالکین زبدۃ العارفين حاجی سید شاہ محمد اکبر صاحب  
ابوالعلائی سجادہ نشین خانقاہ دانا پور جسکے چہنچہ کا انتظار قدر دان شائعین عرصہ و راز سے  
کر رہے تھے نہایت آب و تاب کے ساتھ اگرہ کے مشہور مطبع شوکت شاہجہانی  
سے باہتمام منشی محمد عبدالنفا خان صاحب عمدہ ولایتی کاغذ پر نہایت خوشخط طبع ہو کر شائع ہو گیا  
ہے شاہ صاحب موصوف کا لطیف و پاکیزہ کلام اکثر اخبارات میں وقتاً فوقتاً چھپ کر  
پسند خاص اور قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے ہماری سفارش کا محتاج نہیں لیکن ہم اسقدر  
لکے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہم نے ایک سرسری نظر ڈالی تو اسکو راز دنیا کا مرقع اور سلوک و معرفت کا  
بے بہا مجموعہ پایا جس کا ہر مصرعہ تصوف کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ دیوان ہے یا گنجینہ عرفان

اہل تصوف کی جان طالبانِ صادق کا ایمان جسکے ہر صفحہ میں نہ صرف معاونِ تصوف و معرفت کے قیمتی جواہرات کوٹ کوٹ کر برہے ہیں بلکہ زمانہ کے حسب حال قطععات اور قومی ظلموں کی لڑائیوں میں آبدار موتی پر وئے ہیں۔ تمام کلامِ محاورہ اردو کا دستور العمل اور انشا پر داری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ تمام اشعار عالی مضامین سے پُر ہیں گو طرز بیان ایسا صاف ہے کہ جس سے سننے والے کے دل پر ضرور اثر ہو مگر فصاحت و بلاغت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ واقعات روزمرہ کی تصویر کشیدنی آپ کا خاص حصہ ہے۔

ذرا اس شعر کی بلند خیالی اور جدید تشبیہ کو نظر انصاف ملاحظہ فرمائیے ۵

مصحفِ ناطق رخ پر نور ہے اُس ماہ کا	ابروے سلطانِ دین طغرائی بسم اللہ کا
کہتے ہیں کہ انسان مظاہرِ قدرت کا مجموعہ ہے۔ بائبل کا مقولہ ہے کہ خدائے انسان کو اپنے سانچے میں ڈھالا ہے۔ اس مضمون کو ہمارے شاعر نے اپنے سر دیوان کے مطلع میں کس خوبصورتی کے ساتھ ادا کیا ہے ۵	

پروہ رازِ حیاے دوست ہر انسان تیرا	اکوٹے دل میں کوئی کسرت نہیں نہان تیرا
-----------------------------------	---------------------------------------

اس شعر کا فرہ اہل تصوف کے دل سے پوچھئے ۵

جلوہ ہر شے میں نظر آتا ہے ایجان تیرا	معرفت چاہئے آسان جو عرفان تیرا
--------------------------------------	--------------------------------

ذرا ان بھول چٹوں کی بہا بھی ملاحظہ فرمائیے سبحان اللہ! سبحان اللہ! ۵

دیکھے جو چشمِ غور سے ہر پھول ہی چین	رکتی ہے ایک باغ کی ہر پتھری بھار
ہر برگِ باغِ قدرت پر در دگار ہے	سو سو طرح کی رکتی ہے ہر ہر کلی بھار

اور اس شعر کے بالکلین کو دیکھئے ۵

کیوں نہ غم سے ہو کر خمِ فلکِ کجبر و کی	آج میں وصل کی شب بیٹھا ہوں تن کر کیسا
--	---------------------------------------

اور۔

ایسے ہوتے ہیں وفادار و نکلے سزا و قاتل	دیکھا کٹ کر یہ گرا تیرے قدم پر کیسا
--	-------------------------------------

فران اشعار کی نازک خیالی بھی ملاحظہ فرمائیے ۵

سنین معلوم کس گلزار نے اپنے بال کو لہین	پریشان ہو کے نکلی بوری گلستان سے
---	----------------------------------

دریا چڑھتے یہ گریہ چشم پر آپ سے	گلزار آگینہ انجم حساب سے
گلاب نہ پھر پڑے سبق شمس باز غہ	نکلے جو تیرا دے کتابی نقاب سے

عجب ہی تولتے ہو مجھ پر شمشیر	تمہاری جنبش ابرو ہی بس ہے
یاد آ گیا جو قامت موزون باراد سے	منصور خوب رویا گلے لگ کو دار کے

غرضکہ دیوان کے ۳۷۸ صفحوں میں غزلیات کا حصہ ہے جنکا ہر ایک شعر اسطرح مرصع ہے اور ناسخ و آتش کے کلام کا لطف دیتا ہے۔

باقی ۷۷۷ صفحوں میں مختلف قطعات دل کے بیان میں دنیا کی بے ثباتی اور انسان کی حالت پر مسکات ہنر و پیشہ کی شرافت پر نیچر نامہ تفسیمیں وغیرہ زمانہ کے حسب حال درج ہیں جو قابل دید ہیں اور جن میں ہوا غلط و ناصح کوٹ کوٹ کر بھری ہیں ہمارے شاعر کو فن تفسیم میں بیطلوی حاصل ہے صرف دو چار نمونہ بیان درج کی جاتی ہیں۔

تفسیم بر شعر حضور پر نور شاہ دکن خلد اللہ ملکہ

انجلا سا اس میں یہ کیا ہو رہا ہے	کہ عالم شب قدر کا ہو رہا ہے
جو سامان ہے وہ نیا ہو رہا ہے	خیال رخ با صفا ہو رہا ہے

دل آئینہ حق نما ہو رہا ہے

پیام دن سے اب وصل کا ہو رہا ہے	اشار دن میں مطلب ادا ہو رہا ہے
بیان اسطرح دعا ہو رہا ہے	خیال رخ با صفا ہو رہا ہے

دل آئینہ حق منہا ہو رہا ہے	
ایضاً بشعر حضور پر نور اب صاحب بہادر والی ریاست بڑھک خلد الہ ملکہ	
کوئی ہے وہ جسے غم ہے اپنی نریت پر	کسی رئیس نے تیکہ کیا حکومت پر
گنہگار ایک کو ہے اپنی اچھی صورت پر	کوئی ہے نہ ہر نازان کوئی عبادت پر
یہاں تو اے مرے آفرگار کچھ بھی نہیں	
لیکن اس مشہور شعر پر جو شانہ زادی جہان آرا بلیم کے مقبرہ واقع دہلی پر کندہ ہے اور جس سے حسرت و عبرت کی تصویر آنکھوں کے سامنے پہر جاتی ہے شاہ صاحب کی تصنیف قابلِ ادب و بکا صا د ہے	
کفن کے واسطے کافی ہے دامن صحرا	بجائے شمع جلے گاہیہ داغ دل اپنا
ہماری قبر پر کیا کام چادر گل کا ڈ	بغیر سبزہ نہ پوشد کسے مزار مرا ڈ
کہ قسب پوششِ غربان ہمیں گیاہ بس است	
نیچر نامہ کے بھی چند بند تمثیلاً ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جن میں نیچر یون کا کیسا سچا فوٹو کیپنا ہے چشم الضاف ملا خطہ فرامیے	
امر موموم ہے ان کے یہاں خالق کا وجود	بندہ نفس میں سب کیا ہی خدا کی معبود
ہے نمازین کے یہاں لغو تو روزہ بے سود	ان کے مردے کے لئے فاتحہ لازم نہ درود
شرعی کو کہتے ہیں قانونِ جہالت یہ غوی	
ارتداد ان کا کسان پہنچا ہے اللہ غنی	
فاجر روز دن کو یہ کہتے ہیں عیاذ باللہ	دیکھتے ہیں یہ نمازی کی طرف باا کراہ
اہلِ تہذیب کو بتاتے ہیں یہ طلبِ المگرہ	ان کے اقوال سے افعالِ سخی خالق کی پناہ
ان کے جلسوں سے رہے دور یہی بہت ہے	
انکی صحبت سے ہو معذوری یہی بہت ہے	

ایک ہی ان کے یہاں حکم حلال اور حرام ہے انہیں حبلہ مذہب کے طریقے میں کلام	عقل جو چاہتی ہے ان سے وہ لیتی ہو کام ان سے آرزو نہ نہیں اک فقط اہل اسلام
	بندہ عقل ہیں منقول سے بیزار ہیں یہ دین سے و درہن دنیا کے طلبگار ہیں یہ
یہ نہ تورات سے آگاہ نہ فتران و خبر وید اور زند تو ہے ایک پڑانا و فتر	اعتبار ان کی قسم کا نہ کرے کوئی بستر نہ زبور از نہ انجیل یہ ہے ان کی نظر
	جوئی تمہیں انہیں کہا لینے میں انکار نہیں شرم خالق سے نہیں حلق سی کچھ عار نہیں
ان کی تحقیق میں ہے عالم فانی لا زال انکی فکر و نکی ہے یہ دور یہ توسیع خیال	ان کے مشرب میں ہوئی ہے می انگور حلال زعم میں انکے نبوتِ احدیت ہے محال
	یہ نئی روشنی ہے اور یہ چمک اس کی ہے نور کہتے ہیں جسے وہ یہ جھلک اس کی ہے
جتنی چیزیں ہیں منشی وہ انہیں ہیں مطلوب زعم یہ ہیں کہ ہمیں پیر و اسلام ہیں خوب	کہا لے جو متعفن ہیں وہ سب ہیں مغرب کپڑے اوصاف نصاریٰ کی ہیں دل سے محبوب
	چال چلتے ہیں تو ایسی کہ زمین تک ہل جائے لبنے لینے قدم اتنے کہ چمکد شراے
لحم خوک و قبر و خرس کا وہ قیما ہے شہر لندن کا فریدار وہ اک تحفا ہے	خوب و دلخواہ ولایت کا جواک کہا نا ہے کوٹک گائے کی آنتوں میں او سے کرنا ہے
	جان و دل سے غضب ان پھرون کو بہاتا ہی چاے کے ساتھ وہی حاضری پر آتا ہے



کہتے ہیں یہ کہ نہیں دفنِ جنت کوئی شے	قول ان کا ہے کہ مر کر بھی کوئی جیتا ہے
عقل پرانگیڑے کیسے یہ تہرہ ہے	بے سری تائیں ہیں سب انکی تو نغصے بولے
فصد کھلو ایسے لے ڈالے تھوڑا سا خون	ابھی تو خط ہے ہو جائے نہ بڑا ہر یہ جنون
جامہ زیورین میں جو بے مثل گئے جاتے تھے	وضع وارون میں جو خوش وضع کی جاتے تھے
دیکھ کر جن کو گل اندام مٹے جاتے تھے	خوش اداؤں کے ہی دل جن پہ پسے جاتے تھے
کوٹ پتلون لے اذلی یہ سنواری صورت	بہوت بن کر نظر آئی وہی پیاری صورت
نیچے نیچے وہ انگر کے وہ حسین شلوارین	لیڈیان جن پہ دل اپنا دل و جان سے داریں
خوشنما ٹوپیان وہ دل پہ جو چہر یان مارین	خط ہیں سنجاف کے یا نیچون کی ہیں داریں
زیب تن ٹاٹ ہوا جسم سے تن زیب اوتری	اسقدر لگی کہ رومالی تلک جیب اوتری
وہ سیہ بوٹ کہ منہ خاک کا سا جس کا ہے	تیرگی میں دلِ کافر سے کمین کا لا ہے
ہاتھ جب جوڑے تب پاؤں میں وہ چڑھتا ہوا	اب اترتا نہیں یہ دوسرا اک نخر ہے
وہ ہی فریاشی لندن سے چلے آئے ہیں	دہلی کے صاف سبک جوتے نہیں بہاتے ہیں
الحاصل یہ سارا دیوان الف کی ردیف سے لیکرے تک اسی طرح وضع ہے جسکو ایسے	
سوئین کا طبق کہنا چاہیے جو حقیقت و معرفت سے خواہی کر کے کھالے گئے ہیں آج اگر قدردانی کا	
زانہ ہوا تو اس محنت شاقہ جگر کا دی اور قفری کو صلہ میں صاحب دیوان کا منہ تو میں ہی بہر دیا جاتا۔	
سب سے زیادہ لطف یہی کہ ہماری پاک شاع کا کلام جیسا کہ یہ ان طریقت کیلئے کا شرف اسرار اور رموز سلوک	

و تصوف ہو ویسا ہی نئی روشنی کے دلاؤن کے لئے قدرتی لمبپ کی طرح رہبرانہ منج مشفق ہے  
 غرض کہ ہر طور پر مذاق کا انسان کیلئے ہمیں جدید دلچسپی کا سامان ہو جو ہر جہت کا مقصود ہر ذہنی اور دنیوی ہمسو  
 باوجود ان سب خوبیوں کے اس ۵۴۴ صفحے کے دیوان کی قیمت صرف عام قمر ہے ۸۰ روپے محصول ڈاک و کمیشن  
 ڈیوٹی پر ایل اسکے علاوہ ہرگز نہ یا اب ہاتھ نہ کہ رہا ہی شالینیشی جو عبد الغفار صاحب کا ایک طبع شوکت شاہجہانی اگر  
 سے جلد طلب فرمائیں ورنہ پھر کف افسوس ملتے رہیں گے۔ ایڈیٹر

## ادیب کی نسبت عام رائیں

### ۱۔ بعض قدردان خریداروں کی رائیں :-

۱۔ منشی غلام رسول صاحب واحد پشترین سچ ایم اے۔ سی۔ ایم۔ ایل۔ ایل۔ ایل۔ اے۔ این  
 ڈاکٹر میکال صاحب تحریر فرماتے ہیں :- ”وہ قبل ازین کسی کتاب یا رسالہ پر ریویو کرنے کی  
 عادت نہ تھی مگر اس رسالہ کی خوبی مضامین اور پاکیزگی و سلاست عبارت اور شستہ عام فہم روزمرہ  
 کے محاورات اور عمدگی و چہچہائی کا غنائے میرے دل کو بغیر اسکے نہ رہنے دیا کہ میں اس پر کچھ لکھوں  
 یہ رسالہ ہونا اور اپنی نرالی طرز کی وجہ سے نمایاں ترقی پذیر معلوم ہوتا ہے۔ فن اجبار نویسی پر اس  
 عمدہ طور سے محققانہ بحث کی گئی ہے جسکو اسی رسالہ کی نہین بلکہ سال تمام کی جلد کا سرنامہ  
 یا عنوان کہا جاوے تو بیجا نہوگا۔ سال نو کے خیر مقدم کی بابت اس میں ناخبر بہ کاروں کیواسطے  
 ایک قسم فلسفیانہ پسند و ناصح کا پیر مطلب اور معنی خیز فقرہ لکھا جاسکتا ہے۔ اور یادگاری واقعات کا  
 ہینڈنگ بھی اپنی طرز کی ایک نئی قسم کی بنا ڈالی گئی ہے۔“

واقعی اگر یہ رسالہ اسی طرح پر رہا تو ملک کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور علمی معلومات کو فلسفیانہ اور تحقیقی  
 طور پر وسیع کرنے میں کافی مدد دیگا۔“

۳۔ مولوی منظر الحق صاحب ریس و تعلقہ دار مسو ائمہ ضلع الہ آباد مصنف کتاب حقیقۃ الازدواج  
دو رسالہ ادیب بابت ماہ جنوری و فروری و مارچ پہونچکر باعث اعزاز ہوا۔ اس میں کوئی شک  
نہیں ہے کہ یہ رسالہ جسطرح اپنے ظاہری صورت چھپائی و صفائی کا قدرت و ترتیب و اوصاف  
کی اشاعت سے ہمیشہ ہے و سیاہی اپنے بنیاد پر پندیدہ سیرت میں ہی بعید مل۔

بھگو اس رسالہ کے مطالعہ سے اس کے حق میں جدید تحقیقات کا مخزن علمی مذاق پیدا کر نیک ناصح و ایستاد  
و فلسفہ جدیدہ و لادندہ ہی کا حکیم و مصلح۔ امام غزالی و فخر لازمی اُردو لٹریچر میں جان ڈالنے والا کہنے کے  
سوا یہ راسے ہی نہایت صداقت و سچائی سے دینی پڑتی ہے کہ وہ اسلامی دنیا کے علمی پاور کے  
اجتماع و ترقی و فزائش کیلئے بمنزلہ ایک میلزین یا دارالعلوم یا لائبریری کے ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اگر یہ رسالہ اپنی آب و تاب جویش و خروش بہرے مضامین سے نکلتا رہا تو چندی  
دنوں میں انڈیا کے مسلمانوں میں جو ایجا و اختراع کی صفیتیں قریب قریب درجہ عدم کے پہونچ چکی  
ہیں انشاء اللہ اس میں بالیقین تحریک پیدا ہو چکیگی۔ اور الیسا ہی ان کے معلومات کا دائرہ وسعت  
پذیر ہوتا نظر آئیگا۔

۴۔ نواب سید اقبال بہادر از لکھنؤ کوٹھی نواب مشکور الد و لہ بھادر مرحوم۔  
دو رسالہ ادیب عین انتظار میں وصول ہوا۔ آپ کی اس عنایت فرمائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں  
رسالہ مذکور اول سے آخر تک تمام و کمال دیکھا۔ واقعی اسکو ہر روز غریب نے میں آپے کوئی دقیقہ  
عزیزی و سعی طبع کا فرو گذاشت نہیں کیا۔ ملک اور قوم کو ایسے ہی علمی سالون کی ضرورت ہے اللہ  
کہ اس ضرورت کے لپکار نیکاطیر آب نے اوٹھایا ہے اور آپ جیسے لائق ایڈیٹر کی سرپرستی میں ضرورت  
امید کیجا سکتی ہے کہ وہ اپنی گوشہ نشین میں کامیاب ہوگا۔ اسکے علمی مذاق کے اچھوتے مضامین  
جو پاکیزہ اور بلند خیالی سے مملو ہیں اُردو لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ ہیں ضرور صاحبان علم و فن کے دلوں میں آئین  
شق ہو کر دینے والی اور ملک کے نوجوانوں کو خواب غفلت سے جگا دینے والے ہیں۔ انکو لازماً

ہے کہ اوسکی قدر۔ وائے۔ درے۔ قلمے۔ کرتے رہیں۔ اور دعا مانگیں کہ آئی یہ اسدی طرح ہمیشہ اپنی خدمات مستعدی سے بجا لاتا رہے۔“

۳۔ مولوی رشید احمد صاحب رشید۔ سرشتہ دار رئیس بنا ج ملک مارواڑ۔  
 عد ادیب کی خوبان بیان کرنیکو الفاظ تلاش کرتا ڈامشکل کام ہے یہ کتنا بالکل ہی نہیں  
 ہے کہ علمی دنیا کے ممبروں کے واسطے سچا رفیق اور اچھا رہنما ہے۔ شایعین علوم کیواسطے اپنے  
 ایک دنیا اور نہایت ضروری کام کرنے کے لئے طیار اڑھایا ہے۔ جزاک اللہ فی الدارين خیر۔ اللہ تعالیٰ  
 آپکی سعی کو مشکور فرمائے۔ اللہم آمین

۴۔ میں صحرار و بیہمی سی نہیں بلکہ حتی الامکان قلم۔ قدم۔ دم سے ادیب کا ہوا خواہ ہوں۔  
 میری عین ارزو ہے کہ اپنے مطالعہ میں ادیب کی کا بیان موجود رکھوں اور اسکے دلکش۔ مفید  
 پر مبنی پیش بہامضامین کے محاسن سے مستفیض ہوں۔“  
 ۵۔ علامہ دکن لسان القوم مولوی شہید ابراہیم صاحب عفو مہتمم دفتر تعلیمات ہوائنس دی لٹامس  
 گورنمنٹ۔

”د آفرین ہزار آفرین۔ آپ کے ادیب نمبر ۲ و ۳ پہونچے۔ جی بہت مسرور ہوا۔ اکثر رسائل علمی و فنی  
 میرے پاس آیا کرتے ہیں۔ مگر یہ ہونہار پرچہ ماشار الہ بہت اچھا ہے اور جو تجویز مضامین لکھی  
 کی آپنے سوچی ہے مبارک ہے۔“

۶۔ ڈاکٹر مولوی محمد عبدالغفور صاحب مطبہ ارا عظمہ مگدہ  
 ”مجھے آج فردری کا ادیب بطور نمونہ کے ملا چشم بدور مقبول پرچہ ہی۔ خدا قبول عالم نیازی۔ آمین  
 ۷۔ مولوی سید مظفر علی صاحب رئیس جہنم علا قادیاست جے پور۔

”ہر دہر تجویز پرچہ ادیب کے دہمہر تجویز و فردری کے پہونچے میں ان کو دیکر نہایت محظوظ ہوا  
 جملہ مضامین بہت ہی عمدہ ہیں اور پاکیزگی خط و عدد کی چاہ کہ تو سبحان الرحمن چشم بدور کیا کتنا

# چند معزز اور نامی اخبار دن کی رائیں

(فوری کے نمبر آگے)

۱۔ مہر مراد آباد ..... ۲۔ معین الہند اجیر

۳۔ دبدبہ قیصری ..... بریلی

## ادیب

”ادیب“ حقیقت میں ایک نئے طرز کا ماہواری رسالہ ہے۔ ”ادیب“ ایک ایسی شے ہے جو اردو میں اب تک موجود تھی۔ ”ادیب“ کی اردو لٹریچر میں بہت ضرورت تھی۔ ”ادیب“ نے پیدا ہو کر اردو والوں کے لئے وہ سامان مہیا کرنا شروع کیا ہے جو اب تک دوسروں کے خیال میں ہی نہ تھا۔ ”ادیب“ پچاس صفحے کا رسالہ ہے۔ عمدہ مضامین سے پر ہے۔ مضامین کی رنگارنگی، تعریف کی لائق ہے۔ عمدہ کاغذ پر چھپتا ہے۔ صاف اور پاکیزہ آنا چھپتا ہے کہ آنکھوں کے آگے سے ہٹا کر کوئی نہیں چاہتا۔ اسکے ادیب ایک نوجوان مسلمان سید اکبر علی صاحب کلکتہ یونیورسٹی کے سند یافتہ ہیں۔ فیروز آباد ضلع اگرہ سے یہ رسالہ نکلتا ہے۔ فوری و فوری کے دو نمبر اب تک نکلے ہیں۔ دو نمبر نمبروں کو ایک دوسرے پر فوق ہے۔ اگر اسی طرح یہ رسالہ نکلیگا تو ایک دن اسکی ناموری کا دکھائیے نہیں شک نہیں ہے۔

اردو میں ایک دور و زمانہ اخبار ہیں اور ہفتہ وار تو چار اخبار بہت ہی خاصے ہیں۔ مگر ماہواری رسالے کی اردو میں کمی ہے۔ نکلنے کو تو دس پانچ ماہواری رسالے اردو میں نکلنے میں مگر دن میں ایک دو ہی ایسے نہیں ہیں جو یہ جانتے ہوں کہ ماہواری رسالہ کے کیا معنی ہیں۔ کس غرض کے لئے ماہواری

سیکڑیں نکلتے ہیں شعر و سخن کے ایک دور سارے نکلتے ہیں۔ مگر افسوس ایسے نہیں ہیں جن سے شعر و سخن کی کچھ ترقی ہوتی ہو۔ ہم شعر و سخن کے دشمن نہیں ہیں۔ ایشیائی شاعری سے نفرت نہیں رکھتے ہیں ہم ایشیائی شاعری کو بھی زبان اور علم ادب کی ترقی کے لئے بہت ضروری سمجھتے ہیں مگر افسوس اسکے طرفدار آجکل ترقی کی جگہ رفتہ رفتہ تنزل کے گڑبے میں گر رہے ہیں۔

اسی لئے ”ادیب“ کو دیکر ہمیں بہت کچھ خوشی ہوئی ہے۔ ”ادیب“ اردو لٹریچر میں ایک نئی روح پھونکنا چاہتا ہے ہماری دعا ہے کہ وہ کامیاب ہو۔ اسکے لائق اڈیٹر اپنی دلی مراد حاصل کریں۔ ”ادیب“ کے پہلے نمبر میں فن اخبار نویسی پر اڈیٹر نے بہت ہی عجیب مضمون لکھا ہے مولوی ذکار اللہ صاحب بہادر نے حتیٰ علم طبعیات میں علم ریاضی سے بھی بڑے کمال سے۔ ”دنیچہ“ پر ایک عمدہ مضمون لکھا شروع کیا ہے۔ خود اڈیٹر صاحب نے بھی دو چار عمدہ نمونہ لکھے ہیں۔ برہستان کے باشندوں کے حالات عجائبات عالم علم ہیئت علم الارض علم نباتات کی باتیں اور کتنی ہی علمی باتیں ایسی ہیں جو اردو دان ناظرین کے لئے بالکل نئی ہیں۔ دوسرے نمبر میں بھی اسی قسم کے عمدہ مضامین ہیں۔ علم ہیئت پر اس نمبر میں بہت ہی عمدہ معلومات سے پرآرنگل ہے۔

سب سے عمدہ بات اس رسالہ میں یہ ہے کہ یہ ہندو مسلمان سب کے لئے یکساں ہے۔ دونوں اس سے برابر فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ہندو مسلمان ہی کیا جو اردو پڑھنے میں انہیں کیلئے یہ کار آمد ہے۔ اسکے اڈیٹر کا اچھی انگریزی پڑھنے پر ہی یہ کتنا عمدہ خیال ہے کہ مذہب کی کبرت ظاہر کرنے میں سب طرح کوشش کریگا۔ انگریزی پڑھنے والا جو مسلمان روزہ نماز اور ہندو پوجا پاٹ چھوڑتے چلے جاتے ہیں۔ ادیب کے مطالعہ سے انہیں معلوم ہوگا کہ مذہب خیر باد کہنے کی شے نہیں ہے۔

”ادیب“ سے ہمیں بہت کچھ امیدیں ہیں۔ اسکی سالانہ قیمت مضمحلہ لکچر ہے (پیرا واپس)

## ادیب

و اس نام کا ایک ماہوار می رسالہ مقام فیروز آباد ضلع آگرہ سے بڑی آب و تاب کے ساتھ منظر  
 ۹۹ء سے جاری ہوا ہے۔ دو نمبر ہمارے پاس پہنچے۔ اڈیٹر رسالہ کی لیاقت معلومات  
 و انشا پر دازی کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے سچ تو یہ ہے کہ ادیب اسم ہاسے ایک علمی  
 میگزین ہے جس میں قدیم تاریخی حالات۔ مفید پیش بہاد لچسپ مضامین۔ نکات جدید  
 معلومات۔ یادگاری واقعات کا عمدہ ذخیرہ ہے ایسے رسالہ کی قوم اور ملک کو نہایت ضرورت  
 تھی جس کو ہمارے کرم فرمائے سید اکبر علی صاحب اڈیٹر و سنڈیا فٹہ کلکتہ یونیورسٹی نے پورا کیا  
 فی زمانہ لوگوں نے تعلق کے جوڑے قصے یعنی نادل وغیرہ تصنیف و تالیف کر کے تصنیع  
 اوقات کی اور جسکے پڑھنے سے نوجوان تعلیم یافتہ لوگوں کے دل و نپر بہت ہی خراب اثر پڑتا ہی  
 وہ رسالہ ادیب سے ادب و سبق حاصل کریں جو علمی مخزن اور ایک رہبر ہے اسکی خوب نگر  
 بیان کرتے اور اڈیٹر صاحب کی لیاقت اور واقفیت کی تعریف کرنے کا ہمارے قلم کو یارا  
 نہیں جس نے اسکی ایک جلد کو پڑا دل سے شیدا ہو گیا۔ قدر شناسان علم و کمال کو ادیب  
 کی قدر دانی واجب ہے۔ ہندوستان کے مشہور انشا پر دازوں نے قوم و ملک کو اس کی  
 قدر افزائی پر متوجہ کیا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اس مخزن علم کو خاطر خواہ ترقی اور کامیابی نصیب  
 ہو۔ آمین۔ اور باوجود ان تمام خوبیوں کے سالانہ قیمت اس دُبی بہا کی بہت کم ہے  
 صرف چار روپے چھ آنے سالانہ۔» (معین اللہ)

## ادیب

اس نام کا ایک بالکل نئے طرز کا علمی میگزین زیر اڈیٹر می جناب سید اکبر علی صاحب اکبر آبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی مقام فیروز آباد ضلع اگرہ سے پچاس صفحہ کے حجم میں شروع سال ۱۹۹۷ء سے نکلتا شروع ہوا ہے۔ زبان اردو میں اگرچہ بہت کچھ اصلاحیہ ہیں چکی ہیں تاہم وہ پھر بھی فلسفہ سائنس ہیئت اور دیگر ضروری علوم کے اعتبار سے بہت ہی غریب ہے اور ہم خوشی سے اعتراف کرتے ہیں کہ جس ڈھنگ سے ادس کی تالیف و ترتیب ہوئی ہے ادس سے امید ہے کہ یہ ان ضرورتوں کو پورا کر کے اردو لٹریچر میں ایک نئی روح بھونکے گا۔ فن اخبار نویس پر اڈیٹر صاحب کا اچھوتا مضمون اور نیچر ایک اعلیٰ درجہ کا دلکش مضمون جسکو علی دماغ اور جادو نگار شمس العلماء مولوی محمد ذکاؤ الدخان صاحب خان بہادر کے پُر زور قلم نے لکھا ہے۔ اور اور قابل قدر مضامین جن سے یہ رسالہ مملو ہے ادس کی لکھائی چھپائی کی عمدگی یہ وہ خوبیاں ہیں جو اسکو بہت جلد ہر معزز نے بناؤنگی۔ ہماری راس میں ہر اردو دانشمندی کو یہ رسالہ خرید کر نا اور پڑھنا چاہیے اسکی سالانہ قیمت للہر پیشگی ہے اور نیچر صاحب کی خدمت میں درخواست کرنے سے جاری ہو سکتا ہے۔ (دبدبہ قیصری بریلی)



## توسیع اشاعت ادیب

جو صاحب اس خیال سے کہ ایسے عظیم الشان کام کی کامیابی کل افراد قوم ملک کی قوت متفقہ پر منحصر ہے۔ ادیب کی اعانت فرما کر زیادہ تر ہم پہنچاؤ کر اُنکے نامہ نامی شکرہ کے ساتھ بطور مجاہد قوم معنائوں رسالہ کے درج کئے جاویں گے۔

## ملک کے مشہور مضامین نگار

جو مضامین ادیب کے لئے عنایت فرما دیئے وہ شکرہ کے ساتھ طبع کئے جاویں گے۔ اگر کوئی صاحب کسی خاص مضمون کے لئے نقد معاوضہ چاہے تو وہ بھی مضمون کی حیثیت اور عمدگی کے لحاظ سے ادیب کی طرف سے پیشکش کیا جائیگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ مضمون کسی دوسرے اخبار یا رسالہ میں انکی طرف سے شائع نہوا ہو معاوضہ کا تصفیہ پریسٹ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے۔

## مصنفوں اور مطبع والوں کو مشورہ

ادیب کا ایک بڑا مقصد یہی ہے کہ ملک میں قابل قدر کتابوں کی اشاعت میں کامل مدد دیکھاوے تاکہ بیکار و گندہ نادلوں اور فضول قصہ کہانیوں کے اُردو و غواں بیکار میں علم ادیب تاریخ معلوم و مخزون کی

کتابوں کے مطالعہ عام شوق پیدا ہو اسلئے جو صاحب ہر کسی جدید تصنیف یا تالیف کو اطلاع دیں کہ اس کی اشاعت میں بشرطیکہ وہ قابل قدر ہو جس طرح مدد دیں

## تاجروں کو اطلاع

ادیب میں تجارتی اشتہارات بھی چھپ سکتے ہیں اور چھپے ہوئے اشتہارات بھی اُسکے ساتھ تقسیم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ تہذیب کی دائرہ و خارج نہوں اجرت کا تصفیہ بھی خط و کتابت سے ہو سکتا ہے

## اشتہار

## السلام الہ آباد

یہ اسلامی رسالہ الہ آباد سے ہر ہفت روزہ کی مہینہ کی ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ اس میں اسلامی خبروں کے علاوہ مشہور و معروف علماء و علما و علما کی سوانح بھی چھپتی ہیں جس کا اُردو ترجمہ اور شاہیر عالم کی سوانح بھی چھپتی ہیں جس کا اُردو ترجمہ بھی چھپتا ہے۔ شائع ہونے میں مسلمانوں کی ترقی اور ترقی کی اسباب ظاہر کر کے قوم کو اسباب ترقی کی طرف متوجہ کرنا اور غفلت اسلام کے اعترافات کا جواب دینا بھی اُس کے مقاصد میں داخل ہے قیمت مع محصول ڈاک صرف ہر سالانہ مقررہ ہفت روزہ ہفت روزہ صاحب مالک رسالہ سے درخواست کرنے پر خریدار کو نام جاری ہو سکتا ہے



# ادب

## ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر	بابت ماہ جولائی ۱۸۹۹ء	جلد
فہرست مضامین		
۱	ثریحہ چہار زبان - مولانا سید امجد علی اشہری	۲۵۱
۲	ذات باری تعالیٰ کے متعلق مختلف اقوام کی	۸
۳	ضرب الامثال - (مختص).....	۲۵۴
۴	تخلیق انسان مطابق قرآن و مجید) شاہ	۱۰
۵	نجم اکبر ابو العلانی و انابوری.....	۲۵۵ (۱)
۶	انسان بین قریبی کلامہ - نواب میر صدر الدین بی بی برودتی	۲۵۶ (۲)
۷	علم ہیئت پر ذمیر موعوی ضیاء الدین احمد یکم -	۲۵۷ (۳)
۸	محمدن کلج علی گڑھ -	۲۵۸ (۴)
۹	جدید طبی تحقیقاتین - (منقول).....	۲۵۹ (۵)
زیر ایڈٹری سید اکبر علی اکبر آبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی		

مطبع منقیہ ام آگرہ میں ہاتھام محمد قادر علی خان صوفی چھپکر

مقام فیروز آباد ضلع آگرہ سے شائع ہوا

(قیمت مع محصول ڈاک - عام شائقین ہی پیر - ابراہیم - وایان ملک صوفیہ سالانہ)

## بڑی خوشی

بات ہو کہ اب ویسی ریاستیں ہی ادیب کی قدر کرنے لگیں چنانچہ کونسل ریاست الور نے اس رسالہ کی خریداری سرشتہ  
لیکھات کے لئے منظور فرمائی ہے ہم اسے بہاد بابو بالملکنہ واس صاحب دیوان بہادر میران کونسل کا تہ دول  
سے اس قدر فانی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دوسری ریاستوں کے علم دوست ارکان دولت بھی  
اسی طرح ہر ریاست کے سرشتہ تعلیمین اس علمی رسالہ کو اجرا کی سعی فرادینگے۔ ملک کے بڑے بڑے اہل الہام ادیب  
و بہترین ذریعہ نوجوان طلباء کے اصلاح خیالات توسیع معلومات اور درستی عقائد و اخلاق کا تسلیم کر چکے ہیں۔

## معاونین کا شکریہ

جناب مولوی حکیم سید محمد صاحب حاقوق لکھنوی نے اس مہینہ میں ادیب کے لئے چار ستر خریداران مندرجہ ذیل  
ہم پہنچائے۔ ہم حکیم صاحب کی اس دلی عنایت اور توجہ خاص کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتے ہیں۔ اگر ادیب  
کے دوسرے قدر دان بھی اسی طرح صفت لیک ایک ہی خریدار ہم پہنچا کر اشاعت میں کوشش فرادین تو اویہ  
روز افزون ترقی اور استحکام حاصل کر سکتا ہے۔

۱۔ عالی جناب شاکر درگا بخش سنگھ صاحب رئیس اعظم تعلقہ دارنیل گانون ضلع سیٹاپور۔ یہ وہی اولوالعزم فیاض  
رئیس ہیں جنہوں نے نہایت سیر خیر سے سر سید میموریل فنڈ میں ڈیڑھ ہزار روپیہ کا چندہ عنایت فرما کر تمام  
ملک کو اس بات کا ثبوت دیدیا کہ سچی فیاضی کے لئے نہ ہی باقومی امتیاز کی ضرورت منین ہے۔

۲۔ عالی جناب سردار میر محمد صاحب خان صاحب سردار بہادر مول لاین۔ سیٹاپور۔

۳۔ عالی جناب مولوی سید احمد حسن صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ و لاہور ضلع سیٹاپور۔

۴۔ عالی جناب مولوی سید رضی صاحب آنریری مجسٹریٹ طاسن گنج۔ سیٹاپور۔

یہ تینوں صاحب وہی عالی ہمت برگزیدہ ہی خواہان قوم ہیں جنکی تحریک۔ کوشش اور استعدادی سے سر سید  
میموریل فنڈ ڈیپویشن کو شائع سیٹاپور میں امید سے بدرجہا زائد کامیابی حاصل ہوئی۔ خصوصاً جناب  
سردار بہادر صاحب کی خاص توجہ سے کل امور تعلقہ ڈیپویشن با حسن الوجہ سر انجام پائے تھے۔

ادیب کے لئے یہ بڑے فخر و مسرت کی بات ہے کہ اس کے جڑ پڑنے ایسے بزرگوں کے نام نامی ہو  
زمینت پائی۔

# ادویہ

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر	بابت ماہ جولائی ۱۹۹۹ء	جلد
------	-----------------------	-----

لٹریچر

ہماری زبان

اعلیٰ کورس کے لئے

زبان سلطنت جہانی کی وزیر اور بیان سلطنت روحانی کا سفیر ہے زبان دیکھئے مین  
ایک گوشت کا توہڑا ہے جو طرح طرح سے اپنی نچرل جینٹون کو کام میں لاتی اور بولنے  
کے لئے طرح طرح کے حرف بناتی اور قسم قسم کی آوازیں نکالتی ہے۔

یہ آوازیں فضا سے دہن میں مختلف طور پر اداسکے پہرنے اور ایک قوت ارادی کے  
ہوا میں بکتر لگنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

زبان جذبات باطنی اور اپنی قوت ارادی سے متحرک ہوتی ہے اور وہ جذبات و غرایم  
خجروہ اور شرائین کے راستوں سے اس میں کافی بات کرتے سیٹی بجانے طبلے  
یسی آواز پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

بعض الفاظ ہونٹوں کے کھلنے اور بند ہونے سے ہی ادا ہو جاتے ہیں۔ جیسے

پامانہ اور بغیر زبان کے فضا سے دہن میں آواز کے گونجنے سے بھی چند استفہامی علامتیں  
خون غان ہون ہان کی پیدا ہوتی ہیں۔

لوہ چمک بھج زبان کا خاص حسن مہن اور زبان کی ساخت کو بھی ان صفات پیدا کرنے میں  
ایک خاص تعلق ہے۔

عورت کی زبان مرد کی زبان سے زیادہ ملائم اور شیریں ہوتی ہے جو چیزیں موجودات میں  
ہیں سب زبان کے تصرف میں ہیں بلکہ زبان معدومات سے بھی بحث و حکایت کرتی ہے  
حکیم اصغر حسین صاحب انسداد الطباہ فرخ آبادی تشریح اعضائے انسانی کے متعلق  
لکھتے ہیں کہ کوئی جزو بدن مثل زبان کے ہر شے پر محیط نہیں۔ مسلمانوں کی آسانی کتاب  
میں ہے کہ الانسان علمہ اللیان یعنی ہم نے آدمی کو بنایا اور اس کو بات کرنا سکھایا  
گویا یہ صفت گویائی اس کی قدرت آفرینش کی ایسی عجیب صنعت ہے جس پر صانع حقیقی ناز کرتا ہے  
مسلمانوں کے پیغمبر کا ارشاد ہے اَنَا أَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ یعنی میں عرب اور  
عجم سے فصیح تر ہوں۔

پارسیوں کے پیغمبر زردشت کے اقوال میں ہے کہ زبان مجھہ قدرت ہے ہندوؤں  
کا وید زبان کو برہما کے خزانوں کی کنجی بتاتا ہے حکیم لقمان اپنی مجلس وعظ میں  
اکثر زبان کے فضائل اور زائل بیان کیا کرتے تھے۔

جرمن کے ایک حکیم نے ایک پوری کتاب زبان کی بیشل طاقتوں پر لکھی ہے اور ثابت کیا ہے  
کوئی طاقت اس سے لگائیں نہ لگائی۔

تمام حکماء یورپ زبان کی طاقت کو تلواری کی طاقت سے زیادہ مانتے ہیں۔  
زبان کی نسبت حکماء کا فیصلہ ہے کہ یہ دینیہ معلومات اور خزانہ محسوسات کی کنجی ہے  
زبان کی طاقت سے ہزم اور زم میں رجز اور خطبات یا اسپچ اور لکچر کے ذریعہ سے

مختلف ممالک اور مذاہب میں وہ فتوحات حاصل کئے ہیں جو بڑی سے بڑی لڑائی اور زیادہ سے زیادہ خرچ سے اذکا ہونا دشوار تھا۔

زبان کے موثرات بالخاصہ ذوقیت میں یعنی زبان زختم شیر سے زیادہ گہا و بھی پیدا کر سکتی ہے اور موم و موسیٰ کی طرح زخون کا علاج بھی ہے۔ دانش نگن کے حال میں ہے کہ وہ جب تک اپنی زبان کو درست نہ کر سکا اسکی تصنیف کی عزت نہوئی۔

پنولین کو زبان دانی اور تہذیب زبان کا بڑا خیال رہتا تھا لارڈ وڈزن کا خیال ہے کہ میری زبان کی ہوشیاری نے مجھے اس مرتبہ عالی پر پہنچایا۔ ڈاکٹر جانسن سے اگر کوئی بڑی بات نکل جاتی تو وہ اپنی زبان کو سزا دیتا جیسکے نصیر الدین طوسی زبان کی فلاسفی کو اسرار حکمت کے عجائبات میں سے بتاتا ہے۔

سالو من کا قول ہے کہ عقلمند کا منہ اس کے دل میں ہے اور بیوقوف کا دل اس کے منہ میں۔

فیثا غورث کہتا ہے کہ خاموش رہو یا ایسی بات کہو جو خاموشی سے بہتر ہو۔  
ارسطو کے نکات میں ہے کہ ایک شخص بات کرنے سے شرمندہ ہو سکتا ہے لیکن چپ رہنے سے بات نہیں بگڑ سکتی۔

ڈاکٹر کال کہتے ہیں کہ زبان دماغ کی تمام طاقتوں کے پڑوس میں رہتی ہے اسلئے وہ چوڑے سے غور میں دانشمندی کا بڑا حصہ حاصل کر سکتی ہے شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی ہفت زبان حیدر آباد سے پروفیسر ڈانگ کی تحقیق کے موافق تمام دنیا میں تین ہزار سے لیکر چار ہزار تک زبانوں کے بولے جانے کی تعداد بتائی ہے لیکن حقیقت میں زبان اسی کو کہنا چاہیے جس میں قواعد صرف و نحو مدون ہوں نظم و شعر میں کلام کیا جاتا ہو تصنیف اور ترجمہ کی جامعیت اور قابلیت کہتی ہو۔ راقم سید امجد علی اشہری۔

# ذات باری تعالیٰ کے متعلق مختلف اقوام و ضرب الامثال

مختص از کتاب فلسفہ امثال مولفہ شمس العلماء خان مجیب در مولوی محمد ذکا سرالمد

صاحب دہلوی

اُردو (۱) خدا کو دیکھنا نہیں عقل سے پہچانا۔

(۲) اللہ ہے تو کیا غم ہے

(۳) خدا مہربان تو کل (جگ) مہربان

(۴) خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔

(۵) خدا داری چہ غم داری۔

(۶) کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال۔

(۷) خدا را ندیدہ بعقل شناختہ۔

(۸) خدا نے اپنی قدرت سے انسان کو اپنی صورت کا بنایا

(۹) اللہ جمیل و حکیم الجہاں۔

(۱۰) خدا او کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد کرتے ہیں۔ (ہمت مردان

مدد خدا)

(۱۱) جو جالا تننا شروع کرتا ہے خدا او کو تالا گا بھیجتا ہے

(۱۲) اعلان کرتے ہوئے بیڑ کے بچہ کے لئے ہمیں خدا اعذار

پیدا کر دیتا ہے۔

(۱۳) کپڑوں کے موافق خدا آدمی پاس سر دی بھیجتا ہے۔

(۱۴) خدا شفا دیتا ہے ڈاکٹر نفیس لیتے ہیں (یا انکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے)

اطلی

- جرمن (۱۵) خدا کی چکی آہستہ چلتی ہے مگر خوب بیستی ہے۔
- (۱۶) خدا آدمی پاس وہی چیز بھیجتا ہے جسکو وہ برداشت کرے۔
- اسپین (۱۷) ہلکونیا خدا نے ہم اپنی تلافی کرنے ہو بیٹھے۔
- (۱۸) خدا سویرے اوسٹنے والوں کی مدد کرتا ہے۔
- طوج (۱۹) ہفتہ وار خدا اجر نہیں دیتا۔ مگر آخر کو۔
- (۲۰) خدا پرندوں کو خوراک دیتا ہے مگر ان کے واسطے اور حاضر رہی
- (۲۱) خدا کو ہم دور خیال کرتے ہیں مگر وہ ہمارے پاس رہتا ہے
- (۲۲) خدا گشت بھیجتا ہے مگر منہ نہیں۔
- ویمن (۲۳) جیسے بتلیان بچانے والا بتلیوں کا تماشا چسپا کر کرتا ہے
- اسی طرح انسانوں کے کام کا انتظام خدا کرتا ہے۔
- طنمارک (۲۴) خدا کے دیوان عام کی گنجی نہیں۔

### تخلیق انسان مطابق قرآن مجید

اللہم ایاک نعبد و ایاک نستعین و صلی اللہ علیٰ رسولہ الہمین و خاتم النبیین والہ الطاہرین واصحابہ الطیبین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اما بعد فقیر محمد اکبر ابوالعلانی داتا گنج بخش دہلی عرض کرتا ہے کہ حضرت انسان سلمہ اللہ تعالیٰ و بظلمہ

العالی رحمۃ اللہ علیہ و قدس اللہ سرہ الغفر و نور اللہ مقدرہ و باللقاب گوناگون دیگر غیب مجنون

مرکب ہیں حضرت فوید الدین عطار فرماتے ہیں ۵

آدمی زادہ طرفہ بچوں است	از فرشتہ تہر رشتہ و زحیموان
اگر گند میل این بود بہ ازین خ	و کہ قصد آن شود بد از ان

اگر ان سے پوچھئے کہ صاحب آپ انسان ہیں تو فوراً الجھ سکد مگر کھنسنے پر ہاتھ پھیر کر کہہ دیتے ہیں



نبی ہاں۔ اور کہئے کیوں حضرت آپ فرشتہ ہیں توجہ پٹ ہاتھ میں تسبیح ہزار دانہ لیکر  
 پڑھتے گئے ہیں سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ مَرْکَبًا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحُ اور اگر استفسار کیجئے کہ  
 اجی میان صاحب آپ حیوان ہیں تو پیر کیا ہے آستینیں چڑھا کر جواب دینے کو طیار  
 ہو گئے کہ جناب حیوان تو کوئی اور ہی ہو گا۔ ہماری منطقی تعریف حیوان ناطق ہے کیا آپکو  
 منطق میں دخل نہیں ہے سینے میں ضعیف بعض کی صفت میں ہے آپ عقل کل میں کل  
 کی قطار میں ہیں کلُّ الْإِنْسَانِ حیوانٌ وَبَعْضُ الْحَيَوَانِ الْإِنْسَانُ۔ الغرض یہ حضرت اگر واقعی  
 انسان ہیں تو سب کچھ ہیں ۵

حاکم میں گنج نہاں ہے مجھے معلوم ہوا	اکبر آدمی جان جان ہے مجھے معلوم ہوا
وہی سرشتہ جان ہے مجھے معلوم ہوا	اوسے جانب سے سکون و حرکت ہے اپنی
یہی ترکیب جہاں ہے مجھے معلوم ہوا	ہے شجر دانے میں مخفی تو شجر میں دانہ

اور اگر خدا خواستہ باشد یہ صفات انسانی کو بیٹھے ہیں قونی الحقیقت کچھ بھی نہیں ہیں

### مولانا کا فلسفہ

آدمیت جز رضا و دست نیست	آدمیت لحم و شحم و پوست نیست
عود را گر بونا شد ہمیزم است	آدمی را آدمیت لازم است
نیستند آدم خلاف آدم اند	اینکہ می بینی خلاف آدم اند

حضرت رب العزت نے اپنی کتاب پاک میں انسان کو بہت سی صفاتوں سے  
 یاد فرمایا ہے سورۃ عادیات میں وہ بے نیاز شاد فرماتا ہے إِنَّ الْإِنْسَانَ  
 لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ بے شک انسان اپنے رب کا ناسپاس ہے الْعِيَادُ بِاللَّهِ۔  
 تمام دنیا کا خالق ربانک۔ بندے کو ناسپاس کہے اور یہ منافق بندہ اپنی حالت کو درست  
 نہ کہے ہر چیز پر اپنے لیے نیک اس آیت کا مورخ کفار عرب کو بتایا ہے مگر قوت اسی طرف ہے

کہ مطلق انسان مراد ہے واقعی ہر انسان اگر انصاف سے اپنی حالت پر نظر کرے تو اس کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ اپنے مالک کا کمنا تک ناشکر بندہ ہے اس پاک پروردگار نے اسے ایک ناپاک قطرے سے پیدا کر کے ایسا یمثال جمال عطا فرمایا کہ سبحان اللہ و بحمدہ جب آئینہ دیکھتے ہیں آپ اپنے عاشق ہو جاتے ہیں اور پھرون بناؤ سنگار میں مصروف رہتے ہیں مگر یہ خیال کبھی نہیں آتا کہ یہ وہی ناپاک قطرہ ہے جو آج اس پاکیزگی کی حالت میں ہے۔ مسند شان و تجمل پر بیٹھ ہوئے ناز و انداز و غرور و تکبر کو سبق پڑا رہے ہیں اور یہ شعر حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کے کانوں تک پہنچا ہی نہیں۔

مراد را رسد کبر یا و منی	کہ ملکش قد حکمت و ذاتش غمنی
--------------------------	-----------------------------

افسوس ہمیں اس نے کس آب و تاب سے پالا اور ہم نے اس کے سب احسانوں کو بھلا ڈالا ابھی ہم دنیا میں آئے بھی نہ تھے کہ ہماری مان کے دل میں ہماری بے انتہا محبت طاری اور پہلے ہی سے اسے دودھ پلانے کے لئے آادہ کر رکھا۔ بول و براز دنیا میں سے زیادہ گندی چیز بھی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ہر شخص اپنی ہی فضیلت سے کراہت کرتا ہے مگر ہماری مان نے اس عطا کی ہوئی شفقت کے تقاضوں کے سبب ہماری بجا ستوں کو عطیات خیال کیا یہ آدمی کا کام نہیں ہے یہ اسی محسن حقیقی کا حکم ہے۔ دیکھو جب وہی بچہ اپنی حاجات کے رفع کرنے پر قادر ہو جاتا ہے تو اسی مان کا مزاج اس کی طرف سے کیسا بدل جاتا ہے۔ اب ہر انسان خود انصاف کر سکتا ہے کہ جس مالک کا ایسا احسان ہوا اسکے احسان کا اظہار کرنا کس قدر کفرانِ نعمت ہے۔ کیونکہ حضراتِ آپ ان الا انسان لہابہ لکن وہ کے مودہ میں یا نہیں بیان پر یہ بات بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ باوجود ایسی نافرمانی اور طغیان کے اس کے کلام پاک سے غصہ اور خفگی کا اثر نہیں ظاہر ہوتا بلکہ سیاق کلام شفقت و مہربانی کے پہلو دکھاتا رہا ہے۔

تصدق اپنے خدا کے جانوں کی پیارا آتا ہو مگر انشا  
اور ہر سے ایسے گناچہ ہم اور ہر دھرم بد مذہب

دوسرے مقام پر سورۃ العصر میں پندرہ طرح پر بند و کمربہایا جاتا ہے ان الا انسان  
لفی خسر بے شک انسان گمراہ اور نقصان میں ہے مطلب یہ ہے کہ تم ان

کاموں سے درگزر دینا یہ سب تمہارے خسارت کا سبب ہیں بلکہ وہ کام کرو جو تمہارے ایمان والوں  
بند کر رہے ہیں یعنی اعمال صالحات آؤں کو ہم قبول کرتے ہیں اور ان کو ہم اس کا بہت شایستہ بلا دیتے  
ہیں یہ خسارت کا لفظ اور الا استثنا کا ہزاروں طرح کی محبتوں کا ترجمہ ہے لیکن یہ خسرات ایسے زور دینے والے  
ہو گئے ہیں کہ اپنی حالت بدلتے ہی نہیں وہی زبان ہزار زبان ہی بول دیا میں وہی نافرمانیاں وہ جیسے پہلے کرتے تھے ابھی کہتے ہیں

مومن آن پل دمان دستم آن شیریلہ ۵ نام بہرام مراد پد ر م بوجہ بلہ

اتکو معلوم ہی نہیں کہ ہمارا کوئی خدا ہی ہے

تو جفا و دستم کی کچھ انتہا ہی ہے تمہیں خبر نہیں بند و ن کا ال خدا ہی ہے

اور کئی مکر معلوم ہو جب سے ہوش سنبھالا کالج کے جاوے کش نہاؤ گے یہ معلوم ایسے  
ملے کہ او نہیں مذہب سے سروکار ہی نہیں اپنی علم سے پورے بخیر ہو گئے جو علم پڑھا وہ  
انگریزی زبان میں اپنی کتابوں پر نظر کرنا کہ ہو وہی کہ رہے ہیں جو انگریزی مصنفوں  
نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے ۵

در پس آئے طوطی صفتم داشتہ اند ۵ ایچہ استاد ازل گفت بگومی گویم

ہیئات ہیئات اگر ان کا لکھی مسلمان طالب علموں کو کچھ عربیت ہوتی اور یہ  
ایک دو گینٹے اپنے وقت کے تلاوت قرآن شریف میں ہی صرف کرتے تو ہم دیکھتے  
کہ ان سے اور خدا سے نسبت عبدیت و معبودیت کیونکر نہیں قائم ہوتی ہے اے لوگو! لا

باغ فضل و ہنر ۵

دیکھو مجھے جو دیدہ عبت نگاہ ہو میری سنو جو گوش نصیحت خوش ہو

تکملہ معلوم ہے کہ تم اس عالم وجود میں آنے سے پہلے کیا تھی تم کیا بنا سکتے ہو دنیا میں کوئی اسکا  
بتا دینا والا نہیں ہے مگر ہاں اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ہم کچھ نہ تھے ہم کچھ نہ تھے ہم کچھ نہ تھے  
اے فوہما لان باغ علم و فضل ہم اور تم اور تمام دنیا ایک دن محض گم نامی کی حالت میں تھی  
انہ آدم بود و نے بنیاد آدم | کہ عاشق بود و مشتاق لقا بود

جب تم عدم محض تھے نہ تکملہ کوئی جانتا تھا نہ پہچانتا تھا تمہارا یہ جمال تھا نہ یہ شان و شوکت  
نہ یہ جاہ و چشم نہ یہ کرد و فراو سے کیا بڑا کیا کہ تکملہ عدم سے وجود میں لایا اور حسین و جمال عطا  
فرمایا اور تمہارے لئے یہ سامان عیش و مہیا کر دیا کیا تمہاری محبت اور مردی تکمیل ہی مشورہ تھی  
ہے کہ تم ایسے قادر قوی و توانا کہ بھول جاؤ خوب یاد کو لگا کر قوی توانا آدمی کو بہن ہو ایک نا توان وضعیعت  
چینی ٹیٹ جاتی ہی تو بیکار کر دیتی ہے اگر اُس آسمان زمین کے خالق نے پکڑ لیا تو  
چشم زدن میں ساری شان و شوکت ہوا ہو جائیگی دیکھو گوشت دل سے سنو ابی میں  
تکملہ او کی مہربانیوں کی آیتیں سننا رہا ہوں انہیں پڑھو اور سنو کہ اپنی اپنی حالتیں درست  
کر لو ایسا نہ کہ تمہاری دردناک حالتیں دوسروں کے واسطے مقدمہ عبرت قرار پائیں۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ هَلْ أُمِلَّتْ أَلْفَانٌ حِينَ مِنَ الدَّهْرِ  
لَمْ يَكُنْ شَيْئاً مَّا كُنَّا تَرْجَمُهُ سِوَهُلِ اسْتِفْهَامِ تَقْرِيرِي ہے یعنی بے شک آیا انسان پر کب  
وقت زمانے سے کہ اوس میں کہ وہ چیز کو ذکر کیا گیا ہے اوس کا او سکھ کوئی انسان کے  
نام سے یاد کرتا تھا قائدہ یعنی چالیس برس تک یہ ایک مٹی کا پتلا بنا ہوا مکہ اور طایف  
کے بیچ میں پڑا ہوا تھا یا اوس حالت میں کہ جب یہ لطفہ یا عناصرتا کیسے کو خبر نہ تھی کہ یہ کیا  
چیز ہے اور قائدہ اور حکمت اسکی خلقت سے کیا ہوگا اوسی واقعہ کو پروردگار تعالیٰ  
شانہ انسان کو یاد دلاتا ہے کہ اے نافرمان اور متکبر آدمی تجھے خبر ہے کہ تو ایک دن ایسی  
حالت میں تھا جب تیرے باپ آدم کا پتلا بنایا گیا تو وہ چالیس برس ایسی گم نامی کی حالتیں

سہا کہ کوئی لادسکا جانتے پہچانتے والا نہ تھا اور جب تو اپنی مان کے پیٹ میں تھا تو تجھے  
 بھی کوئی نہ جانتا تھا تھے کہ خود تیری مان کو اس کا علم نہ تھا کہ میرے پیٹ میں کیا شے ہے  
 بیٹا ہے یا بیٹی ہے سانپ ہے یا بچہ ہے کیا ہو حاصل کلام یہ کہ پروردگار تعالیٰ تیری  
 گمنامی سے تجھے آگاہ کرتا ہے اور پہنچاتا ہے کہ ہم نے اس اندھیری کوٹھری میں بنایا تجھے  
 نطفے سے جو لاپرواہ تھا یعنی مان باپ و دونوں کا یہاں تک کہ تمام اعضاء درست کر دئے اور  
 سمیع و بصیر کر دیا اور دونوں راہیں بتا دیں اب تو چاہے شکر گزاری کی طرف جا چاہے  
 ناسپاسی کی طرف اور سمجھنے میں آ کر رکھا ہے کفار کے لئے طوق و سلاسل و ذمیں  
 اور فرمان بردار اور نیک لوگوں کے لئے جنت میں موجود کر رکھیں ہیں جنت کی نعمتیں  
 اور اس آیت شریفہ سے مشرح زیادہ خلقت انسانی کی بیان میں ایک اور آیت ہے  
 اُس کا لطف اون کو آتا ہے جو علم الابدان اور طبیعات اور فلسفہ سے ماہر ہیں اور فی الحقیقت  
 قرآن شریف کی عظمت ہی انہیں لوگوں کے دلوں میں ہے ہم کیا سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن پاک  
 کیا چیز ہے اوس کا ترجمہ کرنے پر ہی قادر نہیں ہیں ہم لوگوں پر فہرین متقدمین کا احسان  
 ہے کہ ٹوڑے بہت مطالب سمجھ میں آ جاتے ہیں وہ آیت شریفہ یہ ہے -

اغْوِ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ  
 مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَلَقَةً  
 فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَبْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ  
 خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ترجمہ تحقیق کہ پیدا کیا ہم نے انسان کو  
 ایک خلاصہ شے سے فائدہ (سلاسل بالضم) سلاسل کہتے ہیں اوس چیز کو جو کسی چیز میں سے  
 کبھی ہوتی ہو (روح) یا جو ہر مرد جو غذا کھاتا ہے اوس کے جوہر سے مرد کا نطفہ بنتا ہے -  
 پھر اوس میں آدمی کے بدن کے اجزا ملتے ہیں وہی عصبی صلب مرد میں جا کر لکیر

سفید لمبی تہی کی طرح بن جاتا ہے ترجمہ پیر گردانا ہننے اوسکی نسل کو نطفہ اوسکی قرار گاہ ٹیڑھی  
ہننے ایک مقام محفوظ اور استوار (فائدہ یہ نطفہ اوس میں چالیس روز سفید رنگت میں رہا  
پیر گردانا ہننے اوس نطفہ سفید رنگ کو خون بستہ سرخ رنگ فائدہ یہ یہ بھی چالیس روز  
گلگون پوشی کی حالت میں رہا یعنی سرخ رنگ پیر گردانا ہننے اس علقہ کو ایک ٹکڑا گوشت کا  
کہ جس میں استخوان نہ تھے۔ چالیس روز یہ بارہ گوشت بے استخوان رہا (یہ بارہ  
گوشت تین اربعین میں محکم ہوا) پیر پیداکین ہننے اس بارہ گوشت میں ہڈیان۔ پیر ہینا یا ہن  
ہڈیوں میں گوشت کا لباس پیر پیداکین ہننے اس سے ایک دوسری خلقت یعنی اس  
بے روح جسد میں روح پہونکی اور اوسے زندہ کر دیا۔ داب دہ اپنی مان کے پیٹ  
میں کر دین لینے لگا یہاں تک کہ ایام معہودہ گزرے اور اس نے زمین پر قدم ناز رکھا  
اب گہر میں شادیا نے کی نوبتیں بچنے لگیں کہ ایک صاحبزادہ یا صاحبزادی عدم آباد سے  
روقی افروز عالم وجود ہوئے مان خوشی سے پہولی نہیں سہاتی باپ ہن کہ گھر سے باہر  
اور باہر سے گھر کے مسرت کے خدام کی طرح کام کاج کرتے پہرتے ہن مکان کے  
ہر گوشہ سے مبارک و سلامت کا شور بلند ہے۔ ابھی یہ نہیں معلوم کیا کہ صاحبزادے عالم ہونگے  
یا جاہل متقی ہونگے یا شراب خوار سعید ہونگے یا شقی مفلس قلاش ہونگے یا مالدار۔ ابھی حرف  
دنیا یا امید قائم ہے مان باپ کا خیال ہے کہ یہ سب کچھ ہونگے مگر یہ علم اوسی اللہ کو ہی  
جسے انہیں دنیا میں بھیجا ہے اب یہ آیت شریفہ اہل ذوق و شوق کے وجد کرنے کے  
قابل ہے کہ انسان کیا چیز ہے۔ جب پروردگار تعالیٰ شانہ انسان کو بنا چکا تو خود ہی  
فرماتا ہے۔ فبارک اللہ حسن الخالقین ترجمہ پس بزرگ ہے خداے نیکو صورت گری میں  
تمام صورت گردن سے ۵

کہ کرداست برآب صورت گری

وہ نطفہ یا صورت چون پری ڈ

اسی مضمون کو دوسرے لفظوں میں پروردگار تعالیٰ لاشانہ والتین میں یوں ارشاد فرماتا ہے  
لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ترجمہ لام اور قد تاکید پر تاکید ہے ہر آیتہ  
بے شک پیدا کیا ہم نے انسان کو نیک ساعت میں ۵

برورق روئے تو لطف خدای	آیت حسن است کہ تحریر کرد
------------------------	--------------------------

۵

اے رخ چون زہرہ ات شمس الفجی تاج کر منا است بر فرق سرت ہیچ کر منا شنید این آسمان حسن التقویم دروالتین بخوان گر جویم قیمت آن مستغنی	ای کلامین رنگ تو گلگونہ ہساؤ طوق قفلناست آفیز برت کین شنید این آدمی پر عنان اگر کلامین گوہرت از بحر جان من لبوزم ہم لبوزم مستمع
---	---

اکبر

کیا کمون میں کیا ہے اکبر آدمی آدمی ہے بادشاہ کائنات آدمی کا جلوہ ہے خورشید میں شاہی اسکو ہے نبوت اسکو ہے ہے یہ دنیا میں شرفیون کا شریف آدمی ہے سب فرشتوں کا امام ہے جو محمود ملک انسان ہے ہو گیا کیا ساکن افلاک کو نور احمد سے منور ہے یہ خاک	منظر اسرار ہے ہر آدمی ہے پناہ خلق و عالم اس کی ذات لطف نظارہ ہے اسکی دید میں حسن اس کو ہی وجاہت اسکو ہے ناز پروردہ طبیعت کا لطیف اس سے بڑھ کر کون ہے عالی مقام خاک ہے لیکن سراپا جان ہے گر رہے ہیں سجدہ مشیت خاک کو خزہ ذرہ اس کا ہے اب تابناک
---	--

اب تو یہ اللہ کا محبوب ہے	سب سے بہتر ہے یہ سب سے خوب ہے
آدمی مورد ہے صلے اللہ کا	ہے یہ بے انتہا احمد ذی حسابہ کا

اے نوہا لیلان باغ فضل و کمال ایہ شرافت جو انسان کی میان کی گئی یہ اسی انسان کو واسطے ثابت ہے جس کا جمال جلوہ ایمان سے روشن ہے جو خدا شناس بندہ ہے۔ اب لسان شرع اور اصطلاح اسلام میں انسان اوسیکو کہتے ہیں کوئی یہ سمجھے کہ بڑی بڑی ایجادیں کرنے والے آدمی آدمی اور انسان کے لقب کے شایان ہے۔ بقراط سقراط افلاطون۔ ارسطو۔ ان لوگوں نے نہ ریل ایجاد کی نہ تار برقی مگر حکما کی صف میں یہی سب سے آگے کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں اس افضلیت اور سابقیت کا سبب وہی خدا شماسی ہے جب کسی آدمی کو اوسکی میری قسمت دین و دنیا میں ذلیل و رسوا کیا جاتی ہے تو اوس بد بخت کا دماغ کفر و الحاد کی بد بو سے متعفن ہو جاتا ہے پھر اوسکی گندگی اوسکے قریب کے لوگوں تک پہنچتی ہے پہلے تو وہ بد بو اوسکو تکلیف دیتی ہے پھر رفتہ رفتہ وہ گندگی اوسکی طبیعت ہو جاتی ہے وہ اوسیکو پھر لوٹنے کی خوشبو کہتے لگتے ہیں سینے اوں لوگوں کو دیکھا ہے کہ جو ایک زمانہ میں نہایت معطر کھانا کھاتے تھے اگر ذرا یہی گوشت میں بسا نہ رہی تو بارہ چکی کے سرافت آئی اور اب وہ ولایت کی بد بو دار چلی سارڈین جوٹین کے طرف میں بند ہو کر آتی ہے اس رغبت سے کہاتے ہیں کہ انگریسی ادینر رشاک کرتے ہیں نفیس بڑا خبیث ہے جہاں اسکی سی ڈھیلی ہوئی اور یہ لے بہاگا

علاج نفس کا فرزد دھنگام جوانی کن پڑو	کہا میں مارسیہ چون پیر گرد از دہا گرد و دژو
--------------------------------------	---

افسوس ہزار افسوس ہمیں اپنی قوم کے تہذیب یافتہ لوگوں سے یہ امید تھی کہ یہ اعلیٰ درجہ کی لوگ ریاں چل کر کے اپنی قوم اپنی مذہب کی شان و شوکت بڑھائیں گے۔ لاجول دلاقوہ الاباسم العلیٰ العظیم و ہون نے ایک سرے سے مذہب کا صفایا ہی بول دیا لگے اپنی ہی فوج کو مارنی



ایک صاحب ڈگری یافتہ ایک طالب علم سے فرما رہے تھے کہ منطق ہے اور انگریزی مین  
 اتفاق سے وہ طالب العلم بھی انگریزی مین استعدا وافر کرتا تھا اسنے اون سے پوچھا  
 کہ آپ نے عربی ہی پڑھی ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ عربی کی ضرورت تمام علوم عربی کو  
 انگریزی مین ترجمہ ہو گئے طالب العلم نے کہا کہ جناب عالی آپ کو کچھ استعدا و نہیں ابھی تو  
 آپ نے انگریزی کو افضل قرار دیا ابھی مفضل کرنا بیچھے معلوم ہے انگریزی مین جتنی منطق  
 ہے پر کیا تیار ہو گا ہو گیا۔ دوسرے انگریزی دان صاحب فرماتے ہیں کہ کیوں صاحب  
 یہ تو فرمائے قیامت میں یہ گنہ گری گلی ہڈیاں کیوں کر زندہ ہو جائیں گی یہ یہی سن لیجئے کہ  
 یہ صاحب ایک مسلمان آدمی کے فرزند ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ یہ مصیبت  
 آجکل مسلمانوں پر پڑی ہے چنکے مان باپ مسلمان تھے انکی اولاد یہ کہہ رہی ہے  
 یہ اعتراض کا طبع زاد نہیں ہے بلکہ عدی بن ربیعہ ایک کافر عرب تھا اسکا اعتراض  
 ہے جو فلاجد نسل ان لوگوں تک پہنچا ہے پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے ۔  
 اَلْیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَنْ نَجْعَمَ عِظَامَہٗ ہ بَلْے قَدِیْرٌ عَلٰی اَنْ نَّسُوْیَ بَنٰیۃ  
 آیا معلوم کرتا ہے قَدِیْر بن ربیعہ یہ کہ ہم جمع نہ کرینگے اس کے استخوان پر آگندہ آ رہے جمع کرینگے ہم اس کے  
 استخوان پر آگندہ ہو کر چاہئے جانے کہ ہم تادم ہیں اس بات پر کہ اس کے چوٹے چوٹے بڑاؤ گلیوں کے چم کر دینگے اور  
 بڑی ہڈیوں کا تو کیا ذکر ہے سُبْحٰنَ اللّٰہِ وِمجملہ قرآن پاک بھی کیا فصیح بلخ  
 ہے ایک دوسرا کافر عرب بھی یہی اعتراض کرتا تھا دیکھو اعتراض واحد ہے مگر دیکھو جیسا  
 اعتراض کیا گیا اوسی شان کا جواب ملا۔ پہلا کافر کہتا تھا کہ ان ہڈیوں کو کون جمع کرینگے  
 کرنے کی صورت بتادی دوسرے نے اعتراض کیا کہ گلی ٹری ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔  
 مَنْ یُّحْیِ الْوُطَاۡمَ وَہِیَ رَمِیْمٌ ترجمہ کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا یہ تو بوسیدہ ہو گئی ہیں  
 ارنہ یہ ہو گئی ہیں اہل ادب اس خدائی جواب کو سنیں اور اسکی نصاحت و بلاغت سے فائدہ اٹھائیں

کس قدر سخت اور بڑا اعتراض ہے کہ آج تک ممدان عالم کو اوپر فخر ہے جو نیا طمد ہوتا ہی وہی اعتراض کرتا ہوا آتا ہے مگر صرف تین لفظ ہیں جنکی تفسیر میں اجزا کے اجزا سیاہ ہو جائیں۔ وہ قادر مطلق وہ بادشاہ علی الاطلاق حکم کرتا ہے رسول المد صلے المد علیہ وسلم کو اس میرے محبوب کہد واس کافر سے کہ وہی تیری ہڈیوں کو زندہ کر دیا جسے تجھے اول مرتبہ پیدا کیا جب تیری یہ ہڈیاں بھی نہ تھیں قل یحییٰہا الذی مئی اُنشأہا اَوَّلَ مَرَّةٍ لَکَ اَنَکَ اس آیت شریفہ کی بلاغت بیان ہونہ تجھے علم نہ میری زبان قلم میں طاقت وہ بے علم کا فر کیا یہ سمجھتا تھا کہ آدمی ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے جو اسے کہا کہ ہڈیاں گل گئی ہیں یہ سب اسباب ظاہری ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں جو کوتاہ بین ہیں در نہ صرف اسکا حکم ہے۔

وہ اگر حکم کر دے تو ہمیشہ آدمی لکڑی سے پیدا ہوا کرے وہ اگر حکم کر دے تو پتھر اور آہن سے ہوا کرے خالق حقیقی کے واسطے کسی خلقت کے پیدا کرنے کے لئے کسی علت اور سبب کی کیا ضرورت ہے۔ جب میں نے حضرت پیر درشد مولانا سید شاہ محمد قاسم ابوہلالی دانا پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلاموں میں اپنا نام لکھوایا تو اکثر پاکوبی کی خدمت سے مشرف ہوا کرتا تھا اور چونکہ حضرت نے مجھے مقبے فرمایا تھا اور طفولیت ہی سے اپنی آنکھوں سے شفقت میں پالا تھا تو اکثر امور کے عرض کرنے کی جرأت ہوتی تھی کہی تو حضرت وہ خدشہ خود رفع فرماتے تھے کہی ارشاد ہوتا کہ چھوٹے میان سے دریافت کر لو میرے والد ماجد حضرت شیدہ محمد سیاد ابوہلالی قدس المد سرہ الغریز حضرت پیر درشد کے چھوٹے بھائی تھے چنانچہ ایک روز بعث بعد الموت کے باب میں میں نے حضرت والد ماجد قدس المد سرہ الغریز کے حضور میں عرض کیا آپ نے ایک مختصر سی تقریر نہ جس میں کوئی تمسید تھی نہ مقدمہ نہ تاویل نہ مخدوفات مگر بعث بعد الموت کو آنکھوں سے دکھادیا ہنوز وہ مردہ دونکی زندہ کرنے والی تقریر صدک است بلکہ کی طرح کانون میں گونج رہی ہمارے وہ شاہدہ آج تک پیش نظر ہے۔ تقریر پر پرتا شیر

حضور نے ارشاد فرمایا کہ حقیقی باتیں ہمیں مشکل معلوم ہوتی ہیں ہمارے علم کی کمی سے  
مشکل نظر آتی ہیں یا یہ سبب ہے کہ ہم نے خداے تعالیٰ شانہ کو قادر نہیں سمجھا سوا  
منہما دنیا بقول اہل تعظیم چاند سے یہی چوٹی ہے اور بہت سے ستارے اسے بڑھتی ہیں  
کہ چاند لاکھوں درجہ اون سے چھوٹا ہے پہر ایک چوٹی ہی دنیا کے خلقت کو مارا  
اور ہر زندہ کرنا اوس قادر توانا کی قدرت کے سامنے کیا بڑی بات ہے اسکے سوا ایک  
قیامت ہر سال ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ مگر ہم اوپر نظر نہیں کرتے  
اگر ہم اوس قیامت پر تامل کی نظر ڈالیں تو بعثت بعد الموت میں کوئی خدشہ باقی نہیں ہے  
یہ عالم اوریسے لاکھوں کا بننا اور بگاڑنا اور پھر بنانا اوس قادر علی الاطلاق کی قدرت  
کے سامنے بچوں کے گمروندی سے بھی بہت زیادہ بے وقعت ہے دیکھو جیسے یہ دنیا ایک  
عالم ہے ویسے ہی اس عالم میں ہزاروں عالم ہیں یہ جتنے دخت نمکون نظر آتے ہیں انکو مستقل  
ایک عالم سمجھ لو اور انکے گل و غمزدہ برگ و شاخ وغیرہم کو مخلوق خیال کر لو ان میں بعض کی  
عمر طبعی ایک ہفتہ سے بعض کی ماہ دو ماہ بعض کی ایک سال شاخ وغیرہ کی عمر طبعی اس سے کچھ  
زیادہ غرض کہ گل و غمزدہ برگ انکی قیامت سال بہرین ہو جاتی ہے مگر انسان و حیوان کی  
غذا ہو کر جزو بدن ہو جاتے ہیں برگ بھی علی ہذا القیاس کچھ پتوں کو ہوا اور الیجا جاتی ہے  
کچھ چارپایوں کی غذا ہو جاتے ہیں کچھ پانی میں ٹکر گل جاتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ  
سب فنا ہو جاتے ہیں آخر فنا آخر فنا دنیا کا عالم بے برگی کی حالت میں کھڑا رہتا ہے ۵

نہ میوا ہے نہ پتی ہیں یہ پھول ان میں کہیں اگر	قیامت ہی دھنوں کو لئے موسم یہ پت ہزار کا
پس چند روز کے بعد جو کچھ فیکون پھر اوس عالم کے قانون تک پہنچا کر اتنا کولین پوٹین پتے بھلے	
پھول پھولے پہل پہلے ۵	



اور یہ دیکھیں جسے ساتھ کلام پاک میں بیان ہوا ہے کیا عقل اس کا فتویٰ دیگی کہ یہ ایک انجی آدمی کی تحقیقات ہے کہ چونکہ یہ بات مجہولین آسکتی ہے کہ ہر اربعین میں جو قطعہ میں تغیرات پیدا ہوئے وہ تغیرات کے بتائے آپ کو معلوم ہوئے یہ بات تو خیال ہی میں نہیں آتی کہ ہر اربعین کے بعد کسی ایک عورت کا رحم چاک کیا گیا ہو مگر اس حد میں جو نبی تشریح والوں نے ان تغیرات کو نذر تشریح معلوم کیا تو وہی کیا جیسا کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اب ہم قرآن پاک کو آسمانی کتاب نکمیں تو کیا کہیں میں ایک مضمون سورہ نور کی بعض آیات پر اور لکھ رہا ہوں اوس میں ہی انشاء اللہ تعالیٰ میں قرآن پاک کی پیشین گوئی ثابت کروں گا اور اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کر دوں گا اگر قبول افتد ہر غرض شرف اپنے بھائیوں کی تحقیر میں نے اس لئے کی تھی کہ مجھے اغیار کے رد و قبول سے غرض نہیں نہ میں انعام کا خواہاں نہ تعریف کا طلبگار صرف مجھے اپنے برادران طریقت سے کام ہے

مرد متوکل ہوں اللہ کا ہون بندہ	اللہ کے درمیں بیٹھا ہوں سرافکندہ
امیر آری کہ سلطان پور کئے کو نہ چھوڑ	جو تو نے ہاتھ سمیٹے ہیں پاؤں کو پھیلا

(محمد اکبر ابو العلاء)

## انسان میں ترقی کا مادہ

ابنی نوع انسان ہر قسم کے جانور دن کو حضرت آدم کے زمانہ سے دیکھتے چلے آتے ہیں اور یہ دونوں مخلوق ہزاروں برس سے اس دنیا پر آباد ہیں مگر انسان نے اپنی عقل کی مدد اور ذہن کی بسائی سے جو کچھ کہ ترقی کی وہ حیوانوں کو سر نہوئی۔ انسان ہمیشہ اپنی راحت و آرام کے لئے نئی نئی ایجادیں اپنی طبیعت سے پیدا کرتا ہے مگر حیوان جیسا کہ پہلے تھوڑا سا ہی ابھی نظر آتا ہے خدا نے انکے وجود میں ترقی کا مادہ نہیں رکھا ہے اور انسان کو وہ مادہ عطا فرمایا ہے اور اسی کا نام عقل ہے

مکڑی اگرچہ اپنا جال لٹری کڑی گری سے تنہی ہے مگر جیسا کہ آج سے ہزار برس پہلے تنہی تھی ویسا ہی اب بھی تنہی ہے اور اس طرچ آئندہ بھی تنے گی۔ کیا اگرچہ اپنا گونسلہ نہایت صفائی سے بناتا ہے مگر جیسا کہ پہلے بناتا تھا ویسا ہی اب بھی بناتا ہے اور اس طرچ آئندہ بھی بناتا رہے گا۔ دیکھو حضرت سعدی علیہ الرحمۃ اس بات کو کس خوبی اور لطافت سے بیان فرماتے ہیں۔

### قطعہ

مرفک از بقیہ برون آید و روزی طلبد	آدمی زادہ ندارد و خرد و عقل و تہیمن
آنکہ ناگاہ کے گشت بہ چیزے نہ رسید	دین بچکین و فضیلت بگذشت از ہم چیز

بندر کو ملاحظہ کیجئے کہ جسکے جسم اور ہاتھ پیر کی بناوٹ آدمی کے جسم اور ہاتھ پیر دونوں سے ملتی جلتی ہے مگر جو کام آدمی کرتے ہیں وہ نہیں کرتا۔ آدمی زمین کو جوتے اور بوتے ہیں کنوئیں کو موندتے اور تالاب بناتے ہیں اپنے رہنے کے لئے عمارتیں بناتے ہیں اپنے کمانے کے لئے عمدہ عمدہ کمانیں پکاتے ہیں۔ اپنے پہنے کے لئے نئی نئی قسم کے کپڑے تیار کرتے ہیں۔ مگر بندر کوئی بھی کام نہیں کرتا۔ سردیوں میں جھاڑوں پر ٹھٹھرتا رہتا ہے۔ بارش میں ڈال ڈال بچاؤ کا سہارا دھونڈتا ہے۔ جنگل کی بناس بچی اور پیل پہلواری اوسکی خوراک ہیں جب کہی پیاس لگتی ہے تو ندی تالاب اور نہر پر جانا پڑتا ہے نہ اوسکو کمانا تیار کرنے کی سمجھ ہے اور نہ اوسکو بانی کے واسطے مٹی کا گڑا یا مٹکا تیار کرنے کی عقل ہے تاکہ وہ اپنے پیئے کا پانی بہرہ کے اور وقت پر پیاس بجھا سکے۔ اگرچہ وہ آدمیوں کو یہ سب کام کرتے ہوئے دیکھتا ہے مگر وہ دیکھ کر بھی نہیں سیکھتا۔ برخلات اوسکے انسان ہر دم ترقی کے زینہ پر چڑھتا ہوا نظر آتا ہے اور فضل و کمال کی منتہیوں کو طے کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

مثلاً پہلے پہن خشکی کی آمد و رفت کے لئے سوائے پیادہ روی کے اور کوئی سامان نہ تھا تو انسان نے اپنی عقل کے زور سے نباتات کو اجزا کی کیفیت کو معلوم کیا اور سن کی رسیان بٹھا شروع کیں پھر اس سے پسندہ بنا کر حیوانات کو گرفتار کیا اور گائے بیل گھوڑے گدھے ہاتھی اونٹ وغیرہ جازرہ دہلی دشت و دروگر کے

اد کو اپنا غلام بنایا اور لوٹے سواری کا کام لینا شروع کیا۔ باوجودیکہ یہ سب جانور سخت خوشخوار اور انسان کے جانی دشمن تھے اور اس کو روزہ نہ کچلنے اور کاٹنے کو دوڑتے تھے مگر انسان نے یہ سب حکمت عملی رفتہ رفتہ ان کو اپنا مطیع و متقاد بنالیا۔ پہر سواری کے لئے ہارس بھی اونہیں کے چمڑوں اور لوہے پیتل وغیرہ جمادی ماسیا سے تیار کیا اور اس کے بعد درختوں سے لکڑیاں کاٹ کر گاڑی بنانے کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ قسم کی گاڑیاں تیار کیں جیسے کہ چکرہ اور شکرہ اور تہ اور گبی وغیرہ پہر اس کے بعد ریل گاڑی بنا کر سبکو ایک گوشہ میں بٹھادیا اور باپ کی وہ پوشیدہ قوت دریافت کر لی کہ جسکی قوت کا ہزاروں حصہ بھی ان جانوروں میں نہیں ہے۔ اس طرح اول اول دریاؤں اور مندروں سے عبور کرنے کے لئے کشتی بنائے لکھنویہ ایجاد ہوا پہر اس کے بعد بڑے بڑے جہاز بنے لگے پہر ان جہازوں سے بھی پوری کامیابی نہ ہوئی تو آگ بھٹ تیار کر دیا جس نے سب ایجادیں پھیلانی پھیر دیا۔

اسی طور پر پہلے پہل جب کتوں کو دنا شروع کے لئے تو ڈول اور سی اور ہاتھوں کی مدد سے پانی باہر لاتے تھے پہر بیٹوں کے چمڑوں سے بڑے بڑے چرس تیار کئے اور بیٹوں ہی کی طاقت کے ذریعہ سے چرس چلنا شروع ہوا پہر اس کے بعد رہٹ بنایا گیا اور پہر اس سے بھی طبیعت سیر نہ ہوئی تو انجن لگا دیا جو دن بھر میں ہزاروں پکھال پانی باہر نکال لاتا ہے جسکو دیکھ کر اگلے سامانوں کی چاہ دل میں باقی نہ رہی۔ علی ہذا زمانہ سلف میں کپاس سے سیدھا سا داگری کماوی اور گجنا کی کاپڑا تیار کیا گیا پہر اس کے بعد رنگ برنگ کی گل کاریاں اور بیل بوٹے وار کپڑے تیار ہوئے جیسے کہ چینٹ اور گون و جلدانی وغیرہ پہر اس کے بعد کپڑوں میں چمک اور لامیت کے واسطے ریشم کا کام ہونے لگا جیسے کہ لاکچہ و مشرق و ماسٹین وغیرہ پہر اس سے بھی جی نہ بہا تو چاندی سونے کے ورق اور ہارک ہار کالک کپڑے میں لگائی گئے کہ جس سے کنجاب تلمش و بلورہ وغیرہ نہایت زرق و برق آب و تاب کے کپڑے تیار ہوئے

جنہوں نے سب بجا دین کو پر دے میں بٹھا دیا۔ الغرض انسان کی عقل و شعور اور ترقی کی مثالوں سے تمام عالم ہر اڑتا ہے۔

لگتا ہے کہ یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ اب انسان کی ترقی ٹک گئی اور انکی ایجادیں انتہا کے کمال پر پہنچ گئیں کیونکہ انسان کی ترقی نہ کہیں ٹک گئی ہے اور نہ کہیں رگے گی سیکڑوں علم ایجاد کئے اور ہزاروں فن پیدا کئے مگر پہر ہی اور پیدا ہوتے ہی جاتے ہیں۔ بقول شاعر

خاک کے پتلے نے دیکھ لیا ہی بچا یا ہے شور	اسکے برابر کہاں کوئی نے پایا ہے زور
قلزم معنی کو لے قطرہ کا قطرہ رہا	بل بے سمائی تیری اُن رُوِ مہند کے چور

ہاں اون لوگوں میں ترقی رک گئی ہے جو اپنی جہالت و نادانی سے بندروں کی طرح آنکھیں نہیں کھولتے اور وحشی یا نیم وحشی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ یا بے کی طرح اپنے بزرگوں کی ایجادوں کو کامل سمجھ کر پڑائی لکیر کے قیصر بنے ہوئے ہیں۔

نیم وحشیوں میں ہمارا شمار صرف اس ہی لئے نہیں ہوتا کہ ہم اپنی عقل و شعور کو بیکار ڈال کر سحر میں اور ترقی علم و ہنر پر راغب نہیں ہوتے اور اپنے خیالات کو وسیع اور اپنی ہمت کو بلند نہیں کرتے بلکہ اس لئے بھی شمار ہوتا ہے کہ ہمارے چال چلن اور شادی و غمی کو رسم و رواج اکثر دانشمندی کے خلاف ہیں جس میں صریحاً و حشیانہ بن پایا جاتا ہے اور سراسر حماقت و دیوانگی ظاہر ہوتی ہے کہ جب تک ہمارے سمجھدار بہائی سمجھتے بوجھتے ہیں اور بحث کو وقت اپنی خطا کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنے قصور پر قائل ہوتے ہیں لیکن پہر ہی اسکے ترک کرینکی طرف توجہ نہیں کرتے اور ایسے عمل و موقع پر ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر بھجاتے ہیں اور انے رسم و رواج کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتے بلکہ لوگوں کو ہنسنے اور طعنہ زنی کا موقع دیتے ہیں حالانکہ اسلام ان بیہودہ کاموں اور ان وحشت زدہ امور سے پاک ہے۔

راقم خادم قوم میر صدر الدین حسین طبرزدوی



## علم ہیئت

علم ہیئت کا آغاز بھی مثل دوسرے علوم کے توہمات سے ہوا ہے گذشتہ زمانہ میں جب کہ شائستگی عام طور پر پہلی ہوتی تھی مگر تمام لوگ ہر ایک واقعہ کا انحصار اپنی ضعیف الدماغی کی وجہ سے کسی بیہوش واقعہ پر رکھتے تھے جو ان دنیا میں ترقی ہوتی گئی بے بنیاد باتیں اصلی واقعات سے علاحدہ ہوتی تھیں جس سے مختلف سائنس کی بنیادیں پر گئیں اب بھی جن قوموں میں شائستگی نہیں پہلی ان توہمات میں مبتلا ہیں جن کا پتہ اون کے معمولی کاموں سے بھی ملتا ہے مثلاً بعض لوگ شکار کو جاتے وقت چاقو کا نام نہیں لیتے کیونکہ اس سے شکار نہیں ملتا۔ اکثر یہ گمان ٹھیک ہوتا ہے جس کی وجہ چاقو کا نام لینا نہیں ہوتی بلکہ اپنے فن میں اپنی طرح سے ماہر نہ ہونا ہوتا ہے۔ اکثر لوگ خاص دن نعر کے لئے منحوس سمجھتے ہیں اور بعض دن علاج شروع کرانے کے لئے ناموزون شادیوں کے لئے بھی سال میں توڑے سے ہی دن نیک فال سمجھ جاتے ہیں۔ غرض کہ ان ادھام کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ جس قدر علم کی کمی ہوگی اسی قدر ان کو زیادتی۔

زمانہ دراز سے کیمیا بنانے کا خیال دنیا میں پھیلا ہوا ہے کچھ لوگ اب بھی دل سے یقین کرتے ہیں اور بہت سے لوگ سادہ لوح رئیسوں کو دھوکا دینے کی نیت سے کہتے ہیں کہ جست یا ٹین کو چاندی بنادین یا پتیل کو سونے میں تبدیل کر دین اس کیمیا گری ہی علم کسٹری کی بنا پڑی ہے جس نے کہ صاف ظاہر کر دیا ہے کہ جس طرح قوت انسانی سے یہ باہر ہے کہ دنیا کے ایک ذرہ کو ضائع کر دے اسی طرح یہ بھی بعید ہے کہ ایک خاص دہات کے ذرہ کو دوسری دہات میں تبدیل کرے۔

علم طب کی بنیاد بھی اسی طرح قائم ہوئی ہے۔ یونانیوں کے عروج سے پہلے

ہمسرا کی کتاب الیڈ کے چوتھے باب کو ٹکٹے کی نیچے رکھنے سے چوتھا بجاؤ کلکی طور سے جاتا رہتا تھا جینیون کے یہاں بہت سی بیماریوں کا علاج جاو کا مربع تھا جس کا نام آئندہ زمانہ میں تنوید پڑ گیا۔

اس مربع میں ۹ خانے ہوتے تھے اور ہر ایک خانہ میں ایک سے لیکر ۹ تک ہندسے اس ترتیب سے لکھے جاتے تھے کہ عدد ۱۰ کو ایک سیدہ میں شطرنج کے مهرے فیل یا رخ کی چال سے جوڑیں تو ہر ایک طرح سے ۵۵ حاصل جمع ہو اسی طرح زیادہ اندیشہ ناک بیماریوں کے لئے ۱۰۰ اور ۲۵۰ خانوں کے مربع استعمال کئے جاتے تھے جن کو

۲	۷	۶
۹	۵	۱
۴	۳	۸

میں بطور مشق کے چھوڑے دیتا ہوں۔

اس قسم کے تنویدوں سے لوگ اپنی خوش اعتقادی کے وجہ سے اسی طرح اچھے ہو جاتا کرتے تھے جیسے کہ ایک دھقان بجائے دو ایمون کے حکیم کے ایک نسخہ کی طور تنوید کے پانی میں گھول کر پینے سے اچھا ہو گیا۔

مذہب میں جس قدر توہمات پہلے شاید کسی علم میں ہی اوس کی نظر نہیں ہوگی۔ ان بے بنیاد خیالوں کے دور کرنے اور سچے واقعات بتلانے کے لئے دنیا کو اتنے بہت سے پیغمبروں اور پیشواؤں کی ضرورت پڑی ہے۔

علم ہدایت بھی ابتدائی زمانہ میں اسی قسم کے توہمات سے ملتی تھا۔ دن رات کی وجہ قریب دو ہزار برس قبل مسیح علیہ السلام کے تاریکی اور روشنی کے خداؤں کی باہمی لڑائی بتلائی جاتی تھی یہ دونوں دیوتا اپنے اپنے رتھوں میں سوار ہو کر برابر لڑتے رہتے تھے جس وقت کہ روشنی کا خدا غالب ہو جاتا تھا تو دنیا میں دن نکل آتا تھا اور دوسری صورت میں رات چنانچہ دید میں فقرے جو کہ نارمن لاکیر کی کتاب آغاز علم ہدایت سے لئے گئے ہیں، کیا سورج پہر نکلیگا۔ کیا روشنی پہر ظاہر ہوگی کیا تاریکی کا دیوتا روشنی کے دیوتا سے مغلوب ہو جائیگا۔ یہ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ

لوگوں کو رات کے بعد دن کے نکلنے کا پورا یقین نہیں ہوتا تھا۔

یونان کے ابتدائی زمانہ میں یہ خیال کسی قدر زیادہ اچھی صورت میں بیان کیا گیا تھا اور ان کے نزدیک خدا ایک سورج روز گزرا کر ہیجتا ہے جو کہ شام کو سمندر میں ڈوب جاتا ہے علم ہیئت کا موجد اس شخص کو کہنا چاہیے جس نے سب سے پہلے یہ بیان کیا کہ وہ سورج جو کہ آج ہم دیکھتے ہیں یہ وہی سورج ہے جو کہ کل نکلا تھا اور آئندہ بھی یہی دکھلائی دیا۔ کیونکہ شروع زمانہ میں جب کہ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ افریقہ کے پرلی طرف آسمان اور زمین مل جاتے ہیں اور جب کہ زمین یا آسمان کے گول ہونیکا خیال تک یہی ناممکن تھا تو رات بہر میں مغرب سے مشرق کو سورج کا واپس چلا آنا ایک بڑا معجزہ تھا۔

علم ہیئت کے ہر ایک واقعہ کی نسبت نئے نئے ادھام دنیا میں پہلے ہیں جو کہ آج کل ہمارے لئے دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔ مدار تاروں کی وبا کی پیشین گوئی یا زمین کے ٹکرائے کے وہم کو اگر ایک جگہ جمع رکھا جاوے تو ایک مجلد کتاب بن جائیگی۔ مین اس موقع پر ان ادھام کی نسبت بحث کرنا نہیں چاہتا کیونکہ آئندہ موقع پر مجھ کو اس پر تصریح کے ساتھ گفتگو کرنے کا موقع ملے گا۔ دوسرا وہم علم نجوم کے متعلق ہے جس سے کہ لوگ ستاروں کی جگہوں کو دیکھ کر آدمیوں کی خوش نصیبی اور بد نصیبی کی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ اس قسم کی پیشین گوئی سے زیادہ کوئی لغو کوئی بے بنیاد باتیں نہیں سوچ سکتا بہت سے جہاز اور اسے ادھم سمندریں بہرتے ہیں اور اگر یہ ممکن ہے کہ جسوقت جہاز کو ٹوریا باب المندب پر پہنچا تو وہ چھلی کہو بحر چین کے خاص حصہ میں ہے مر جائیگی اور بحر مکسیکو کی ایک چھلی ہمارے سے ابھی ہو جائیگی تو میں یہ بھی مان لوں گا کہ جسوقت مشتری بروج عقرب میں ہو گا تو زید پر بلا نازل ہوگی اور کر کے دواڑ کے پیدا ہونگے۔ اسی طرح اکثر نجومی موسم کی شدت، غلہ کی اڑانی

اور گزنی کی نسبت پیشین گوئی کرتے ہیں جن کی وقعت جس صراح کے طرفان سے بچنے کی پیشین گوئی سے زیادہ نہیں ہوتی اگر پیشین گوئی غلط ہوئی تو کوئی شخص دامن بکڑنے کے لئے نہیں آئیگا اور اگر ٹیک ہوئی تو یہ قوتِ اہمیت کر نیکی لئے عمل جائیگے علمِ نجوم کو علم جیسے لفظ سے تعبیر کر نیے لفظ علم کی تفسیر ہوتی ہے نجوم نہ کوئی سائنس ہوا ورنہ سچے واقعات کا مجموعہ علم ہیئت البتہ ایک سائنس جس کا انحصار بالکل ریاضی پر ہے اگر ہم یہ پیشین گوئی کریں کہ فلان تاریخ کو فلان وقت فلان تارہ فلان جگہ ہوگا تو یہ پیشین گوئی ٹیک ہوگی اور اوس کا انحصار ریاضی کے اصولوں پر ہوگا اور اگر اوس کے ساتھ یہ بھی کہیں کہ تارے کے فلان جگہ ہونے سے اٹا وہ مین ہیضہ پھیلے گا تو یہ نجوم کی بے بنیاد پیشین گوئی ہوگی۔

چند ہفتے ہو گئے کہ دو شخص میرے پاس آئے جنہوں نے کہا کہ ہم اقلیدس اور علم ہیئت کے ذریعہ سے آپ کے دل کی بات کو بتلا سکتے ہیں جبکہ خیال گذرے کہ شاید ان پیشین گوئیوں پر بحث اقلیدس نے اور مقالون مین کی ہوگی جن کی نسبت عام طور سے غلط خیال پھیلا ہوا ہے کہ وہ گم ہو گئے ہیں، حالانکہ اذکی تعلیم مرت اسوجہ سے نہیں ہوتی کہ ہم اور باتوں کا ثبوت بجائے علم ہندسہ کے علم حساب اور علم جب مقابلہ سے آسانی دے سکتے ہیں مین نے ایک بات اپنے دل مین فرض کر لی اور اور انہوں نے چند بلا معنی لکیرن کہتے تھے کے بعد تین جواب کا غدر پر لکھے۔ بہت اصرار اور انہوں نے اس پر کیا کہ مین پہلے اپنی بات کو ظاہر کر دوں جب وہ مناسب جواب دیکھا مین لیکن اوں کے تینوں جواب دیکھنے پر مجھ کو معلوم ہوا کہ میرے ارکان سے باہر تھا کہ مین کوئی سوال ایسا سوچوں جس کا جواب اوں مین نہ آجائے مجھے اس وقت وہ تینوں باتیں یاد نہیں ہیں مگر اوں کا مطلب یہ تھا کہ سوال ہے واسطے اپنے یا کسی اور شخص یا شے کی نسبت کچھ پوچھا چاہتے ہو یا کچھ اپنے دل مین لے لیا ہے۔ وہ اے حضرات! مین

آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ کو کئی بات سوچ سکتے ہیں جس کا جواب ان میں نہ آجائو؟  
 اس واقعہ سے مجھ کو کچھ تعجب نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ لوگ جو نہ عربی کا اعلیٰ علم رکھتے ہیں اور نہ  
 یورپین سائنس اور لٹریچر سے واقف، ان لغو باتوں میں مبتلا ہوں تو کچھ حیرت انگیز بات نہیں  
 ہے مگر مجھ کو سخت تعجب مداس کے ایک اخبار کے ایک آرٹیکل کے دیکھنے سے ہوا تھا جس کو کہ  
 مین بچید آپ کے سامنے پڑتا ہوں اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے شایستہ آدمی  
 ابھی تک ان توہمات سے بری نہیں ہوئے ہیں۔

ب۳۔ مارچ ۱۸۹۹ء میں شب سہ ضعیفہ ۱۲ بجکر، امنٹ پر طالع قوس نئے طور پر آفتاب  
 عالم تاب برج حمل میں ہوا اور نوروز گیتی افروز کی عید منائی گئی۔ مہندساں عالم بالا (شاید مطلب  
 فرشتوں سے ہوگا) لکھتے ہیں کہ سواری خر کا فوری لباس (یونانیون اور ہندوؤں کے رستمہ  
 چمن جانے کے بعد صرف گدا سواری کے لئے رہ گیا ہے) سید ہے ہاتھیں لٹھ مرجان کا  
 (نہایت مقدس خیر باتہ میں ہے) ہار گلے میں شاید اس سال بہت سی شادیاں ہوں گی) خالاکوڑ  
 کا سہ میں دودھ پی رہا تھا۔

نجوم کے قاعدہ سے اس سال بادشاہت مریخ کی ہے جس کی تاثیرات حسب ذیل ہیں  
 علم ہیت کی علمی مجلس کے علماء کے غور و فکر کے لئے نئی تحقیقات،

ہوا بہت چلیگی (واقعی علی گڑھ میں تو بہت زور سے آندھی آئی تھی مختلف مقامات میں آتش زدگی سے  
 نقصان پہونچے۔ مویشیوں کو سخت نقصان پہونچگا۔ بارش نسبت سال گذشتہ کم ہوگی۔  
 (۱۸۹۹ء سے تو برابر بارش ہو رہی ہے) اوائل سال میں غلہ اڑن ہوگا اور آخر میں گران ہوائے گا وغیرہ وغیرہ  
 جو لوگ علم نجوم مانتے ہیں وہ اس کے سچے ہونے کے ثبوت میں جوتشیوں کے سورج اور چاند کہیں  
 کی پیشین گوئیوں کو پیش کرتے ہیں۔ ہم جوتشیوں کے علوم کو اوسقدر

مانتے ہیں جہاں تک کہ وہ تاروں یا چاند کی حرکت کو بتلاتے ہیں کیونکہ یہ بتلانا علم ہیئت کا کام ہے مگر جس وقت وہ اس دائرے سے ہٹ کر ہاتھ دیکھنا شروع کرتے ہیں وہ اصل سائنس ہے دور چلے جاتے ہیں میرا مطلب اُنکے فارمولوں کا مضحکہ اڑانا نہیں ہے مگر یہ میں نہایت زور سے کہوں گا کہ کوئی دہ نہیں ہے کہ ہم اُن کو مائن اور نہ واقعات اُنکی سچائی ظاہر کرتے ہیں البتہ گزشتہ کی پیشین گوئی خواہ جوتشیوں کی کتاب میں سے چنی جائے یا رحمت اللہ علیہ کی چیمپی ہوئی خبری کول کر کالی جائے، یقیناً ٹپیک ہوگی۔ یہ پیشین گوئی ہمیشہ وقت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے اور صرف وہ ہی لوگ جن کو خدا نے خاص دماغ دیا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک سے لیکر ۲۶ ہزار تک گن سکتے ہیں وہ سورج اور چاند گرہن کی پیشین گوئی بھی کر سکتے ہیں۔ ۱۸ برس اور ۱۱ دن کے عرصہ میں جبکہ رگرہن پڑیں اول نہایت احتیاط سے اُنکو لکھ لیتا چاہیے، اوس کے بعد گرہن اسی طرح پڑیں گے۔ فرض کرو کہ ہم آج سے گزشتہ کو دیکھنا شروع کریں اور دن شمار کرتے جائیں ایک دو تین چار اور فرض کرو کہ پینتالیسویں دن چاند گرہن پڑا پھر پینتالیسویں دن سورج گرہن پڑا پھر تیسویں دن چاند گرہن پڑا۔ اسی طرح ۶۵۸۵ دن تک سب گرہن لکھ جائیں۔ جب اتنے دن ختم ہو جائیں تو ہر ایک سے شروع کریں تو ہم مثل ایک بڑے عالم خبری بنانے والے کی طرح پیشین گوئی کر سکیں گے پینتالیسویں دن چاند گرہن ہوگا اور ۹۹ دن کے بعد سورج گرہن اور پھر ۶۵۸۵ دن گزرنے کے بعد ایک سے شمار کریں تو پینتالیسویں دن چاند گرہن پھر ہوگا اسی طرح ایک ایک دودو گن کر اگر ہم میں گنتی کی مہارت ہے تو ہم ایک ہزار برس پہلے سے گرہن کی پیشین گوئی کر سکتے ہیں۔ یہ جانتا کہ ۶۵۸۵ برس کے بعد گرہن کیوں اسی طرح نظر آتا ہے غالباً کچھ ہی سے خالی نہ ہوگا۔ میں اسپر پوری بحث گرہن کے لکچر پر کر دوں گا۔

راقم ضیاء الدین احمد ایم۔ اے البشیر

## جدید طبی تحقیقاتین

(بعض لاعلاج امراض کا علاج)

### دق کا علاج

پروفیسر گسن اویس باشندہ نیویارک نے بجلی کے ذریعہ سے تپ دق کا علاج معلوم کیا ہے۔ پروفیسر گسن نے سالہا سال تک مادہ ٹیوبرکل یعنی تب دق کے کیڑوں کی تحقیقات کی اور ان کی پیدائش و افزائش نسل کی مختلف حالتوں کو بغور معائنہ کر کے تجربہ کیا کی بجلی کی زبردست روانگی فٹاکر دیتی ہے۔ اب تک علم طب دق کے علاج سے غابر تھا اور دق دسل کو موت کا مرادف قرار دیا گیا تھا مگر اس نوابی طریقہ علاج سے بہت سے مریضوں کو آرام ہو چکا ہے۔ لیکن اس علاج میں ایک تو خرچ بہت ہوتا ہے اور احتیاط بہت درکار ہے اول تو ایک علیحدہ خاص طور پر بنایا ہوا کمرہ مریض کے لئے چاہیئے اور پہر ایک برق پیدا کرنے کا آلہ جو نہایت قیمتی ہو درکار ہوگا۔ ماسوا اس کے ایک خاص کامل ماہر علم برق موجود ہوتا کہ ایسا نہ کی بجلی حد سے زیادہ مریض کے جسم میں داخل ہو جائے تو اسکے صدمے سے مر جائے۔ اس کے مقابلہ میں جب ہم اس طریق علاج پر غور کرتے ہیں جو کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر پال نے ایجاد کیا ہے تو وہ مثل یاد آتی ہے ”کہ گھر کا جوگی جوگنا اور ان گاؤں کا سدھ۔“

ہندوستان اپنے صاحب کمالوں کی قدر نہیں کرتا امریکہ اور جرمن کے ڈاکٹروں کی تعریف کے راگ گائے جاتے ہیں مگر کوئی نہیں پوچھتا کہ آیا خود ہمارے ملک میں صاحب کمال موجود ہیں؟ ڈاکٹر پال کے علاج کا اصول بالکل وہی ہے جو پروفیسر گسن کا ہے۔ یعنی ٹیوبرکل کو ضائع کر دینا مگر امریکن موجود بجلی کے ذریعہ سے اور ہندی ڈاکٹر دوا کے ذریعہ سے

ایک ہی نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ کلکتہ میں بہت سے مریضوں کو اس دوا سے آرام ہوا ہے اور کلکتہ کے بہت سے علماء اور قابل اعتبار معرزمین ہکولتین دلاستے ہیں کہ یہ علاج تیر بہدت ہے اور کسی حالت میں امریکن علاج سے کم نہیں اور لطف یہ کہ کم خرچ بالانشین۔ صرف پانچ چھ روپیہ دوا کی قیمت ہے۔ سٹرا میٹھ چندر گمش ایم اے۔ بی۔ ایل پرنسپل وکٹوریہ کالج اور مسٹر گوپی کرشن۔ ایم اے۔ بی۔ ایل پلیڈر ڈسٹرکٹ جج کورٹ علی پور۔ بابا ناتھ جودھری۔ بی۔ ایل وکیل ہائی کورٹ۔ کلکتہ۔ جناب محمد واثق الدین صاحب ممبر خاندان شاہی مسور۔ کالی کمار گمش۔ بی۔ ایل وکیل علی پور۔ امرت راس گمش پلیڈر ڈسٹرکٹ جج کورٹ لاہور پوریشن وغیرہ وغیرہ اصحاب بیان مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہیں اس لئے ہلکو سوسے اعتبار کرنے کے چارہ نہیں۔ (سول اینڈ ملٹری نیوز)

### جذام کی دوا

مقام نیوا دلینر میں سانپ کا زہر پکپاری کے ذریعہ دو جذامیوں کے جسم میں داخل کیا گیا اور انکو آرام ہو گیا اور جزیرہ ہوائی کے جذام خانہ میں آجکل اس علاج کا تجربہ کیا جا رہا ہے ہندوستان کے قدیم علم طب یعنی ویدک میں جذام کا علاج ہی یہ لکھا ہے کہ سانپ کا زہر اس کے لئے اکسیر ہے بنگال میں مدت سے ایک روایت مشہور ہے کہ ایک مشہور و معروف کوپراج یعنی ویدکاگر و جذام میں مبتلا تھا اور استدر تنگ ہوا کہ اس نے خودکشی کا ارادہ کیا۔ آخر اس کو چیلے کوپراج نے علاج کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ گرو نے دریافت کیا کہ کیا دوا دیجائیگی تو اس نے ایک ہانڈی کی طرف اشارہ کیا کہ دوا اس میں بند ہے۔ جون ہی ہانڈی کا منہ کھولا گیا ایک مارسیا نکلا اور اس نے لپک کر گرو کی انگلی میں کاٹا۔ مارگزیدہ گرو کئی گھنٹہ تک بیہوش رہا لیکن وہ نہیں مچھا۔ اور کچھ عرصہ بعد اس کو بالکل آرام ہو گیا اور جذام کا نام و نشان نہ رہا۔ ایضاً





## سوامی بہا شکر اند سستی

حال میں ہی ہندوستان سے ایک ایسا بڑا شخص گذر گیا ہے جس کا نام اب دنیا میں موجود نہیں ہے اوس کے حالات جو اب تک مختلف اخبارات سے ہاتھ آئے ہیں ہر پر ناظرین کرتے ہیں۔

سوامی جی نے جو بنارس کے ایک مشہور و معروف ہندو فقیر تھے ۶ جولائی کو بارہ بجے شب کے بنارس میں قضا کی جس سے تمام بنارس کو سخت صدمہ پہونچا۔ ایک خلاصہ کیفیت متبرک زندگی سوامی جی جو ناظرین کے لئے نہایت دلچسپ ہوگی اس موقع پر درج کیجاتی ہے۔

سوامی بہا شکر اند سستی ۱۸۳۳ء میں ضلع کانپور میں پیدا ہوئے تھے جب انکی عمر اٹھارہ برس کی تھی تو یہ ایک پنڈت کے پاس سنسکرت پڑھنے کے لئے بھیجے گئے انہوں نے تعلیم میں اس قدر ترقی کی کہ سترہویں برس یہ ایک عالم زبان سنسکرت کے تسلیم کئے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے تعلیم ویدانت کے فلسفہ کی بڑے بڑے اوستادوں کے پاس شروع کی منجملہ انکے ایک پنڈت انت رام پٹنہ کے تھے جو ہر دوار میں رہا کرتے تھے انہوں نے اس قدر عجلت سے تحصیل علم کی کہ لوگوں کو حیرت ہوتی تھی اسکے بعد انہوں نے پانچو درشن میں کمال حاصل کیا اٹھارہویں برس یہ تمام متبرک مقامات ہند کی تیر تہہ کو گئے اور بعد سیاحت ہندوستان انہوں نے خیال کیا کہ اب گوشہ نشینی اختیار کرنا چاہیئے۔ اس وقت تک لوگ انکے عجوبی واقف تھے کہ ایک عالم سنسکرت فلاسفر اور جوگی ہیں۔ اور ان کے متین چہرہ کو دیکھ کر جس کسی کو شک پیدا ہوتا تھا کہ اس کا اصل عمر میں کیونکر جوگ کا پورا پورا عمل دہا کر سکتے ہیں وہ شک فوراً رفع ہو جاتا تھا ۲۲ برس کی عمر میں ہی سوامی جی کو پرمہنس سہی پانڈت سستی مقام اوجین نے سنیا میں داخل کیا اور ان کا نام سہو پرمی بہا شکر اند سستی رکھا گیا اور اسی نام سے دنیا میں مشہور ہوئے اس کے بعد سوامی جی

کئی مرتبہ دریا سے گنگ کے کنارے بہت کم مقامات کی سیر کرتے ہوئے اسکے مبداء تک گئے انہوں نے اس زمانہ جھانکشی میں اپنے تمام کپڑے پہنیک دئے محض ایک کو بین لگائے رہتے تھے اور اس کو بھی دور کر دیا جب سے اندباغ میں جو ہمارا جہ امیٹی کا تھا بودہ باش اختیار کی اپنی زندگی کے اخیر وقت تک اسی باغ میں رہے۔ ہر ایک حصہ ہندوستان بلکہ غیر ملکوں سے بھی لوگ انکی پرستش کے لئے آتے تھے سری سوامی جی بہت بڑے بزرگ تھے اور وہ خوب جانتے تھے کہ سچے مذہب سناس کی کس قدر حاجت ہے اور انکی کیفیت کو عوام دریافت نہیں کر سکتے تھے۔ یہ نہایت خاموشی اور سہولیت سے لو لگائی بیٹھے رہتے تھے اور بیٹھے ہی بیٹھے یکایک دنیا سے دون سے کنارہ کیا انکے انتقال سے تمام بنارس اور نیز بیرونی مقامات پر غم کی گٹھا چھا گئی اور شہر شخص واقف تھا کہ یہ ایک ایسے بزرگ تھے جنکی حقیقت دریافت کرنا آسان نہیں ہے۔

انکی لاش دوشنبہ کے روز دس بجے دن کو وسط باغ کے گنبد میں ویدک کے قاعدہ سے دفن کی گئی۔ پانچ چھ ہزار آدمی ہر ایک قوم و فرقہ کے موجود تھے۔

سوامی جی ایک بہت بڑے تعلیم یافتہ اور اثر ڈالتے والے شخص تھے اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے ہزار ہا آدمی انکے پیچھے تھے۔ ہر ایک گنڈہ دن میں انکی پاس یوروپین سیاح صرف ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے۔ ویسراے سے لیکر تمام اعلیٰ ادنیٰ درجہ کے افسر ادون سے بخوبی واقف تھے۔ سر ولیم لاکرٹ کمانڈر انچیف ادون کی ملاقات کے لئے آئے تھے گذشتہ جنوری میں ہنر ہائس نواب صاحب بہادر والی ریاست رامپور بھی آپ کی ملاقات کے لئے بنارس تشریف لے گئے تھے۔

سوامی جی میں ایک لائانی وصف شیریں کلامی کا تھا تعلیم اور غیر تعلیم یافتہ سب ادون کا اعزاز

کرتے تھے یہی ایک بزرگ ہن جنگلی زندگی میں اونکی سورت بنا کر ایک ہندو مندیر میں رکھی گئی ہے اور دیگر دیوتاؤں کے ساتھ پرستش ہوتی ہے بڑے بڑے مہاراجہ کشمیر وغیرہ انکے چیلوں میں تھے دولت حکومت انکے زبان ہلاسنے پر موجود تھی مگر سوامی نے مثل ایک زبردست رشی کے گذر کی یہ نہایت ہی غنی تھے بلکہ پوشش بھی اسقدر تھی جو خاص ضروری معلوم ہوتی تھی اونکا رنگ صاف تھا اور چہرہ کا نقشہ بیضاوی تھا باریک ہونٹ سیدھی ناک تھی اور نگاہ نہایت تیز تھی۔ اخیر زمانہ میں علالت میں انکے چہرہ پر عجیب تابانی پیدا ہو گئی تھی سوامی جی دیانت خوب خوب پڑھتے ہوئے تھے اور اونکے انتقال سے صرف بنارس ہی کو صدمہ نہیں پہونچا بلکہ تمام بڑا عظیم پراسکاشر پڑ گیا۔

ایک آرٹھل نڈا سب ہند کے بارہ میں جون کے پرچہ اخبار ٹیمپری ریویو میں شائع ہوا تھا اس میں نیرچل فیئر بن بی بی نے سوامی جی کی نسبت جن کی ملاقات کے لئے وہ بنارس کو گئی تھے یوں تحریر کیا ہے کہ مجھ کو دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اون کا چہرہ اور خصائل بہت کچھ مشابہت کا رونی مینگ کے تھے اور بعد کو مجھ کو دریافت ہوا کہ اس مشابہت سے صرف مجھ کو نہیں بلکہ دیگر لوگوں کو بھی حیرت ہوئی تھی انکے چہرہ سے ظاہر تھا کہ ایک بہت بڑے بزرگ ہن نقشہ نازک عمدہ تھا بلکہ مینگ سے بھی عمدہ تھا۔ چہرہ سے رحم مترشح تھا۔

سوامی بہا شکر اند کے چیلوں اور مدد دن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بیان کی گئی ہے جس میں ہر طبقہ اور درجہ کے لوگ شامل ہن گذشتہ سال زاروس نے اپنے اتالیق الگنڈر دگنارسکی کو مع تحائف کے سوامی کے دیکھنے کے لئے بھیجا تھا۔ علیٰ ہذا چار سال پہلے شہنشاہ جرمنی نے مسٹر گراف بسمارک فرزند پرنس بسمارک کو سوامی کے پاس بھیجا تھا اور اون سے جرمنی آنے کی درخواست کی تھی کئی ہزار بیرونی سیاح جس میں بڑے جلیل القدر لوگ شامل ہن اور جو

مختلف حصص دنیا یعنی انگلستان۔ روس۔ جرمنی۔ ناروے۔ ڈنمارک۔ ہالینڈ۔ اٹلی۔ امریکا۔ آسٹریلیا وغیرہ سے آتے تھے۔ سوامی جی کے لئے کو ضرور حاضر ہوتے تھے۔

چار شنبہ ۵ جولائی کو ادنیوں نے کمانوش فرمایا جو پندت ہمارا جرائن قائم مقام جنت مجسٹریٹ بنارس لائے تھے کہ یہ قدر کمانے کے بعد سوامی جی نے مجسٹریٹ سے فرمایا کہ اس سلسلے فانی میں میرا یہ آخری کمانا ہے۔ دو تین گھنٹے کے بعد دن کو آٹھ یا نو دست آئے اوس کے بعد آدھی رات کو یکایک اداں کا تمام جسم ٹنڈا کر گیا۔ اور نبض ڈوب گئی۔ تمام رات اسی حالت میں گزری حیرت انگیز امر یہ ہے کہ دوسرے صبح کو ۹ بجے سوامی جی اپنی چٹائی سے اٹھے جس پر وہ ہمیشہ سویا کرتے تھے اور اپنے بعض مریدوں سے کہا کہ خاص خاص لوگوں کے نام میں حضور کا تار روانہ کیا جائے۔ کہ وہ اگر عجب کو دیکھ جائیں۔ اسپر ہمارا صاحب جو دہیا ہمارا صاحب بہر پور۔ ہمارا صاحب بنارس اور تقریباً پچاس ڈپٹی کلکٹر اور زیر اور لوگ مختلف مقامات سے تشریف لائے پنجشنبہ کا باقی حصہ اور جمعہ کا تمام دن اچھی طرح گذرا۔ دوسرے روز رسول سرجن بنارس اداں کے دیکھنے کو آئی اور کچھ اور دست آور دوا دی اوس کے پہرہ جلد و دست آئی شروع ہو گئی اور اتوار کی پہرہ کو پہرہ انکی حرکت نبض بند ہو گئی تمام کسی کسیدہ پہرہ پہن گئی جی نے اپنی چلیوں کو فرمایا کہ جب میں گد جاؤں تو میری جسم کے چار ٹکڑے کو چٹائیں اور ان کو جنگل میں پھینک دیا جائے تاکہ پند کما جائیں۔ اس کے بعد نصف شب تک بالکل خاموش رہے جیسے ہی گھنٹہ نے بارہ بجائے وہ اپنی چٹائی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور جو لوگ اس وقت گرد جمع تھے اداں سے کہا اب میں سما دھینے جاتا ہوں۔ تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ دو تین گھنٹہ کی بعد جیسا کہ میرا معمول تھا میں پہرہ واپس آؤں گا یہ میری آخری سما دھ ہے اگر تم میری لاش کو پہرہ سات گھنٹے سے زیادہ رکھ چوڑو گے تو وہ سڑ جائیگی یہ مکر وہ مثل ایک جوگی کے پدم آسن پر بیٹھے اور بیٹھے ہی دنیا سے حجاب فرمایا۔ سوامی ہا شکر اند کا اعزاز و احترام نہ صرف ہندو بلکہ مسلمان

اور عیسیٰ بھی کرتے تھے۔

بچنے سنا ہے کہ الہ آباد کے مشہور رئیس چودھری مہا دیو پرشاد صاحب نے دو لاکھ روپیہ اس غرض سے علیحدہ کیا ہے کہ انند باغ میں جو جائے قیام سوامی بہا شکر انند جی مرحوم تھا ایک عالی شان مندر تیار کرین جس میں سوامی جی کی مورت سنگ مرمر کی رکھی جاوے گی۔ علاوہ چودھری صاحب کے لاکھ لاکھ پرشاد صاحب رئیس کانپور نے اپنی وصیت میں ۸ ہزار روپیہ علیحدہ کیا ہے کہ سادہ سوامی جی کی اونسکے خرچہ سے تیار کی جائے۔ ہم بلند حوصلہ اور بلند اقبال پیردان سوامی جی کی تعریف کرتے ہیں کما ونون نے اس زمانہ میں بھی اس قدر رقم کثیر اپنے روحانی بہنادر ہادی کی یادگار کے لئے وقف کرنے کی تجویز کی ہے۔ اب سوامی جی کے بڑے چیلے سوامی سوہج پرکاش انند بجائے اپنے گرو کے گدی نشین ہوئے ہیں۔ بیان ہے کہ یہ صاحب بھی بہت بڑے عالم و فاضل تہذیب ہیں۔

### دبچسپ و مفید معلومات

پیرس کی آئینہ نمائش کے لئے جو دو برین تیار ہو رہی ہے اس کے ایک سرے پریشینے ہونگے جن میں سے ایک کا وزن دس من پختہ ہے۔ دوسرے سرے پر ایک تماشا گاہ ہوگا جس میں چھ ہزار آدمی آرام سے کرسیوں پر بیٹھ سکیں گے۔ چاند کی شکل ۵۲ قطر کے دائرے میں نظر آئے گی اس طرح اور سیارے بھی نظر آویں گے اور لوگ آرام سے بیٹھے ہوئے نظام شمسی کی سرکرین گے



امریکہ میں ایک بائیسکل سواریل کے انجن ڈرائیور سے شرط باز آگے نکل گیا۔ ایک میل کی مسافت ۵۹ سیکنڈ میں طے کی۔

موضع غوث پو تحصیل کیروالہ ضلع ملتان میں زمین تختینا دو کنال تک بہت گئی۔ اوس میں دو سو تیرہ  
باندہ کر لٹکایا گیا۔ ۷ ہاتھ تک دور پہنچ گئی مگر عمق نہ معلوم ہوا۔ زمین روز بروز ہستی جاتی ہی

کثیر میں ہر کھٹ لٹکا کے پہاڑ پر اب تک کوئی نہ چڑھ سکتا تھا۔ حال میں ڈاکٹر نوا پر چڑھ گئے  
اور ۶۹ فٹ بلند کمال دشوار گزار چوٹی پر ایک علم نصب کر آئے۔

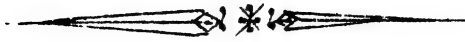
جاپان میں انسانی صورت کے نئے دریافت شدہ کیرے بھی عجیب قدرت کا کارنامہ ہیں گو انکا  
جسم ایک انچہ سے زیادہ نہیں مگر اونکی صورت ہو بہ ہو چینی قلیون سے مشابہ ہے۔

ولایت میں اندھیرے میں فوٹو لینے کی ترکیب ایجاد ہو گئی۔

پیرس کی میڈیکل ایکادمی کے سامنے دو جوڑوان لڑکیاں پیش کی گئیں جن کی عمر تین برس  
کی ہے اور چھاتی کے سامنے ہڈی سے دونوں جڑی ہوئی ہیں۔ اس کے سوا دونوں  
علیحدہ علیحدہ ہیں اندر سے اون کے پیٹ کا حصہ بھی مشترک معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب  
ایک کو فولا دی دوا دی گئی تو دونوں کا پانخانہ سیاہ ہو گیا۔ تجویز ہے کہ اپریشن کے  
ذریعہ سے ان دونوں لڑکیوں کو الگ الگ کر دیا جاوے۔

جرمنی میں غسل کرنے کے لئے پانی بجلی کی حرارت سے گرم کیا جاتا ہے جس سے بہت  
بیامیان نائل ہو جاتی ہیں۔

و آٹھ مین ایک حبشی کا رنگ برقی علاج سے سرخ و سفید ہو گیا۔



سلطان المعظم اور شاہ ایران کے پاس ایسے غالیچے موجود ہیں جو دنیا میں لاثباتی ہیں جن میں سے ہر ایک کی قیمت قریب ڈھائی کروڑ روپیہ کے ہے۔



مدینہ منورہ میں آنحضرت صلعم کے خزانہ مبارک پر جو جواہرات لگے ہوئے ہیں ان کی مالیت بیس لاکھ روٹل یعنی قریب تین کروڑ روپیہ کے شمار کی جاتی ہے۔

## یادگاری واقعات



اس مہینہ میں احاطہ بمبئی میں طاعون کی کمی رہی کلکتہ تو اس موزی سے بالکل پاک ہو گیا البتہ پونہ میں کب قدر زیادتی ہوئی۔ اوائل ماہ میں بارش عموماً زیادہ ہوئی مگر پچھلے ہفتہ سے ایک لخت موقوف ہو گئی آسمان کا رنگ بدلا ہوا نظر آتا ہے۔ غرضی پنجاب۔ راجپوتانہ۔ گجرات۔ کاٹھیاواڑ۔ بمبئی۔ مدراس۔ دکن میں امساک بالان سے قحط کے آثار نمایاں ہیں ممالک مغربی و شمالی وادہ میں بھی غلہ کا نرخ نہایت گران ہوتا جاتا ہے۔ ارحم الراحمین رحم فرمائے۔

رائے حکم چند صاحب۔ ایم آے سابق اسٹنٹ کمشنر پنجاب حال مشیر قانونی ہرماننس وی نظامس گورنمنٹ کوہرا میسرمل محب طعی جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی قدس موسی کا خراج حاصل ہوا۔ حضور مدوحد نے رائے صاحب کی قانونی تصانیف کی قدر کی اور اور اپنے نام سے معنون ہونا منظور فرمایا۔

تسز اینی بزٹ نے ہندو کا لچ بنارس کی امداد کے لئے ۵۰ ہزار پونڈ چندہ کی ولایت والوں سے درخواست کی ہے۔

ہمارا جہ صاحب کپور تملہ نے اپنی کوٹھی واقع قیصرہ باغ لکنؤ لکنگ کا لچ کے بورڈنگ ہٹس کے لئے وقف فرمادی اور دس ہزار روپیہ کے صرف سے اپنے شہر میں ایک سرائے تعمیر کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

ہمارا جہ صاحب درہنگہ کے میوریل فنڈ میں ہربائیس نواب بہادر مرشد آباد امیر الامرا جی۔ سی۔ آئی۔ اے نے شرکت منظور فرمائی۔

ہربائیس بیگم صاحبہ بھوپال نے اگرہ کے یتیم خانہ کو بالسنور و پیداوار ارحمت فرمائی اس مہینہ میں ولایتی روس کی موت کے علاوہ بنارس کے مشہور سنیاسی سوامی بھاشکر کلکتہ ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس سرائیش چندر مہتر لکنؤ کے وحید العصر عالم مولوی سید محمد مہدی اور آخری شاہ دہلی بہادر شاہ کی بیگم نواب شانہ رمانی بیگم کی اموات یادگاری واقعات سے ہیں۔ سوامی بھاشکر اندا ایک برگزیدہ آفاق تارک الدنیا اور سنسکرت کے زبردست عالم تھے جنکی تعظیم نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ کے ہر طبقہ کے لوگ کرتے تھے ہزار ہا سیاح جس میں بڑے بڑے جمیل القدر اشخاص شامل ہیں مختلف حصص دنیا یعنی انگلستان روس جرمنی۔ ڈنمارک۔ آئی۔ امریکہ۔ اسٹریلیا وغیرہ سے سوامی جی کے دیکھنے کو آتے تھے آپ کے چیلون کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہو اور چند معتقدین ہی نے ہم لاکھ روپے آپ کی یادگار قایم کئے جانے کے لئے فراہم کر دیئے ہیں۔ فقط ایڈیٹر





## ریویو

(۱) ملفوظات حضرت شاہ عبدالغفر صاحب محدث دہلوی قدس سرہ

کون مسلمان ہے جو تاج المحدثین افضل المفسرین جامع علوم ظاہری و منہج فیوض باطنی حضرت شاہ عبدالغفر صاحب دہلوی قدس سرہ کے نام نامی سے واقف نہیں ہے یہ کتاب اسی بزرگ کے ملفوظات میں ہے جسکو قاضی محمد بشیر الدین صاحب رئیس میرٹھہ حال مدرس مدرسہ متہرائے ایک قدیم نایاب نسخہ سے بہ ہزار جستجو و کوشش ہم پہنچا کر چھپوایا ہے۔ اس کتاب میں صد ہا ہدایتیں ادن باتون کے متعلق درج ہیں جو زندگی میں روزمرہ ہر مسلمان کو پیش آتی رہتی ہیں۔

مثلاً فرضیت عقیقہ۔ دعوت ولیمہ۔ ذبیحہ و مان دیہاتی۔ جو کلمہ تک سے واقف نہیں ہوتے نیاز و نذر۔ زیارت قبور۔ سماع و فرائیر۔ وغیرہ کے متعلق صد ہا ارشادات درج ہیں۔ اس کے علاوہ وجود اجنبہ جس دم جو گیان۔ علم کم کیا۔ سیمیا۔ ریمیا۔ دھیمیا وغیرہ کا بھی مختصر مگر دلچسپ بیان حسب موقع کیا گیا ہے۔ غرض کہ اسی قسم کے صد ہا مفید مضامین اس متبرک کتاب میں موجود ہیں جو قابل دید ہیں۔ ۲۰ تقریباً باوجود ان خوبون کے ۱۲۰ صفحہ کی ضخامت کے لئے بالکل کم ہے۔ شایقین قاضی محمد بشیر الدین صاحب مدرس مدرسہ متہرائے طلب فرما سکتے ہیں۔ ایڈیٹر

## (۲) سویرس کی عیسوی و ہجری جہت تری

یہ جہت تری من ابتداء ۱۸۵۱ء لغایت ۱۹۵۰ء و ۱۲۶۶ھ لغایت ۱۳۶۸ھ قاضی محمد بشیر الدین صاحب تہ ملفوظات مذکورہ بالا کی قریب کی ہوئی ہے جس سے ہر سند عیسوی

یا ہجری کی تاریخ دن اور مہینہ معلوم ہو سکتا ہے۔ مولف نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے تیار کی ہے قیمت صرف ۲۰ مقرر ہے۔ جن صاحبوں کو ضرورت ہو مندرجہ بالا نشان ہو منگالین۔ ایڈیٹر۔

### (۳) رسالہ معلومات السنین

اس رسالہ میں سنہ عیسوی ہجری۔ فارسی۔ فصلی۔ ہنگلہ وغیرہ کے تاریخی حالات مولوی اسد الدین احمد صاحب المتخلص بہ نسیم نارولی نے نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ جمع کر کے دیج کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر سنہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور سال کی تقسیم ماہ ہفتہ اور دن پر کیونکر ہوئی۔ یہ مختصر تاریخی رسالہ نہایت مفید و دلچسپ ہے چھپائی کھاف و عمدہ اور قیمت صرف ایک آنہ ہے مولف سے ریاست جے پور ملک راجپوتانہ کے پتہ سے مل سکتا ہے۔ ایڈیٹر

### (۴) انشا فیض منشاء

اُردو لٹریچر میں یہ انشا اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے جس کو مولوی احمد حسین صاحب عاقل فرید آبادی فاضل سب ایڈیٹر اخبار چودہویں صدی نے بڑی محنت اور قابلیت سے تالیف کیا ہے اصطلاح عام میں انشا کا مفہوم صرف خطوط نویس پر محدود ہے مگر مولف نے اس مفہوم کو وسیع کر کے فن انشا پر وازی اور اخبارات کی مضامین نگاری کو بھی اس میں داخل کیا ہے اور اس کے اصول و قواعد اس عمدگی سے مرتب کئے ہیں کہ اس پر پیشتر آج تک کسی کتاب میں دیکھنے میں نہیں آئے۔ یہ رسالہ چار ابواب پر منقسم ہے باب اول میں ابتدائی باتیں مثلاً انشا کی تعریف۔ انشا کے فائدے۔ انشا کی شاخیں

انشار کے لوازمات وغیرہ بالتصریح درج ہیں۔ باب دوم میں علم انشاء کی تحصیل فن انشاء کی مشق اور اس کے اصول و قواعد وغیرہ کا ذکر ہے۔ باب سوم میں اٹھارہ ضمیمے اور باب چہارم میں خطوط نویسی کے نمونے ہیں۔ باب سوم کے ضمیمے از بس مفید اور قابل قدر ہیں ان اٹھارہ جہیموں میں سے بعض میں زمانہ حال کی مفید کتابوں کے نام اور علمی و اخلاقی۔ پولیٹیکل و متفرق مضامین مشقی کی سرخیان درج ہیں۔ بعض میں بلیغ الفاظ و محاورات و اصطلاحات کی تشریح مترادفات اور متضاد الفاظ کی فہرست اور بعض میں ان خاص الفاظ و محاورات کا بیان ہے جو عموماً انگریزی زبان کے ہیں لیکن کثرت استعمال سے اردو لٹریچر میں داخل ہو کر اس کا جز لاینفک بن گئے ہیں جن کے جاننے کے بغیر اخبارات کے بعض پارہ گراف کا مطلب سمجھنے میں عام اردو خوان ناظرین قاصر رہ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ضمیمہ مذاق سخن کے ہڈنگ سیدیا گیا ہے جس میں ہمت و استقلال وقت دو ان و عمر روان۔ طفلی و جوانی۔ پیر و عمر فانی۔ حسرت و یاس۔ عبرت و انقلاب۔ پند و نصیحت وغیرہ کے متعلق جربستہ اشعار درج ہیں جو ہر قسم کے مضمون نویسی کے لئے مفید و کارآمد ہیں۔ غرض کہ ہم اس رسالہ کی خوبیاں اس مختصر بیوہ میں کمان تک بیان کرنا دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ مولف نے بڑی محنت اور عرق ریزی اسکی تالیف میں صرف کی ہے جسکی ملک کو پوری قدر کرنا چاہیے۔ یہ رسالہ نہ صرف طلباء کے لئے بلکہ عام شائقین فن انشاء پر دازی کے لئے مفید و کارآمد ہے قیمت باوجود ان خوبیوں کے عوام سے صرف ۲۰ روپے اور طلباء سے ۱۰ روپے مقرر ہے۔ مولف سے مل سکتا ہے۔ ایڈیٹر

(۷) پیام محبوب

یہ گلدستہ ہر قومی مہینہ میں ایک بار سید رآباد و کن سے بھر پوری عالی جناب نواب

شمس الملک ظفر خنگ بہادر دام اقبال باہتمام منشی غلام حسین صاحب داد شائع ہوتا ہے  
ایک حصہ میں نامی شعراء دکن و ہندوستان کی سز لین اور دوسرے حصہ میں ایک دلچسپ  
دکنی تاریخچی ناول چھپتا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ وغیرہ سب باتین اچھی بہن قیمت  
سالانہ مع محصول ڈاک عطا مقرر ہے۔ نواب صاحب مدد و ح جو حیدر آبادی امر میں  
بڑے علم و دست مشور ہیں اور جن کی عام قدر وانی نے انکی سوسائٹی کو اہل علم و ہنر کا مرکز  
بنارکما ہے نہایت فیاضی سے عہد ماہوار رسالہ مذکور کی ترقی اشاعت کی غرض  
سے امداد و محنت فرماتے ہیں۔ خداوند کرم ہمارے ملک کے دوسرے امیرون کو  
نواب صاحب موصوف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں! آمین!! ایڈیٹر

### اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع میں ہر قسم اور ہر زبان کی کتابیں اردو و ہندی فارسی  
عربی نہایت خوش خط و صحیح و عمدہ جلد ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصلح سے لیتو میں طبع  
ہوتی ہیں عدالتوں و محکمہ بند و سب اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہیں یہ  
نامی مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمان داری و خوش معاملگی  
سے ادا کر رہا ہے اور اس کی شہرت و نیک نامی روز افزون ہے اور اس مطبع میں کتب  
نسبت اور مطابیع کے بہت خوش خط و صاف و عمدہ چھپائی جاتی ہیں کیفیت نسخ وغیرہ  
کی خط و کتابت سے معلوم ہو سکتی ہے بخود کیلئے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابیں کافی و وافی ہیں نقطہ

المش  
محمد قادری خان صوفی مالک و مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

## مقاصد

ادیب جو ہندوستان بہرین اپنی خاص طرز کا ایک بالکل جدید علمی میگزین ہے۔ ہندو کا فنکارانہ سلیقہ جو پچیسے تین ایک بار شائع ہوا کرکے بالکل معاملات سے مطلع بحث نہ کیجی گئی کہ نہ خبردار کیلئے موزوں ہیں۔ کیا ایک علمی رسالہ کیلئے۔ اور کی بری غرض یہ کہ ملک میں اعلیٰ ترین کائنات پر کیا جاوے اور مغربی فلسفہ و خیال سائنس کے جو حیلے آجکل ہند پر ہو رہے ہیں وہ تمام دنیا کی ترویج خود یورپ کے مستند عالموں اور مشہور فلاسفوں کی تصانیف و اقوال سے کیا دے اور ناظرین کے لئے معلوم و فنون تاریخی واقعات اور کارآمد معلومات کا ایک مفید اور دلچسپ ذخیرہ فراہم۔ اور کی ترتیب میں مضامین مندرجہ ذیل کا کلی نام ہوگا۔

- ۱۔ ولایت کے نامی میگزین اور رسالوں کو آراگونیک ترجمے
- ۲۔ فلسفہ، اخلاق تاریخ طب طبیعیات۔ تمدن معاشرت صنعت و حرفت۔ تجارت کے متعلق مضامین۔
- ۳۔ اہل انان ملک اور ہر قوم کے مشاہیر کے تذکرے
- ۴۔ دنیا کی بڑی بڑی شہرہ دار کی مشہور عمارتوں کا ذکر۔
- ۵۔ نامور سیاحوں کی سیروسات اور مختلف ملکوں کے باشندوں کے رسم و رواج کے متعلق دلچسپ حالات۔
- ۶۔ جدید ہر کے اخباری یا دیگر واقعات۔

۷۔ نیچرل نظم

۸۔ کسی مضمون پر اعلیٰ ترین کچھ کا نمونہ

۹۔ نامی اردو اخباروں اور رسالوں کے اعلیٰ مضامین کا اقتباس

۱۰۔ کتب مفید و تصانیف جدید پر ریویو۔

اس رسالہ میں علاوہ اہل امور کے بعض بائین بری ہندو کا لکھ ہونگے مثلاً ایک یہ کہ اس میں ہر مہینے کے ہم یادگاری واقعات درج ہوا کرتے جو سال تمام کو بارہ پرچوں میں یک جاکے ہیں

صورت میں فراہم ہوا کہ اس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ لکھا جاوے گا کہ جس کے لئے نشان و حوالہ دینی کی ضرورت ہر زمانہ میں ہوا کرتی ہے دوسرے یہ کہ اس کے ایک حصہ میں ملاوہ ولایت کے میگزین در سائل کے ترجمے کیلئے جدید ہندو مضامین اور اس کے نامی اخبارات و رسائل کو منقول ہوا کرکے اس طریقہ سے ہمارے ہر حصہ کے وہ منتخب مضامین جو ادنیٰ اعلیٰ اور ہر ایک علمی و ادبیات و تحقیقات کے لئے اور ہر ایک خیالات کا نتیجہ ہوتی ہیں لیکن چاہئے کہ یہ اخباروں کے ساتھ ہر دوری کی ضرورت کو حوالہ دینی باقی ہر مرض الامتاف کو لکھا جائے کہ ہر مضمون جس کی سالانہ جلد بندی یا آسانی ہو سکی گئی ہے اس کے لئے محفوظ ہیں گے۔

## ضوابط

۱۔ قیمت عام شش ماہ کی قیمت محصول ڈاک سے رسالہ یا بجا شش ماہی سفر ہی چھ ماہ کی قیمت کیلئے یا بالاطلب وغیرہ وصول ہونگی رسالہ کسی کے نام جاری نہ ہو سکیگا۔

۲۔ ادوار و ساطعات و امتیازی قیمت عہ سالانہ رکھی گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحب نمبر کی شرح کو خریدنا چاہے تو ادنیٰ قیمتیں اس شرح سے رسالہ باقی ماندہ کیا جائے گا

۳۔ اہل انان ملک سے عہ سالانہ مقرر ہے

۴۔ ہر کل درخواستیں مع منی آرڈر یا باجارت دیلیو پی ایل اس نشان سے آئی چاہئیں۔

سید اکبر علی اکبر آبادی ایڈیٹر رسالہ ادیب مقام فہرذ آبا ضلع اگرہ

## نوٹ

ادیب کے مضامین میں اس بات کا خاص لی نظر رکھا جاتا ہے کہ عبارت ایسی صاف سلیس منطقی اور گہرا الفاظ سے پاک اور عام فہم ہو کہ معمولی مہارت کے آدمی جو اردو میں کچھ بھی شہد کر سکیں ہوں ہر مضمون کو آسانی سے سمجھ سکیں فقط

# ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین .

نمبر ..... بابت ماہ اگست ۱۹۹۹ء جلد

## فہرست مضامین

۱	انسانی اخلاق - مولوی منال احمد	۶	منفید و دلچسپ معلومات - میترجیہ
۲۹۳	..... غلوی حمیدی -	۷	..... دلخصہ ایڈیٹر -
۲	شہاب شاقبہ آسمانی آتشبازی	۸	ایجاد و اختراع صنعت و حرفت
۳۰۱	..... ایڈیٹر -	۹	وغیرہ میترجمہ و دلخصہ ایڈیٹر -
۳	فن عمارت - منشی معین الدین مورخ	۱۰	علمی نوٹس وغیرہ - ایضاً
۲۰۲	..... اکبر آبادی -	۱۱	یادگاری واقعات - از ایڈیٹر
۳	زمانہ کی ترقی اور جہاد تنزل - مولوی	۱۲	۱) امیرانہ و غریبانہ زندگی ایضاً
۲۰۶	..... غلام رسول واحد -	۱۳	۲) احرا و جان آوا ایضاً
۵	نیچرل شاعری بلوچ گاسٹ - سرور	۱۴	۳) گلزار ہند ایضاً
۳۱۱	..... جان آبادی -		

زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکبر آبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مضیعیام آگرہ میں بہ تمام محمد قادر علی خان صوفی چپکر

مقام فریڈ آباد فسل آگرہ سے شایع ہوا

قیمت ہر کپی دو روپے - امرتسر ۵۵ روپے - لاہور ۵۵ روپے - کراچی ۵۵ روپے

# اعلان

## جیالوجی یعنی علم الاوص

اُردو لٹریچر میں اب تک کوئی کتاب اس علم کی شائع نہیں ہوئی ہے اسی وجہ سے اُردو خوان پبلک کا بڑا حصہ اس علم سے محروم ہے یہ وہ اعلیٰ اور عظیم الشان علم ہے جس کی ذریعہ ہم اپنے کُہاڑوں کی حالت اور قدامت کی تحقیق کر سکتے ہیں اور اس کرہ کے ابتدائی وجود سے جو تدریجی ترقی آئیں ہوئی گئی اور وہ انقلابات جن کے ذریعہ سی مختلف اقالیم و ممالک اور خطے بنے ہیں اور ابتدائی مخلوق سے حیوانی و نباتی سے آج تک جن اقسام انواع کے حیوانات و نباتات اس پر پیدا ہوئے ہیں بلکہ جو نباتی نوع انسان کی ترقی کی مدارج یہ سب حالات اسی علم جیالوجی سے معلوم کر سکتے ہیں مگر چونکہ یہ علم نصاب تعلیم میں داخل نہیں ہوا اسلذا اُردو خوان تو درکنار ۷۰ فیصد ہی انگریزی دان تک اس سے ناواقف ہیں۔

ادیب کی یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ ہندوستان کی مشہور و مستند جیالوجسٹ علامہ مان علی خباب مولوی فزلا مہدی خان صاحب کو کب تعلیم یافتہ انگلینڈ پلٹ آئے دی جیالوجیکل سوسائٹی لندن اسوشیٹ اٹ اسکول آف مائنرز آف دی انگریجیل سوسائٹی آف انگلینڈ کمنٹر جنکمر دم شماری سلطنتہ حیدرآباد کو صافانا اللہ تعالیٰ عنہ الشہور والفتن فیہ اس علم پر ایک اعلیٰ سلسلہ مضامین خاص ادیب کیلئے اپنا بنائے ملک کو فائدہ پہونچانے کی غرض سے تحریر کرنا شروع فرمایا جو جس سے اُردو لٹریچر میں قابل قدر ایڈیشن قیمت اضافہ ہوگا اس سلسلہ کا پہلا مضمون ماہ ستمبر ۱۹۹۹ء کے پرچم میں قابل دیدہ ہو چکا تھا عام مقبولیت اور وقعت کی نظر سے دیکھا جائیگا۔ اسکے علاوہ اعلیٰ درجہ کی قابل دیدہ۔

## نیچرل نظمیں

یہی خاص انتظام سے ادیب کے صفات میں شائع ہونے لگی ہیں جو اُردو لٹریچر کی جان ہیں امید کہ قارئین اس جدید پروگرام کو پسند فرما کر ادیب کی توسیع اشاعت میں توجہ خاص فرمائیں گے اور ہماری ہمت بڑھائیں گے۔ ایڈیٹر

# ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۱ بابت ماہ اگست ۱۸۹۹ء جلد ۱

## انسانی اخلاق

تمام عقلا اور حکما اور علما اور انبیاء بلا اختلاف اس امر پر متفق ہیں کہ انسان اپنے مغز اور مغز پر جاننا نہایت سے اوس وقت تک ہرگز مشرف اور سر فراز نہیں ہو سکتا جب تک اوس کے اخلاق عمدہ اور قابل تعریف نہ ہوں۔

انسان اور حیوانوں میں جو حسی مابہ الامتیاز اور باعث انفلیت اور سر بلندی ہے وہ انہیں اخلاق بشری کی تہذیب اور تعدیل سے پیدا ہوتی ہے اگر ہمدون تو ایک ناپاک گنا ایک وحشی و رندہ ایسے نام یا محض صورت کے انسانوں سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے کیونکہ ان غیر ذوی العقول حیوانوں میں جو قوانین خلاق اعظم نے دہلیت کر دی ہیں ان کے استعمال اور بہتر استعمال سے ہی غفلت نہیں کرتے یہ خلاف اس کے انسان کہ باوجود عقل و بصیرت اور قوت و قدر کے وہ سستی اور غفلت سے کام لیکر اپنی فطری اور طبعی قابلیت کو برادر و تیا ہے۔  
برین عقل و دانش بہ باید گریست۔ اسی طور پر ایک مذہب انسان تمام مذاہک اور نفوس مجروحہ سے بزرگتر اور قابل تعریف ہے جو طبعی طور پر معصوم اور ناقابل مصیبت ہیں اور جنہیں خدای حکمتوں نے



ازل ہی سے بد اخلاقی اور معصیت کا مادہ نہیں دیا۔ اور انسان میں خیر و شر تہذیب و بد اخلاقی کے مختلف اور متضاد مادے موجود ہیں ان میں سے بہترین مادوں کو غالب کر دینا صفت عقل و تمیز اور قوت ارادی سے ممکن ہے اور یہی ضروری اور لازمی امر ہے کہ ایسے کوشش کے زمانہ میں مخالف مادوں اور جذبات کے روک و ٹوک اور مخالفت اور مخالفت سے طرح طرح کے مشکلات اور وقتوں کا مقابلہ ہو جو صبر اور استقلال اور حلم و بردباری عالی ہمتی اور بلند خیالی اور اعلیٰ درجہ کے علم و یقین سے حل ہو سکتی ہیں اور یہ عقیدتیں اور سوخت تک ہرگز پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک کسی ایسے مذہب اتالیق اور مرشد کے شرف تربیت اور تعلیم سے نہ فائدہ حاصل کیا جاوے جس کا ادیب اور معلم خود جناب قدوس مطلق عزائم ہو بیشک ایسے مذہب حکماء بانی ہوگا ہر عادت اور صفت سے بشریت و انسانیت بلکہ جناب جلیل برحق جل شانہ کی پاک نعمت کے انوار ہرگز نہیں اور تہذیب کامل کا دافریب جیسا کہ لائنگ اور کونواٹ اور جیال سے پورٹ کیا ہے سوانہ ابیہم السلام کو دوسری نہیں ہو سکتا لہذا کمال اور پکی تہذیب کی تعلیم و تربیت اسی مدرسہ ہی ہو جس کا بانی ہو سکتی ہی جو سچی نبی کی تعلیم کردہ اصول پر مبنی ہو اور اس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ مذہب اور ذمی اخلاق یا واقعی انسان بننے کے لئے سچی غیر منسوخ مذہب کے تعلیم کردہ قواعد و قوانین کا پابند ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ اور ہر ایسا شخص جو سچی مذہب کی پیروی اور فرمان برداری سے گریز کرتا ہو فی الحقیقت تہذیب و اخلاق یا سچی انسانیت سے متغیر ہے ایسے شخص پر انسانیت کا اطلاق صحت سے اس اعتبار سے البتہ صادق آسکتا ہے کہ وہ بھی انسانوں کی مثل صورت و شکل رکھتا ہے۔ والا صفات انسانی سے محض ہو کر انسان ہونا ہرگز ممکن نہیں ہے یوں تو انکو مریدان ہند اور وحشیان افریقہ ہی اپنے آپ کو انسان کہتے ہیں۔

عزیز اگر بونبا شد ہنرم است

آدمی را آدمیت لازم است

انہی کے بعد ان کے جائز اور مسلم جانشین اور خلفاء و علمائے ربانی میں جو نہ صرف علوم دینیہ

کو عالم کامل ہون بلکہ عمل اور اخلاص کا بھی خالص جوہر رکھتے ہوں اور یہ جوہر نایاب زیادہ تر فیض صحبت اور اثر تربیت کامل سے پیدا ہوتا ہے جو درجہ بدرجہ اور سلسلہ بہ سلسلہ زمانہ نبوت سے چلا آتا ہے۔ کیونکہ محض علم سے صفتِ قوائے عقلی اور ذہنی کی تہذیب ہو جاتی ہے اور قوائے عملی کا مہذب ہونا جس سے انسان بالفعل انسان بنتا ہے اور جوہرِ عالم انسانیت کے کثیر التعداد برکات موقوف ہیں صرف علم سے ممکن نہیں ہے ۵

عالم و عابد و صوفی و جہل و ملان رہند	مرد اگر بہت بجز عالم ربانی نیست
--------------------------------------	---------------------------------

افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے علمائے محض تعلیم پر ہوسہ کر کے تربیت اور حکمت عملی کی جانب سے سخت بے پروائی اور غفلت کا بڑا دور بت رکھا ہے جسکے نقصانات اس وقت اس قدر عالمگیر ہو گئے ہیں کہ علم و حکمت کی قدر ہی نہ باقی رہی اور طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ کیونکہ علم ایک ایسا تیز تر ہتھیار ہے جو غیر مہذب و وحشی ہاتھوں میں لاکھوں انسانی قابلیت کا خون آن واحد میں کر سکتا ہے ایسی کچی اور خرابی کو دیکھ کر علماء اسلام نے قصدِ مصمم کر دیا کہ ایک دارالعلوم یا اسلامی بیت الحکمت ایسا پورا اور کامل بنائیں جس میں عام قوائے عقلی اور ذہنی اور عملی کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم و تربیت اور فیض صحبت سے قرار واقعی اور پوری تہذیب کی بجاوی اور ایک انسان بچہ فی تحقیق علماء اور عملاً انسان بنے اور تمام دنیا پر ثابت کر دی کہ انسان اسے کہتے ہیں اور انسان ایسے ہوتے ہیں چنانچہ اسی بیت الحکمت اسلامی کا افتتاح بمقام لکھنؤ منجانب ندوۃ العلماء کیا گیا ہے اور خدا کے فضل اور بزرگانِ روہیکہ کی توجہ اور اعانت سے ایک لاکھ کے قریب سرمایہ بھی جمع ہو گیا ہے مگر ایسے عظیم الشان انسان ساز دارالعلم کے لئے دس بارہ لاکھ کے سرمایہ کی ضرورت تھی تاکہ وہ ہر اعتبار سے کامل ہو اور ہر کوئی ایسی خامی باقی نہ رہی جسکے نہ ہونے سے انسانیت کا ملین نقص پیدا ہو سکا احتمال ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے اگر اپنی انسان دوست قوم نے کامل اعانت

کی توبہ دار العلوم جلد ترقی کے سامنے اسلامی تعلیم و تربیت کے ایسے پورے اور زندہ نمونے پیش کر گیا جس سے اسلام کی حقانیت اور سچائی خود بخود تمام ذی عقل و ذی شعور اشخاص تسلیم کر لیں گے اور دائرہ کمالات انسانی بہت جلد مکمل صورت میں ظاہر ہو جاوے گا۔ لہذا اس اسلامی ہیئت الحکمت کی امداد اور اعانت فی الحقیقت انسانیت کی خدمت کرنا اور خلق خدا کے ساتھ خالص محبت اور رحمت سے پیش آنا ہے۔ آج کل کے زمانہ میں جبکہ تمام خلائق ایک رنجی ترقی کی طالب ہے اور کمالات حقیقی اور سعادت بشری کی جانب غلطی ہی بھی نگاہ نہیں اٹھانی جاتی ایک ایسی انسان ساز اسلامی دارالعلوم کی بنیاد انتہا ضرورت ہے تاکہ کمالات محمدی اور تعلیمات احمدی کی ترقی کیلئے شعائیں بے روک و حجاب قابلیت بشری پر پُر کر سکے اندرونی جوہر و ن کو نہ صرف نمایاں کر دین بلکہ انسانیت کے لئے حیات تازہ کا باعث ہوں ہماری بعض بے بسیوں کا خیال ہے کہ ایسے تعلیم و تربیت جو محض انسان سازی کی غرض سے دی جاوے گی دنیاوی تنزلی اور برہلوی کا سبب ثابت ہوگی اور دنیاوی معاملات سے آزاد ہو کر صرف روحانی ترقی بڑی بڑی قومی اور ملکی نقصانات کا باعث ہوتی ہے۔ مگر میرے خیال میں ہماری بے بسیوں کا یہ خیال ٹھیک نہیں ہے اگر اس امر کو تسلیم ہی کر لیں کہ روحانی اور علمی ترقی امورات دنیاوی سے توجہ کو ہٹا دیتی ہے جب بھی وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کے ساتھ بے اعتنائی اور بے پروائی کا پرتاؤ برتا جاوے۔

تمام مورخین خوب جانتے ہیں کہ اکثر حکما اور علما اسی قسم کے ہوئے ہیں کہ بعض اوقات انان شبیب بھی نصیب نہیں ہوتی تھی لیکن ان کے بلند ہمتی اور عالی خیالی نے کبھی ان کو ترقیات روحانی سے باز نہیں رکھا۔

اوپر میری ذاتی رائے ہے کہ یہ اہل حضرات کی محض غالی تھی جو وہ اپنی تمام وقت کو روحانی ترقیات میں صرف کر دیتے تھے والا جب کسی شخص کو کسی خاص علم و فن میں کمال انتہائی حاصل ہو تو یہ خود مفلسی اور غربت میں ہرگز مبتلا نہیں ہو سکتا اور نہ دنیا اس کو بے قیوری اور بغیر قی

کئی گاہوں سے دیکھ سکتی ہے ہر صفت و ہمہ خوفون سے اپنی نادر الوجود انسانی قابلیت کو غذا  
 دیکھیں مبتلا کر دینا ہرگز دشمنندون اور عالی ہمتوں کا کام نہیں ہے۔ دنیا کے نہ سب آدمی  
 گریجواریٹ ہو سکتے ہیں اور نہ سب اشخاص عالم با کمال پہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک ممتاز مسلمان  
 جماعت کو انسان کامل بننے سے روکا جاوے اور ان کو کمالات انسانی کے حاصل کرنے میں  
 جو کہ فی الحقیقت کمالات محمدی ہیں پوری پوری مدد نہ دیا جاوے اور مسلمان قوم محمدیت کے  
 زندہ نمونوں سے بے بہرہ ہو کر بے رہبر اور بے سر ہو بیٹھے پہر چوچا ہے کرے اور جس رستہ  
 چلا ہے چلے بھلا رہا نہ رہا اشخاص ایسے سچا آزادی کے خرابیوں سے بخوبی واقف ہیں اور وہ کہی  
 اسے پسند نہیں کر سکتے۔ اب غالباً ناظرین یا ٹیکنس دارالعلوم ندوۃ العلماء کی ضرورت سے انکار  
 نہ کر سکیں گے۔ اور خالص اسلامی محبت اور قومی حمیت سے کام لیکر ان کی اعانت اور  
 سرپرستی واجب سمجھیں گے۔ خوش خیالی میں میرا قلم کمین سے کہیں جا پڑا اور اصل مسئلہ یعنی  
 اخلاق پر ابھی بہت کچھ عرض کرنا باقی ہے لہذا حضرات ناظرین سچا سمع خراشی کو معاف فرمائیں  
 اور نفس مطلب کی جانب متوجہ ہوں۔

اخلاق خلق کی جمیع ہے اور خلق ایسی قلبی قوت کو کہتے ہیں جس سے کسی افعال و اعمال  
 کا صدور بلا تردد و تامل اور بے بناوٹ اور تصنع خود بخود ہوتا ہو۔ یہ قوت یا اخلاقی قابلیت  
 کیونکر پیدا ہوتی ہے حکما میں زیر بحث اور بہت کچھ متنازعہ فیہ ہے۔ ایک گروہ اس امر کا قائل ہے کہ  
 یہ قوت اور قابلیت پیدائشی اور طبعی ہوتی ہے۔ ایک گروہ کا مذہب ہے کہ مزاوت اور محاربت  
 افعال سے اس قسم کا ملکہ یا استعداد پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں  
 کہ رع طبعی است اخلاق نیکو نہ کسب جن حکما کا مذہب اسکی نسبت پیدائشی اور طبعی  
 ہونیکا ہے اونکے ہی کئی مشرب ہیں۔ ایک گروہ کی رائے ہے کہ اخلاق کا حسن و فساد  
 چونکہ پیدائشی اور فطری ہے اسوجہ سے مزاج شخصی یا میل طبعی کے مثل اس کا بھی تغیر و تبدل

تعلیم و تعلم صحبت و تہذیب سے قطعی ناممکن ہے خواہ وہ اپنے ہون یا بری محمود ہوں یا مذموم۔  
 سدی ۵ شمشیر نیک زاہن بد چون کند کسے ۛ ناکس بہ تربیت نہ شود اے حکیم کس  
 زمین شور سنبل بر نیار د ۛ در و تخم امل ضایع مگردان ۛ یا زنگی بشتن نہ گرد و سپید  
 یہ سب اقوال اسی مذہب کے موید ہیں ایک گروہ کا خیال ہے کہ تغیر تعلیم و تربیت سے  
 اگر ہو بھی جائے حب بھی وہ دیر پا اور دائمی نہیں ہوتا بلکہ جاب یا نقش بر آب کی طرح جت ہی  
 جلد مٹ جاتا ہے ۵

ما قبت گرگ زادہ گرگ شود	اگر چہ با آدمی بزرگ شود
ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ تعلیم و تربیت صحبت و مزاوت کا بہت ہی گہرا اثر ہوتا ہے اور ہر ایک اخلاق بدل جایا کرتے ہیں ان میں فرق ضرور ہے کہ اگر وہ میل طبعی کے مطابق ہے تو نہایت آسانی اور جلد سے اور اگر مخالف ہے تو بہت ہی وقت اور عرصہ میں انقلاب ہوتا ہے ۵	

صحبت صلح ترا صلح کند ۛ ۛ	صحبت طالع ترا طالع کند
کھل خوشبوے در حمام روزے ۵	رسید از دست مجوبے بدستم
بد و گفتم کہ مشکلی یا عبیری ۛ	کہ از بوے دل آویر تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم ۛ	و لیکن بدتے با گل نشستم
بحال ہنشین در من اثر کرد ۛ	و گرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم
سگ اصحاب کفر روزے چند (ۛ)	پئے نیکان گرفت مردم شد
پیر نوح با بدان یہ نشست	خاندان نبوتش گم شد ۛ

اسی مذہب کے شاہد ہیں۔ تخم تاثیر صحبت کا اثر ایک مشہور مقولہ ہے۔ جن علما کے  
 نزدیک مزاوت افعال سے اخلاق پیدا ہوتے ہیں ان کے یہی یہ ہیں دو مذہب ہیں ایک کے  
 نزدیک اول میں تغیر و تبدل ممکن ہے اور ایک کے نزدیک بالکل محال ۵

نرو و جز بوقت مرگ از دست	خوبے بد در طبیعت کے نشست
--------------------------	--------------------------

الیسون ہی کا مذہب ہے جو گروہ اس امر کا قائل ہے کہ قابلیت اگر چہ طبعی اور پیدایشی ہوتی ہے لیکن تعلیم و تربیت سے اس میں تغیر و تبدل ہو سکتا ہے اور انکی بھی دو پارٹیاں ہیں ایک پارٹی کہتی ہے کہ تمام انسان باعتبار طبعی اخلاقی قابلیت کے شریر ہیں اور انکی طبیعت محض شر پر پیدا کی گئی ہے یہ صنف تعلیم و تربیت کا اثر ہے کہ انسان نیک اور مذہب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جن صحرائی وحشی قوموں کی تعلیم و تربیت نہیں ہو سکتی وہ ہمیشہ بد مذہب اور سنگ دل خونریز وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں اور یہ صرف طبعی رہبری کا سبب ہے دوسری پارٹی کی رائے ہے کہ نہیں معاملہ اسکے برعکس ہے اور تمام انسان پیدایشی طور پر نیک ہیں اور انکی فطرت نیک پر پیدا کی گئی ہے یہ صنف خراب صحبت اور حالات کا نتیجہ ہے جو انسان شریر اور بد مذہب ہو جاتے ہیں اور یہ بالکل غلط فہمی ہے کہ کل صحرائی اور وحشی یعنی ایسے لوگ جو محض اپنی طبعی رہبری پر زندگی بسر کرتے ہیں پیدایشی طور پر گمراہ ہوتے ہیں بلکہ اونکے قوائے اندرونی جہالت کے مادون سے دب جاتے ہیں۔ اور وہ ظاہر نہیں ہونے پاتے۔

اور لیک بہت بڑے محقق گروہ یعنی حکماء متاخرین کی تحقیق ہے کہ سب نوع انسان کی حالت یکساں نہیں ہے اور اگر یکساں ہوتی تو ابتدا ہی سے اختلاف کیونکر پیدا ہو سکتا اور اچھو یا بُرے انسان کہاں سے آتے جنکی صحبت اور تعلیم سے نیکی یا بدی پیدا ہوتی یہ ظاہری اختلاف خود ہی ثابت کرتا ہے کہ نوع انسان پیدایشی طور پر مختلف القابلیت ہے اور اس باب میں تحقیقی فیصلہ یہی ہے کہ انسان کی قابلیت اخلاقی مثل حقیقت جامعۃ انسانہ کے نور اور ظلمت سے ملکر پیدا ہوتی ہے اگر نور یعنی قوت مدبرہ روحانیہ غالب ہے تو وہ باطبع نیک اور مذہب اور مسعد ہو گا۔ اور اگر یہ غلبہ نامہ ہو تو اس سے شہارت اور بدی یا کسی قسم کی بد چلنی

اور بد اطواری ممکن ہی نہیں اسی کو انسان معصوم کہتے ہیں جیسے انبیاء کرام علیہم السلام کہ خواہ وہ کیسے ہی شریر انسانوں اور بدوں کے صحبت میں کیوں نہوں لیکن اپنے کچھ ہی خلاف اثر نہیں پڑتا اور اگر علیحدگی قوت مدبرہ جسمانیہ یا طبیعت حیوانی غالب ہے تو وہ پیدائشی بد اور شریر اور شقی ہوگا۔ یہاں تک کہ تعلیم و تربیت سے ہی اس کے اصلاح اور تہذیب ناممکن ہو جاوے گی اور اگر وہ نون قوتیں ہموزن اور ہپلہ ہیں اور نور و ظلمت کی مقدار مساوی ہے تو وہ طبعی طور پر نیک ہے نہ بد نہ شقی ہے نہ سعید بلکہ اسے جس قسم کی تعلیم و تربیت ہوگی اور جیسی صحبت اور خیالات سے سابقہ پڑے گا ویسا ہی ہو جاوے گا یہ ہی مذہب ارسطو اور دیگر حکما کی تحقیق کا ہے۔ لیکن اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ تعلیم و تربیت کا بہت ہی بڑا اثر ہوا کرتا ہے اور ہر ایک طبقہ کے حق میں کچھ نہ کچھ نتیجہ پیدا کرتی ہے اگر انقلاب مابہیت نہیں کر سکتی تو اس کی شوریٹ اور تیزی کو ضرور توڑ دیتی ہے اور اس امر پر تقریباً اکثر علما اور حکما کا اتفاق ہے کہ انسان کی قابلیت اخلاقی بچپن کے زمانہ میں مثل موم کی تختی کے ملائیم اور سادہ ہوا کرتی ہے اور زمانہ حیون حیون ترقی کرتا ہے تعلیم اور تربیت اور صحبت کے اچھے یا بُرے نتائج کے نقوشوں سے نقوشین ہو کر سخت پڑ جاتی ہے اور یوں ہی بتدریج نقش کا لکچر کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور پہر اون کا تغیر و تبدل اس حد تک مشکل ہو جاتا ہے جو بسا اوقات محال ہی نظر آئے گا۔ لہذا ابتدائی زمانہ سے عمدہ اور اعلیٰ تعلیم اور تربیت اور صحبت انسان سازی اور تہذیب اخلاقی کے لئے فرض اور واجب ہے۔ اسباب میں مذہبی تعلیم و تربیت اور تقدسین مذہب کی صحبت بہت ہی زود اثر اور تیر بہ حدت ہے اور اس سے وہ چمکیلا رنگ پیدا ہو جاتا ہے جو عقائد مذہبی کی جنگی کے ساتھ ہی ساتھ خود ہی پختہ اور لازوال ہو جاتا ہے اور وہ ہر حالت میں اپنی اس رنگ کی عزت کرتا ہے اور اسے دل سے پیار کرتا ہے اور تمام ضرر رسان حملوں سے بچا رہتا ہے ایسی زبردست قوت کو دیکھ کر ندوۃ العلماء نے ایک

ایسی بیت الحکمت کی بنیاد والی جو عمدہ تربیت اعلیٰ تعلیم صالح صحبت غرض ہر ایک اعتبار سے کامل ہو اور انسان کی قابلیت ازلی فساد اور شرارت سے محفوظ رکھ کر سعادت ابدی حاصل کرے اب یہ خود دوستدار این سعادت ابدی کا کام ہے کہ وہ اسے ہر طرح کی مدد دیکر قائم رکھیں یا زانے کے ہاتھوں برباد ہو جانے دین (قوم کا خادم نہال احمد علوی - حمیدی -)

## شہاب ثاقب

(یعنی آسمانی آتش بازی)

چونکہ آئندہ ماہ نومبر کے وسط میں تارون کی بڑی بارش ہونی والی ہے اور آسمان پر کثرت سے تارے ٹوٹتے ہوئے نظر آویں گے جسکے دیکھنے کے لئے ایک سائنٹیفک مہم وائٹا سے ہندوستان آئیگی اور دہلی کے قرب وجوار میں اس آسمانی آتش بازی کا تماشا دیکھنے کے لئے اپنا کیمپ قائم کر لیگے لہذا اس قدر تفریق نظر کا بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اس مختصر آرٹیکل میں ہم نے شہاب ثاقب کی اصلیت ماہیت اور اسباب کو سادہ و صاف الفاظ میں لکھنے کی کوشش کی ہے تاکہ عبارت عام فہم ہو جس کا مطلب ناظرین کی سمجھ میں نہ آسانی آجائے۔

آپنے اکثر تارون بہری رات میں آسمان پر دیکھا ہو گا کہ ایک سفید روشن چیز مثل تار کی کے تھوڑی دور تک دوڑتی نظر آتی ہے اور پھر آنکھوں سے پوشیدہ ہو جاتی ہے کبھی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک سفید روشنی کی لکیر ہے جو دیکھتے دیکھتے طرفۃ العین میں غایب ہو جاتی ہے اور کبھی ایک تارہ اپنے مقام سے علیحدہ ہو کر بہاگتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور پھر فوراً نظر سے پوشیدہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات ہزار ہا تارے ٹوٹے نظر آتے ہیں جن میں سے کوئی اتر کر اور کوئی دکن کو بہاگتا چلا جاتا ہے اور کوئی ہماری زمین کی طرف گرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ایسے تاروں کو علماء عرب و شہاب ثاقب اور یورپ کے علماء بہیت Meteors (میتیسورس) کہتے ہیں۔



شہاب بکس اول یعنی شعلہ آتش بلند شدہ ہے اور اوس ستارہ کو بھی کہتے ہیں جو آسمان پر مثل نارا آتش بازی کے چمٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ حکماء قدیم کا یہ خیال تھا کہ وہ ہماری زمین کا دھواں ہے جو کرہ نازک پہنچ کر متعلق ہو جاتا ہے۔ لیکن یورپ کے علمائے ہیئت نے مشاہدہ سے ثابت کیا ہے کہ یہ ٹوٹنے والے تارے محض اجسام فلکی ہیں جو لوہے اور کاربن (ہوا) سے مرکب ہیں جن کا وزن چند سیرون سے لیکر منوں تک ہوتا ہے۔ چنانچہ اس وقت پیرس دارالخلافتہ فرانس کے عجائب خانہ میں آسمان سے گرا ہوا ایک خالص لوہے کا ٹکڑا درختی ۲۰ من موجود ہے اس کے علاوہ یورپ کے اکثر عجائب خانوں میں یہ ٹوٹے ہوئے تارے موجود ہیں بلکہ خاص ہندوستان میں ملک اودھ کی ایک ریاست میں جس کا نام بلرام پور ہے ایک اس قسم کا آسمان سے گرا ہوا لوہے کا ٹکڑا موجود ہے۔

جو تارے آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرتے ہیں اور لوہے سے مرکب ہوتے ہیں اونکو میٹئورائٹ Meteorites کہتے ہیں لیکن ان میں سے بعض صرف پتھر کے ہوتے ہیں اونکو ایئرو لائٹ Aerolites یعنی ہوائی پتھر کہتے ہیں۔ دونوں قسم کے ٹکڑے مشہور عجائب خانوں میں بکثرت موجود ہیں۔

یہ ایک مسلمہ ہے کہ رگڑ سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ایک لوہے تانبے یا لکڑی کا ٹکڑا لیکر دوسرے ٹکڑی سے خوب رگڑا جاوے تو وہ ایسا گرم ہو جائیگا کہ اوسکو چھونے سے ہاتھ جل جائیگا۔ یہ چھوٹے چھوٹے تارے آفتاب کے گرد مثل بڑے بڑے ستاروں کی اس قدر تیزی سے گردش کرتے رہتے ہیں کہ اونکی رفتار تو کچھ گولہ سے وہ چند سرع السیر ہوتی ہے جبکی وجہ سے وہ اس قدر گرم ہو جاتے ہیں کہ جلنے لگتے ہیں۔ بہت سے چھوٹے اجسام تو آسمان ہی پر جل کر فنا ہو جاتے ہیں بعض سطح آسمان پر پگھل کر قلیل المقدار رہ جاتے ہیں۔ اور بعض اوروں کے شامل ہو جانے سے جسامت میں بڑھ جاتے ہیں حتیٰ کہ بعض علمائے

ہیئت کا یہ قیاس ہے کہ دُمدار ستارے ان ہی تاروں کا مجموعہ ہیں یا یہ تارے دُمدار ستاروں کے اجزا ہیں۔

تاروں کی بارش عموماً ہر سال ماہ اگست کی۔ آریخ کو کم و بیش ہوا کرتی ہے لیکن ماہ نومبر کی ۳۳ تاریخ کو ہر سال بکثرت ہوتی ہے۔ چنانچہ ۱۸۳۳ء میں ماہ مذکور کی ۱۴۔ تاریخ کو جو تارے ٹوٹے تھے ان کی تعداد ۲ لاکھ ۴۰ ہزار کے قریب شمار کی جاتی ہے۔ ان بعد دوسری بارش ۱۸۳۴ء میں ہوئی اور اب ۳۳ برس بعد ۱۸۹۹ء میں پہر ہوگی۔

تاریخ مذکورہ بالا کے علاوہ (۲۴) نومبر کو بھی کثرتاً تاریخی نظر آتے ہیں چنانچہ ۱۸۳۵ء میں اور بعد ازاں ۱۸۸۵ء میں اس تاریخ کو قریب ایک لاکھ کے تارے ٹوٹے ہوئے نظر آئے تھے ۱۸۸۵ء میں ۷۴ نومبر کو راقم ریل میں سفر کر رہا تھا۔ چنانچہ اس شب کو قریب ۳ گھنٹے تک یہ تماشا قدرت الہی کا بچشم خود دیکھتا رہا۔ ایلڈیٹر۔

## فن عمارت کے کمال و زوال کا تذکرہ

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو پرچہ ادیب مطبوعہ ماہ مارچ صفحہ ۱۰۲)

جن میں ان کی لاشیں اب تک موجود ہیں۔

ہیروڈوٹس۔ ڈیوڈورس اور پلاطینی تینوں متفق ہیں کہ ان عمارات کی تعمیر میں عرب اور حبش Ethiopia سے پتھر آئے تھے۔

فرگسن صاحب نے اپنی مشہور کتاب میں ان میناروں کی بیالیس مندرجہ ذیل تحریر کی ہے۔

رقبہ رقبہ فیٹ	بلندی فیٹ	قاعدہ کا ہر ضلع فیٹ	نام مینار
۵۴۲۴۹۶	۴۸۰	۷۴۴	چی اپس
۴۹۹۸۴۹	۴۵۴	۷۰۷	چیفرون (Chapheron)

نام مینا (Mycerinus) قاعدہ کا ہر ضلع فیٹ ۳۵۴ بلندی فیٹ ۳۱۸ رقبہ مربع ۱۳۵ ۳۱۶

صحیح طور پر اس وقت تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ کس غرض سے انکو تعمیر کیا اور انکو بنے ہوئے کس قدر عرصہ ہوا بعض کا خیال ہے کہ... ۲۰۰۰ برس کی بنی ہوئی ہیں۔ عام طور پر یہی مشہور ہے کہ یہ شاہان مصر کے مقابر میں جیسا کہ میں پیشتر عرض کر چکا۔ ان احرام کے قریب ہی اور دریا سے نیل سے چوتھائی میل کے فاصلہ پر مصری صنایع فی حیرت انگیز صورت بنائی ہے جو اسفنکس (Sphinx of Ghiza) کے نام سے معروف ہے اس مورت کا چہرہ عورت کے مشابہ ہی اور تمام جسم شیر کے مانند ہے۔ یہ نادر صورت چٹان کے ایک عظیم الشان پہر کو تراش کر بنائی گئی ہے اور شاہ امیسس (Amasis) کی قبر خیال کی جاتی ہے۔ یہ عجیب و غریب شکل جس کا چہرہ ہی صرف ایک عرصہ دراز تک نظر آتا تھا اور باقی ڈھنکال میں پوشیدہ تھا پائیش کوٹے پر... افسیت لمبی اور ۲۰۰ فیٹ چوڑی نکلی۔ ڈاکر پوکو کوٹے اس کا سر ۲۷ فیٹ بلند اور ۳۵ فیٹ مدور اور ۵ فیٹ کان سے ٹھوڑی تک اور کپتان کیبلانا (Cablana) نے سینہ سے بخون تک اسکی لمبائی ۵ فیٹ تحریر کی ہے۔

اس نادر الوجود عمارت کے علاوہ بعض دیگر عمارات انسان کو حیرت میں ڈالنے والی مہرین موجود تھیں جو کہ بول بھلیون (Labyrinth) کے نام سے موسوم ہیں اکثر موزین کا خیال ہے کہ ان کا نام و نشان ہی اس وقت موجود نہیں ہو چکا لیکن ولفورڈ (Wulford) کا بیان ہے کہ اس میں شیل عمارت کے آثار اب بھی جیل مورس (Moeris) کے اوس مقام پر جسکو اہل عرب قصر قارون کہتے ہیں نظر آتے ہیں ہیروڈوٹس جو قدیم موزین میں وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تحریر کرتا ہے کہ مصر کے بارہ بادشاہوں کے زیر اہتمام یہ بھنیس و عجوبہ دہنگا، عمارت تعمیر ہوئی۔ ایک چار دیواری کے اندر بارہ عالی شان قصر تھے ان محلوں میں تین ہزار کمرے تھے اون میں سے بارہ ایک ہی وضع و قطع کے اور نفاست و خوبصورتی میں

سب پر فائز تھے۔ ان چاروں کمرون کے گرد ڈیڑھ ہزار کمرے ایسی صنعت اور عمدگی سے بنائے تھے اور ان میں ایسے موڑ توڑ اور بھول بھلیاں رکھیں تھیں کہ اگر تجربہ کار اور واقف کار رہنما ہمارا نہ ہو تو ان کمرون کا شمار کرنا اور سمجھنا اور کناریا ح راستہ بہو لکر ایسے چکر میں پڑ جاتا کہ پھر اس مقام سے باہر آنا دشوار ہو جاتا اور تین ہزار کمرون میں سو نصف ڈیڑھ ہزار زین کے اندر بطور تھہ خانہ کے تھے جو کہ اوپر کے کمرون کو اپنے سروں پر لٹے ٹکری تھے ان تھہ خانوں میں فرمان روا یا ان مصر کی قبور بیان کی جاتی ہیں۔ اس پیچیدہ عمارت کی چیمت اور دیواریں سنگ مرمر کی تھیں۔ ایک اور مربع گاؤں مینار کا حیرت انگیز قصہ سنئے جن کی ایجاد ہی مصریوں کی طرف منسوب کی جاتی ہے یہ میناریں ملکہ سمیرامیس (Semiramis. —) نے بابل کی ٹرک پر تعمیر کرائیں تھیں جو قبول دیو دوس (Diadorns —) صرف ایک پتھر کی بنی ہوئی۔ ۳۰ فٹ بلند اور اس کے قاعدہ کا ضلع ۲۵ فٹ چوڑا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ مخروطی میناریں ہیلوپولس (Heliopolis) کے بارشاہ میسٹرس (Mestres) نے اور بعض کہتے ہیں کہ سیسوسٹرس (Sesostris) نے اور بعض کا خیال ہے کہ ملکہ سمیرامیس نے تعمیر کرائیں غرض کہ مورخین کے باہم اختلاف کی وجہ سے ان کے بانیوں کا ٹھیک پتہ نہیں چلتا اور نہ اب تک یہ معلوم ہوا کہ کس سنہ میں طیار ہوئیں۔ ہم ان میناروں کے متعلق زیادہ حالات نہیں لکھا چاہتے کیونکہ ہمیں اس مضمون پر ابھی بہت کچھ تحریر کرنا ہے۔

اب میں چند سطور میں جنوبی مصر کا حال تحریر کرتا ہوں جو (ایتھوپیا) حبش کے قریب واقع ہے اور وسعت میں تقریباً شمالی وسطی مصر کے مجموعی رقبہ کے برابر ہے۔ عمد قدیم میں اس حصہ کی دارالسلطنت کا نام تھبیس (Thebais) تھا جو جنگ ٹروجن کے زمانہ میں تمام دوسے زمین پر سب سے زیادہ آباد اور زرخیز خیال کیا جاتا تھا۔ باقی آئندہ راقم معین الدین

## زمانہ کی ترقی اور ہمارا تنزل



بادشاہی کو چاہیے جو ہر نہ کہ سلطان کا ہو کوئی پسر

پیامے اور معزز ناظرین! اگر آپ غرت۔ دولت۔ اور تربت شہرت۔ رفعت اور شوکت چاہتی ہیں یا اپنے ہمجنس اور ملک اور قوم اور عمر اور پیشہ والوں سے زیادہ تر غرت۔ شہرت اور سبقت لے جانا اپنے زمانہ اور وقت کے برگزیدہ اور اکابر اور متعدد دن کے زمرہ میں داخل ہونا یا اس سے بھی دو قدم اور آگے بڑھنا۔ یا الازکین مملکت اور شاہیر عالم بنا۔ یا عرصہ جہان میں آپ کو اپنا نام مثل خورشید درخشان ہمیشہ منور اور قائم رکھنے کی خواہش اور آرزو۔ یا زمانہ کی تاریخ کی صفحات آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے جب تک کہ اسکو قیام اور ثبات ہے متحلی اور روشن رہیں یا بائرن اور ہیراڈوس اور گیلین اور کلاؤسٹون اور سید مرحوم وغیرہ کی سی یادگارین دنیا میں چھوڑنا یا صاحب ایجاد و اختراع اور ڈاکٹر اور فلاسفر بننا چاہیں تو سوائے اسکے کہ کسی اعلیٰ درجہ کے ہنر یا فن یا علم میں جب تک کہ آپ کو کافی دست بر آوردی اعتبار نہ ہوگا تو آپ کچھ بھی نہ بن اور نہ ہو سکیں گے حتیٰ کہ خواہ آپ کیسے ہی عالی خاندان اور برگزیدہ نسب سے تعلق رکھنے والے کیوں نہ ہوں آپ کو کوئی تحفہ پوچھے بلکہ جائے گا بھی نہیں چنانچہ اس ہیڈنگ کا شعر کیسے پر زور اور عبتہ انگیزہ لفظوں میں اس بات کا ثبوت دے رہا ہے۔

معزز صاحبان ناظرین! میرا اس ٹوٹی پھوٹی اور پرانگندہ اور بے ربط تحریر کے آپ جیسی صاحبان مکہ دان۔ عالی دماغ۔ و قیصر سخن شناس صاحبان فراست و گیاست و ذکاوت و ذہانت کے پیش کش کرنے سے اصل مدعا اور عین منشا یہ ہے کہ آپ ذرا خواب شیرین غفلت اور شیش پستی یا اگر مین ایسا کندہ و توبہ جانہ ہوگا کہ ناقہ مستی اور ذہن پستی کے مرغوب الطبیع

گوارہ نہیں نہیں بلکہ درحقیقت پر از رخ و محن قید خانہ سے بالکل کر اہل بیت کے پاک و صاف  
 پانی اور عقل کے عمدہ اور نفیس صابن سے اپنی ضیا اور بنو ضایع کے ہموں چہرہ کو بہت نجات  
 کے ہاتھوں سے خوب مل کر دھو دیں اور استقلال کا کم بند اپنے رخ و الم کی ماری اور پیڑھی  
 کی ہموں کی ہر پر خوب کسکر اور شجاعت اور دلیری کی چوگان اپنے اکڑ اور انکے ہاتھوں میں چھونکے  
 کوشش اور حوصلہ سے اپنے آپ کو اٹھالیا ہے (خوب مضبوط پیکڑ کر ہوشیاری اور تحمل اور  
 بروہاری کے خوش نما اور دل افروز میدان میں بڑا قدم ماریں تو میں بڑے زور اور فوق اور  
 اعتبار سے دبتا کر میسر ناقص علم اور عقل کے ذریعہ سے کہ مجھ سے ہے) کہتا ہوں کہ مقصود  
 اور مرد کا گنبد آپ ہی کے حصہ میں ہو گیا آپ ہی اور نہایت فخر مند سی اور از حد کامیابی سے  
 بے جا دین گئے۔ اور آپ کے واہ وا اور آفرین اور اسنت اور مبارکبادی کے پر زور اور  
 دلولہ انگیز نعرون سے بلند ہوئے ہوئے حوصلے خاتم گانی اور آسمان پروازی اور دیا کشتی  
 کے واسطے کافی بلکہ وافی ہونگے۔ اور پھر آپ کے یہی چہرے (جو اس وقت دنیا کو بلکہ اگر نظر  
 انصاف اور بے ہٹ سے دیکھا جائے تو یہ شیشہ موجود ہے جو اس بات کا کافی ثبوت  
 دیکھتا ہے کہ خود آپ کی ہی آنکھوں اور دل کو پر مردہ اور تیر اور دہندے اور بد نما نظر  
 آتے ہونگے) کھلے ہوئے اور باشاش اور درخشندہ اور خوبصورت معلوم ہی نہیں ہونی لگیں گے  
 بلکہ دراصل اور فی الحقیقت غیبت آفتاب جہان تاب ہو جاویں گی اور شہرت اور لمن الملکی کا  
 پر زور اور آسمان تک گونجنے والی آواز والا انقارہ آپ ہی کے نام نامی اور اسم گرامی کا چارواگ  
 عالم میں آٹھون پیر بہتار ہو گا۔ اور دن عید اور رات شب بارات کی ضرب المثل آپ ہی کے بارونق  
 و زینت شہر وں اور کوچوں پر صادق نظر آوے گی۔ اور گویا بیچارے مغلس اور ویران ہندوستان

سے ہی چھوڑ چھوڑا رہی اور افلاس کی حالت کے سبب بڑا اور ڈر اونی ہو جاتے ہیں ملا مغلس اور ویران اسٹے  
 لگا گیا ہے کہیں کر ڈاڑھی کی آبادی و چلیں لاکھ آدمی کو ایک وقت کا کھانا بڑی مشکل اور دقت سے سیر ہوتا ہے  
 .... استراویہ یعنی ہندوستان راہیدہ .... وعدہ الیہای جیسا کہ مقاصد میں لکھا گیا ہے پر زندہ و سلاطین و مغضوب

کے پورا کرنے ناموں کو جو ساری دنیا میں سونے کی چڑیا اور حینت نشان مشہور تھے پہرا زمر نو پیدا کرینگے نہیں نہیں بلکہ آپ ہی اس کا نام صبا کہ آپ کے بلند فکر اور عالی دماغ میں آدلیگا رکھیں گے اور گویا فاختان ترکستان اور موجدان فرانس اور ہوا خواہان امریکا اور استادان چین اور ترقی خواہان جاپان اور دانیان فرنگ کے روبرو آپ ہی کو مہچون پڑاؤ دینے اور سچی شہنشاہی بکارت کی طاقت اور جرأت ہوگی اور پھر اس مصرع پر دشمنیہ کی بودا مانند دیدہ ہضمین جہندوستان کو مخاطب کر کے کی جاوگی کیسی عمدہ اور زیبا معلوم ہوگی کہ ”ترا دیدہ دیوان راشنیدہ - شنیدہ کے بودا مانند دیدہ“

اور انہی پونچ اور تکیے اخباروں اور فضول اور لچر سالوں کے کالم اور صفحے آپ کی ایجادات اور ہنرمندیوں اور پوری پوری مستعدیوں اور عالی حوصلگیوں اور فلاسفانہ تقریروں اور لکچروں سے (جیسے کہ سارے ہندوستان بہر سے ان دو نو زائیدہ میگزینوں کو کہ جنکے نام معارف اور - ادیب - ہین - جواہری خاطر خواہ عمر اور ترقی اور کامیابی اور وعدہ ایفائی کو پہنچین) کہ جنکی ہر ایک سطر غیت زلف مسلسل اور ہر نقطہ رشک خال رخ خوبان اور ہر کالم غیت ید بیضا اور ہر صفحہ روکش خورشید عالم تاب یا ایک ظاہری مشابہت اور مناسبت کی رو سے روکش نہیں مینہ پنچوری اور ریو یو آف ریو یو جمپر س جرنل اور نیچر اور ٹائمز لندن وغیرہ کے ہونگے نہیں نہیں بلکہ ان کی نسبت اس وقت ادن سے دینی بالکل بے جا اور بربخلان عقل و دانش ہوگی مصرع بہ بین تفاوت ہ از کجاست تا بکجا -

مسیحے خیالی اور وہمی موجد اور فلاسفر عالی دماغ ناظرین! آپ وہ مبارک اور سعید وقت اور زمانہ اور روز اور گھڑی ہر گز اور ہر گز نہیں دیکھ سکیں گے جب تک کہ آپ نے میری اس سمجھناشی اور بے ربط تحریر کو گوش ارادت اور چشم بصیرت اور جہت تر سے نہ سنا اور دیکھا اور دل

(تقدیر ماثیہ صفحہ ۳۰۷) ہونے چاہئیں جن سے ملک اور قوم کی ترقی اور بہبودی ہو سکے۔

مستند سے اوپر پورا پورا بلکہ پورے سے بھی بڑھ کر عمل نہ کیا تو میرا دماغ اور قیمتی وقت اور اپنی طاقت سماعت اور کاہلی اور سستی کا زمانہ بالکل ضائع اور رائیگانہ ہو جاویگا۔

مگر نہیں نہیں اگر میرا خیال غلطی پر نہیں اور میری رائے درست اور ٹھیک ہے تو مجھے کسی قدر امید ہے کہ میرے خیالی اور وہمی موجب اور فلاسفر وغیرہ مجھے کسی وقت ضرور بلکہ بالضرور سچے اور حقیقی موجب اور فلاسفر بن کر دکھلا دینگے۔ کیونکہ اب وقت وہ وقت اور زمانہ وہ زمانہ نہیں رہا کہ جب علموں یا فنون کے سیکھنے اور حاصل کرنے میں بیس بیس برس یا یوں کہو کہ ساری ساری عمریں صرف کی جاتی تھیں

اس وقت کے زمانہ نے وہ وہ نمایاں ترقیاں اور کامیابیاں حاصل کیں ہیں کہ ادنیٰ علموں اور فنون کے سیکھنے کے واسطے کہ جن عمریں صرف کی جاتی تھیں اب صرف ہفتون اور مہینوں کے کام ہو گئے ہیں۔ جنکی حیرت انگیز ترقی کو دیکھ کر عقل و قیقہ رس اور فکر عاقبت اندیش متحیر اور متعجب ہو جاتی ہے۔

اور چونکہ ہمارا زمانہ سے اور زمانہ کا ہم سے ایک ایسا تعلق اور رابطہ ہے کہ جسکی نسبت اور مشابہت اگر ہم اس طرح دیکھیں تو قریباً بے جا نہ ہوگی کہ۔ زمانہ کا ہم سے اور ہمارا زمانہ سے اس قسم کا رابطہ اور تعلق ہے جیسے آفتاب کا روشنی سے اور آتش کا گرمی سے اور طاقت نامیہ کا قواے سالمہ سے اور عرض کا جوہر سے اور گفتگو کا معنوں سے۔ تو پہر گویا اس سے یہ ثابت ہوا کہ۔ زمانہ اور ہم آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ اور جو چیزیں آپس میں ایسا تعلق اور ربط رکھتی ہیں تو اوپر دراجب اور لازم ہو جاتا ہے کہ۔ وہ ایک دوسرے کی موافقت اور مطابقت کریں۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو پہر سلسلہٴ متابعت کو درجہ و درجہ نہ کریں۔ چنانچہ کسی نے

ادنیٰ علموں۔ ہمارے کرم مولوی حافظ نذیر احمد صاحب نے عربی صرف و نحو و منطق کو کیا آسان اور درجہٴ بلندی پر کر دیا ہے۔ چنانچہ صرف چھ ماہ کی مشق سے دونوں علموں سے واقفیت ہو سکتی ہے۔



اسی کی تائید میں یہ مصرع کہا ہے ع زمانہ باتونسازد تو بازمانہ باز۔  
 لیکن یہ ناقص علم و پختہ عقل اور ذہن کی تحقیقات سے اب اگر اس مصرع کی بالکل کاپی یا  
 پلٹ دیا جائے تو عین درست اور ٹھیک ہے اور بے جا نہ ہوگی۔ کیونکہ میں نے اوپر جو کچھ بیان کر لیا  
 نفلوں میں بیان کیا ہے اور آگے بھی کروں گا تو اس سے ہمیں چار و نما چار زمانہ کو مخاطب کر کے ایسا  
 کہنا پڑتا ہے۔ مصرع جو خلق باتونسازد تو باخلایق ساز۔

صاحبانِ ناظرین! میرا اتنی طول طویل عبارت کے تحریر کرنے سے اصل مدعا بلکہ عین  
 منشا یہ ہے کہ چونکہ اب ایسا زمانہ اور وقت نہیں کہ آپ کو جس چیز کی ضرورت اور خواہش ہو  
 وہ میرا دراصل نہ ہو سکے کیونکہ روز بروز کی ترقیات اور ایجادات سے ہمارے اور آپ کے واسطے  
 اس قدر آسانی اور سہولت ہو گئی ہے کہ جس کام کو ہم سیکھنا یا کرنا چاہیں تو اسی کام کو چھوٹی  
 مذکورہ بالا تحریر سے ثابت ہو چکا ہے کہ سال کی جگہ مہینہ اور مہینہ کی جگہ ہفتہ صرف کرنے سے ہو سکتا  
 ہے تو آپ جس کام میں یا علم کو حاصل کریں یا سیکھیں اسے حتی المقدور اور حسبِ حیثیت  
 کمال کے درجہ تک پہنچا دیں ورنہ جیسا کہ اس کام کا معتد بہ فائدہ ہے حاصل اور سیکھیں ہو سکیگا  
 چنانچہ اس امر کو ثبوت کی واسطے یہ شعر کافی ہے

کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہان شوی	کس بے کمال سیچ نیز دغیرِ من
--------------------------------	-----------------------------

علم سیکھو تو اعلیٰ درجہ کا کوئی فن یا ہنر حاصل کرو تو اس میں اعلیٰ درجہ کی قابلیت اور استعداد پیدا  
 کرو کیونکہ کمال درجہ کا کوئی بھی کام آپ جانتے ہو گئے تو اسی کام کی بدولت اور طفیل آپ کی  
 عزت اور وقعت ہوگی۔ باقی آئندہ (خادمِ المحققین غلام رسول واحد)



# نیچرل شاعری

(خاص ادیب کے لئے)

چکیدہ کلک بجاہر سسک با بودرگا سہای صاحب سرور

ہمان آبادی تلمیذ حضرت بیان فیروانی

چھا گیا آنکھوں میں میری ایک بیک خواب گراں  
اک چھلاوہ سر سے پانک تھی وہ کافر الامان  
وہ ضیا عارض کی جبیر ماہ کامل کا گمان  
سے پانک برق بی پردہ تھی کافر الامان  
جبہ غیر بار تھی ڈسے کونا گن الامان  
وہ جوانی کی اُستگین دغضب کی شہر خیابان  
پستلی تپلی دہ کمر - وہ پستلی تپلی اؤنگلیان  
دونوں گیسو دل کے ڈس جانے کو مایہ و فربان  
ماہ کامل ہے گمن بن صاف ہوتا متاعیمان  
قدِ موزون میں قیامت کا وہ عالم اللان  
دل کے لے جانے کو ضد پر ہر ادای دستان  
سادگی کا اُن وہ عالم اوسپہ وہ نیرنگیان  
سر سے پانک سادگی چھائی ہوئی تھی الامان  
ہاتھ وہ - ہو پنجہ خورشید کا جس پر گمان

شب کہ تما میں چار سو ستر پہ نظارہ گنان  
ناگمان آئی نظر اک ماہ سیما نازنین  
وہ تجلی حسن کی خورشید ہو جب پر نثار  
وہ تجلی وہ ضیا وہ جلوہ حیاتِ طراز  
دونوں شانوں پر تھی نہ لطفِ محکم لکھی ہوئی  
سادگی کا اُن وہ عالم اور وہ حسن و فیر  
پستلی پستلی وہ لبِ نازک وہ چہو سادہ بن  
دونوں آنکھیں سامری فن - دونوں لبِ بحرِ لال  
تسرخ پر نور پر بکھرے ہوئے کمر جو بال  
شوخ رفتار میں وہ گردش دوران کا ڈھنگ  
وہ گاہ نگین غارت گر صبر و شکیب  
قدِ موزون خود قیامت اُسپہ وہ شوقِ حرام  
پیاری پیاری ہو بہنی صورت تھی مورت حسن کی  
وہ کھف نازک ہو جب پر رگ گُل کا اشتباہ

سادگی ہی سادگی تھی تھا تصنیع کا نہ رنگ  
پتے پتے ہونٹھ مہسی نے کئے تھے کب کہود  
غفٹہ محشر نہ کرتی تھی بپاستانہ چال  
گل سے عارض پہ جھایا تھانہ گلگوٹے نے رنگ  
جب نظر آئی مجھے اُس دیچ سے وہ کا فوادا  
اُٹ وہ مستانہ ادا وہ شوخی مشقِ خسرام  
گیسوؤں سے پھوٹ نکلی تھی جو عارض کی ضیا  
جب مری بالین پر یون آئی وہ اٹھلاتی ہوئی  
از کجائی آئی اے مسترِ خوبی محوِ ناز و  
وہ پرستان کو نسا ہے تو جہان کی ہی پری  
تو ہے سکی لاٹلی کس کے چمن کی ہے کلی  
کس کی دوش ناز پر بانی ہے تو نے پرورش  
کس کے نازون کی ہے تو بالی ہوئی افزائین  
کس کی آنکھوں کی ہی پستی کسکے گمراہ فوج  
کو نئے رواس کی لانی ہے تو اسے ملہ لقا  
کس کے خاتم کی ہے نقش و نشین ای نازین  
مجھے سنکر وہ بت شیرین دہن یہ گفتگو  
حیف تو بھگو نہیں بچانت ادبے خبر  
ہی جہان نیچر کے گلہائے مضامین کی بہار  
حورِ حبت ہوں نہ اندر کی اکھاڑے کی پری

دستِ نازک میں نہ تھیں رنگِ خاکِ شوخیان  
سرمدِ اعجاز کی آنکھوں میں دوری تھے کمان  
اور دم رفتار کرتے تھے نہ گنگر و شوخیان  
یعنی اب تک تھیں اپھوتی حُسن کی نگینان  
لیکھی پہلو سے دل کو ہر اداسے دستان  
قدوزون میں بہری تھیں کوٹ کر گھیلان  
کالے کالے یادوں میں کوندتی تھیں بھیلان  
میں نے پوچھا اوس پری رو کی اُمی آرام جان  
عطر آگین تابہ دامان تا کمرِ غنبرِ فشان  
ہی وہ جنت کو نسی تو جسکی ہی حورِ جہان  
جس میں تو نازون پٹی ہے ہی وہ گوارہ کمان  
کس نے سکھلا میں میں معشوقانہ بھگو شوخیان  
ہی کہ ہر تیرا وطن تیرا گھر انا ہے کمان  
شمع ہے تو کسکے کاشانے کی اُمی آرام جان  
کو نئے بنگلے کی تو نوخیز مس ہو الامان  
کون ہی تو کیا ہے اکافرِ ترا نام و نشان  
یون لبِ لعلِ شکر خاسی ہوئی شکر فشان  
پوچھتا ہے مجھے کیا میکے وطن کا نشان  
رہنوالی ہوں اپنی گلشن کی میں اسے نکتہ دان  
ہوں مس نوخیز اور یورپ ہی مسیرا خاندان

کہنے والے مجھ کو کہتے ہیں بت لندن تشر او  
 ہوں مسون کی سادگی کا جلوہ حیات طراز  
 بل نہیں عشاق سے کرتی مری زلف دراز  
 خون عاشق میری ملت میں نہیں نادان روا  
 ایک میں جادو بہر ہے ایک میں اعجاز ہے  
 پانی ہے نیچر کے گوارہ میں منے پرورش  
 میری باقین سن کے زلہ کی ٹپک پڑتی ہوا  
 غیش ہے اک زمانہ میں وہ ہوں خط پر راز  
 نخل قدیم میری کیا شاخیں نکالے گا کوئی  
 کہینتی ہوں ہو بہو ہوا واقعہ کی میں شبیہ  
 سادگی میری اداؤں میں بہری ہے کوٹ کر  
 ہوں چین میں من گل و بلبل کا افسانہ اگر  
 نیند کا جب وقت چپکے چپکے آتا ہے قریب  
 لب پر طرکے ہوں میں نیچر کی دلکش لگنی  
 ہوں میں لبرل میری گدگد میں فریڈم کا چوش  
 رن میں کر کے جب سناقتی ہوں دلیران کو لئے  
 گدے ہیں یورپ میں جتنے شاعر خط پر راز  
 وہاں لیس ساختنور با کمال و بے مثال  
 وہ خندانوں میں کیتاے زمانہ شمشک پیر  
 میری گوارہ میں پانی تھی جنوں نے پرورش

ایشیا کی رہنمائی میں نہیں او بد گمان  
 گورے گوری گال میں اور بہوری بہوری تکیاں  
 میری جگر خجسم دیتی نہیں ہی پالسیاں  
 میری جیون کو نہ کننا برش نوک سنان  
 خشک فستے مری آنکھوں میں اوغور کپیاں  
 حوزت ہوں اسی فردوس کی ای نکتہ دان  
 گہو لٹی ہوں قند لب ہی ہوں وہ میں شیرن دہان  
 نازش شعر و سخن ہے میسا لانداز بیان  
 میری رگ رگ میں بہری میں کوٹ کر سوزنیان  
 مجھ کو بہاتی ہیں تفتع کی نہ رنگ آمیزیاں  
 میری جلوہ میں تلون کی نہیں نیلنگیاں  
 شمع و پروانہ کی ہوں ہر انجمن میں داستان  
 چوٹے بچوں کو ہوں میں جاکر سناتی لویان  
 اور پس پردہ تہیٹر میں کہی ہوں نغمہ خوان  
 روکنے والا نہیں ہرگز کوئی میری عسنان  
 جہوم جاتے ہیں مری آواز سنکر نوجوان  
 کارنامے سب کے اب تک میں مجھے وروڈیان  
 اور وہ کو پر سا آف افسانہ جادو بیگان  
 گو لڈ اسمتہ سادہ ناظم نکتہ سنخ و نکتہ دان  
 میری گلشن کے کہی تھی باے جو سرور طمان

میری خرم کنی کہی جو خوشہ چین تھے اے فلک  
 کیا ہوے وہ میری نرم عیش کے چشمہ چراغ  
 میری بچین کا وہ گوارہ کمان ہے اے فلک  
 میرے جلوہ کی جھلک یوروپ میں اب بھی ہوگر  
 اچھی صورت کا یہاں ہے آہ کس کو امتیاز  
 کیا کسی عاشق کا دل بیسویں میں ہنگام خرام  
 بھولی بہالی ہون پری چہرہ مس لندن خزاں  
 کی جیسی شیم سرگین۔ کیسے مسی مالیدہ لب  
 گیسوؤں کے پیچ کیسے زلفوں کی شکن  
 یہ نہ خود ظاہری ہے چارون کی ٹیپ ٹاپ  
 انجیل بیوٹی سے بڑھ کر کوئی آرایش نہیں  
 کرہن گوش سامعین کیسا ترانہ کیسا ساز  
 پرورش کس نے کیا اُردو کے دامن میں مجھے  
 نام لیا کون ہے میرا سخندانوں میں جیف  
 میرے جلوہ کو دیا اہل سخن نے کب فروغ  
 میری مزہ ڈیون میں پہونکتا نیچر کی روح  
 میرے نعمون کا نہیں ہے آہ کوئی ہم صغیر  
 کچھ ہی آتا ہے انہیں ہرزہ سرا کی سوا  
 ان سے ہونا کیا ہے منہ پر صاف کمدن بر ملا  
 مل گیا کیا آگیا جو ہاتھ مضمون کمر ڈ

جنت

اب نظر آتا نہیں ہے اونکی قیرون کا نشان  
 میری آنکھوں کے وہ تارے ہیں خدا جادو کمان  
 جہیں میں نازوں پلی تھی وہ ہنڈ ولا ہے کمان  
 ہند میں کوئی نہیں افسوس میرا قدردان  
 کر چکی ہیں بابا اہل نظر کا امتحان  
 میری چالون میں قیامت کی نہیں اٹھیلیاں  
 ہیں کمان مجھ میں بتان ہند کی سی شوخیان  
 کیسی آرایش کمان کا شوق زینت الامان  
 کنگلی چوٹی کا ہے اونا دان کسے لٹکایا  
 ہیں طلسم نقش حیرت اسکی رنگ آئینہ ریان  
 لساگی کا لطف اونا دان قنصع میں کمان  
 کس کو نیچر کی سناؤں میں ترنم ریزیاں  
 ایک ہی پیدا ہوا ہے ہونا ایسا نکتہ دان  
 ہند میں ملتا نہیں ہے میری نسلوں کا نشان  
 ایک دن ہی ہند میں چمکانے میرا خاندان  
 ایک ہی ہیرو نہیں پیدا ہوا ایسا ہیان  
 جھکا گیا گو سینگر دن ہون بلبل ہندوستان  
 ہند میں کسے کو گوہرین سینگر دن اہل زبان  
 جتنے مضمون میں حسن و عشق کی ہے داستان  
 کیا ہوا باندھا دیاں یار کو جو بے نشان

<p>ہے کم معدوم چکی اور وہن ہے نشان فقد رفت ار کی دیکھون تو میں ہی شوقیان سر ٹپک کر مر گئے لاکھوں سیاحی زمان ڈالتا ہے کون دیکھیں قوم کی مدد میں جان کب تک یہ ہرزہ سراسی اسے سرد خستہ جان</p>	<p>میں ہی دیکھون توہ اصنام خیالی ہیں کہ ہر حشر ہوتا ہے بیکہونکہ بتوں کی چال سے جنش لبے ہوا زندہ عاشق ایک ہی کسکو اعجابیسیسی کی کا دعویٰ ہے بتو کسکو بہاتی ہے تری رو کی زبان رو کما کلام</p>
---	---

## منفید و دھچپ معلومات

### مرض فتن کا عجیب و غریب علاج

مغز معجم جل المتین کا ایرانی نام نگار لکھتا ہے کہ شرف نول میں ایک شخص بعارضہ فتن عرصہ سے مبتلا تھا اور ہر قسم کا علاج کر کے عاجز آ گیا تھا کہ آخر کار اسے یہ سنکر کہ ایک عرب اس مرض کا حکمی علاج کرتا ہے اس سے رجوع کیا۔ عرب مذکور نے مریض کو دیکھ کر وعدہ کیا کہ تین دن میں اسکو بالکل آرام ہو جائیگا چنانچہ اس نے ایک باریک سوئی سے مریض کے دو نوں کا نوں کی نوین چید کر ایک تار ابریشم سوراخ سے کال کر گرہ دیدی شافی مطلق کی قدرت کاملہ سی تیسرے روز مریض بالکل اچھا ہو گیا اور مرض کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ نامہ نگاریہ واقعہ چشم دید بیان کرتا ہے۔ یہ مسئلہ علماء طب جدیدہ کے غور کے قابل ہے کہ کان کی لوسے فتن کے علاج کو کیا نسبت ہے؟

### چاندین آبادی

اتک ماہران علم سائنس و مہیت کا یہ اعتقاد تھا کہ چاندین کوئی ذی روح موجود نہیں بلکہ جرم بارہ ہے وہاں کوئی جانور زندہ نہیں رہ سکتا۔ مگر ایک یورپین علامہ نے نہایت تیز

دورین سے دریافت کیا ہے کہ چاند کی سطح پر سمندر دریا نہریں۔ اور شہر وغیرہ برابر موجود ہیں اور سطح زمین کی طرح وہاں بھی جانداروں کی آبادی ہے۔

## لنکا کی نسبت جدید معلومات

مسٹر ہرم پالا صاحب سکرٹری مہابود ہی سبسا اخبار انڈین مرکر کو لکھتے ہیں کہ ایک علمی رسالہ سیلون کے ایڈیٹر ڈبیر کالی شنگر صاحب کو ایک مسودہ حال میں موصول ہوا ہے جس میں پورانی لنکا کا حال لکھا ہے اور راویان کی حکومت سے لیکر آخر تک حکمرانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ لہذا ان کے واقعات کا بھی تذکرہ ہے اس پیش بہا مسودہ کی تلاش اور اشاعت سے جدید تعلقات لنکا اور ہندوستان میں پیدا ہونگے اور کیا عجب ہے کہ ہندو لنکا تک سفر صرف سیر ہی کی غرض سے نہیں بلکہ واقفیت بڑھانے کے لئے کریں۔

ممالک شمال و مغرب میں معہ اوہ ایک سو اٹھارہ اخبار درج حسب طریق جن میں ۷۵ ہفتہ وار اور چالیس ہا ہوار اور مشرق و دروازہ ہیں۔

روس کا شاہی عطا خالص ہوئے کا ہے جس میں ۲۶۸ ہیرے ۳۶۰ لعل اور ۱۵۰ زرد لگے ہیں۔

پیرس میں دو ہزار انجمنی اور مال ہیں جن کی آمدنی ۶۰ لاکھ روپیہ سالانہ سے کم نہیں ہوگی

مدارس میں ایک انجمنی نے جنم ترے بنانے اور فن نجوم کو استعمال میں لانے کی اُجرت

کا دعویٰ تہا دی دو ہزار دو سہ سو کار و پیر و اگر کیا تھا عدالت نے ایسے معاہدہ کو باطل اور  
دعویٰ کو ناقابل سماعت قرار دیکر خارج کر دیا۔

## ایجاد و اختراع صنعت و حرفت وغیرہ

برہمنی مین مصنوعی سونا تیار ہونے لگا۔ اس کا رنگ آگ پر کھنے سے بھی نہیں جاتا اور سونے  
کی طرح نرم ہے جس سے نہایت نازک زیور بن سکتے ہیں سو تو نہ مانا بلکہ اگر حکیہ وہ حرارت کی خاص  
درجہ پر ہوا تو نہ سرمہ ملا دینے سے یہ مصنوعی سونا تیار ہوتا ہے۔

## کڑنی کی شکر

ایک ویسی افسر محکمہ جنگلات نے تحریر کیا ہے۔ مین آپ کو بڑی خوشی کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں  
کہ پنڈت سندر لال پانک سابق کنسر وٹر محکمہ جنگلات ریاست پٹیالہ نے فی الحال کمپنی کی تے یعنی  
کڑنی سے جو کوہ ہمالیہ کے اقطاع میں پیدا ہوتی ہے شکر کالنے کا تجربہ کیا۔ پانچ سیر غرق مین سیر بھر  
شکر پیدا ہوئی لیکن چونکہ کڑنی اپنی کامل بالیدگی کی حالت کو نہیں پہنچتی تھی اس وجہ سے امید ہو کہ  
اگر بخیر کڑنی کا رس نکالا جائے تو اس سے زیادہ مقدار مین اور عمدہ شکر حاصل ہو مین خیال کرتا ہوں  
کہ اس تحقیقات سے بڑا فائدہ ہو گا کیونکہ میدان فی اور پٹاری اقطاع مین کثرت سے غلہ کے لئے بڑی  
جاتی ہے اور اگر اس سے شکر بھی پیدا ہو سکے تو پبلک اور گورنمنٹ کو بھی بڑا فائدہ پہنچے گا۔ اور اب  
ہمکو امید ہے کہ ہندوستان مین غیر ملکوں کی جو شکر تاجروں کو گورنمنٹ کی طرف سے انعام دے دیکر  
بھیجی جاتی ہے اس کو اس بات کا موقع نہ مل سکے گا کہ یہاں کی شکر کے مقابلہ مین زیادہ ارزان نرخ  
سے فروخت ہو سکے۔



امریکہ میں ایک آلہ ایجاد ہوا ہے جسکے ذریعہ سے کپتان جہاز دور تک دھند اور کمرے میں دیکھ سکتا ہے۔  
اکثر جہاز کمر کی تاریکی میں چٹافون سے ٹکرا جاتے ہیں۔ مگر اب ایسا نہ ہوگا۔

ولایت میں ایک دانشمند نے گونگون اور بہرون کے لئے ایک قسم کے کان بنائی ہیں جن میں بجلی کی طاقت ہے اس کے ذریعہ سے وہ دوسروں کی بات سن سکیں گے۔

پنڈت سری کرشن صاحب اہلکار محکمہ بورڈ آف رینو بیٹنگال نے ایک جدید کل ایجاد کی ہے جسکے ذریعہ سے آفتاب کی حرارت خانگی اور تجارتی کاروبار میں کام آ سکتی ہے۔

لاہور کے دفتر صاحب اکوٹھنٹ جنرل میں انجن کے ذریعہ سے ہوا پیدا کر کے ٹالیوں کے راستے کمروں میں پہنچائی جائیگی جس سے ضرورت پنکھا قلیوں کی نہ رہیگی۔

### علمی نوٹس وغیرہ

دنیا میں سب سے قدیم کتاب پیرس پرس خیال کی جاتی ہے جو ملک فرانس کے قومی کتب خانہ میں بہ مقام پیرس موجود ہے۔ یہ کتاب مصر کے شہر تہیس میں ایک قبر کے اندر سے نکلی تھی جس میں ایک قدیم بادشاہ کی نقش مرصعہ بہری ہوئی محفوظ رکھی تھی۔

الہ آباد یونیورسٹی میں امتحانات ڈگری ۱۸۸۹ء سے شروع ہوئے۔ گیارہ سال گذشتہ کی مدت میں ایک سو نوے طلباء نے امتحان ایم اے پاس کیا اور ایک ہزار تین سو اسی طلباء نے امتحان بی۔ اے پاس کیا اور تین سو پچیس نے امتحان ایل ایل بی بی بیچلر اس تعداد کے اٹھارہ ایم۔ اے۔ اور دو سو بہتر بی اے اور اکتالیس۔ ایل ایل۔ بی مسلمان ہیں۔

ہمارے نئے نواب گورنر جنرل بہادر نے مشہور پینٹ کیسری موہن گنگولی کو جو مہابارت کے مترجم ہیں پچاس روپیہ مہینہ کی پنشن عنایت فرمائی پہلے مترجم کی اپیل پر گورنٹ بنگال نے سو روپیہ مہینہ منظور کیا تھا۔ مگر لاٹ الیگن نے منظوری نہیں دی تھی۔ اخبارات غلطی سے اس عطیہ کو کوئی تو چھپہ سو روپیہ ماہوار اور کوئی چھپہ ہزار روپیہ سالانہ تیار رہے ہیں۔

مستر آئی۔ پی۔ پراپنچے جنہوں نے اعلیٰ درجہ کا امتحان پاس کیا ہے انکو سکریٹری اسٹیٹ ہند نے دوسو روپے کا وظیفہ عطا کیا۔ یہ امر کچھ تو اسوجہ سے ہوا کہ انہوں نے ناموری و نیک نامی سے امتحان پاس کیا اور کچھ اسوجہ سے ہوا کہ اب اکیم۔ آے۔ کا درجہ ناموری و کامیابی سے حاصل کریں۔

مدراس یونیورسٹی نے حال میں چار عورتوں کو ایم۔ اے کی ڈگری دی ہے۔

اسٹریلیا کی نو آبادی وکٹوریہ کے مدارس تعلیم میں مذہبی تعلیم داخل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مدراس پریزیڈنسی کالج کا مہنار طالب علم مٹرا منی مین انگلستان جانے کے قصور میں برادری سے خارج کیا گیا۔ راجہ صاحب کو چین نے جنگی وہ رعایا میں سے ہے حکم دیا کہ مٹرا منی مین اور اس کی زوجہ کسی مندر میں بنائیں اور نہ کسی کو مین یا تالاب کو چھوئیں۔ نیز اس کے اور اس کی بیوی کے رشتہ دار کسی مندر میں بنائیں جب تک برہمن لوگ اس معاملہ میں آخری فتویٰ نہ دیں۔

مشہور شاعر روڈیرڈ کینگ کو ۵۵ ہزار پونڈ ملے تھے کہ آئندہ سطر دن کی عبارت دستخطی خود ایک دو ایک تعریف میں لکھے مگر شاعر نے انکار کر دیا اسی شاعر کو اب لارڈ کا خطاب ملنے والا ہے۔



کلکتہ سے ایک روزانہ ہندی و انگریزی اخبار شائع ہو گیا ہے اسکا سرمایہ چھ لاکھ قرار دیا گیا ہے



## یادگاری واقعات



اس میدان کے طرب انگیز و مسرت خیز واقعات میں سب سے زیادہ دلچسپ اور جاننے احسن سالگرہ اعلیٰ حضرت قدر قدرت شاہ دکن خلد اللہ ملکہ تعالیٰ عنہ الگست کو نہ صرف ریاست حیدرآباد میں بلکہ تمام ممالک محروسہ میں نہایت گرم جوشی و ہوم و دام اور بزرگ و احتشام سے منائیا گیا مختلف فرقوں کی طرف سے تہنیت نامے پیش ہوئے جنکے موزون اور مناسب جواب اعلیٰ حضرت نے دیے۔

۲۸ اگست کو آئرن بین راجپوت ہائی اسکول کا افتتاح بھدرت مسٹر ڈبلیو۔ ایچ۔ ایل۔ ایس۔ صاحب کمشنر ہوا۔

ہر ہائمنس نواب بیگم صاحبہ مرشد آباد نے ایک ہزار روپیہ راج محل کے شفا خانہ کو اور اسقدر غربا کی امداد کو مرحمت فرمایا۔

امیر صاحب والی افتخارستان نے بہ اجازت فارن سکریٹری صاحب گورنمنٹ ہند کلکتہ میں سائنس و علوم کی کتابوں کے ترجمہ کے لئے ایک محکمہ قائم کرنے اور چار انگریز بارہ ہندوستانی مترجم اور چار مولویوں کے مقرر کئے جانے کا اشتہار دیا۔

اجیر کے متصل ایک سخت ریلوے حادثہ ہوا چار مسافر جان سے مر گئے اور کئی مجروح ہوئے

دریا سے ہو گئی مین دو آگبوٹون کے ٹکڑی سید مہیانامی بچ گیا۔ انریوٹ غرق ہو گیا ۱۶  
ملاح ۳۴ فائر مین ۳۴ لشکری ۱۶ خدمتگار و ن کاپتہ نہیں۔ حضور نواب ولیہ اسے بالقابہ نے  
اظہار ہمدردی فرمایا۔

اس مہینہ مین بارش کی عام شکایت رہی قحط کے آثار نمایان ہیں۔ طاعون کا پونہ مین بڑا  
زور رہا شہر قریب دیران ہو گیا ہے۔ اکثر مشہور لوگوں نے انتقال کیا جن مین سے چندت اوتارشن  
صاحب آغا مالک اخبار نجم الملت ملو آباد۔ نواب یار جنگ محمد اکرام اسد خان صاحب رئیس کاکوی  
سابق صوبہ دار گلبرگ۔ حاجی بارون جعفر یوسف سیٹھ مشہور سخی دل ولوالو الغرم رئیس پونہ دیوان  
جوٹا سنگھ مالک اخبار آفتاب پنجاب لاہور کی اموات قابل ذکر مین ہم حومون کے اغزا و  
اقرار ب کی خدمت مین اظہار تاسف و ہمدردی کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

## ریویو

### امیرانہ و غیبانہ زندگی

یہ رسالہ پرنٹ مانک راؤ وٹسل راؤ صاحب حیدر آبادی نے مشہور یونانی فلاسفر زونون کی کتاب  
سے ترجمہ کیا ہے ادیب کے پچھلے نمبر مین پیام محبوب پر ریویو کرتے ہوئے ہم یہ ظاہر کر چکے  
ہیں کہ دعایہ پنجاب نواب ظفر جنگ شمس الملک بہادر دام اقبال حیدر آبادی اور امین  
بڑے علم دوست بین جنکی عام قدردانی نے انکی سوسائٹی کو اہل علم و ہنر کا مرکز بنا رکھا ہے،  
لائق ترجمہ رسالہ ہذا سی برگزیدہ سوسائٹی کے ایک ممبر اور نواب صاحب موصوف کے خاص  
مصاحبین مین سے ہیں اور یہ رسالہ نواب صاحب مدوح کی قدردانی علم از سر پستی اہل  
کمال کا عمدہ نمونہ ہے مکالمہ کے پیرایہ مین اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ سچی خوشی اور حقیقی  
راحت امیرون کو حاصل ہوتی ہے یا غریبون کو۔

یہ فرضی مکالمہ جزیرہ سسلیم کے ایک بادشاہ اور اوس کے درباری شاعر و فلاسفر کے باہم قرار دیا گیا ہے اور اکیس ابواب پر منقسم ہے پہلے پانچ بابوں میں ادب و خوشیوں کا ذکر ہے جو انسان کو جو اس نعم کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہیں اور آئندہ ابواب میں سلطنت کے ترقی و اور حکومت کے تفکرات جو ہمیشہ بادشاہوں کی زندگی کو تلخ کئے رہتے ہیں بیان کیے گئے ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ بمقابلہ امرا کے معمولی لوگ بڑے فرے سے اوقات بسر کرتے ہیں اور ان کا لطف زندگی امیر و ملوک و خواب میں بھی نصیب نہیں ہوتا۔ پہلے تین باب ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱ نصائح سے پر ہیں جن پر بادشاہوں کو رعایا میں ہر دفعہ نری۔ نیک نامی۔ اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے عمل کرنا ضرور ہے۔ یہ پچاس صفحہ کا بڑا دلچسپ رسالہ ہے جسکی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ چونکہ قیمت کا کوئی اعلان درج نہیں ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ شاید ترجمہ صاحب جو ریاست حیدر آباد دکن کے ایک متمول امرا اہل ہندو سے ہیں شاید علم کو مفت تقسیم فرماتے ہوں گے۔ ایڈیٹر

### امرا و جان ادا

اگرچہ ہم عام نادون کے اوس طوفان بے تمیزی کے عموماً مخالف ہیں جو فی زمانہ برپا ہوا ہے لیکن بعض صورتوں میں عام قاعدہ کے ثابت کرنے کے لئے مستثنیات لازم ہوتی ہیں اور یہ ناول ہی استثنائی قسم سے درج میں داخل ہے لہذا ہم دسکار یو یو ذیل میں درج کرتے ہیں۔

یہ ناول جیسا کہ نام پل پیچ پڑھا کر گیا ہے لکھنؤ کی لکسالی زبان میں ایک طوائف کی سوانح عمری اوسی کی زبانی ہے جس میں لکھنؤ کے طرز معاشرت کی ہر بھو تصویریں سچے واقعات اور

اصل مقامات کے بعینہ نقشتے اعلیٰ درجہ کے ستمہے مذاق کے ساتھ دئے گئے  
ہیں مصنف کا فرضی نام (Rom de plume) مرزا رسوا ہے  
ہے لیکن مضامین کی بندش الفاظ کی شستگی خیالات کی نیچرل روانی صاف صاف چکا کر  
کہہ رہی ہے کہ میں کسی بڑے قادر الکلام انگریزی دان کے قلم سے نکلی ہوں۔

لائق مصنف اپنی ہیروئن کو عجب ناز و انداز اور دلفریب طریقہ سے اسٹیج پر لائے ہیں پردہ  
اوستے ہی ناظرین کو ایک اعلیٰ درجہ کا خوشامسین لکھنوی شاعرہ کا نظر آتا ہے جس میں ہر مذاق  
کے شعرا موجود ہیں شاعروں کا کلام اذکی خوش بیانی ظرافت۔ بذلہ سخی نوک جوک۔ طرز  
غزل خوانی ہر شعر پر داہ داہ غرض کہ مشاعرہ کے کل ضروری لوازمات کو اس خوبی سے ادا کیا ہے  
کہ گویا تصویر کشی پوری ہے۔ اور فی الواقع اس مشاعرہ میں جو غزلین پڑھی گئی ہیں ان کے بعض  
شعرا جواب میں خصوصاً آغا صاحب کی غزل میں تو اکبر آباد کے مشہور شاعر کا لیغان عقلی مرحوم  
کے کلام کا لطف آتا ہے جن صاحبوں کو لکھنؤ کے مشاعرے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا  
ان کے لئے یہیں بڑا دلچسپ ثابت ہوگا اسی مشاعرہ میں بی امر اور جان آشریف لاتی ہیں کیونکہ  
وہ بھی شاعرہ ہیں اور بعد اتمام حسب فرمائش مرزا رسوا صاحب اپنی سرگزشت یا سوانح عمری  
کہہ سنا تی ہیں جس کا ہر ایک سین برگ ہائے کروٹن کے رنگ کی طرح سرسبز کے ساتھ ہر گمنامی پر دلالت  
جاتا اور نیا سماں دکھاتا ہے۔

یہ ناول مختصر قصہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ نظر غور دیکھا جاوے تو وہ نوجوانوں اور خصوصاً شہری امیروں  
کے لئے ایک گائیڈ بک ہے جو ان کو شاہراہ زندگی کے غارن گدھوں اور کھائیوں سے بچاؤ میں  
بڑی مدد دے گا اور اس فرقہ نبات الشیاطین نے جو دامن زدیر ہر شہر کے بازاروں اور گلی کوچوں میں  
بچا کر رہا ہے اس سے محفوظ رکھ لیا۔

میرٹ لے ناول میں جا بجا فی البدیہہ اور برجستہ اشعار بھی لکھے ہیں جن سے حسن زبان و دبالات

ہو گیا اور ایک ہی ندرت یہ کی ہو کہ مضمون کو شعر سے شروع کیا ہو جس سے آئندہ واقعات کی جھلک کمانی ہو جاتی  
 ہو الغرض اس دلچسپ و دلغریب ناول کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق کرتی ہیں جن صاحبوں کو اودھ کے  
 دار السلطنت کی سوسائٹی کے نوٹورڈ کینے "فیشینل مقامات" کی سیر کرنے اور لکھنؤ کی زبان کو چٹارے  
 اور غرے لینے کا شوق ہو وہ عجم قریب ہی کجکرتی مہاد یو پرشاد صاحب و بارہ رس امین آباد لکھنؤی طلبہ النین  
 بعض امور جو بہ کم مصنف صاحب کے غور کے قابل معلوم ہوتے ہیں محض دوستانہ طور پر نہایت لطیفہ بینی  
 ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ثواب چہنن صاحب کے ڈوبنے کے متعلق منفیہ پرفن تیرا کی کاہنہ نکتہ درج کی ہو کچھ شخص  
 یزرا جانتا ہے وہ اپنی توقع سے نہیں ڈوب سکتا اگر اوسکی خبر بہت (Remo te) دور جا کر صرف ۸۴ پر  
 ناول کے خاتمہ کے قریب نکالی ہے اس کی طبیعت کو ایک غیر معمولی ظہان ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ  
 اور اوجان کے مکان پر نواب سلطان صاحب اور ان کے بارہا نصاب صاحب کی جو کراہی ہوئی اور سلطان صاحب  
 بے نتیجہ مارکر لہو بیج گئے اسکو عقل منہ شکل قبول کرتی ہے کیونکہ وہ تو عذر کے بعد ہی کا غیر منینی زمانہ تھا کو تو ال کو  
 خوب قہرین چیز کا موقع تھا۔ ایک انصاف پسند اور تب طبیعت چاہتی ہے کہ اس مقدمہ کی نقیض ہوتی نواب  
 صاحب کو ہر گیسٹے جاتے کہ ذرا طواف کے گھر جائے کا فراموشی شہرین شہرت اور لوگوں کو عجز ہوتی تیرا  
 بات یہ ہو اگر ایک نہرست مضامین میں بیجا تھی تو ناظرین جس جگہ کو دوبارہ پڑھنا چاہتے اس کے نکالنے میں آسانی ہو  
 اگر فاضل مصنف صاحب مناسب جائیں تو ان امور کا طبع ثانی کے وقت لی خاطر کہیں کہ جسکی نوبت  
 ناول کی عام مقبولیت اور ہر دلغریزی کے خیال سے بہت جلد ہو پچھنے کی امید ہے۔ ایڈیٹر

گلزارِ اہستہ



یہ ہونا راجا خبر ہفتہ وار شہر لاہور سے باہتمام شیخ گلزار محمد صاحب حال میں جاری ہوا ہے۔ ترتیب  
 مضامین کے علاوہ طبی بات اس پرچہ میں میری کراؤ کی عبارت بہت شستہ اور صاف  
 ہوتی ہے کا تنقاری صفت تجارت و ملازمت ہند کے عنوان سے ایک سلسلہ نہایت

دبچپ مضمون کا شروع کیا گیا ہے جو ہر نمبر میں بمقدار ایک کالم کے دیا جاتا ہے۔ اگرچہ ایک کالم کے اس مضمون کے دو کالم ہفتہ وار کر دئے جائیں تو زیادہ مفید ہو۔ شعرو سخن کا یہی ایک کالم ہوتا ہے۔ غرض کہ من حیث المجموع یہ اخبار بہت اچھا ہے۔ پنجاب کے اکثر اخباروں میں یہی اسکی تالیف کی ہے اور اسکے لئے یہ کچھ کم تر کی بات نہیں ہے کہ جو دہوین صدی جیسے معزز اخبار نویس کا ایک مضمون بعضیہ منقولات شائع کیا ہے قیمت گو عرصہ سالانہ معطل ڈاک۔ اخبار کی خوبیوں کے مقابل میں کچھ یہی نہیں ہے۔ مگر پڑا افسوس یہ ہے کہ یہ ہونہار پرچہ ایسے وقت میں جاری ہوا ہے کہ چار طرف سے قحط نے ملک کو گھیر رکھا ہے اور یہی سہی پبلک کی ہمت توڑ دی ہے حافظ حقیقی جو ادب زانسی اسکو محفوظ رکھو۔ ایڈیٹر

### رفیق ہند کا دوبارہ اجرا

بڑی خوشی کی بات ہے کہ پنجاب کا یہ مشہور اخبار اب اکتوبر سے جاری ہونے والا ہے۔ رفیق ہند کو تھل ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب چٹپی کا نام نامی اخباری دنیا میں بڑی عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور جو خدمات ملکی و قومی آپ نے سابق اشاعت کے زمانہ میں کی ہیں انہیں اللہ شمس میں مولوی صاحب نے بڑی ہمت اور ادا لوالہ الغری سے پہلوی قومی خدمت کا طیر اڑھایا ہے خدا اوکو اونکے نیک ارادوں میں کامیاب کرے۔ ایڈیٹر

### اشتہارات

#### انیس ہند کی حبیبی گٹری

نئی قسم کی نہایت خوش وضع مضبوط ٹپیک وقت تیلانیوالی سٹی گٹری ملک سوئیٹر لینڈ کے ایک مشہور کارخانہ سے جو فی الحقیقت گٹری کیلئے ٹپیک سال ہر یقین کی خواہش پر اب چوتھی بار تیار کر کے نکلائی گئی ہے اسکے پرے مضبوط اور پائیدار ہیں چال کی درست اور نفیس ہیگر ٹپاک کے درمیکن نہیں جاسکتے بہت چمکدار نہایت خوبصورت موزوں ساڑھے ڈائل پر لکھنوی میں انیس ہند میرٹھ لکھا ہوا ہے سیکند کا حلقہ بھی اس میں موجود ہے اس کا ہر حصہ جدا جدا طور پر آڑا یا گیا ہے۔ گارنٹی دیوال قیمت بجلی معکم سے پورے پیر دی گئی ہے محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار (المصنف تھل) نیچر انیس ہند میرٹھ



صدای ہند بک یا بختی لاہوری چند مفید اور

## دکچسپ کتابیں

یون تو اس بک یا بختی کے ذریعہ سے ہر ایک قسم کی فارسی عربی  
اور دواگریزی ہندی۔ اور ہر ایک مذاق کی کتب ہم پہونچانی جا سکتی  
ہیں لیکن ذیل میں صرف ان چند تفصیف کتابوں کا نام قیمت  
بلا حصول ڈاک وچ کیا جاتا ہے جو سب سے اپنی مقبولیت کی ہوا  
بکی پہونچ جاتی ہیں۔ ایک روپیہ سے کم مالیت کی کتب دیلجی پہونچ  
منگلانی فصل ہیں۔

یادگار سعدی سعدی کی سوانح غریب اس کو صرفیہ نمونہ  
گلستان و بوستان کی جدید حکایات کا خلاصہ قیمتی نصاب اور معنی  
شاعری کا علم سلیس اور زبان میں دینی اور روحانی بیانات کا دیا  
اخلاق اور دانشمندی کا خزائن جس پہونچ راہ کو اپنے پیش قیمت  
ریو لوگ ہیں قیمت و بیچہ دی پی (پہونچ) ۷  
شاہنامہ ہند میر تقی میر سے لیکر بہادر شاہ ظفر کے  
حالات جو ہر ادب اور پیشہ کے رگوں پر جبکہ بہادری کے شاہکار  
حکم سے شاہانہ انداز میں لکھی فارسی نظم میں تیار کیا۔ اور ایک  
تیری کتب خانہ سے لیکر چھاپا گیا ہے ۷  
تاریخ دربار لاہور ۱۸۹۲ء سے ۱۹۰۷ء کے دربار  
دربار کی مفصل کیفیت و ایسے اکا اور ان کے خاندان کی گزری  
نقصت گزرنے پر پنجاب و مشہور دلیان ریاست کی مختصر و  
مقبول صرف لکھ کر ملے ہیں معلومات کا گنجینہ ۷  
گلشن سخن داغ جلال۔ امیر احسان۔ یاس وغیرہ  
ایسے مشہور منتخب استادوں کے کلام کا انتخاب علم سخن  
پہونچانی شاعری کا مایہ ناز ۷  
کلید دیوان گری راجہ تانکے صاحب استون کی مریدانہ  
تحریر کا بے تحاشہ استاد حصول ملازمت و تعلق تجارت کا

اور نایاب ذریعہ ۷  
اسمعیل شریف حضرت غوث اعظم کی تصنیف

اور وظیفہ قبولیت اور خیر و برکت کا گنجینہ رسالہ ہے اور ان

کی جلد عائدیں معصیہ ۷

مرقع اسلام اسلام کی کمالی ذوالی اور موجودہ حالت

کا دلہ و زونو ۷

راز نہمان حسن عشق۔ جوش خیزنگ طلسم مری۔

غرضکہ دنیا و دنیا کے نقشہ مجاہدہ سلامت پہونچ راحت

کی تصویر ۷

حرمان نصیب۔ درد اودق کی دوسو داستان

دوستوں اور شہ داروں کی روپی کار و رویان عین محبت

طلح لالچ کے دوہرے دوہرے سین حسرت تمام کا سچا ٹوٹو

ڈیٹنگ ناو لون کار و ح روان ۷

نا کا ہم حسین مینیکل کانچ لاہور کے ایک ہونا طالعلم

کی تالیف و عشق کا میون کو دلچسپ پیرا میں ظاہر کیا گیا ۷

جنتلین۔ ایک فرسٹ کلاس جنتلین کی گزشتہ دینی اور لکھی

سوسائٹیوں کے حالات انگلش اور سنو عشق و محبت کے جذبات

آل انڈیائی اور عاقبت عینی کے نتائج اور طریقہ مذاق کا خزائن

گرویش ایام مصنوعی جنتیں اور جالبانان رقابت اور اپات

بجز مول گندم مائی جو فوشی برک لوگوں کی ظاہری و باطنی زندگی

مستزخانہ لون کی تباہیان زندگی و موت پر اثر ہیں ۷

کلاب کور۔ بیوہ کے کی شکلات۔ برلری رشتہ داری کے

خانات سوتیا داہ اور داد ہون پو چار یوں کے حالات۔ پاکیزہ

و محبت کے عجیب و غریب نظارہ کا میون کا میون کی روفا ہندی کی ہون

بڑا پے کی شادی نہیں کی پڑا بدل سبلاؤ کا نیا

تمام درخواستیں بقیت نقد یا بجاتر دیلیو کی لیل و نین

نیو صدی ہند بک یا بختی لاہور کے نام کی چاہیں

# ادب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۹ بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء جلد ۱

## فہرست مضامین

۱	جیا لوجی (علم الارض) مولوی مزار محمد علی	۵	عجائبات عالم منصف ایڈیٹر
	مہربان دی جیا لوجیکل سوسائٹی لندن - کمنٹر	۶	صنعت و حرفت - " {
	محکمہ مردم شماری حیدر آباد و کون - - - ۳۲۷		ایجاد و اختراع وغیرہ " {
۲	مادہ کی حقیقت مولوی محمد بنو غلام حسن	۷	علمی نوٹس وغیرہ " {
	کالینج . . . . . ۳۳۲	۸	یاوکاری واقعات " {
۳	اسلام کی کثرت ازدواجی پر یورپین ✓	۹	ریویو - - - از ایڈیٹر - ۳۴۳
	فاضلون کی رائیں - منصف ایڈیٹر ۳۲۶		(۱) البراکہ . . . .
۴	نورجہان کا فرار (پچل نظم) بابو درگا سنگھ		(۲) برکات فیضی ۳۴۹
	سردار جہان آبادی . . . . . ۳۲۹		(۳) تفسیح . . . ۳۶۷
زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکبر آبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی			

مطبع منصف اگرہ میں بہ تمام محمد قادر علی خان فی چکر

مقام فیروز آباد ضلع اگرہ سے شائع ہوا۔

رحمت منصفہ ڈاک عام شائقین سے ہے امر سولہ دلیان مکے علیہ السلام

## ادیب کی قدروانی

کسی گذشتہ نمبر میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ادیب کی قدروانی طبقہ رسوا و امراء سے ہندوین ہی شروع ہوگئی ہے چنانچہ علّامین عالیجناب نواب بہاؤ آف مرشد آباد نے جن قابل قدر الفاظ میں ادیب کی خریداری منظور فرمائی ہے وہ کمال شکر کے ساتھ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

میر امانت علی صاحب ریشتری ریاست مرشد آباد تحریر فرماتے ہیں: آپ کا رسالہ علمی میگزین سہی ادیب اگرچہ ماہ جنوری ۱۸۹۹ء سے شائع ہوتا ہے مگر بلاخطہ حضور عالی متعالیٰ اقتشام الملک رئیس الدولہ امیر الامراء سید حسن علیخان بہادر مہابات جنگ جی سی۔ آئی۔ اے نواب بہاؤ آف مرشد آباد

والم اقبال گذرا ہے کہ مضامین رسالہ مذکور از بس دلچسپے دل آویز ہیں لہذا ایضا قدروانی منظور نظر فرمایا اترے گا آپ میں ابتدا کے جنوری ۱۸۹۹ء لغایت ماہ روانہ جس قدر رسالہ مطبوع ہو کر شائع ہو چکے ہوں تمام وہ محکمات کا ہر بنام نامی و اسم گرامی حضور عالی ارسال کر کے شکر کیجئے اور آئندہ سے رسالہ مذکور برابر ارسال فرمایا کیجئے زچہ بشر قیمت اعلیٰ بطور شکر آپ

کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں بنام نامی حضور عالی جڑ زمین مندیج فوکر رسید عنایت کیجیگا۔

علاوہ ان میں عالیجناب راجہ راج سری راجیشور پرشاد سنگھ بہاؤ والی ریاست سوچ پورہ علاقہ بنگال نے بھی اس ناچیز کو چھ کی خریداری بلا تحریک غیر سے منظور فرما کر عزت افزائی فرمائی اور عالیجناب خواجہ محمد عبدالرحیم خان صاحب برادر زادہ عالیجناب نواب خواجہ سر احسن الدخان بہادر مشہور فیاض رئیس شہر ڈاکہ نے بہ کمال قدروانی ایک معقول رقم رسالہ کی توسیع اشاعت کے لیے مرحمت فرمائی جس کا شکر یہ تہ دل ہی ادا کیا جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ ہمارے ملک کے دوسرے رئیسوں اور اعیان کے دلون میں ہی ایسا ہی علمی مذاق اور علمی کاموں کی سرپرستی کا شوق پیدا کرے آمین ثم آمین۔ شکریہ معاونین

ادیب کے قدیم مرید جناب بیٹی شہبازم صاحب رئیس جہانگیر پورہ شہر شاد شکر ادا کیا جاتا ہے جنون نے اس مہینہ میں ہی ایک خریدار جدید ہم پہنچا کہ چندہ پیچگی سے رسالہ کی اعانت فرمائی۔ صاحبہ صوف کا نام

مر نامہ: یہ سچ۔ جناب سہارا پورہ قاضی صاحب نے یہ خطکے نمبر ہی کیسے خطبہ لارہندی بنیاد۔

# ادب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین



نمبر ۹ بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء جلد ۱

## جیاولوجی یعنی علم ارض



(از مولوی مرزا مسدیح خان اکبر میر آف دی جیاولوجیکل سوسائٹی لندن کشر مجلہ دوشماری ستمبر ۱۹۰۰ء)

### مقدمہ

لفظ جیاولوجی مشتق ہے جیو اور لوگاس سے۔ جیو یعنی ارض اور لوگاس یعنی بیان پس جیاولوجی اُس علم کا نام ہے جسکے ذریعہ سے کہ ارض کی حالت اور تاریخ کو تحقیق کر سکتے ہیں۔ اس کہ کے ابتدائی وجود سے ہوتا رہی ترقی آئین ہوتی گئی ہے اور انقلابات بخلاف فیانی سے جو اعمال متعلق پائے گئے ہیں وہ سب امور اسی علم کے ذریعے سے حل ہو سکتے ہیں۔ وہ انقلابات جسکے ذریعہ سے مختلف اقالیم اور مختلف ممالک اور خطے بنے ہیں اور ان نواحی اور ظروف کی ہیئت موجودہ اور جن مواد سے وہ مرکب ہیں۔ اور پہاڑ اور درے اور اونکی تراش و خراش۔ ان سب امور کو جو وہ واسطہ اسی علم کے ذریعہ سے ہم پر نظر اور درک کشف ہو سکتے ہیں۔

اس علم کو نہایت درجہ کی وسعت حاصل ہے۔ اس میں منفصلہ مواد غیر آلیہ

دان اگر گائیک) سے بحث ہوتی ہے بلکہ اس کے وسیلہ سے یہ ظاہر کیا جائیگا کہ زمانہ  
حالیہ کے انواع حیوانات و نباتات ایسے حیوانات و نباتات کے مشتق ہیں جو زمانہ قدیم میں صفحہ  
زمین پر سکونت رکھتے تھے مگر صورت شکل میں ان سے مباہنت تام رکھتے تھے۔ اس کو وہ اولاد  
سکینین میں جو جو ترقیات مختلف زمانوں میں واقع ہوئی ہیں ان کو جیاولوجی کے وسیلہ سے استنباط کر سکتے  
ہیں۔ ابتدائی نظریہ نفس حیوانی و نباتی سے آہستہ آہستہ اقسام و انواع کے حیوانات و نباتات  
اس کو پیدا ہوئے ہیں اور ازمنہ متوالیہ ماضیہ کے ہر زمانہ میں ان کی کیا حالت رہی ہے یہ  
سب باتیں اسی علم کی وساطت سے دریافت ہو سکتی ہیں۔ اور اگرچہ ان کی باقیات اور آثار قدیمہ  
ہم تک بطور ناقص پہنچے ہوں تاہم ایک بہت بڑا ذخیرہ اس وقت ہمارے پاس موجود ہے  
جس سے ہم اس کو وہ کی تاریخ حیات کو مرتب کر سکتے ہیں۔ حیوانات و نباتات موجودہ کا انتشار  
جغرافیائی یعنی صفحہ ارض پر ان کا پھیلنا جیاولوجی شہادتوں سے قریب انہم ہو سکتا ہے  
اور خود انسان کی تاریخ بھی ان ہی ذرائع سے تحقیق ہو سکتی ہے۔

ایسے وسیع علم کے ثبوت کے لیے اقسام کی شہادتیں درکار ہیں اور اس لیے ایسے  
ماہذون سے کمک لینا پڑتی ہے جو بادی النظر میں بے ربط اور غیر متعلق نظر آتے ہیں مگر  
یہ بات مسلم ہے کہ حاصل دو کچھ علوم کو اس علم کے ساتھ ایک خاص ارتباط ہے۔ اس  
کو کہہ کی ابتدائی حالات کی تحقیقات کے لیے ہیئت قانون سے استفادہ لازمی امر ہے۔ اور  
بعض اوقات حکمائے طبعی سے مواد و قوا کے متعلق مدد لینا ضرور۔ علمائے کیمسٹری کے  
تجربیات ہی اس علم کے مشاہدات و تشریحات میں بہت ہی نکار آمد ہوتے ہیں اور علم حیوانات  
و نباتات کا جانتا بھی ایک انہم امر ہے کیونکہ صفحہ ارض مواد حیادی و نباتی و حیوانی کا مجموعہ ہے۔  
ہرچند علم جیاولوجی میں بے تکلف ہر صیغہ اور ہر علم سے کمک لیگنی ہے لیکن اس علم کا خاصہ کہہ افر  
کا حجری ڈھانچا ہے جیاولوجی کی تاریخ چند چیزوں پر مبنی ہے۔ اول وہ مواد جو اس ڈھانچے

کی ترکیب میں شامل ہیں۔ دوم اون مواد کی ترتیب و ترکیب۔ سوم وہ اعمال جو اس کرہ کی ساخت و تعمیر میں عمل کئے ہیں اور جو تغیرات کہ ان اعمال سے بالانفراد واقع ہوئے ہیں۔ چہارم وہ انقلابات عظیم جو کرہ ارض پر واقع ہوئے ہیں جنکا پتہ ان مواد سے چلتا ہے پس جیاجسٹ کا کام یہ ہوگا کہ ان مواد متغیرہ قدر کو اسطرح پر مرتب اور مشتمل کرے کہ کرہ ارض کی تدریجی ترقی اوس سے ظاہر ہو۔ اشنائی تحقیق میں اوس پر یہ بات ظاہر ہو جائیگی کہ نیچے کے طبقات پہلی انا زمان مدت اون طبقات سے زیادہ تر قدیم ہیں جو اون سے اوپر کی سطح میں واقع ہیں۔ بعض مواقع میں زمین کا ایک طبقہ کسی قدیم سمندر کی تہ پر پایا جائیگا جسکا جو وصف و علامات سے مستنبط ہو سکتا ہے۔ اور پراسی طبقہ پر یہ بات ظاہر ہوگی کہ کسی مابعدیہی زمانہ میں اسے کوئی دریا بہتہ تاجسکی تہ کے مواد رسوبی سے اوس دریاچہ کے وجود کا ثبوت مل سکتا ہے۔ اور پراسی سطح پر اس سے جدید تر زمانہ میں کسی دریائے شور کا وجود متحقق ہوگا جہاں گونگون اور دریائی جانوروں کے آثار موجود ہیں ان طبقات میں جو بمنزلہ طبقات تاریخی کے ہیں برالکین یعنی کوہ ہائے آتش فشان (جوالاکی) کے آثار و علامات نظر آئینگے جو کسی زمانہ میں موجود تھے اور جنکا وجود مواد مذاب یعنی پگھلے ہوئے مادہ اور برالکین خاکستر سے مستنبط ہوگا۔ بعض اوقات ان طبقات کی سطح پر چھوٹے چھوٹے گڑھے نظر آئینگے جو بارش کے فطرات کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں اور مٹی میں ایسی شگاف اور دراہین دکھلائی دینگی جو سبکی ہوئی مٹی میں تابش آفتاب سے بڑکنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہوں۔ بالجمہ یہ آثار و علامات صفحہ زمین پر اس طرح پر نقش ہیں کہ اونسے اُس زمانہ کے حالات جغرافیائی کا حال بخوبی منکشف ہو سکتا ہے گو اون حالات کو زمانہ موجودہ کی حالات جغرافیائی سے کوئی نسبت نہو۔

پس ظاہر ہے کہ جیاجسٹ اپنی تحقیقات کو زیادہ تر ایسے آثار پر مبنی کرتا ہے جو ازمنہ قدیمہ کے حیوانات و نباتات سے باقی اور زمین کے طبقات میں مدفون ہیں اور انہی ذرائع سے

تغیرات جیابھی کہ جو بلحاظ توالی زمان واقع ہوئے ہیں۔ دریافت اور تحقیق کرنا ہے۔ انسانی تحقیقات میں اس پر یہ امر کشوف ہوگا کہ ان آثار و باقیات آئیدہ دارگانیک سے خاص خاص واقعات ماضیہ کا پتا ملتا ہے۔ اور اسے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ ان طبقات کے سلسلوں کی ہر ایک قسم کسی زمانہ میں ایک خاص قسم کے حیات کی سکون وادار ہی ہے اور اسی وسیلہ سے مختلف ملکوں کے مائل طبقات میں مناسبت باہمی اور شاہت کو دریافت کر لیا جاوے اور طبقات کے ہر مانی یا اونکے حالات کی یکسانی کی دلیل ہیں اور بلحاظ ادون حالات کے اور طبقات کو ایک دوسرے کے ساتھ تطبیق دیا۔ کہی ریلی زمین کے طبقات میں بڑے بڑے جانوروں کی ہڈیاں اور کوئلہ کی ٹینگیں اور کبھی کبھی سمندر کی تہ پر جو اس وقت بالکل خشک ہے فوسفورنگے گہرے دھاتوں کے ٹینگے۔ کہی کسی جوبنے کے طبقہ میں مرجان اور چھوٹے کرینیداؤں کے نظر سے گزریں گے جو وہیں اپنی زندگی بسر کر کے بعد مرچیکے وہیں اپنے ڈھانچے چھڑ گئے ہیں۔ اور کہیں پرانے درختوں کی جڑوں اور پیروں کو زمین کے کسی طبقہ میں مدفون پائے گا جو معدنی کویلے کی طرح تھج ہو گئے ہیں۔ کہیں اشجار کے گوند میں مکسوں اور مچروں اور دوسرے حشرات الارض کو جکڑے ہوئے پائے گا۔ جہاں وہ اشجار زمانہ قدیم میں نشوونما پاتے تھے۔ اور کہیں پندون اور چرندون کے پیروں کے نشان کوٹس کی سطح پر دیکھے گا جو اس زمانہ میں موجود تھے۔ بہر حال اسی قسم کی شہادتوں سے جیادرجہ تک انہی تحقیقات میں مکمل ملتی رہیگی۔ اور انہی ذرائع سے اوسے ظاہر ہوگا کہ ازمنہ سلف کے ہر زمانہ میں اس کرہ کی سطح کن انواع و اقسام حیوانات و نباتات کی سکون وادار ہی ہے اور نیز یہ کہ وہ سطوح کن تغیرات سے متاثر ہوئے ہیں۔

یہ امر ظاہر ہے کہ ایسے علم کی تحقیق میں جی بنا ایسے مختلفہ الاقسام مواد پر مبنی ہے لازم ہے کہ علوم طبیعی کے سب شعبوں سے پوری پوری واقفیت ہو اور جہتہ ہر ای معلومات علوم طبیعی کے متعلق زیادہ ہوں اور سیدہ سہولت کے ساتھ صحیح نتائج کا استخراج ہی ممکن ہوگا۔ بالخصوص یہ کہ

لازم ہے کہ ان تغیرات سے پوری طرح پرواقف ہوں جو فی زمانہ صغفہ زمین پر واقع ہوتے ہیں اور روز بروز سطح زمین کی ہیئت و صورت کو بدلتے جاتے ہیں۔ علاوہ اسکے حیوانات و نباتات موجودہ کا علم ہی ضروری ہے کیونکہ ممکن ہے کہ انکے آثار پہاڑوں کے شکافوں میں یا دریاچہ اور سمندر کی تہ پر یا کسی دریا یا ندی کی گز گاہ میں مدفون پائے جائیں اور اگر ہم ان حیوانات کی وضع زندگی اور خلق سے واقف ہوں تو نہایت آسانی کے ساتھ زمانہ سلف کے حیوانات کی وضع زندگی کی حقیقت بھی دریافت کر سکیں گے۔

ایک عام قول ہے کہ حالات موجودہ زمانہ سابق کے حالات کی کنجی ہے اور یہ قول علی العموم قریب صحت ہے کیونکہ اس زمانہ کے حالات و تغیرات کا جائزہ بیشک حالات سلف کی دریافت میں بہت مدد دیتا ہے لیکن اس علم حالات موجودہ کو بری احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ اس مغالطہ میں نہ پڑیں کہ جو تغیرات سابق میں واقع ہوئے ہیں اسی وضع و طریقہ پر واقع ہوئے ہوں گے۔ اگرچہ نوعیت ان تغیرات کی وہی ہے مگر انکی کمیت و ضعف و شدت میں بڑا فرق ہے اور جہاں تک کہ مشاہدہ سے محقق ہوا ہے وہ یہ ہے کہ سابق میں جو تغیرات نہایت شدت سے واقع ہوتے تھے وہ اب نہایت دبیہ اور ضعیف کے ساتھ وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

اگرچہ کرۂ ارض کو شش کروہان تک کہ ہمارا دسترس ہے ملاحظہ کریں تو دیکھیں گے کہ اسکا تاریخی سلسلہ منظم و مسلسل اور کامل نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ اس طرح کے متفرق و پراگندہ مواد سے علم ارض کی مسلسل و منظم تاریخ کی تدوین و ترتیب ممکن نہیں کیونکہ ان مواد کو جن پر اس تاریخ کی بنیاد قائم ہو سکے زمانہ کے موجودہ اور انقلابات کے طور پر سطح ارض پر سے معدوم و مٹھو کر دیا ہے۔

ہم اس مضمون کو اب ذیل میں منقسم کرتے ہیں اور ہر باب میں متعدد فصول ہو گئی۔



باب اول۔ اعمال جیاجوی ہونی زمانہ جاری ہین۔

باب دوم۔ بعض حقائق جو اس کرہ کے قشر میں مشاہدہ ہوتے ہین۔

باب سوم۔ قشراض کے بنال تاریخ جو بعض حقائق و واقعات سے منبج ہے جو اوس پر مشاہدہ ہوئے ہین اور جنکی تعمیر و تاویل اعمال جاریہ سے کی گئی ہے۔

(باقی آئندہ)

## مادہ کی حقیقت

(منورخان۔ سیکٹڈ ماشٹرن ٹل اکول کالگنج کامضربن)

نیچرل سائنس نے انسانی خیالات میں ایک عجیب تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ بلندی و پستی کا موازنہ کر کے انسان کو نڈر اور آزاد بنادیا ہے۔ وہ زمانہ نہیں رہا جب کسی ایک شخص کی دلیہ بات لاکھوں دلوں کو مستخر کر لیتی تھی بلکہ اب روشنی اور تحقیقات کا زمانہ ہی جیمن کلم کلام مخالفت اختلافات۔ اعتراضات۔ اور بحث کی بدو سے نفس مطلب کو معلوم کر سکتے ہین۔ اب مہان اور زمین کا زمانہ نہیں رہا بلکہ حقیقت تک پہنچنے کے لیے قوی اور سچے طائل صابرانہ تحقیقات اور علم کی ضرورت ہے۔ گرنیچرل سائنس کا وجود پہلے ہی تھا اور اوسکے جاننے والوں میں اختلاف رائے بھی تھا مگر اب حالت ہی اور ہے۔ اگر ہم اختلافات پر بحث اور رائے زنی کریں اور گذشتہ اور موجودہ خیالات کا موازنہ کر کے کوئی سین وکلام ناچا ہین نوا سنے مشتاق ناظرین کو ایک فرحت بخش باغ سے اوٹھا کر وحشت انگیز ویرانہ میں لجا دیں گے۔ ہمارا مقصد صفا حکمران کو فائدہ پہنچانے اور اردو زبان کے علمی خزانہ کو ترقی دیکر اوسکو مایہ فخر بنانے کا ہے اس لیے مادہ کی نسبت چند باتیں پیش کرنا چاہتے ہین۔

ہماری بیماری اردو زبان علوم و فنون سے بے بہرہ ہے اس لیے اوسین اس قسم کی

اصطلاحات بالکل نہیں ہیں گو اب بہت سے ملکی اور قومی شہ خواہ مختلف علوم و فنون کے مسائل و اصول کو ترجمہ اور جدید تصانیف کے ذریعے اوس میں منتقل کر نیکی کوشش کر رہے ہیں امید کہ چون جوں اوس میں ترقی ہوگی اصطلاحیں ہی مقرر ہو جائیں گی پس ہم نے ہی اس مضمون میں چند اصطلاحوں سے جو ہم پہنچ سکیں کام لیا ہے اور کچھ اپنی طبیعت کے گہری ہیں۔

### مادہ کی تعریف اور تقسیم

قبل اسکے کہ ہم کچھ لکھیں ہم کو مادہ کی حد قائم کرنا چاہیئے۔ مادہ وہ ہے جو قابل تقسیم قابل احساس۔ غیر فانی۔ غیر موثر۔ جسم۔ مشکل۔ حرکت پذیر۔ حرکت اور حرارت رکھنے والا ہو۔ جسمین قوت جسمات۔ تناسب۔ مساحت۔ خواص اور شمش ہوں کا

جن اجزاء سے آفرینش مرکب ہے وہ حالانکہ غیر فانی ہیں مگر ان کے باریک ٹکڑے ہو سکتے ہیں جو سالمات کہلائے جاتے ہیں یہ اجزاء جنکو عناصر ہی کہہ سکتے ہیں۔ ٹوٹ سکتے۔ تقسیم ہو سکتے اور دوسری شکل میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ بعض منتشر ہو سکتے ہیں۔ جیسے خوشبودار چیزیں۔ بعض گھل سکتے یا حل۔ سکتے ہیں جیسے گوند۔ بعض آمیز ہو سکتے ہیں جیسے دھات اور بعض تعلق یا خاک ہو سکتے ہیں جیسے کاغذ اور ان کے ذرے اس قدر باریک ہو سکتے ہیں کہ نہ آنکھ سے نظر آسکتی ہیں نہ بہترین قوت لاس سے محسوس ہو سکتے ہیں۔ مگر تاہم یہ ذرے پہلے کی طرح موجود رہتے ہیں اور تقسیم ہو سکتے ہیں۔ ایک بہترہ کانکرڈ اور ان کے ٹکڑے اور ٹکڑوں کا اٹاکرڈ اور مگر سہر ہی بڑا فرق تقسیم ہو سکتا ہے۔ مشک کا ایک دانہ بیس برس تک کمرے کو معطر رکھ سکتا ہو مگر وہ کاغذ یا قابل احساس وزن کم نہ ہو گا حالانکہ خوشبودار باریک ذروں سے اتنی ہے جو مشک سے نکل کر کمرے میں پھیل جاتے ہیں۔ خشکی ڈلی جس سے چاہ کا پیالہ میٹھا ہو جاتا ہو تقسیم ہوتے ہوئے کل پہلا زمین منتشر ہو جاتی ہے۔ ایک گرین سرخ رنگ کے ایک گیلن پانی

رنگین ہو جاتا ہے یہاں تک کہ رنگ کے سالمات پانی کے ہر ذرے میں نظر آتے ہیں  
 پلاٹینم اور چاندی کے تار انسان کے بال کی طرح باریک کپنچ سکتے ہیں۔ سونے کے پتر اتنے  
 باریک بن سکتے ہیں کہ ایک گرین پریک ایک انچہ کی موٹائی کی برابر ۲۸۲۰۰ پتر رکھ لئے جائیں  
 مگر ایسے مکمل اور نفیس اگر ایک پتر کسی چیز پر رکھ دیا جائے تو بالکل اصلی سونا معلوم ہونے لگے۔  
 مادہ ایسے سالمات میں تقسیم ہو سکتا ہے جو عقل و فہم سے بعید ہیں اور یہ خاصہ تقسیم کھانا اور  
 جس مادہ میں ادبوری اور پینچے کی سطح ہو تو مادہ کی تقسیم غیر محدود و کمالی جاتی ہے۔

### مادہ غیر فکری اور غیر موثر

اگرچہ پتہ کا انا کر لیا جائے۔ کڑی بل جائے۔ سیسپل جائے۔ پانی او بلا جائے تاہم  
 اجزا کم نہیں ہوتے ہیں۔ جسے اس کی شکل یا علت صوری بدل جاتی ہے مگر فنانین ہوتی۔  
 بات یہ ہوتی ہے کہ پتر کی خاک باقی رہ جاتی ہے۔ کڑی کی خاک اور وہاں رہ جاتا ہے۔ سیس  
 قیق یعنی سیال ہو جاتا ہے۔ پانی بخار یا بپ ہو جاتا ہے۔ جہاں کی تمام چیزیں کپل جاتی۔  
 مل جاتی۔ پگس جاتی یا اونکی شکلیں بدل جاتی ہیں لیکن انسان کا علم اور اونکی طاقت مادی و فنی  
 کے ایک ذرہ کو ہی نیست و نابو و فنانین کر سکتی۔ یہ سلسلہ ہی آج کل مسلم ہے کہ مادہ فنانین  
 ہو سکتا۔ جو تورات نظر آتے ہیں وہ صرف یہی ہیں کہ اونکی شکلیں بدل جاتی ہیں مثلاً پاؤں  
 نیل کو جلاؤ تو جلتے جلتے ختم ہو جائے گا مگر فنانین ہو گا۔ تیل کے اجزا ہوا کے آگے  
 کے ساتھ ملکر کچھ تو اکسائیڈ اور کچھ پانی میں مل جاتے ہیں۔ اور اگر کسی مادی ترکیب کے اونکو پھر  
 جمع کیا جائے تو تیل کی مقدار اور مین سے جدا ہو کر پوری ہو جائے گی۔ ہر چیز صرف ظاہری  
 طور پر فنا ہو جاتی ہے یعنی ایک شکل سے دوسری شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ادا سطح مادی

چیزیں جو کہی موجود اور کہی معدوم نظر آتی ہیں اصل میں ایک وجودی حالت سے دوسری وجودی حالت میں آجاتی ہیں ورنہ نہ کوئی چیز عدم سے وجود میں آتی ہے اور نہ وجود سے عدم میں جاتی ہے۔ مادہ کا یہ خواص یا خاصہ غیر فانی کھاتا ہے۔

مادہ جگہ کو گہیرتا ہے۔ کوئی وہ چیزیں ایک ہی جگہ نہیں گہیر سکتی ہیں۔ ہم ایک پتھر دو سرے میں یا دوسرا تیرے میں ہو کر نہیں نکال سکتے۔ ہم ایک سالہ کی عکبہ کو دو سالہ سے نہیں گہیر سکتے یہ ممکن نہیں کہ مادہ کا ایک حصہ اس جگہ میں ہو کر نکل جائے جو دوسرے حصہ سے گہری ہوئی ہے۔ ایک گلاس جو خالی معلوم ہوتا ہے ہمارے برابر ہوا ہے۔ اگر اس میں پانی بھرا جائے تو پانی ہوا کو علیحدہ کر دیتا یا نکال دیتا ہے۔ اگر ہم اس پانی میں ایک پتھر کا ٹکڑا ڈالیں تو پتھر کی جسامت کے موافق پانی گلاس سے نکل جائے گا۔

اگر باہری کے کسی تختہ میں ایک کیل ٹھوکی جائے تو کھاتا ہے کہ کیل لکڑی میں گس گئی۔ لکڑی تختے کے کچھ اجزاء کو علیحدہ کر دیتی یا ہٹا دیتی ہے یعنی کچھ اجزاء کو دوسری طرف جمع کر کے سمٹ جسم یعنی جامد شے کی واسطے جگہ کر دیتی ہے۔

بعض وقت مادہ کے ذرات بہت پاس پاس اکٹھے ہو جاتے ہیں جب جبت اور تانبا علمی و یا مستشر کئے جائیں زیادہ جگہ گہیرتے ہیں بہ نسبت اسکے کہ جب پگھلا کر او کو بیٹیل بنایا جائے جب ٹکڑا گسل جاتی ہے تو اس کے قریب جسامت میں کوئی ظاہر از یادتی نہیں ہوتی کیونکہ اس کے اجزایاں شے کے اجزاء میں ساکن ہو جاتے ہیں اور اس طرح کم جگہ گہیرتے ہیں بہ نسبت اسکے کہ جب علیحدہ کی یا نکالی جائے۔ مادہ کا یہ خاصہ غیر موثر کھاتا ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ ایک شے دہی جگہ نہیں گہیر سکتی جسکو دوسری گہیرے ہوئے ہے یعنی وہ چیزیں ایک ہی جگہ نہیں گہیر سکتی ہیں۔

## مادہ کی کشش



کشش کے معنی ایک دوسرے کو آپس میں کھینچنے کے ہیں۔ بچے کی ہر شے دوسری شے کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اسی قانون یا قاعدہ کے موافق دفعوں پر پتے بنتے ہیں۔ سمندر میں پانی بہتا ہے۔ ذی روع مخلوق دنیا میں رہتے ہیں اور خود زمین قائم ہے۔ جب سالمات ایک دوسرے سے اس طرح مل جاتے ہیں کہ ایک ذات ہو جائیں تو یہ کشش کشش اتصال کہلاتی ہے۔ اسی کشش سے بہت سی مفود اور کرب تیز ہیں ٹھوس حالت میں پائی جاتی ہیں۔ اگر تم کسی مفود یا کرب چیز کے کسی جامد ٹکڑے کو توڑنا چاہو تو بقدر قوت کشش اتصال کی اس ٹکڑے میں موجود ہے اور یہ قدر تم کو بھی اس کے توڑنے میں صرف کرنا پڑے گی کیونکہ جب تک سالمات ایک دوسرے سے قریب نہ ہوں گے کشش اتصال اپنا اثر نہیں کرتی۔ اگر تم کسی ایسے ٹکڑے کو توڑنا چاہو تو کمال جانے لگا کہ ستاری طاقت اور سپر غالب آگئی۔ اگر تم کو جس کے ایک ٹکڑے کو لیک یا ایک پیس ڈالو تو تمام سالمات میں ایک دوسرے سے جدا ہو چکی وجہ سے کشش اتصال باقی نہیں رہے گی اور وہ ایک دوسرے کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکیں گے لیکن اگر تم اس برادہ کو کسی برتن میں رکھ کر آگ پر لگھلاؤ تو وہ بانی کی شکل ہو کر ہوا سے سرد ہو جائیگا اور اس کے سالمات اس قدر قریب ہو جائیں گے کہ کشش اتصال اون میں اپنا اثر کرے گی یعنی یہ کشش اون میں عود کر آئے یا پیدا ہو جائے گی اور کل سالمات مل کر رہے ہوں گے ایک ٹھوس ٹکڑا ہو جائیں گے۔

وہ کشش جس سے تمام مادی چیزیں ایک دوسرے کی طرف کھینچتی ہیں کشش ثقل کہلاتی ہے۔ نو ہے کے درگاہے ایک دوسرے کے نزدیک ٹکڑا دے جائیں تو بہت

سنگ ایک باہمی کشش سے پہنچ جائیں گے۔ اس کشش کا موجب انگلستان کا نامور حکیم سر آئزک نیوٹن تھا۔ اس نے اس مسئلہ سے علم ہدایت کے عجیب عجیب کھٹے ایجاد کئے۔ اس کشش سے زمین سورج کے گرد چاند زمین کے گرد اور ستارے چاند کے گرد گومتے ہیں اور اپنے اپنے مدار میں قائم ہیں۔ اور ہزاروں برس گزرنے پر بھی ایک ستارہ دوسرے ستارے سے نہیں ٹکرتا اسی کشش سے پہل زمین پر گرتا ہے اور گنبد یا پتھر اگر اہر کو ہینکا جائے تو وہ زمین پر آ گرتا ہے۔

کشش دافعیہ یہ وہ کشش ہے جس سے رقیق اجسام تگ نلیوں میں ہو کر اپنے مقام سے اچھڑتے یا نیچے اترتے ہیں۔ بہت سے مساماتی اشیاء میں یہ کشش پائی جاتی ہے مثلاً شکر کا ڈالا۔ اسپنج کا ٹکڑا۔ میمپ کی بتی۔

کشش کی مادی۔ یہ وہ کشش ہے جس سے مختلف اشیاء کے سالمات مل کر ایک جسم بن جاتے ہیں۔ اگر تگ مرد کا ایک ٹکڑا گنہار کے تیزاب میں ڈالا جائے تو دونوں کے سالمات جلد باہم مل جائیں گے۔ لیکن مرکب ان دونوں سے مختلف ہوگا۔ لیکن چاندی یا سیسہ کو تیزاب میں ڈالنے سے یہ بات پیدا نہوگی کیونکہ انکی سالمات میں نسبت نہیں ہے اس کشش کو نسبت بھی کہتے ہیں اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ بعض عنصر ان کے سالمات بعض دیگر عنصر ان کے سالمات کے ساتھ جلد مل جاتے ہیں۔ مگر بعض کے ساتھ مشکل سے ملتے ہیں۔ اور بعض کیساتھ تو بالکل نہیں ملتے۔

کشش مقناطیسی یا کشش جاذبہ۔ اس کشش سے جہاز ان بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انکے پاس قطب نما ہوتا ہے جو میں ایک مقناطیسی سوئی لگی ہوتی ہے یہ سوئی قطبین

لے نوٹ۔ نیوٹن صاحب انگلستان کا بڑا نامور حکیم گذرا ہے۔ اس نے کشش ثقل کشش اتصال اور غیر یہ کہ سورج کی گردن میں ساکن رنگ ہیں معلوم کئے ۱۶۸۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۲۷ء میں انتقال کیا۔

کو بھلاتی ہے کچا لوہا جو مقناطیس کہتے ہیں ایک ڈور سے سے لٹکا رہتا ہے اور اسکا ایک سر شمال کی طرف پیرا رہتا ہے۔ جب اوکی پاس لوہا فولا دیا جائے تو وہاں میں ایک باہمی کشش پیدا ہوتی ہے۔ اور اس طرح جہاز انون کے قطب نما کی سوئی بجاتی ہے اور لوہے میں قطبین کے بتلانے کی خاصیت آجاتی ہے۔

کشش کرہائی - سیدہ کا ٹکڑا - ہر رنگ کے کاموم یا عنبر سوکے ہاتھ کے کپڑے کے کسی ٹکڑے پر پڑایا کر اٹھا جائے تو وہ ہلکے اجسام مثلاً گلاس - بال اور کاغذ وغیرہ کو کھینچے گا۔ ایسی کوشش کرہائی کہتے ہیں۔

### مادہ کے خاص خواص

جب کیش اتصال سے کسی عنصر کے رسالات آپس میں ملتے ہیں تو ان کے درمیان ضرورتاً بہت فاصلہ رہتا ہے۔ ان فاصلوں کا نام سام ہے۔ بعض عنصر کے سام بڑے اور بعض کے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور رسالات کے چھوٹے اور بڑے ہونگی وجہ سے عنصر جامد۔ سیال اور گیس کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ سب میں جامد وہ اجسام ہیں جن میں رسالات کم ہیں اس لیے وہ ات لکڑی سے زیادہ جامد ہے اور شیش کی ایک مکعب انچہ لکڑی کا یا گولہ کی ایک مکعب انچہ لکڑی سے زیادہ جامد ہے۔ اس خاصہ کو انجماد کہتے ہیں۔

انجماد کی مخالفت ایک خاصیت یا خاصہ ہے جسکو ہر اجسام میں کتنا چاہیئے۔ یہ صفت

ہوا - پانی - ایتر (جو اخلاص) میں پائی جاتی ہے مگر سیدہ اور پلاٹینم جامد عنصر ہیں۔

اجسام کے جامد ہونے کی یہ صفت ہیں جو رسالات کی قربت پر منحصر ہیں۔ اور ایک جسم کو دو جسم چیلنے یا رگڑنے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ کاغذ یا سیدہ پلاٹینم یا سونے سے زیادہ ٹھوس ہیں مگر آخر الذکر دو تین سیسے زیادہ جامد ہیں۔

لچک۔ یہ اجسام کی وہ صفت ہے جس سے جب کالے جانے کے بعد وہ اپنی پہلی حالت اور شکل پر آجاتے ہیں جیسے کہ ریشمی گیند کسی سخت چیز پر مار گئے سے۔ برخلاف اسکے پرتین اور مٹی میں لچک نہیں کیونکہ وہ ٹھوس ہیں اور اگر وہ کو کسی سخت چیز پر پہنک کر مارا جائے تو وہ چھوٹی ہو جاتی ہیں اور چلتی نہیں۔

زیادہ ٹھوس اجسام زیادہ آسانی سے ٹوٹ سکتے ہیں۔ بہت سی دہاتین ایسی ہیں کہ اگر ان کو گرم کرنے کے بعد یکایک ٹنڈا کیا جائے تو ٹوٹ جاتی ہیں مثلاً کانچ۔ لیکن اگر اسکے باریک دبا گئے جائیں تو وہ مین لچک آجاتی ہے۔

نرم یا کوفت پیری۔ یہ خاصہ بہت سی دہاتوں کا ہے۔ جو پٹ سکتی۔ بیلن سے گول ہو سکتی یا دباؤ سے بڑھ سکتی ہیں۔ ایسی نرم دہاتین سونا۔ چاندی۔ لوہا۔ تانبا۔ پلاٹینم وغیرہ ہیں۔

ٹہا یا دھم۔ یہ اجسام اور خصوصاً دہاتوں کا وہ خاصہ ہے جس سے وہ باریک تاریخی شکل میں بڑھ سکتے ہیں۔ لیکن تمام دہات دہاتین کیساں نہیں بڑھ سکتی ہیں۔ یہ خاصہ یا صفت سب میں زیادہ پلاٹینم میں ہے۔ مگر سونے میں اس سے بھی زیادہ ہے۔

سخت گیری۔ یہ وہ خاصہ ہے جو بعض اوقات لچک کے ظاہر ہوتا ہے۔ ٹھوس اجسام آسانی سے لچک کر الگ نہیں ہو سکتے۔ لوہا اور فولاد کے زیادہ سخت گیر دہاتین ہیں۔

### حرکت



جگہ بدلنے کو حرکت کہتے ہیں۔ اس سے موج طلوع و غروب ہوتا ہے۔ موسموں میں تبدیلی ہوتی ہے۔ مینہ پڑتا ہے۔ برف گرتی ہے۔ اس سے درخت بڑھتے ہیں کیونکہ حرکت عرق کو درخت کے ہر شاخ پہل پہل اور پتوں میں لگا کر گردش دیتی ہے۔ حرکت بغیر



کوئی ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ خون گردش کرتا ہے۔ دل دھرتا ہے اور جسم کے دیگر اعضا حرکت سے اپنے اپنے کام انجام دیتے ہیں۔ ہر دفعہ سانس لینے میں قریباً سو پٹے حرکت کرتے ہیں۔ حرکت بغیر تمام مادی آفرینش بالکل بیجاں شے ہے۔

طاقت۔ وہ زور جس سے اجسام حرکت کرتے ہیں۔ طاقت کمالاتی ہے۔ پانی اور بخار کی طاقت سے کلبوں کو حرکت ہوتی ہے۔ ایک شخص جو دس میل فی گنٹھ کی رفتار والے جہاز میں سوار ہے وہ جہاز کے لحاظ سے ساکن ہے مگر زمین کے لحاظ سے حرکت میں ہے۔ رفتار۔ رفتار حرکت کی وہ پیمائش ہے جس سے اجسام حرکت کرتے ہیں۔ اگر ایک گیند اوپر کو اڑھالی جائے تو کشش انفعال سے زمین پر واپس آگئی ہے۔ اور چون چون گرنے کو ہوتی ہے سستی کے ساتھ حرکت کرتی ہے۔

یکسان یا معین حالت۔ یہ مادہ کا وہ خاصہ ہے جس سے وہ اپنی حالت ہمیشہ بدل سکتا خواہ حرکت یا سکون کی ہو۔ اجسام کی حرکت رگڑ۔ روک یا کشش سے بند یا موقوف ہو سکتی ہے اگر ایک گیند ایک ہی طاقت سے برف اور کنکریلے راستہ پہنچی جائے تو برف پر دوڑ تک چلی جائے گی بہ نسبت اسکے کہ کنکریلے راستہ پر کیونکہ ہر واسطے میں کم رگڑ لگتی ہے۔ ہوا کے مقابلہ سے بھی حرکت موقوف ہو سکتی ہے۔ اور زمین کی کشش تو آخر کار ہر کوئی روک دیگی۔

حرکت کی نسبت زمانہ سلاق اور اس زمانہ کے سائنس دانوں میں کسی قدر اختلاف رائے ہے۔ دونوں تمام باتوں میں اتفاق کرتے ہیں۔ لیکن زمانہ سابق میں مادہ کو ساکن مانتے تھے اور اسکے سکون کو سکون ذاتی خیال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مادہ بغیر کسی حرکت دینے والے کے حرکت نہیں کر سکتا مگر زمانہ حال میں ایک مسلم مسئلہ ہے کہ حرکت سالمات کی نیچر میں داخل ہے۔ اور مادہ کبھی ساکن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ برابر کی قوتیں اور سکوا ایک دوسرے کے مقابلہ میں حرکت دینا نہ چاہیں مثلاً فرض کرو کہ ایک کشتی سمندر میں ہے اور مشرق کی جانب جا رہی تو وہ اسی سمت

میں برابر جلتی رہے گی اگر مغرب کی طرف سے کوئی روکنے والا وسیلہ نہ ہو سکے اور جس زور کے ساتھ وہ مشرق کی طرف جا رہی ہے اگر اوسکو اوتھنے ہی زور کیساتھ مغرب کی طرف سے روکا جائے تو وہ فوراً ساکن ہو جائے گا۔ مگر یہ ساکن ہونا بھی عارضی ہے۔ ” (دار معارف علی گڑھ ماہ اکتوبر ۱۹۸۶ء) \*

## حرارت



طاقت سے حرارت اور حرارت سے حرکت پیدا ہوتی اور حرکت سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ جب ہم یہ مان چکے کہ حرکت سے حرارت پیدا ہوتی ہے تو یہ دکھانا واجب ہو کہ زمین پر مختلف شکلیں ہیں وجہ سے اختیار کر لیتی ہیں۔ گرمی پہنچانے سے مسامات کی حرکت بڑھ جاتی ہے اور وہ ایک دوسرے سے دور دور ہو جاتے ہیں۔ اور جامد یا ٹھوس چیزیں سیال ہونے لگتی ہیں۔ اگر اس سے بھی اور زیادہ گرمی پہنچائی جاوے تو مسامات ایک دوسرے سے بہت دور ہو جاتے ہیں اور سیال حالت سے گیس کی شکل میں آجاتی ہیں۔ اب ہم حرارت کی منافع صفت جبکہ سردی اور دباؤ کہتے ہیں بیان کرتے ہیں۔ حرارت کے خلاف اگر کسی ایسی چیز پر جو گیس کی شکل میں ہے دباؤ ڈالا جائے یا سردی پہنچائی جائے تو وہ سیال حالت میں آجاتی ہے اور اگر اس سے

نوٹے \* دارون صاحب جو ہنگستان کا بڑا نامور حکیم گذرا ہے خدا کی ہستی کا منکر تھا۔ اس نے ایک تہوری قائم کی جو جو اوسکی دعویٰ کی زبردست دلیل ہے۔ اوسکا مذہب یا قانون دارونیزم کہلاتا ہے۔ اوسکی تہوری محض اس بات پر مبنی ہے کہ مادہ میں حرکت مسامات کی پیروی داخل ہے۔ ” وہ مادہ کو خود بخود موجود نہیں بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ مادہ میں حرکت ہونی چاہیے۔ ارتقاء کے ذریعے سے تمام عالم سطح بنگیا کر ادا اس نے مختلف صورتیں کیے۔ بادگیر سے اختیار کیا۔ اور ادا اس سے جمادات پیدا ہوئی۔ اور اسی طرح جمادات سے نباتات اور نباتات سے حیوانات اور کسی حیوان سے انسان پیدا ہو گیا۔ پس اس عالم کا کوئی پیدا کر نیوالا نہیں ہے۔ ”

ہیں زیادہ دباؤ ڈالیں یا سردی پہنچائیں تو سیال حالت کو چھوڑ کر جامد کی شکل میں آجاتی ہے۔  
 پس ثابت ہو گیا کہ جب طبع مادہ کے سالمات گرمی پہنچانے سے ایک دوسرے سے  
 دور بہا گتے یعنی غلیظ ہو جاتے ہیں اسی طبع دباؤ ڈالنے یا سردی پہنچانے سے پاس پاس  
 آجاتے ہیں اور باہم مل جاتے ہیں۔

### مادہ کی صورت

جب طبع حالت ایک مقامی تعلق کا نام ہے اسی طرح صورت بھی ایک مقامی تعلق کا نام ہے  
 یہ تو ہم پہلے ہی ثابت کر چکے ہیں۔ کہ کوئی چیز فنا نہیں ہوتی صرف حالات اور صورت بدل جاتی ہیں  
 حالات کے اعتبار سے چیزیں جامد سیال اور گیس ہیں مگر صورت کے لحاظ سے بہت سی قسمیں ہوتی  
 ہیں۔ ہر چیز میں چار علتیں پائی جاتی ہیں یعنی علت مادی۔ علت صوری۔ علت غائی۔ اور  
 علت معنوی۔ رزق کی علت مادی لکڑی ہے۔ اب اگر اوسین سے کسی بنائی جائے تو وہ  
 علت صوری ہوئی اور علت غائی اوسکی بیٹھنے کا کام۔ علت معنوی اوسکا نام ہے یعنی گرمی  
 اگر گرمی کو بگاڑ کر تپائی بنالین تو اوسکی صورت بدل گئی۔ صورتوں کا اختلاف ضرور ہوتا ہے۔  
 مثلاً مثلث۔ مربع۔ خمس۔ سدس۔ مخروطی۔ گاؤم۔ مدور۔ معین۔ تمام اشیاء میں ایسا ہی چھڑا  
 اور مٹوائی ہوتی ہے۔ اور صورت اوس طریقہ کو بتلاتی ہے جس میں وہ بنتی ہیں۔ بعض صورتیں باقاعدہ  
 ہوتی ہیں جیسے کر مثلث وغیرہ۔ اور بعض بالکل بیڈول ہوتے ہیں۔ بعض درخت کے پتے  
 ایک خاص قسم کے ہوتے ہیں اور دوسرے کے دوسری قسم کے۔ جب طبع انسان کی بنائی ہوئی  
 چیزوں کی صورت بدل جاتی ہے قدرتی چیزوں کی بھی۔ بادل۔ اولہ۔ مگر۔ شبنم۔ پالا۔ اوس۔  
 بہا پ۔ اومینہ۔ پانی اور دیا کیا ہیں صرف پانی کی مختلف صورتیں ہیں جو مقامی تعلق اور وجود کے  
 لحاظ سے پکارتی جاتی ہیں۔

## جسامت اور تناسب

آفریش کی جسامت کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے۔ سر جان ہرپل صاحب نے تارون کے دائرہ اور جسامت کی مثال یوں بیان کی ہے۔ کہ دو ایک خوب ہموار میدان پسند کر داور اوس پر ایک کرہ دو فیٹ قطر کا رکھو اور اوسکو سوچ مانو۔ پر ایک دائرہ چوبک قطر ۴۷ فیٹ ہوا ایک رائی کے دانہ کی برابر عطار دو قایم کرو۔ ایک اور دائرہ چوبک قطر ۲۸ فیٹ ہے مٹر کے دانہ کی برابر زہرہ بناؤ۔ پر ایک ۳۰ فیٹ والے قطر کے دائرہ پر بڑے مٹر کی برابر زمین بناؤ۔ ۶۵۴ فیٹ قطر والے دائرہ پر آپدین کی نوک سے ذرا بڑا میخ قایم کرو۔ پر ۱۰۰۰ سے ۱۲۰۰ فیٹ والے قطر کے دائرہ پر چوڑو۔ سیرس۔ بیٹا۔ اور پلاس تارے ریت کے دانہ کی برابر قایم کرو۔ نصف میل قطر والے دائرہ پر اوسط درجہ کی نازنگی کے برابر مشترقی دیکھاؤ ۱۰ میل والے قطر کے دائرہ پر زحل کو چھوٹی نازنگی کی برابر ظاہر کرو۔ یورینس کو چھوٹے بیکر کی برابر ڈیڑھ میل والے قطر کے دائرہ پر بناؤ ۱۱ جبط پر دو مہینے ہم کو دور دراز روشن یا آتشی کرے مثلاً جاندار ستارے۔ اور سیارے و کملاڈے مہینے اوسط طرح خور مہینے ہماری گرد والی چھوٹی چھوٹی جینین مہکود کھلا دی مہین۔ جو کسی اور طرح نظر نہیں آسکتی تین۔ جنگل کے پھول پتے چشمہ کے پانی پر اور اوس کے اندر لاکھوں چھوٹے چھوٹے جاندار خوش اور خوشامخلاق مہین۔ بعض اون مہین سے طویل اور پتلے مہین۔ بعض سانپ کی طرح حلقہ دار مہین۔ بعض مٹور بیضی یا گول مہین بعض مثلث نما یا بیلن نما مہین۔ بعض بک چوٹی رکابی کی مانند مہین۔ بعض صاف سرکندون مکی مثل مہین۔ بعض تل اور بعض گنٹے کی طرح مہین۔ اور بہت سون کی بناوٹ مفہوم اشارے سے مشابہ ہو سکتی ہے۔ بعض کو دلتے۔ بعض تیرتے۔ بعض لہراتے۔ بعض مرکز کے گرد گومتے مہین۔ بعض آہستہ آہستہ گھومتے مہین۔ بعض بڑے رہتے مہین۔ بعض رینگتے مہین۔ بعض

اڑتے ہیں اور اداون مین سے ہر ایک کی ایک خاص غذا ہے۔ بعض نہات کھاتے ہیں۔ بعض گوشت کھاتے ہیں۔ بعض مٹی کھاتے ہیں۔ اور بعض اوس رقیق شے کو جذب کرنے میں جبین وہ رستہ ہیں۔ ان مخلوق کو خود بین کی بڑی ہولی طاقت میں سے دیکھنا ایسا ہے کہ گویا ہم ذی روح مخلوق کی ایسی دنیا میں جاتے ہیں جس سے واقف نہیں۔

### مساحت



مساحت سے مراد ہے کہ کسی شے کو ایک دوی ہوئی قد۔ وزن یا اور شے سے مشابہ کرنا۔ دنیا کی ہر چیز جگہ گیر ہے ہوئے ہے۔ جہگہ کوئی شے گیر ہے ہوئے ہے وہی اس کا قریب مساحت ہے اور یہ اس کو کسی دوی ہوئی شے سے مشابہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ ہم کسی ملک کی لمبائی چوڑائی میلوں سے۔ کسی اراضی یا کیت کی ایکڑوں۔ کوئی گزن یا فٹوں اور صندوق کی فٹوں یا انچوں سے معلوم کر سکتے ہیں۔ تمام اجسام میں لمبائی چوڑائی اور موٹائی پائی جاتی ہے۔

انسان کے جسم کے حصے مدت تک مساحت کے پیمانہ کی طرح استعمال ہوتے رہتے ہیں مثلاً پاؤں = ۱۲-۱۸-۱۹ انچہ اور جسم کی لمبائی = ۶ فٹ کی مانی گئی۔ سائنس کی باتوں تمام بناوٹی یا اشارتی فنون اور خرید و فروخت کے لئے اوزان معین ہیں۔ لمبائی کے اوزان میں ۱۲-۱۸-۱۹ انچہ کا فیٹ اور ۲ فیٹ کا گز ہوتا ہے۔ بڑے اذان سین پول۔ فلانگ اور میل ہیں بنی ہوئی اشیاء ان اوزان سے خرید و فروخت کی جاتی ہیں۔ فاصلے قائم کئے جاتے ہیں اور فن جبرئیل میں کام لیا جاتا ہے۔ لیکن سطح سے تعلق رکھنے والی۔ یا بیرونی لمبائی چوڑائی میں بھی اوزان یا اصطلاحیں انچہ فیٹ اور گز وغیرہ کی استعمال میں آتی ہیں۔ ایک مربع فٹ میں ۱۲ × ۱۲ = ۱۴۴ مربع انچہ ہیں۔ ٹھوس اجسام میں لمبائی۔ چوڑائی اور موٹائی سے کام لیا جاتا ہے۔

اوسکی ایک مکعب فٹ میں  $12 \times 12 \times 12 = 1728$  مکعب انچ ہیں۔ اوزان پختہ کارگیر دن کے حساب اور خرید و فروخت میں صحت قائم نہیں رہ سکتی۔ سیال اور خشک اشیاء کی جانچ کے لیے بھی اوزان ہیں۔ اور وزن کرنا گویا ایک خاص طریقے سے ناپنا ہے۔ بہت سے اشیاء وزن سے خرید و فروخت کی جاتی ہیں۔ سونا رپا توڑنے کے اوزان قیمتی دھاتوں اور جواہروں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ کھاتے پینے کی چیزوں اور دوا سازی میں بھی اوزان کام آتے ہیں۔

### معدوم و موجود ہونا

جب ہم ثابت کر چکے کہ کوئی چیز نہ عدم سے وجود میں آتی ہے اور نہ وجود سے عدم میں جاتی ہے تو ہم معدوم اور موجود ہونے کے معنی قرار دیں۔ معدوم و موجود ہونا یا ہست و نیست یا نیست سے ہست میں آیا یا ظاہر ہونا۔ ہر جانا ایک ہی بات ہے۔ جب کسی چیز سالمات پر چھائی ہوئی کی مجموعی صورت جاتی رہتی ہے۔ اور سالمات دوسری شکل میں آجاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ وہ چیز معدوم ہو گئی۔ اسے اس طرح جب کسی چیز کے سالمات پر ایک نئی صورت طاری ہو جاتی ہے۔ جو پہلے سے نہ تھی تو کہا جاتا ہے کہ وہ چیز موجود ہو گئی۔ اور علم موجود اس کے جاننے والوں کے خیال کی موافق ہم معدوم یا موجود ہونے کے یہ معنی قرار دیتے ہیں۔ کہ ایک چیز ظاہری جو اس سے محسوس ہوتی یا نہیں ہوتی ہے جو غیر محسوس ہوتی ہے اس کا وجود علم طور پر مانا جاتا ہے مگر ایسے وجود کی دو قسمیں ہیں۔ جو وجود مدتوں تک قائم رہتا ہے وجود زمانی کہلاتا ہے۔ مگر جو وجود فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ اوسکو وجود آنی یا طبیعیات کی اصطلاح میں حادثہ کہتے ہیں۔ پہلی مثال یہ ہے کہ شے کی دیوار بنائی جائے۔ اگر وہ دو سال میں گر جائے تو یہ وجود زمانی ہے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ بانی پر جیاب پٹ جالے اور فوراً جو الگ کر ٹوٹ جائے یہ وجود آنی ہے۔

## قوت

یہ مسئلہ مسلم ہے کہ قوت معدوم نہیں ہو سکتی۔ صرف اس کی صورت بدل جاتی ہے۔ زمین پر ایک پتھر رکھو اور دوسرا پتھر زور سے اس پر مارو تو اوپر کا پتھر حرکت کر کے ساکن ہو جائے گا اور نیچے کا ہٹ جائے گا۔ اس صورت میں اوپر کے پتھر کی قوت فنا یا معدوم نہیں ہوئی بلکہ نیچے والے میں منتقل ہو گئی۔ پھر یوں لو کہ اگر ہم نیچے کے پتھر کو زور سے دبا لیں اور پر ایک پتھر زور سے اوپر ماریں تو نیچے کا پتھر اپنی جگہ پر نہیں بیٹھے گا۔ تو یا تو پتھر گرم ہو جائے گا یا اوسمیں سے چنگاریاں نکلنے لگیں گی۔ اس صورت میں گویا قوت حرارت یا آگ یعنی روشنی کی شکل میں تبدیل ہو جاوے گی اس قدر تفصیل کے بعد ہم کو اپنے تحریر کا نتیجہ ضرور نکالنا چاہیے کہ جس سے کوئی کلیہ قائم اور عام معلومات وسیع ہو۔ گو اس مضمون کی مفصل تحریر سے بہت سے نتیجے نکل سکتے ہیں مگر ہم صرف ایک ہی نتیجہ پر اکتفا کرتے ہیں جو یہ ہے کہ

نہ مادہ فنا ہو سکتا ہے نہ قوت معدوم (فنا) ہو سکتی ہے بلکہ اس کی صورتیں بدل جاتی ہیں۔ فقط۔

## اسلام کی کثرت از دو جاہی بیرو پرین فاضلوں کی رائیں

چونکہ اس مسئلہ کے متعلق بعض مشہور دستند پورو پرین فاضلوں کی رائیں کا اظہار خالی از لکھنؤ میں ہو گا لہذا پہنچا کے ایک مشہور رسالہ سے اچھا اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

دائم ٹیڈیون پورٹ صاحب مانٹگی کی رائے یوں نقل کرتے ہیں کہ اگر ہم

ملک میں عمر تین آئندہ نوایس برس کی عمر میں نکاح کرنے کے لائق ہو جاتی ہیں پس اُن ملکوں میں بچپن اور نکاح کے لائق جوانی گویا ساتھ ہی ساتھ ہوتی ہے۔ بیس برس کی عمر میں وہ بڑھاپا ہو جاتی ہیں۔ پس اس لیے یہ ایک جوتی بات ہے کہ اُن ملکوں میں جبکہ کوئی قانون مانع نہ ہو انسان ایک جوڑ کو ملاقات دیکر دوسری جوڑ کر لے اور عقد واز واج کا قاعدہ جاری کیا جائے۔

(۲) مسٹر جینکس صاحب لکھتے ہیں کہ وہ علم قوا سے انسانی اور علم طبعیات کے ماہرین نے بعض وجوہات ایسی دریافت کی ہیں جو قند واز واج کے واسطے بطور ایک عذر کے مقصود ہو سکتی ہیں اور گروہ شمالی ملکوں کے سرخون والے منیڈ کے سے خراج کے جانداروں سے متعلق نہیں ہو سکتے ہیں مگر بنی اسمعیل سے جو گم ریگستان کے رہنے والے ہیں متعلق ہو سکتے ہیں۔ علاوہ اسکے وہ بیان کرتے ہیں کہ سر ڈبلیو اسلی صاحب کے مجموعہ متضمن حالات ایشیا صغیر ۱۰۸ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایشیا کے گرم ملکوں کی تاثیر سے دونوں گروہ یعنی مرد و عورت میں ایک ایسا اختلاف ہوتا ہے جو یورپ کی آب و ہوا میں نہیں ہے۔ جہاں دونوں برابر برابر اور بتدریج عالم ضعیفی کو پہنچتے ہیں۔ مگر ایشیا میں صرف مرد ہی کو یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ ضعیفی میں بھی قوی اور طاقتور رہتا ہے اگر یہ بات سچ ہے تو بانی مذہب اسلام کے لیے اس بات کی کہ ادھنون نے متعدد جوڑوں کی اجازت دی ایک بڑی وجہ تھی۔

(۳) مسٹر طامیس کارلائل مرحوم جو اس زمانہ کی دنیا میں ایک مشہور شخص تھے۔ اپنی کتاب ہیرڈز اینڈ ہیرڈز شے کے لکچر دوم میں لکھتے ہیں کہ اسلام کی میل الی الشہوات کی نسبت بہت کچھ تغیر میں اور خیر میں ہوئی ہیں اور یہ اعتراضات انصاف کی حد سے بڑھ کر ہیں وہ اجازت میں جو کو قبیح معلوم ہوتی ہیں اور خشکی پر داگی نبی عربی فردی وہ خاص انکی کجیادہ تھیں ادھنون نے ان باتوں کو عرب میں قدیم سے مرد و عورت میں محبوب پایا۔ مگر ادھنون نے جو کچھ کہتا ہے وہ یہ کہ کیا کہ اوں کو روک دیا۔ صرف ایک اسی طرف سے بلکہ کئی پہلو سے۔



دہم ہمسٹر یا سورتہ سمیتہ صاحب ایم کے اگرچہ بالطبع عیسائیت کو اسلام پر ترجیح دیتے ہیں مگر تاہم جو کچھ انہوں نے اسلام کی تائید میں لکھا ہے وہ ہماری نہایت شکلگذازی کے مستحق ہے۔ وہ لکھتے ہیں ”اسلام کی نسبت جو بات نہایت بار بار کہی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے اس قدر کامیاب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک بڑی حد تک شہرت نفسانی کے پورا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ مگر اس سے زیادہ کوئی جھوٹی بات نہیں ہے جس کے معنی گویا یہ ہیں کہ ایک مذہب اپنی بد اخلاقیوں کی وجہ سے بھی دیکھی کامیابی حاصل کر سکتا ہے میں نہیں کستا کہ اسلام اپنی اخلاقی حالت میں کامل عیسائیت کے برابر ہے۔ کیونکہ محمد مصمم نے عربوں کے لیے نئے فضائل و عادات تجویز نہیں کیے اور یہ ان کی دماغی تہی۔ کیونکہ عربوں کے فضائل و عادات کو یکایک بدل دینا محو کڑا ناممکن نہ تھا۔ رسولؐ (ایک مشہور ترین یونانی مقنن اور حکیم تمام) نے اپنی قوانین کی نسبت کہا ہے کہ ”گو میرے قوانین ایسے نہیں جو بہترین کسے جاسکیں۔ مگر البتہ وہ امتیاز کے لوگوں کی حالت کے لحاظ سے اُن کے لیے بہترین قوانین ہیں“ اور اس کا یہ جواب عموماً صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔

(۵) آئینہ کربلا صاحب نے افریقہ میں مذہب اسلام کی نسبت بحث کرتے ہوئے قصبہ دولوبہ پٹن کی چچے کانگریس کے روبرو اپنی رائے حسب ذیل بیان کی ہے کہ دو دو طرحی عملی مشکلیں افریقہ کو اعتقاد پر لانے کے لیے ہیں یعنی تعدد ازواج اور غلامی غلامی۔ عہد نے ان کی مخالفت نہیں کی جیسا کہ موسیٰ نے بھی نہیں کی تھی۔ یہ ناممکن ہوتا لیکن اس نے دھم جو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، ان کی برائیوں کو ہلکا کر دینے کی کوشش کی۔ غلامی مذہب اسلام کا کوئی جز نہیں ہے۔ وہ بطور ایک ضطراری برائی کے محمدؐ نے جلیز رکھی تھی جیسا کہ موسیٰ اور سینٹ پال نے کیا تھا۔ تعدد ازواج ایک بڑا دقیق مسئلہ ہے۔ موسیٰ نے اس کو نہیں روکا اور داؤد جس کا خدا سادہ تھا۔ اُس کو عمل میں لایا۔ اور انجیل میں صاف طور سے ممنوع نہیں ہے

اگرچہ اس کے اصلی منشا کے برخلاف ہے۔ محمدؐ نے تعدد ازواج کی بیحد اجازت کو محدود کر دیا۔ صرف ایک عورت سے شادی کرنا شاندار نہیں ہے۔ بلکہ سب سے زیادہ تہذیب یافتہ مسلمان ملکوں میں یہ ایک عام قاعدہ ہے۔ ہم کو یہ پیش نظر کرنا چاہئے کہ رسم تعدد ازواج مع اپنی تمام برائیوں کے اُس کے ہمزون فوائد بھی رکھتے ہیں۔ اُس نے دختر کشی کی رسم کو بالکل موقوف کر دیا ہے۔ اور ہر ایک عورت کا ایک قانونی ولی اس کے سب سے ہوتا ہے۔ تعدد ازواج کے سبب مسلمانوں کے ملک پیشہ و عورتوں سے جو کہ مذہب سے خارج کر دی گئی ہیں بالکل بری ہیں۔ اور یہ تمام عیسائی ملکوں کی زیادہ تر رسوائی کا باعث ہیں بہ نسبت تعدد ازواج کے جو کہ اسلام کے لیے ہے اور شیک طور سے باقاعدہ بنائی ہوئی رسم تعدد ازواج مسلمانوں کے ملکوں کی عورتوں کو بہت کم ذلیل کرنے والی اور مردوں کے لیے بہت کم نقصان پہنچانے والی ہے۔ بہ نسبت اس ناجائز رسم تعدد و شوہروں کے جو عیسائیوں کے تمام شہروں کا وبال ہے۔ اور جو اسلام میں بالکل نہیں پائی جاتی۔ ہر کو خبردار ہونا چاہیے کہ شاید ایک ہرائی کو بے وقت و در کرنے میں ہم اُس کی جگہ ایک اُس سے زیادہ بڑی برائی کو قائم کر دیں۔ بعض قومیں جنکو ایک عورت کے لیے کئی خضم ہونے پسندیدہ معلوم ہوتے ہیں مسلمانوں پر جو کہ جوہروں کے تعدد کو پسند کرتے ہیں۔ طعن کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ ”ہم کو قبل اسکے کہ کسی کی آنکھ کے تنکے کا خیال کریں اپنی آنکھ کا شیشہ نہ لگانا چاہئے“

دگو غریبان کا دلچسپ سین

(خاص ادیب کیلئے)

(ذہب سان کا مزار)

از تیس طبع مایود کا ساسی سر و چہان آبادی تلمینہ حضرت بیان وینو اتی رئیس مرطین

صبح صادق نے دکھائی اپنے جلوہ کی ضیا

یہ شب نے جو رکھی کر کے تہ کالی قب

بینہی بینہی وہ نیم فرحت افزائے سحر  
 وہ سحر کا وقت وہ پھولوں کی بھینی بھینی بو  
 چڑھتی تھی پیار سے پھولوں کا منہ باو سحر  
 بازوؤں کو تو لکڑا ب سوئے گلشن اٹ چلے  
 جسکو تو بون سے حسینوں کے جدا ہونا تماشا  
 نورین چنکر رہتا تھا در دیوار پر  
 کھل کھل کر رہتا تھا غنچہ صبح بہار  
 دیکھ کر یہ صبح کا دلکش سماں بے اختیار  
 ٹھنڈی ٹھنڈی سبز صحر کی دلکش تھی ملک  
 یلگنی عبرت مجھے گور غریبان کی طاف  
 دیکھ تو یہ کس پر ہی کا روضہ انوار ہے  
 نورین بنکر رہتی ہے در دیوار سے  
 کسا شانہ صبح کو اوٹھ کر بلاتی ہے نسیم  
 سو ہی ہے کون رکھ کر بالمشیمین پر سر  
 چڑھ گئی کس نازنین کے حُسن کے پھولوں پر دوس  
 کے غم میں بہر ہی ہے ٹھنڈی سائین باو سحر  
 کس پر ہی ش نازنین کا عجز نشان ہر کفن  
 منتظرین کس پریشان نازنین کے سرک بال  
 اک حسین کے خواب آسائش کا گوارہ یہ  
 روضہ نور ہے ایک حور جنست کا یہ آہ

پیار سے پیار سے پہل بوٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوا  
 وہ ملک سبزہ کی وہ شبنم کے قطر ہوا  
 گورین لیکر کسلا تھی شگو فون کو ہوا  
 سر جھکائے گونسلوں میں تے جو مرغان ہوا  
 خاک پر پینگی گئی وہ رات کی باسی حنا  
 ایک عالم تہا زمین پر لعنہ انوار کا  
 پہرتی تھی گلشن میں اتلائی ہوئی باو صب  
 اپنے بستر سے اوٹھا اور جانب صحر اچلا  
 بھینی بھینی بوئے گل میں تھی لسی باو صبا  
 ٹوٹی ہوئی مرقدین دو تین دسلا کر ک  
 یہ جو آغوش لمحہ میں ایک کرو ہے بنا  
 کسے جلوہ کی تجلی کسے پر تو کی ضیا  
 گدگداتی ہے کے آہستہ آہستہ صبا  
 محو خواب ناز ہے یہ کسی چشم نیم دا  
 کس پر ہی خصال کا بوٹا ساقہ کھلا گیا  
 کسا شیمون کر رہے ہیں آہ مرغان ہوا  
 بھینی بھینی کسے باو کی مسک ہے ہوا  
 کسے خدادون پہ ہے بکری ہوئی زلف دو تا  
 میٹھی میندین سو رہی ہے اسین اک شیرین باو  
 اک پر ہی کی خوابگا و ناز ہے ادھر دمن

سرہی ہے اسین اک ناظروہ عابدِ فتوح  
 جلوہ گاہ ناز ہے اک چاند کے کمرے کی میر  
 اب کمان وہ دھڑکی ہے بیکہ ناز میں  
 اب نہ وہ اعجاز ہے اُن میں نہ وہ جان پروری  
 گو نظر آتی نہیں اب وہ نگاہِ دلفریب  
 اب وہ اُبلانِ نکلم کی کمان میں شوخیان  
 قد موزون میں کمان اب حشر کی انگلیں  
 حشر اب توام نہیں ہے شوخی رفتار سے  
 مار نہ زن دل کے دس جانے کو گلیہ اب نہیں  
 حسن کے پہلوں میں اب رہ بھیجی بھینی بولکمان  
 اب کمان ہے عارضِ گلگون پہ گلگونہ کا رنگ  
 حشر اب ادھتائیں ہے شوخی رفتار سے  
 سرِ قمر کے آئینوں میں دور ہے اب عین  
 یوں اداسی چاند سے کھڑے ہے ہر چہائی ہوئی  
 ہر وہ لیا رہ چہائی ہوئی ہے بیکسی  
 کون لایا کینچر گور غریبان میں مجھے  
 کیا ہوا وہ ہائے ناتون کا پلا بٹا سا قد  
 لب پہ ہے دھڑکی میں ہوں اور کچھ مزار  
 وہ جوانی کی اونگین ہیں نہ وہ انگلیں  
 کیا ہوئی وہ شوخی برق نگاہ و دلفریب

محو آسائش بریان ہے اک عروسِ مہ لعل  
 ہے یہ اک خاتونِ مہرِ شمال کی خلوت سرا  
 خواب آلودہ بہت دن سے ہے چشمِ مہر سا  
 اب تبسم سے نہیں ہوتے لب تراشہ  
 دید کے قابل مگر یہی ہے آنکھوں کی حیا  
 اب نزاکت سے نہیں ہوتے لب گل رنگ و  
 چال اب کرتی نہیں ہے فتنہ مجبِ شہر  
 گنگوئی اب نہیں کانونِ مین آتی ہے صدا  
 پھانسیان دیتی نہیں عشاق کو لعل و دوتا  
 گوشہٴ مقدس میں ہے پوٹا سا قد غسلِ عرا  
 دستِ نازک میں نہیں اب شوخی رنگ و  
 قامتِ موندن میں اب عالم ہے مداح کا  
 نرگس بیمار ہے بزمِ بزم سے چشمِ نیم وا  
 جیسے چہرہ ہو کسی بیمار کا اُترا ہوا  
 وہی وہی آرہی ہے کچھ مرقعہ صدا  
 کسے سونا خاک کا کچھ خون پتلا ہوا  
 چہا رہتا ہے پاک جیسے عالمِ حسن کا  
 اب نہ وہ مہج تبسم ہے نہ ہنسنا بوس  
 اب نہ لبِ قد موزون میں کسان نشو و نما  
 کیا ہوئی وہ میری چشمِ سامری فن کی حیا

لبیان لیتے نہیں اب طرہ اسے چر شکن  
 ایک وہ دن تھا مرے جلو میں غشِ تناکِ جہاں  
 چار آنسو کب بجائے تو نے اسے شمعِ مزارِ  
 کب ہوا مینا بے بزہ میرے غم میں خاک پر  
 لیکے کب دو پہل آئی تو بعد پر بعد مرگ  
 میرے غم میں کب ہوئے مرغانِ گشتِ نالہ کش  
 پوچھنے والوں نے اتنا ہی نہ پوچھا بعد مرگ  
 جی ہے کیسا کس نے پوچھی آہ مجھے اتنی بات  
 تجھے ہی آئی نہ ہر دوی کی بواہے بیکسی  
 کب جگایا مجھ کو خوابِ تازے وقتِ صبح  
 تجھ کو سہنے شاعلی کا کیا سلیقہ اسے نسیم  
 میری مردہ ہڈیوں میں کسے پہونگی روحِ آہ !  
 کچھ مرقد میں کیا کسے مری میت کو پیار  
 کون کیا کاٹنے خوابِ عدم کی بیہوشیاں  
 میرے جیتے جی عبدالجبار کو میری شاعری  
 ہاتھ اڑھایا میں نے کیا دنیا سے ہر کام سفر  
 یاس و حرمان کا مری بالین پہ تھاکیا کیا اجموم  
 اقربا کا منہ وہ کتنا پیار کی نظر میں رہا ہے  
 سسکیاں بہ کر رہا نا کلیجہِ محترم کر  
 یوں زبانِ حل سے کستی تھی چشمِ سحر

ایڑیوں تک بڑھ کے اب آتی نہیں زلفِ سرا  
 یا یہ صورت تھی کہ اب کوئی نہیں ہے پوچھتا  
 تجھے آئی کب جگر سوزی کی بو بعد فتنہ  
 میرے ماتم میں زمین کا کب کلیجہ شق ہوا  
 تو ہی تبار دے مجھے اسے جنبشِ یادِ صبا  
 کان میں آئی نہ اب تک شورِ بلبل کی صدا  
 تجھے کیونکر اڑھٹھ کا صدرِ فشاں گھر کا  
 منہ کل آیا ہے کیون کب کئے والوں بچ گیا  
 تو نے چھاتی سے میری میت کو کب لپٹا لیا  
 تو نے شاذ کب ہلایا میرا اسے با و صبا  
 تو نے شاذ کب مری زلف پریشان میں کیا  
 عمر فتنے دکھایا کب اثرِ عجب از کا  
 کسے ٹٹا میرے جو بن کا مزا لبِ رفقا  
 مدون کچھ لمحہ میں میں نے سر ٹپکا تو کب  
 چہرہ کر مجھ کو اکیلا چلے گئے وہ افسرِ با  
 حاتمہ وہ کا چھاتی پہ پتھر رکھ لیا  
 چہار ہاتھ کب مری آنکھوں میں غمِ نزع کا  
 وہ نگاہِ یاس سے دیوارِ دور کو دیکھتا  
 روکے ہوتا ہائے وہ اپنے پرانے سے جلا  
 بند ہو کر اب نہونگی گوشہِ مرقد میں دا

اب نہ آئیگا نظر مجھ کو یہ قصہ رز نگارا  
 مجھے چٹا ہے ہیشہ کے لیے اور رنگ قنار  
 اب نہ کیونگی بین دنیا کا طلسم و غیب  
 خدا حسرت ہو رہی ہے وہ نگاہ و غیب  
 سیر کے قابل نہیں دنیا کا کوئی سین آہ  
 کون چکر لیکیا دو پہول اس گلزار سے  
 منہ آنکھ تہی حسرت سے نگاہ واپسین  
 آ رہا تھا سیکھوں باتوں کا رہ رہ کر خیال  
 بیکسی کستی تہی چھڑا تو نے کس پر سخت و تاج  
 کیسا اور رنگ شہی کیسی شکوہ سلطنت  
 کیسی شان مملکت کیسا جھانگی کی خط  
 کیسا جو کھنڈ کیسا طرہ کیسی کلغی کی تاج  
 لیکیا ہم پرا وٹا کر افسر واد رنگ کون  
 وہ ملک ہفت کشور وہ شہ والا خداد  
 کا پتے تھے جنگی صورت زمین و آسمان  
 جھکے در پیرج رہا تھا بوز شوب کو بس ظفر  
 ہاتھ آیا ہستی فانی سے کچھ ہی وقت درگ  
 لیکیا کچھ ہی سکندر وقت علت اپنے ساتھ  
 مہینے برب دنیا کے جھگڑے ورنہ غافل بعد  
 جب جہان داری کا سہرا ڈھنگیا کھترے

اب نہ کیونگی بین یہ کاشا نہ تر بہت فنرا  
 اب نہ آئیگی نظر ابر الہان شاہی کی حنیف  
 اب نہ آئیگا نظر جلوہ حیرت فنرا  
 روٹتی تھی جو کبھی پہولوں کے جوبن کا منرا  
 ہے تماشا گاہ ہستی ہی عجیب عبرت سرا  
 چاروں کلیوں سے ہر نکر دل جو بدلایا تو کیا  
 منہ چلی تھی نزع میں کچھ کچھ چشم نیم وا  
 حسرتوں نے دھین کر کسا اتنا ہنگامہ بپا  
 عقل سمجھاتی تھی کوئی جان نہیں ہو تو کھو گیا  
 کیسا ایران صرع کیسا قصہ رولربا  
 چاروں فرمان روائی کی اگر تو نے تو کیا  
 تخت شاہی پر کمان جب آگئی سر قضا  
 چل بے دار فنا سے یکڑوں فہم و زوا  
 جنگی نصرت کا علم لہرا رہا تھا جابجا  
 جنگی سطوت و یکسر شیر دن کا نہرہ آتھب  
 جھکے سر پہ تاج مانداری کا سہرا راج رہا  
 لیکئے دنیا سے کچھ ہی باس چھترے کھروا  
 ہاتھ خالی دو لون تھے دار فنا سے جب چلا  
 کون آیا دیکھنے کو تخت زمین کیا ہوا  
 تھک کر کیا وارث ہو کوئی افسر واد رنگ کا

بھلو لیا اودسا ہزاروی اب کوئی ہو علم ان  
 اک کشاکش میں غرض تھی میری جان ناکون  
 حرص کتنی تھی پہلے چل افسر اور نگ ساتھ  
 عقل یوں کرتی تھی رہ رہ کر نصیحت گسری  
 کس کشاکش سے غرض انگون سونکلی جان  
 یاد ہے بتا کے مجھے ہو جیسے کل کی سرگزشت  
 میں نے دیکھے سے کر کیا کیا لڑکے انقلاب  
 میں یہ کب کھتی ہوں دن ہوں نازش لاشی  
 میرے نازوں کا ہے گوارہ وہ دشت ہولناک  
 باوجود صبر و منہ ساف کا جہلستی ہی جہان  
 اک شرارتیں تھارت کا ندہ متا جو  
 پاؤں رکھتے کو دیتی کوئی اقامت کی جگہ  
 مجھ کو سونپا گو کراس وادی پر خار میں  
 جکیا ہم کو کلیجے سے جدا مان باپ نے  
 لمحہ افکن یوں سے تلوار کی ضرب تھی دشت میں  
 دوش مادر تھانہ اغوش پدر کا تھا پتہ  
 بیکسی کا لوٹتا ہو جیسے پتلا خاک پر  
 آگئی تھی بہو کے ہونٹوں پہ غمی سی جو جان  
 سکیمان بہرگز زمین پر وہ بلکنا بار بار  
 سونکلی تھی مری بالین پر رد کر بیکسی

تجھ کو کیا تخت شہی پر ہو کوئی فرمان روا  
 حسرت و اندوہ کا تھا ایک مہنگا مسہرپا  
 اور یہ دولت کا تھا خزانہ مجھ کو چھوڑنا  
 مال و دولت کون اس دار فنا سے لیگیا  
 روح قابض ہوئی کس یاس سے ملکر جدا  
 نزع کے عالم کا وہ افسانہ حیرت فرزا  
 اوجھڑی یہ گردش دوران دکھائے جانے کیا  
 سایہ افکن چہرے دولت سر پہ لیکن سہرا  
 کچھ نظر آتا تھا جبین بگولوں کے سوا  
 چلتے تھے تھی زہرہ کو سوسم جو جانگزا  
 یوں زمین پتی تھی ہو جلتا ہوا جیسے توتا  
 اور ٹپنے کو نہ تھی کوئی دہان مہمان سرا  
 مجھ کو ہینکا خاک پر ہو مسموم ماد کا بڑا  
 دوڑ کر چلاتی سے حسرت نے مجھے لپٹا لیا  
 جیسے ٹکڑا چاند کا کوئی زمین پر ہو پڑا  
 دشت گوارہ ستارے تھی سوسم جانگزا  
 چسپا رہتا تھا چھپو یوں عالم سرا سرا یاس کا  
 رو رہی تھی چپکے چپکے میری بالین پر قضا  
 بہو کے مارے وہ تنہا سا انگوٹا چھونا  
 کان میں آتی تھی یہ اہستہ اہستہ صدا

پٹ گئی چھاتی نہ تیری ہاے مرادوری  
 پھینکنا سحر کوئی کانٹوں پر کل کریوں بھی پو  
 ارکیسہ چھاتی پو چتر تو بھنی مہر پدرا  
 بیکسی ٹھکٹی تھی منہ جرت سے میرا بار بار  
 خاک کے اڑتے تھے صحران بگولے ہر طرف  
 صحران صحت تھی زمین گمراہ جنبان آسان  
 میں ادھر روتی تھی قسمت مسکراتی تھی اُدھر  
 مسکرا کر مجھے کہتی تھی کراؤ وہ ہنسی  
 تاج شاہی میں جگہ دو گئی تجھے میں ایک سن  
 چتر دولت گزشتا ہو گا تیرے سر پر کہی  
 لیچو گئی کاغ دولت میں تجھ میں اپنے ساتھ  
 تجھے ایوان شہی ہو گا منور اے پر ہی  
 سحر ہا ہو گا تیرے سر پر بے انگیزی کا تاج  
 فرش گل پر تجھ کو سونا ہے ابھی اے سیمبر  
 تو نے دیکھا ہی ہے کیا اے ماہر مانا زمین  
 اپنی آنکھوں میں جگہ دو گئی تجھے اے ماہر  
 مژدہ جہان بخش یہ مجھ کو سنا کہ پیاسے  
 انگلیں آیا نظر اک تاج درون کا کاروان  
 میری قسمت نے اور ملکہ کھیل کو خرابا ہونے ہاتھ  
 چٹکیا غرت میں جب گمراہ دشت جہنم

ننھے بچے کو کیا تو نے طیب سے جدا  
 خاک میں یوں ہی ملاتا ہے کوئی درِ صف  
 تو نے ہی پوچھا نہ یہ اُس شخص جان کو کیا ہوا  
 باپ کا سایہ نہ تھا سر پر نہ ان کی آیتا  
 کچھ نظر آتا نہ تلگ دیہیتی کے سما  
 گو زمین لیکر کس ذاتی تھی سرمہ جا نگرا  
 ایک عالم تھا نگاہوں میں سما دہر کا  
 تھی لب نازک پر یہ آہستہ آہستہ صدا  
 ملنے دو گئی خاک میں تھمکو نہ اسے درِ صف  
 ہو گی اوزنگ شخص پر تو کہیں فرمان روا  
 تجھ کو کھلاؤ گئی میں شاہوں کے قصیر و لایا  
 کوندنی ہو گی کسی دن تیرے جلوہ کی ضیا  
 تیرے عداوہ پو ہو گی کوس دولت کی صدا  
 تجھ کو ہونا ہے ابھی شاہی سہم اے مرلعا  
 دودھ کی بونہ سے آتی ہے ابھی نام خدا  
 تجھ کو نظروں سے گریا مرادور نے تو کیا  
 میں جو روتی تھی تو دیتی تھی مجھے قسمت ہنسا  
 کاروان کیساتی ہے یہی ایک شان کبریا  
 کاروان سالار شکر کا مجھے پہونچ دیا  
 پہونچو یوں میں مرلوا ساق دہلنے لگا



رفتہ رفتہ ہو گیا بوٹا سا قدر و دروان  
 نخل قدیم پر جوانی کے نخل آئے شمر  
 ہر او اسے دلربا میں دلفریبی چسکا گئی  
 اب نہ پڑنے دو گلی نامحرم کی میں تجھ پر نگاہ  
 چٹکیاں لیتی تھی رہ رہ کر جوانی کی ادھنگ  
 وہ جوانی کی ادھنگیں اور وہ جو بن کا اُبھار  
 دل سلنے کو چلا وہ شوخ مشق خرام  
 پارہوں نے کو جگر میں ہر نظر لوک رتان  
 مارہن دل کے دس جانے کو گیسو سیا  
 آئینہ کو میسر رخ پر تاب نہ نظارہ نہ تھی  
 پہنائی تھی جو قسمت کو مری مد نظر  
 جب اولٹ دی قصر شہین میں نے چہرہ نقار  
 ایک عالم لعلہ انوار کا ستار  
 گو شہر حار تھی لیکن تھی ناسفتہ ابھی  
 چمکی دامن کا تعلق تھا جو منظور نظر  
 رفتہ رفتہ کر دیا پھر شے میرا زو واج  
 موزوں نہ تھا ہر اک برج میں رہنے لگے  
 یاد ہے اب تک مجھے وہ لطف شہاسی جمال  
 نہ بھائی کی جو ضد تھی شوق دامن گیر کو  
 دان کسی کے دست نازک ہاں آغوش شوق

ادھی عالم نظر آیا نہ سال حسن کا  
 ہو گیا پورا سے کچھ اور عالم حسن کا  
 ایک عالم تھا نظر میں لعلہ انوار کا  
 اب نہ پردہ سے نکلنے دو گلی کتنی تھی حیا  
 دیکھا جو ارمان تھا پہلو میں تھا مچلا ہوا  
 چار ہاتھ سکر پاتا کچھ عالم حسن کا  
 کاٹ کر نیک کو قیامت پریش تیغ ادا  
 خون عاشق کو وہ ضد پر شوخی رنگ جنا  
 دو دنوں طو مار قضا دو دنوں بلا کے جا گلزا  
 جو بد ہو مجھے دیدہ آرسی کا کب یہ ست  
 رفتہ رفتہ قصہ شہابی نکاح مجھے پوچھا پایا  
 اک پر سی آئی ہے اکر قاف سے غل جھکیا  
 قصہ شہابی میں تھا لڑا اک ستارہ زو کا  
 یعنی تھی نام خدا اور شہینہ ناک خدا  
 جھکو قسے بنایا پھر عروس نقار  
 شہر انگن سے جوتا بنگال کا فدا زو  
 خوب لٹا رہنے اپنے اپنے جو بن کا فدا  
 ایک ہنگامہ تھا خلوت میں حجاب شوق کا  
 پردہ داری میری رکھ دینا تھی کتنی تھی حیا  
 بان غم گردن میں اک عالم طلال عید کا

شوق و امید لگا لگا گھٹ اولٹ کر بار بار  
 وہ کیا کا امتحان اور شوق کی وہ بیخودی  
 رخ سے آہستہ کہیں کا وہ اولٹ دینا نقاب  
 کچھ دنوں آنارہا غلوت میں کجائی کا لطف  
 میرے شوہر پر غرض نازل ہوا شاہی عتاب  
 انفرض لائی گئی قصہ شہی میں مین زور  
 کچھ نہ ہو جو مجھے شوہر کا براہوتا سو غم  
 لوتا تناسپ چھاتی پر مرے بے اختیار  
 تنی چوچکین سے طبیعت کے لئے وابستگی  
 رفتہ رفتہ مجھ کو قسمت نے دکھایا پر عروج  
 سطوت شاہی رہی برسوں مگس ران تخت پر  
 اور گلیا فرق شہی سے پہر جب اندازی کا تاج  
 اک موقع خواب کا تہادہ طلسم و فیض  
 اب نظر آتا نہیں وہ تختہ اور رنگ جیف  
 اک فسانہ خواب عبرت کا ہے میری سنگت  
 لوح تربت پر یہ کیا لکھا ہوا ہے دیکھ لو

مجھے کتنا وضعداری کی ٹپری ہے تھک کوکب  
 یا ہے اب تک جو لائی کی وہ راتوں کا مزا  
 وہ نگاہ شہ گین وہ پردہ داری وہ حیا  
 کر دیا پر سخت گرفتہ نے دولون کو جبر  
 جو گیا نند اجل میں سان میں وہ تیغ آزما  
 سامنے آیا ہی دن جب کا کس کا تانا لگا  
 سال ہر یک میں نے پشنا آہ جڑا سوگ کا  
 دہا ہاتا اگر کس تم دل پر آجڑا نا لگا  
 مجھے شہ کا از دو اجانہ تعلق جو گیا  
 افسر اور رنگ مجھ کو کر دیا شہ نے عطف  
 چتر دولت جلوہ افگن مدون سپر رہا  
 کیونکہ لائی مجھے گور غویان میں قضا  
 کچھ ہی آتا ہے نظراب یاس و حسرت کے  
 کان میں آتی نہیں اب کوس دولت کی صدا  
 ہستی خالی کی ہے یہ ابتداء میں انتہا  
 دیدہ عبرت کشا و رنگارنگ خام ما

برقرار باغ بیان نے چراغے لے گئے  
 نے پر پروانہ سوز دے خدا کے بلبلے



## عجائبِ عالم

### دنیا میں سب سے بڑا ہپول

جریر ہسپٹرائین پیدا ہوتا ہے جبکہ قطر پورائین فیٹ لینن گاڑی کے پیپے کے قریب قریب ہے۔ اور وزن میں ساٹھ ہے سات بیترک ہوتا ہے۔ اس عظیم اشان ہپول کے پانچ پتے سفید رنگ اور بیضوی شکل کے ہوتے ہیں جنہیں دو گیلن یا سات بیترک پانی آسکتا ہے۔ یہ ہپول باغبان حقیقی کے کرشمہ قدرت کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔

### ہوا میں اڑنے والا جہاز

الماک آسٹرا مین ایک علم دوست امریکن کونٹریپن نامی ہیں۔ آپنے پالیس ہزار پونڈ خرچ کر کے ایک ایسا ہماز بنوایا ہے جو ہوا میں مثل پرندوں کے اڑ گیا۔  
اوسکی ساخت طولانی میں مثل پنسل کے نوک دار ہے۔ اور دونوں طرف پیچ لگے ہوئے ہیں جو برقی قوت سے متحرک ہو کر جہاز کو چلاؤینگے۔ رفتار فی گنٹھ ۵۰ میل تک ہوگی۔ اس جہاز کا تجربہ عنقریب بمقام بوٹینری ہونیوالا ہے۔ جو آسٹریا کے شمال میں واقع ہے۔ کونٹ کا بیان ہے کہ ایسے جہاز تمام دنیا میں جنگی اور تجارتی اغراض کے لیے از بس مفید ہونگے۔

### بجلی سے تیز تر روشنی

اسیٹین ایک قسم کی گاس سے جسکی روشنی بجلی سے صاف تیز تر اور لاگت میں کم خرچ ہوتی ہے۔ گلوب تک اس میں نقص تھا کہ آتش گیری کا زیادہ خوف بہتا تھا۔ فی الحال اس نقص کے

دفعیہ کے لیے ملک اٹلی کے ایک فوجی انجینئر نے ایک ترکیب نکالی ہے جو ہنر پوشیدہ ہے۔ اٹلی کے وزیر جنگ نے اس ایجاد کا پیٹنٹ خریدنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے ذریعے آئندہ میدان کارزار میں آسانی روشنی ہو اور گولی جو پہلی کی روشنی سے زیادہ صاف اور تیز ہوگی۔

### فرانس میں عجیب و غریب درخت

فرانس میں ایک قسم کا درخت ہے جسکو کہن اور روٹی کا درخت کہتے ہیں جن میں سے کہن کی طرح گوند نکلتا ہے۔ اور ایک قسم کا دانہ بھی پیدا ہوتا ہے جسکی عمدہ روٹی بنتی ہے۔

### صنعت و حرفت۔ ایجاد و اختراع وغیرہ

جاپانیوں نے زلزلہ سے محفوظ رہنے کے لیے ایک طریقہ اختیار کیا ہے جس سے اونکو معلوم ہو جاتا ہے کہ کب زلزلہ آئیگا۔ ایک آہنی سیخ وہ چمٹ پر لٹکا دیتے ہیں۔ مقناطیس کی گولی اوسکے ساتھ ہوتی ہے۔ زمین پر تہائی ہوتی ہے جب زلزلہ آئیگا اہوتا ہے تو چند منٹ پہلے گولی تہائی میں گر پڑتی ہے اور لوگ فوراً اپنے اپنے مکانوں سے باہر آجاتے ہیں۔

پروفیسر ناگندراچندر ناگ نے آگرہ کالج میں بے تار کے خبر سنانی کی آزمائش کی۔ آلہ کو بیرونی رخنہ اونہوں نے تیار کیا تھا اور لوگوں میں کامیابی ہوئی۔ ایک سو اسی گر کے فاصلہ سے فوری جواب ملایا کام اُس کام کے سلسلہ میں ہے۔ جو پروفیسر مذکورہ اشراکت مٹر اور بیلی متعلقہ محکمہ گورنمنٹ تاملرٹی کرتے ہیں۔

ٹکی نے ریش پاورچہ جات کی صنعت کو ترقی دینے کے لیے اعلان کیا ہے کہ ایسے کارخانے  
کھولنے والے کو ہمیں میں پونہ انعام ملے گا۔

امیر نکامین ہمارے عین کی صورت میں بنائی گئی ہے اور ایک مقام سے دوسرے مقام کو صندوف  
میں بکر بھی جاتی ہے۔

آٹھ ٹیلیفون ایک طریقہ ایسا ایجاد ہوا ہے کہ کتنی ہی تیز چلتی ہو ایک مسافر دس گز  
سیکے گا۔

### علمی نوٹس وغیرہ

دہلی کے خان بہادر سید محمد ضیاء الدین خان کو ایڈمنیٹریو نوٹس نے ایل۔ ایل ڈی کی آنریری ڈگری

سلطان المعظم نے ۳۰۔ امیر من کو برلن دار الخلافت جرمن میں پیجا ہے کہ اعلیٰ فوجی تعلیم  
میں کمال حاصل کریں۔

علمی قدردانی۔ مساجد صاحب کو پربار نے بابو پرسونکار سین گلکٹر کے مشہور عالم کو آٹھ  
ہزار روپیہ اس غرض سے عنایت فرمائے چون کہ وہ اور نیٹیل کانفرنس میں شریک ہوں اور انگلہ  
جا کر علوم فلسفہ جدیدہ تحصیل کریں۔

سید محمد صالح پسر ابرار حسین تحصیلدار اور سید نظیر حسین خلع سید ذریعہ حسین صاحب  
سب حج مرحوم اور سید آل رضا صاحب خلع خان بہادر سید اولاد حسین صاحب پیشین یافتہ  
مستم بندوبست ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو پیر مٹھی ڈاکڑی اور انجینری کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض  
سے اگرہ سے انگلینڈ کو روانہ ہوئے۔

ٹوکیو کی امپریل یونیورسٹی میں بیہی سے کرشنابی واجے کل پرجا سی نامی طالب علم پونچک داخل ہوئے  
ہین کدہ حدیثات اور حیالوجی کے متعلق تعلیم پائیں۔

زمینداران - جنگلہ نے راجشاہی مین جلسہ کیا کہ ایک راجکار کالج مشل جیفیس کالج الہور قائم کریں  
راجہ رام ہامین چکرورتی نے کالج ہذا کے لیے مفت زمین ہر ہوم مین دینے کا وعدہ کیا۔ بشرطیکہ  
وہاں بنے۔

امیرکہ - مین تعلیم سوان کے لیے ۹ء کالج ہین۔

مٹھ دواد کا دس دہم سسی ایک نامی رئیس بیہی نے ۶ ہزار روپیہ کا اسکالرشپ ٹھاکر ہماور  
جی کے یادگار مین ٹاننا اسٹیوٹ کے ساتھ قائم ہو نیکیے لیے مقرر کیا ہے۔

### یادگاری واقعات

اس مین مین مشہوریک صاحب پرنسپل محمد نون انگلادوٹیل کالج علی گڑھ کی بے وقت موت و ملکات

میرنپلیٹ کے ۲۸ مغز مہرجن کا ایک تخت اپنے اپنے عمدہ سے استغفار پرینا لیلیٰ ہم واقعات  
میں جو ہندوستان کے صفحہ تاریخ پر چھٹھریا دگار بیٹھے۔ مشربیک کے انتقال سے جو صد مہ اس  
قومی انیٹیویشن کو ایسے نازک وقت میں پہونچا وہ جیلہ تحریر سے باہر ہے۔ ادنیٰ جگہ گو مشربا ریسین  
صاحب کا فکریٹر سٹیان مدرسے منظور کر لیا ہے اور فی الواقع صاحب موصوف کے بہتر  
انتخاب ممکن نہ تھا مگر وہ بات کمان مولوی مدن کی سی۔

مشربیک بیک ہی تھے اس نول دماغ۔ انتظامی قوت ہست اور استقلال کا آدمی پیدا ہونا  
مشکل ہے۔

یہ سچہ نہی عموماً باتش سے خالی گیا صرف بعض جگہ کم و بیش مینہ برس گیا جو شاید موجودہ فضل  
شریف کو بچالے مگر ۱۶۔ آئین میں سے صرف ۴ یا غایت درجہ ۸ سے زیادہ پیداوار کی امید نہیں  
ہے۔ طاغون کا بدستور دور ہے۔

جنرل ٹنٹس نواب صاحب رامپور نے پیران پھر شریف میں زائرین کے لیے ایک مکان تعمیر کئے  
جانے کی غرض سے دو ہزار روپیہ مرحمت فرمائے۔

ڈاکر کے مشہور نواب خواجہ سراسر حسن المدفان صاحب مہار نے جو سخاوت و فیاضی میں  
حاکم نامی اور تمام ہندوستان میں لاثانی ہیں۔ مسجد کلا واقع بنگال کی مرمت کے لیے پانچ ہزار روپیہ اور تیار  
ٹون ال چاند پور کیلئے پانچ ہزار روپیہ عنایت فرمائے اس کو پیشتر نواب صاحب موصوف ڈہالی لاکھ  
روپیہ کی رقم کثیر ڈاکر کے امام باڑہ کی مرمت کے لیے مرحمت فرما چکے ہیں۔ ایسی ہی جو دو سخاوت کا مادہ  
فی زمانہ بڑے بڑے والیان ملک میں عنقا صفت ہے خداوند کریم آپ کے وجود باوجود کو نامیر گاہ  
سلامت ہا کر امت رکھے راین دعا از من و از جلا جہان آمین باد۔

ایڈیٹر



## ۱۔ البسمہ املہ

لا رڈ بیکن، مشہور فلاسفر و مصنف کے کتابوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے جس سے بہتر جامع و بسیط تقسیم آج تک ہماری نظر سے نہیں گذری وہ یہ ہے۔

۱۔ وہ کتابیں جو صرف جملہ کرچر دینے کے قابل ہوتی ہیں یعنی جنکے بعض حصے پڑھنے کے قابل ہوتے ہیں اور باقی صرف ورق گردانی کر کے چھڑو لئے جاتے ہیں۔

۲۔ وہ کتابیں جو یوں ہی نگلی جاتی ہیں یعنی شروع سے آخر تک بلا غرض مطلب طلب کی طرح پڑھ لی جاتی ہیں۔

۳۔ وہ کتابیں جو جابجا خوب ہضم کرنے کے قابل ہوتی ہیں یعنی جگہ نہایت غور و تحقیق کے ساتھ پڑھنا چاہیئے تاکہ مصنف کے خیالات اور وہ نتائج جو اس نے واقعات سے استخراج کیے ہیں کامل طور پر ذہن نشین ہوتے جائیں۔

ابراہمہ اسی تیسری قسم میں داخل ہے جسکی تالیف مولوی محمد عبدالرزاق صاحب کانپوری نے قوم پر وہ احسان کیا ہے کہ جس کو نہ ہم بلکہ ہماری آیندہ نسلیں ہمیشہ شکرگذاری کے ساتھ یاد رکھیں گی اور جو فاضل مولف کی دائمی یادگار کے طور پر صدیوں تک قائم رہے گی۔

اس کتاب کی تالیف ہونے سے پیشتر یہ املہ کے حالات ہم صرف الف لیلہ اور حاتم طائی کے عجائب و غرائب قصوں اور طلسموں کی طرح اپنے بزرگوں کی زبانی البتہ گاہے گاہے سن کر تہمتے الامانی سن رہے تھے کیونکہ خاندان برماک کا ذکر متفرق طور پر صد ہا تاریخ کی کتابوں میں جابجا آیا ہے چنانچہ ۳۵ کتابوں کی فہرست جسے ابراہمہ اخوذ سے



مولف نے دیباچہ کتاب میں دی ہے۔ ایسے پرآگندہ و منتشر حالات کو اتنی کتابوں سے جمع کرنا اور ہر اوٹ کو اس عمدگی اور خوش ترتیبی سے کتاب کی شکل میں لانا کارے وارہ۔ فی الواقع گوہ ہاکنداست تائیں جو یہ شیر آردہ است جس محنت اور عرق ریزی سے مولف نے گوہ کنی کر کے یہ یواقتیت و جواہر کوڑیوں کے مول پبلک کے نذر کیے ہیں اس کا اندازہ کرنا بدو اصل کتاب کے دیکھنے کے دشوار ہے۔ ممکن نہیں کہ ہم اس مختصر مضمون میں اس کتاب کی پوری خوبیاں دکھلا سکیں۔

علاوہ دیباچہ کے اس کتاب کے تین حصے ہیں جن میں کئی کو تو حیحی برکی اور اسکے بیٹے فضل اور جعفر کی وزارت کے حالات ہیں لیکن دراصل ہر ایک حصہ مشہور خلیفہ ہارون رشید کے دربار اور اسکے عہد کی علمی قدر وانی۔ سخاوت۔ تمدن۔ طراز معاشرت اور حکومت کا نایاب موقع ہے۔ اس کتاب کے ہر کو معلوم ہوتا ہے کہ اس خلیفہ کے مبارک عہد میں کیسے کیسے علمی خزانہ مہیا کیے گئے تھے اور پر رونق دربار میں ہندوستان کے کون کون سے مشہور پڈت بیت الحکمیہ میں کتب علوم و فنون کے ترجمے کے لیے طلب ہوئے تھے ان سب کی اسماء و فرست مع کتب ترجمہ کے فاضل مولف نے بڑی تلاش سے تحریر کی ہے۔ اہل علم کی قدر وانی کی صرف ایک مثال بطور مشتمل نمونہ از خروارے ذیل میں درج کی جاتی ہے جس سے ظاہر ہو گا کہ ایسی فیاضی اور سخاوت کی نظیر کسی دوسرے عہد میں شاید ہی ملیگی۔

ابوسعید عبدالملک بن علی مشہور علامہ اصمعی بصری کو علم لغت۔ انساب۔ اور اشعار عرب میں خاص کمال حاصل تھا۔ بلا کا ذہین تھا علاوہ تفرق مضمون کے اشعار کے صرف ججز کے بارہ ہزار شعر یاد تھے! خلفای۔ عباسیہ کی قدر وانی کا شہرہ منکر بصرہ سے بغداد پہونچا اور نہایت محنت و کوشش سے دربار تک رسائی حاصل کی خلیفہ ہارون رشید نے چند قصائد کی فرمائش کی اور ان کے سننے کے بعد ایسا محظوظ ہوا کہ اسی رات وزیر جعفر کو حکم

دیا کہ علی الصباح تیس ہزار دہم میری طرف سے اور اسی قدر خود اضافہ کر کے اٹھمئی کے پاس  
بھیج دینا چنانچہ جعفر نے تیس ہزار دہم خلیفہ کی طرف سے اور بلحاظ ادب ایک ہزار کم کر کے  
اونتیس ہزار دہم اپنے پاس سے اٹھمئی کو بھیجا دئے۔

اس کتاب میں جعفر اور عباس کی شادی کے متعلق ایک بڑی دلچسپ مورخانہ بحث کی گئی  
ہے جو ایک مشہور واقعہ پر ایک بالکل نئی روشنی ڈالتی ہے عام طور پر یہ باور کیا جاتا ہے کہ  
ہارون رشید کی بہن عباس کی شادی جعفر کے ساتھ ہوئی تھی۔ مولف نے اسکی تردید میں مختلف  
سورخون کے اقوال پیش کیے ہیں۔ اور گویہ امر ہنوز مشتبہ اور متنازعہ فیہ ہے جہا جاد سے لیکن یہ  
بحث بڑے دلچسپ طریقہ سے کی گئی ہے جو قابل دید ہے۔

کتاب کے اخیر میں ایک ضمیمہ بھی دیا گیا ہے جو اپنی نوعیت میں نہایت قابل قدر ہے  
اس ضمیمہ میں خلافت عباسیہ کا مختصر تذکرہ۔ فتوحات و وسعت سلطنت۔ سالانہ خراج۔ تعداد  
انواج و اسلحہ۔ خلیفہ ہارون رشید کے عام اخلاق و عادات و دیگر واقعات نہایت دلائل و بیانیہ  
میں بیان کیے گئے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ مولف نے بڑی تحقیق و تدقیق۔ عرق ریزی اور  
جائفتاشی سے ان حالات کو جمع کیا ہے اور ہر صفحہ کو جواہرات سے کوٹ کوٹ کر بہرا ہے  
کاغذ اور چسپائی کی عمدگی اور خوشخطی نے کتاب کے حسن کو دو بالا کر دیا ہے۔ ان سب  
خوبیوں کے مقابلہ میں ۴۳۰ صفحے کی ضخامت کے لئے ہر قیمت کچھ ہی نہیں ہے۔  
سمتے تو اس کتاب کو بڑی دلچسپی سے از اول تا آخر پڑھا اور جو لطف و دلیلا اسکا حال دل  
سے داند و من و داند دل میں۔ ایسی قیمتی کتاب کی ملک جو کچھ قدر کرے کم ہے۔ چونکہ  
کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اور شاید محدودے چند نسخے باقی رہ گئے ہوں۔  
ثائقین کو جاہر ہے کہ بہت جلد مولف صاحب سے درخواست کر کے منگالین ورنہ پھر طبع  
ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا۔ فقط  
ایڈیٹر

## ۲۔ برکات قیصری

یہ رسالہ شہید نواز دہرکات و دہرکات اطاعت گورنمنٹ انگلشیہ بدلائل عقلی و نقلی مولوی سنال احمد صاحب علوی حمیدی رئیس کڑاکی تازہ تصنیفا سے ہے جنکا نام نامی اخباری دنیا میں کاشمیر فی النہار روشن جو فاضل مصنف نے آیات قرآنی سے اول تو یہ ثابت کیا ہے کہ بابرکت حکومت کی اطاعت واجب ہے اور بابرکت حکومت سے وہ سلطنت مراد ہے جسکی فرمانروائی ملک کے لیے باعث زیادتی آبادی اور رونق - سرسبزی - شادابی - امن و امان - اور تہذیب و تعلیم ہو۔ ایسی حکومت کا معیار ان آئینہ باتون کو قرار دیا ہے اول واقعی یا شہندگان ملک کی تعداد کا بڑھ جانا۔ دوسرے مناسب اور نمودی موقعوں پر بڑے بڑے عظیم الشان خوشامشہرون کا آباہو جانا۔ تیسرے تجارتی کاروبار کی کثرت - چوتھے قابل الزاعت زمین کا کثرت اور باغات سے سبز و شاداب ہو جانا۔ پانچویں - آفاقی قوموں اور انسانوں کو اپنی جانب جذب قومی کے ساتھ متوجہ کر لینا۔ چھٹے وسائل آمد و رفت کا محفوظ اور مامون ہو جانا۔ ساتویں مختلف اقوام و ملتوں کے بڑے بڑے مذہبی و قومی و ملکی میلوں اور محفوں کا ہونا۔ آٹھویں اہل ملک میں دوہمندی کی وجہ سے قانع البالی اور حفاظت جان و مال و عزت و مذہب کے سبب اطمینان دلی اور علم و اخلاق کے سبب تہذیب انسان کا پیدا ہو کر شائع ہو جانا۔ ان میں سے ہر ایک کا ثبوت نہایت عمدہ اور شائستہ طریقہ سے دیا گیا ہے۔ انرض یہ مختصر رسالہ قابل دید ہے ضخامت ۲۶ صفحہ تقطیع کلان اور قیمت ۲ مقرر ہے۔ مصنف صاحب کے درخواست کرنے پر مل سکتا ہے۔ فقط

ایڈیٹر

## ۳۔ تفہیم

یہ اخبار اسی مہینہ میں لکھنؤ سے باہر تمام فحشی راہجیداس صاحب بہار کو بھیجا اور وہ ریو یو جاری ہوا ہے  
 قیمت فی پرچہ ایک پیسہ یا محض سالانہ مع محصول ڈاک مقرر ہے۔ مہینہ میں چار بار عمدہ کاغذ پر  
 خوش خط طبع ہو کر شائع ہوتا ہے۔ اسکا ٹائٹل پیج نہایت خوبصورت تجویز کیا گیا ہے۔ مضامین  
 کے اعتبار سے بھی اعلیٰ درجہ کے اخبار میں شمار ہونے کے قابل ہے۔ ہر قسم کے مفید و دلچسپ مضامین  
 تازہ خبریں اور واقعات۔ لطائف و ظرائف۔ شعر و سخن غرض ہر مذاق کی چیزیں اس پرچہ میں موجود  
 ہوتی ہیں۔ ہر کو کو تحریر ہے کہ ایک پیسہ میں اور وہ بھی انڈیا میں ایسا عمدہ اخبار کوئی نہ ملتا ہو سکتا ہے  
 ہم بلا سبغہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک ایسا ستارہ اور عمدہ اخبار ہفتہ وار ہر چوبیس ہمارے نظر سے نہیں  
 گزرا۔ ملک کو ایسے قابل قدر اخبار کی پوری قدر کرنا چاہیے اگر ایسے پرچہ کی تعداد اشاعت ہزاروں  
 ملک پہنچ جاوے تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ ناظرین ہمارے قول کی تصدیق کے لیے کم  
 سے کم ایک پرچہ نمونہ کا منگا کر ضرور دیکھیں بعد ازاں کو اپنا شائق بنادیاں گے فقط۔

ایڈیٹ

## اشتہار

الاسلام آباد

یہ اسلامی رسالہ آباد سے ہر گزیر مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ آئین اسلامی خرونگے  
 علاوہ مشہور مورخ علامہ ابن خلدون کی معتبر تاریخ کا اردو ترجمہ و مشاعر عالم کی سوانح بھی صغیر ہندی جہاگنہ شائع  
 ہوتے ہیں مسلمانوں کی ترقی و ترقی کے اسباب ظاہر کر کے قوم کو اسباب ترقی کی طرف متوجہ کرنا  
 اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب دینا بھی اسکے مقاصد میں داخل ہے قیمت مع محصول ڈاک  
 صرف ہر سالانہ مقرر ہے فحشی حامد حسین صاحب ملک رسالہ و ترجمہ شائع کر رہے ہیں اور ان کا نام جاری ہو سکتا ہے

# ضروری اطلاع



جن قدر دان مشترین کے ذمے زرقیمت  
ادیب بابتہ ششماہی دوم یا سال تمام منہوز باقی ہو  
اونکی خدمت میں التماس ہے کہ منجمنٹ کی ضرورتوں  
پر لحاظ فرما کر یہ پرچہ پہنچتے ہی تیریل منی آرڈر کارخانہ  
کو ممنون فرما دیں ورنہ ماہ اکتوبر کا پرچہ دو ہفتے  
میں بصیغہ ویلیو پی ایل روانہ کیا جائے گا اطلاعاً  
گزارش ہے فقط

ایڈیٹر

# ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۱۸۹۹ بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۹ء جلد

## فہرست مضامین

۱	ریاضتِ شجر کی ڈپنٹری میں	۴	عجائباتِ عالم - مختصر مترجم	۲۹۹
۲	کرک بال لکھنؤی دوامی لانا سید احمد علی شری	۷	صنعت و حرفت وغیرہ - ایضاً	۳۰۰
۳	یہاں شادی کی باتیں - نواب	۸	علمی نوٹس وغیرہ - ایضاً	ایضاً
۴	اتنا بیگم صاحبہ لکھنوی -	۹	یادگاری واقعات - ایضاً	۳۰۲
۵	انسان کی آمد و رفت - شاہ سید		ریویو	
۶	محمد اکبر ابو العلا فی داتا پوری	۱۰	انتقادی احباب فی لطائف البلیط	۳۰۲
۷	مسٹر سبک کی مختصر سوانح عمری		۲ - اصولِ صحت -	۳۰۳
۸	مسٹر سید علی اوسط بارٹرٹ لائسنس		۳ - بھول بھلیان -	۳۰۴
۹	ادیب - منشی سید محمد حسین		۴ - علی کی سنوار -	ایضاً
۱۰	شفق - گورکھ پوری	۳۹۶	۵ - اُردو لٹریچر -	ایضاً

زیر ایدٹری سید اکبر علی اکبر آبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مفید عالم گروہ میں بہتہام محمد قادیان صوفی چمک

مقام فیروز آباد ضلع آگرہ سے شائع ہوا

## فردوس برین

مشہور ولایت مصنف مولانا محمد عبدالحلیم صاحب شرنے یون توہبت سے ناول لکھیں جو قدروانوں کے ہاتھوں میں ہیں اور ہر جگہ جاکر اسلامی صحبتوں میں نہایت دلچسپی اور جوش کو ساتھ لے رہے جاتے ہیں مگر اکثر بلکہ تقریباً تمام حقیقین کو اتفاقاً ہیکل اس ہی ستر اور پندیدہ کوئی ناول اس وقت تک اردو زبان میں نہیں شائع ہوا تھا اور خود مولانا مدوح کے قلم کا اس سے زیادہ مکمل نمونہ مشتاقوں کی نظر سے نہیں گذر رہا تھا۔ جو لوگ انگریزی مذاق رکھتے ہیں اور جادو بلقان مغرب کے ناول اصلی زبان میں دیکھ چکے ہیں انہیں یہ بھی اکثر وہ کی یہ رائے ہے کہ اردو کے سارے خزانے میں صرف یہی ایک ناول ہے جو انگریزی کے مسلم مستند ناولوں کے مقابل میں پیش کیا جاسکتا ہے اور لطف یہ ہے کہ بالکل تاریخی۔ باطنیہ اور سماجی فرقہ کے حالات قیمت صرف ۵۰ روپے مصلحتاً

ملفوظ  
محمد ثناء وحید بنار مترجم یاہو قومی پریس لکھنؤ چوک

## ”جلوہ محبوب“

یہ ماہواری رسالہ حال ہی میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سلطان دکن کی سالگرہ مبارک کی تہنیت میں حمید آباد دکن سے جاری ہوا ہے۔ دو جز کی ضخامت پر عمدہ کاغذ اور بہتر چھاپائی کے ساتھ نکلتا ہے اور اخباری دنیا میں اس نے وہ کامیابی حاصل کی جو کہ باید و شاید اب اس سے زیادہ ترقی ہر دماغ نیری کے اسباب کیا ہو سکتی ہیں کہ اسکو ہمارے آقا کے دلی نعمت سلطان دکن کی ملاحظہ کا فخر حاصل ہے اسکی اشاعت صرف دکن میں ہی نہیں بلکہ اکثر ہندوستان کی اولو الغرہ ریاست مثلاً والی ریاست امپور و بپال جو بھوپور گوالیار وغیرہ وغیرہ کی عالی خدمات میں بھی اسکو سامنے آئی ہے۔ اس میں ابتداء ایک نیا قصیدہ سلطان دکن کی مدح میں درج ہوتا ہے اور بعد میں سرکار ایاں کی اہم فیہ کی تاریخ مشتبہ انور رہتی ہے بعد ازاں غزلیں بھی نظمیں۔ دلچسپ اور مشہور معروف ہیر و زکی سوانح عمریان اور بعض اوقات علمی مضامین جیسے کہ خیالات فلسفیانہ معلومات بھی درج ہوتی ہیں آخر حصہ میں ایک

یہ رسالہ مولانا محمد عبدالحلیم صاحب شرنے یون توہبت سے ناول لکھیں جو قدروانوں کے ہاتھوں میں ہیں اور ہر جگہ جاکر اسلامی صحبتوں میں نہایت دلچسپی اور جوش کو ساتھ لے رہے جاتے ہیں مگر اکثر بلکہ تقریباً تمام حقیقین کو اتفاقاً ہیکل اس ہی ستر اور پندیدہ کوئی ناول اس وقت تک اردو زبان میں نہیں شائع ہوا تھا اور خود مولانا مدوح کے قلم کا اس سے زیادہ مکمل نمونہ مشتاقوں کی نظر سے نہیں گذر رہا تھا۔ جو لوگ انگریزی مذاق رکھتے ہیں اور جادو بلقان مغرب کے ناول اصلی زبان میں دیکھ چکے ہیں انہیں یہ بھی اکثر وہ کی یہ رائے ہے کہ اردو کے سارے خزانے میں صرف یہی ایک ناول ہے جو انگریزی کے مسلم مستند ناولوں کے مقابل میں پیش کیا جاسکتا ہے اور لطف یہ ہے کہ بالکل تاریخی۔ باطنیہ اور سماجی فرقہ کے حالات قیمت صرف ۵۰ روپے مصلحتاً

ملفوظ  
محمد ثناء وحید بنار مترجم یاہو قومی پریس لکھنؤ چوک

# ادب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی مگزین

جلد

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۹۹ء

نمبر

نیچر کی ڈسپنسری میں مرکب القوی دوا  
ریاضت

(از ملفوظات مولانا اشہری)

لفظ کهن و معنی نو در ورق من  
گوئی کہ جهان است و بہا است جهان را





	ہر شاخ برومند ہے یا حضرت باری پہل ہما کو بھی بلجاسے ریاضت کا ہماری	
وہ گل ہوں عنایت چمن طبع نکو کو	بیل نے بھی سوگمنا ہو جن ہو لو کی بو کو	
<p>اوپر باوجود کہ ہم کہتے ہیں کہ سنجوئی سے سخن فہمی زیادہ مشکل ہے اور بیشک ایک معمولی بات میں غور و فکر سے بڑی بڑی باریکیاں معلوم ہوتی ہیں۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اچھے خیال کسی طرح بیان کر دیے جائیں وہ اچھے ہی ثابت ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ اچھے خیال کے لئے اچھا مقال ہونا شرط ہے۔ قرآن کا سارا معجزہ اسکی فصاحت ہے۔ حافظ کے دیوان سعدی کی گلستان فیضی کی نلدن۔ فردوسی کے شاہنامہ کو جو بات سیکڑوں برس سے ناسمجھ تھی ہوئی ہے وہ اذکار مقال ہے۔ اخوان الصفا اور انوار سیلی میں کئی کئی۔ اور لومڑی خرگوش اس طرح بول رہے ہیں کہ بڑے بڑے فلسفیوں کے کان اودھر لگے ہوئے ہیں اور دو میں میر حسن کی ہشتوی میر امن کی چار رویش کو اذکار حسن مقال شمع انجمن بنا ہے ہوئی ہے میر انیس نے کر بلا کا پڑانا دکھایا لکھا کہ اوس نے نئے سرے ایک جان والدی۔</p>		
	خود نوید زندگی لانی قضا میرے لئے شمع کشتہ ہوں فنا میں ہے بقا میرے لیے	
<p>میں اسوقت ریاضت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ایک معمولی لفظ ہے۔ جسکے معنی محنت کرنے کے ہیں اور میر المقصد صرف اس قدر ہے کہ ہر انسان کو محنت اچھی چیز ہے یہ ایک معمولی ہدایت ہے جو مغربی علوم کے تراجم اور مشرقی تصانیف کے مواعظ میں کثرت سے پائی جائے گی۔ لیکن اس مقام پر آپ کو انداز مقال بڑی بڑی دور کی میر کرالائے گا اور ریاضت کا معمولی لفظ انداز مقال سے ریاض خیال معلوم ہونے لگے گا۔</p>		

## استشری

چشم باید تا چوم دامن گدازد سو سے خود | مردے باید کہ اندر خویش تن بیدمرا

اگر ہم دیکھیں کہ نیچر کو ریاضت سے کیا تعلق ہے تو ہم کو کوئی ایک چیز بھی ایسی نہ ملے گی جو ریاضت کی ڈیوٹی ادا کرتی ہوئی نہ پائی جائے۔ آسمانی پردوں کے اندر جو سوانگ بہرے جارہے ہیں اون میں کوئی جزو بھی ریاضت کے مفہوم معنوی سے خالی نہیں پایا جاتا۔

اگر ہم حکماء قدیمین فیثاغورث کے اجزاء لائیو تجزی اور اون کے امتزاج سے دنیا کی ترکیب و ترتیب قائم کریں یا حکماؤ متاخر لوہر کے نیچرل سائنس سے اجزا اٹھا کر کوئی انتہام خیال کریں دونوں کا منشا اون کی ترتیب و ترکیب سے اجزا و عالم کو پیدا کرتے کا ہے اور اس خیال کے ساتھ ہی ہم کو اجزاء صغیر یا اجزاء لائیو تجزی کا جزو جزو کسی کام کے بنانے کو ریاضت کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے جسکے یقین کرنے میں ہم کو ذرا بھی شبہ نہیں ہوتا۔ اس سے خیال کر سکتے ہو کہ تمام دنیا نیچر کی ریاضت کا نتیجہ ہے اگر نیچر اجزائے صغیر یا اجزائے تجزی کے امتزاج اور اون کی ترتیب میں سست اور غافل ہوتا تو یہ دنیا نہ پیدا کر سکتا اور جب نیچر کا یہ حال ہے تو افسوس ہم پر جو نیچر سے ریاضت کا سبق نہ سیکھیں اور ہر کام میں ریاضت کو اپنا معین نہ بنائیں۔

اب اپنی یادوں کی مذہبی دو بین سے دیکھو جب بھی صفات باری کے تعلقات کو کسی نہ کسی طرح کی ریاضت سے جسکی کیفیت کو نہیں جان سکتے وابستہ پاؤ گے اور ازل سے لیکر اب تک ملکہ صفات باری کی ریاضتوں کے کرشمے بقا اور فنا کے وادی خیال میں ہستی سے نیستی اور نیستی سے ہستی کے تماشے دکھاتے ہوئے پاسے جائینگے رہی یہ بات کہ صفات باری کی ریاضتیں کیسی ہیں سو جب وہی سمجھ میں نہیں آتا تو اون

لیفتون کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ مگر جیسے تمام مخلوق کا ایک سلسلہ پایا جاتا ہے ایسے ہی نیچرل ریاضتین بھی اون کے ساتھ وابستہ پائی جاتی ہیں جس سے پایا جاتا ہے کہ نیچر کے ہر کام میں ایک نہ ایک طرح کی ریاضت کو دخل ہے۔ اور وہ کام اس ریاضت سے پورا ہو رہا ہے۔ متقدمین نے جس طریق سے ترتیب عالم قائم کی ہے اُس سے بھی ایک ریاضت کی پابندی ظاہر ہوتی ہے۔ عالم خیال میں جلوہ ازل کی عنائیاں اور حسن ازل کی جلوہ فرمائیاں سب ایک چلتی ہوئی دھن میں مصروف پائی جاتی ہیں عالم ہوہو اپنے مشقی سکوت میں اختراع و ایجاد کی تدبیر کر رہا ہے۔ فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ آدمی کا پتلا اس رنگ روپ کا بنایا جائے۔ چاند سورج اس آب و تاب کو روشن ہوں۔ اندھیرے سے اُجالا اور اُجالے سے اندھیرا یوں نکلے جیسے زلف جانان سے روئے زیبا۔ اور روئے زیبا سے خال جانان دریا سے حسن میں کشاکش نازکی موجبین جلوہ ذات کو تماشائی خود آرائی دکھا رہی ہیں۔ اور جلوہ ذات کی خود نما عنائیاں قطرہ قطرہ سے انا النور کے طوفان اُٹھا رہی ہیں۔ فرشتگان ملا علیٰ مین ہل چل پڑی ہوئی سہے کیا گاہ صمدیت کا کوئی حکم تعمیل سے رہ نہ جائے۔ ہر شے اپنے اپنے کام میں صرف لگا پونظر آتا ہے ایک طرف روحین پیدا ہو چکین دوسری جانب اجسام کے نقشے اوتر رہے ہیں ۵

دھونڈھنے والے وہاں پائین گئے صورت میری	عالم قدس کے اُس پار ہے خلوت میری
مدد اے طاقتِ گفتار کہ کچھ کہتا ہے	پوچھتے ہیں دم آخر وہ حقیقت میری

اب ذرا میرے ساتھ نیچرل وادی میں آئیے اور بیان کی ریاضتوں کو بحیثیت خود مشاہدہ فرمائیے ۵

بیک درختان سبز در نظر ہو شیار	ہر ورقے دفترے است معرفتے کردگار
-------------------------------	---------------------------------

ہماری دنیا جمادات۔ نباتات۔ حیوانات سے بہری ہوئی ہے۔ حکما کو یونان نے پانی۔ آگ۔ ہوا۔ مٹی۔ چار عنصروں سے دنیا کی پیدائش مانی ہے اور حکما سے ہند نے آکاش کو پانچواں عنصر قرار دیکر پانچ عنصروں سے سب کی پیدائش جانی ہے۔ اور اس زمانہ کی مغربی سائنس نے کیمسٹری کے ذریعہ سے ہم ۴ عنصر تک دریافت کیے ہیں۔ یا یوں کہیے کہ مغربی تحقیق نے بعض اجزاء کو غلطی سے عنصر خیال کیا ہے۔

### غالب

غلطی ہاے مضامین مت پونچھ لوگ نالے کو رسا باند بتے ہیں

بہر حال چار عنصر ہوں یا پانچ۔ پانچ ہوں یا چوتھ۔ چوتھ ہوں یا اس سے بھی زیادہ لیکن ہر چیز فرداً فرداً بحیثیت جزئی اور بحیثیت کلی یا بند یا مفت نظر آتی ہے۔ اور یہ سردی اور گرمی اور خشکی اور ترزی اور اسی کے فعل و انفعال اور افراط و تفریط کا نتیجہ ہے جسکو ہمارا تجربہ اور مشاہدہ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کے درجات میں سمجھا رہا ہے لیکن علمی و فنی ایسے ہیں کہ وہ حقایق موجودات کے مناظر میں بغیر روشنی عقل کے نظر نہیں آتے۔ اور سخن میں کلمہ اور کلمہ میں لفظ اور لفظ میں معنی اور معنی میں مطلب اور مطلب میں مفہوم اور اشارات افہامی کی طرح تہہ در تہہ پر دون کے اندر چسپے ہوئے ہیں جنکو ہر نظر اپنے حد بستر تک دیکھ سکتی ہے۔ جیسے ایک جاہل سے کہو کہ مٹی کیا ریاضت کرتی ہے تو وہ کہے گا خاک بھی نہیں مگر فلاسفی کی عینک سے عقل کی روشنی میں تجھ کو اسکی مختلف ریاضتیں معلوم اور محسوس ہونگی۔

اسی ریاضت کا نتیجہ ہے جسکے ذریعہ سے ایک سلسلہ لانتناہی کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ جسکو اوپر بیان کیا گیا۔ اگر ہم نیچر کے کارخانہ سے ریاضت کے فعل کو ایک دم کے لیے روک رکھیں تو ہر چیز کی ہستی کا فعل باطل ہو جائے مگر نیچر نے ریاضت کو ضروری

سمجھکر ایسا لازمی کر دیا ہے کہ وہ رُک ہی نہیں سکتی زمین۔ آسمان۔ چاند۔ سورج۔ ہم تم سب نیچرل ریاضتوں کا نتیجہ ہیں۔ اور تمام عناصر ہر وقت سب سے اعلیٰ اور زیر دست طاقت کے تحت حکومت اور سکے حسبِ فضا اپنی ریاضتوں کی ڈیوٹی ادا کرتے رہتے ہیں۔

پانی کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ زمین کے اکھاڑے پر ہر وقت موجوں کی ہلچل سے ڈنڈا پھرتا رہتا ہے۔ پانی سے دھواں۔ بہاؤ۔ گہرا شبنم۔ اولہ سب اپنی اپنی جگہ نیچرل ریاضتوں کا منشا و پورا کرتے رہتے ہیں۔

ہوا کا موج ہر وقت اس کے جھونکوں کو ایک دوسرے سے کشتی لڑاتا رہتا ہے۔ اور بعض وقت کثرتِ ریاضت سے اوس کی پہولی ہوئی سانس علانیہ محسوس ہوتی ہے۔

آگ ہر دم اپنی نفسانی ریاضت سے اپنے بدن کو چمکاتی رہتی ہے۔ اور مٹی کا دیوتا اس کے جسم کو خاک کے بہبوت سے ایک قدرتی بیر لگی بنا کر رکھتا ہے مٹی کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اس کا ثقیل بدن اپنے ثقل کو حرارت سے فائدہ پہونچانے کے لئے ہر وقت ریاضت میں مصروف ہے۔ یعنی کہ ارض کو کسی وقت تیز روی سے چلنے اور طرح طرح کی جسمانی ورزشوں سے فرصت نہیں۔ اس طرح تمام ستارے مختلف حرکتوں کی ریاضتوں میں مصروف ہیں۔ آباہی علوم اور اُمہات مغلی سے اطفال بہا اور دوشیزگان نبات کا پیدا ہونا و حقیقت انکی اصلی اور فصلی ریاضتوں کا نتیجہ ہے۔

سو ناکیا حرام تو قسمت جگائی ہے  
جب خاک ہو گئے ہیں تو اکسیر پائی ہے

بہر حال ہر فعل ایک حرکت کا نتیجہ اور ہر حرکت ایک فعل کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے اور ہر فعل حرکات مختلفہ کا پابند اور ہر حرکت ریاضت کا خلاصہ ہے۔ ہر حرکت کو حرارت لازم ہے

ابھی تو پٹہ ہی سانس ہمارے دل سے نکلی تھی وہ ہٹوٹوں تک آتے آتے آہ آتشین  
بن گئی۔ ہم نے ایک بات کو چلا کر کہا اور سننے والے کو اوسکی ٹپ کی گرمیاں محسوس  
ہونے لگیں۔

اب۔ بیدون طبیبوں۔ ڈاکٹروں کے خیالات بھی معلوم کرنا چاہیں کہ یہ تجربہ کار و دانشمند  
ریاضت کو کیا سمجھتے اور ریاضت کی نسبت عام کو کیا ہدایت کرتے ہیں۔

دہنتر بید جو حکماء ہند کا ستراج ہے کہتا ہے کہ ریاضت کا دکہ بدن کا شگہ ہے۔  
یہی حکیم ریاضت کو خدا کے پاس پہنچنے کی سیڑھی بتاتا ہے۔

شیخ ابراہیم بوعلی سینا کہتا ہے کہ بدن کی تندرستی اور اصلاح کا ریاضت سے بہتر  
کوئی علاج نہیں۔

حکیم جارجیوس یونانی نے اپنا خیال مختلف ریاضتوں سے امراض کا علاج کرنے پر  
بایل کیا اور ساٹھ برس کی عمر میں اوسکو یہ خیال پیدا ہوا۔ اور اوس نے ایک سو چالیس  
امراض کی دوا ریاضت کو تجویز کیا اوسمیں سے چوراسی مرض تک اوس کو تجویز کرنے کا موقع  
ملا۔ ہر مرض کے لئے اوس نے ایک قسم خاص کی ریاضت تجویز کی تھی۔

ڈاکٹر گال یا گلیلو کا قول بوعلی سینا کے موافق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حفظِ صحت کیلئے  
کوئی تدبیر ریاضت سے بہتر نہیں۔

جرمن مین شاہی حکم سے ایک کتاب تیار ہوئی ہے جس میں ہر ملک اور ہر قوم کی ریاضتوں  
کے حالات لکھے ہیں اور اکثر اہل ریاضت کی تصویریں اور مقام ریاضت کے نقشے  
دکھائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں صوفیہ متراض ہند اور ارباب ریاضت فارس کے  
حالات میں بڑی دلچسپی ہے۔ تمام جانوروں کے حالات دکھائے ہیں کہ کون جانور  
کس طرح کی ریاضت کرتا اور اوس سے کیا فائدہ اُٹھاتا ہے۔

قرنچ ڈاکٹر کہتا ہے کہ مختلف ریاضتیں ایک بہت بڑی ڈسپنری ہیں جسکے حاصل کرنے کو ہر آدمی کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ تندرستی قائم رکھنے کے لیے انکی طرف رجوع کرے۔

اطباء یونانیہ و اسلامیہ کے نزدیک ریاضت عام اوس حرکت ارادی کو کہتے ہیں جسکے کرنے سے انسان پے درپے لمبی لمبی سانسین لینے لگے شیخ کہتا ہے کہ عظیم نفس کا بغیر تواتر کے حد ریاضت کو نہیں پہونچتا۔ آدمی جو کہتا ہے وہ پورے طور پر بغیر ریاضت کے جزو بدن نہیں ہوتا۔ ریاضت بلا ایدہ محفل فضول اور حسب مراد معین طبعیت شیخ کہتا ہے کہ میں حفظ صحت کے لیے کوئی نسخہ ریاضت سے بہتر تجویز نہیں کر سکتا اکثر امراض ریاضت سے زائل ہوتے اور بغیر ریاضت کے ترقی پاتے ہیں۔ قرشی کہتا ہے کہ تادک ریاضت کو اکثر دق لاحق ہو جاتی ہے اور وہ نحیف اور کم طاقت دہا ہی ریاضت امراض مادی کو رفع اور حرارت غریزی کو روشن مفاصل کو سخت فضلات کو تحلیل کرنا کو مضبوط کرتی ہے۔ کشتی لڑنا۔ دوڑنا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے دوڑانا۔ تلوار لگانا نیز ہانپنا کرنا۔ بلند آواز سے پڑھنا۔ گانا۔ باجا بجانا۔ ڈنر پیلنا۔ گلدہلانا۔ پٹہ بازی کرنا جیولاجیولنا سب داخل ریاضت ہیں۔ انواع ریاضت بہت ہیں۔ بعض عام ہیں بعض خاص بعض ریاضت بدن کی ہے۔ بعض نفس کی۔ اور بعض ریاضت نفس اور بدن دونوں کی ہے ریاضت عام جسم کے چاروں اخلاط اور اربع عناصر کو جنبش دیتی ہے۔ اور دلکیشی مالش اوسکی معین اور بدن کو آرام دینے والی ہے۔ اور تدریجات دلکٹ ریاضت سے ایک دُبلہ آدمی موٹا اور ایک موٹا آدمی دُبلہ اور ایک نامرد کا دل جو انحراد اور ایک بیوقوف کا دماغ عقلمند ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کے جوگیوں اور ستاسیوں اور فارس کے یزدانیوں اور ہوشنگیوں اور مسلمانوں کے صوفیوں اور عرب کے بہادر و ن فی ریاضت

کے ذریعہ سے جو نہایت عجیب اور قابل قدر طاقتیں حاصل کیں اور اودن سے جو تاج ظاہر ہوئے وہ کرشمہ و معجزات سے کم نہیں معلوم ہوتے اگر زمانہ نے فرصت دی تو کسی وقت کمالات یافتہ کو ہدیہ ناظرین کیا جائیگا جس سے معلوم ہوگا کہ بعض مقامات پر ریاضت نے نیچر کے خلاف اپنی زور آزمائی سے کامیابی حاصل کی ہے۔ راقم اشہری  
 بیاہ شادی کی باتیں

کوئی نجاد حیدر معارف صاحب ہیں۔ اودن کا مضمون چہا ہے۔ ۲۳۔ مئی کو چودھویں صدی کے اخبارین راولپنڈی کے انہیں نے آجکل جوڑ کے انگریزی پڑھتے ہوئے ہیں۔ اودن کے خیال کو لکھا ہے۔ اپنی اپنی شادی بیاہ کی نسبت یہ مضمون بڑی اچھی طرح سے لکھا ہے۔ میں سچ کہتی ہوں کہ بعضی بعضی بات کا تو مطلب میری سمجھ میں آیا ہی نہیں تھا۔ اور خاصکر انگریزی لفظوں کا۔ مگر خیر موقع محل سے مطلب اذکا سمجھ گئی ضرور اسلئے کہ مجھے عادت بھی ہے۔ آجکل کی عبارتوں کے پڑھنے کی۔ اور جو بات سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ تو اس سے پوچھ لیتی ہوں۔ اس میں کچھ عجیب نہیں ہے تو سارا مطلب مضمون کا میری سمجھ میں یہ آیا ہے۔ کہ آجکل کے پڑھنے ہوؤں کے ویسے خیال نہیں ہیں جیسے اگلے زمانہ کے لڑکوں کے ہوتے تھے۔ کہ جو بزرگوں نے کدیا بس وہ تپہر کی لکیر ہو گئی۔ اور صاحبزادے "موتو بلائی" بنے بیٹھے رہے۔

یہ بھی لکھا ہے کہ اب بھی بزرگوں کا پاس ادب کرتے تو ہیں اور مان باپ جبکو سسر منڈہ حسیتہ ہیں اسے قبول کر لیتے ہیں مگر وہ بی بی اپنی پسند کی نہیں ہوتی۔ اسلئے وہ رتہتی ہے ساری عمر کا جی کا خیال ہی۔

ان باتوں کو لکھ کر بڑے بوڑھوں کو سمجھایا ہے کہ اس حال سے بے پرواہی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور یہ بھی خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ لڑکے اگر اب تک مان باپ کا کتنا متحرک



ہیں تو ہمیشہ مانتے ہی رہیں گے اسکے بہت بڑے نتیجے ہونگے یہ سبھی ان مسائل پر مبنی  
اور ادنیٰ درجے کے مسلمانوں کی لڑکیاں بمقابلہ شرفاء کے زیادہ پڑھ رہی ہیں اور کس کو  
معلوم ہے کہ شریف اور نوجوان تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دماغ میں کیا سما جائے گا  
میں نے سارے مضمون سے یہ باتیں چھانٹ لی ہیں۔ اس میں تعریف کی یہ بات ہے  
کہ اپنے مطلب کو ایسی اچھی طرح سے لکھا ہے۔ سوال جواب میں کہ اگلے زمانہ کا ایسا  
بزرگوں کا ادب لحاظ بھی ہے۔ اور دلکی بات بھی کہو لدی ہے۔ ایسی طرح سے نہیں  
لکھا کہ ڈھیلا کیچن مارا ہو میں بھی اصل مطلب کی نسبت کو ششش تو کر دلی۔ لکھنے کی۔  
مگر میرے لئے بڑے شرم کی بات ہے کہ ویسی اچھی طرح سے میں نہیں لکھ سکی  
اور مضمون بھی پڑا ہو جائیگا مگر کچھ ہی ہو۔ جو باتیں میرے ذہن میں آئی ہیں اس مضمون کے  
پڑھنے سے اونکو مجھے لکھنا چاہیے ضرور۔

مضمون میں لکھا ہے کہ آجکل کے لڑکے اپنی بیویوں کو اپنا ہم خیال کرنا چاہتے ہیں۔  
یہ ویسی ہی بات ہے جسے میں آپ کہہ چکی ہوں۔ لڑکیوں کے تعلیم والے مضمون میں  
جو تہذیب نسوان میں چھپ گیا ہے لیکن انہی نے دو ترکیبیں بتائی ہیں۔ دو لہذا وہاں  
کے ایک رنگ میں رنگ جانے کی وہ یہ ہیں کہ انکو عورتوں کو بھی پانہیں کے درجہ کے موافق  
لکھا یا پڑایا جاسے گا، یا پھر دون کو پڑایا جائے ایسی بات لکھی ہے کہ مجھ کو تعجب آتا ہے چاروں  
ایسے لائق بزرگ بھائی کی قلم کیونکر نکلی۔ جس میں خفگی اور غصہ بہا ہے۔ یہ ایسی بے تکلی بات ہے  
جیسے کوئی یہ کہے کہ خدا کرے سرکار اپنا قانون اوٹالے اور ہم پہلے کی طرح لڑکی کو  
پیدا ہوتے ہی مار ڈالا کریں نہیں لڑکیوں کو بھی پڑھاؤ۔ اور لڑکوں کو بھی مجھے جانتا تک  
خبر ہے تو لڑکیوں کے پڑھانے میں تو کوئی ہچیرہ نہیں کرتا۔ ہاں آجکل کی پڑہائی پر بہتر  
نہیں یعنی زنانہ مدرسوں کی پڑہائی پر اور جو پڑانا دستور ہے گھروں میں پڑھانیکا۔ اسکو کوئی بھی

بڑا نہیں کہتا۔ اسلئے شریف زادیاں لکھنؤ میں مدرسوں میں پڑھنے نہیں جاتیں۔ یا تو آستانیا گروں میں نوکر ہیں۔ یا پھر عالموں کے گروں پر پڑھنے جاتی ہیں۔ لکھنؤ کے زنانہ مدرسوں کا مجھے خوب طرح سے حال معلوم ہے وہاں لڑکیاں دیدہ دلیل ہو جاتی ہیں جسکو پہلے آدمی بے شرمی اور بے حیائی کی بات کہتے ہیں۔ اور عورتوں کی حد و رجا کی شان ہونی کیا چاہیے؟ یہ ہونی چاہیے کہ ہر وقت شرم میں بہری رہیں نگاہ نیچی رکھیں نرمی کے ساتھ زمین پر پاؤں دھریں۔ یہ انکی تعریف ہمارے حضرت کی بی بی جو مسلمانوں کی ماں ہیں۔ بی بی ام سلمہ۔ انہیں لے کی ہے۔ اور یہ باتیں یہاں کے زنانہ مدرسوں میں نہیں سکھائی جاتیں۔ وہاں تو یہ سکھایا جاتا ہے دو دیکھو تمہارا تندرستی باقی نہیں رہیگا ر روز شام کو جایا کرو باغ کی ہوا اکھایا کرو۔ تمہارا خاوند تمہارا ماں باپ تیرے چچہ بھائی نہیں کر سکتا۔ سرکاری قانون سے تم گنہگار نہیں ہوگا۔ شوق سے باہر نکلو۔ چلو پہرو، تو اب سوچنے کی بات ہے کہ طوطا جانور ہوتا ہے جب سودفعہ اوسکے آگے کہا جاتا ہے بیٹے ملھو نبی جی بیجو۔ یا علی مدد۔، تو ایک دفعہ وہ بول ہی اٹھتا ہے۔ تو پھر یہ تو انسانکی پیمانی میں یہ فذ فریب کیا جانیں۔ بس یہی باتیں ایسی ہیں کہ جیسے اونکا دیدہ پہٹ جاتا ہے۔ اور یہی باتیں ہیں جن سے پنامی کے چرچے قہقہے پھیل جاتے ہیں۔

سید صاحب کا ایک مضمون اسہی ہمارے تہذیب نسوان میں چھپا تھا نمبر ۲۴ میں وہ سامضمون کہ جب وہ لاہور کو گئے تھے تو وہاں کی بیگمیں سے جو کہتا تھا اوسکو پڑھو انہیں نے ہی تمہارے خیال بدلے ہیں تو بس اونہی کے کہنے پر عمل ہی کرو۔ تمہارے لیے جس لکھنے پڑھنے کی ضرورت بتائی ہے۔ اور جس لئے بتائی ہے وہ ہمارے لیے نہیں بتائی۔ ہمیں تو اتنا چاہیے کہ گھر کے کام کاج کی لیاقت آجائے۔ اور بچوں کے پالنے پوسنے کا سلیقہ ہو۔ اللہ اللہ خیر صلا۔ اور یہ باتیں اونہی کتابوں کے پڑھنے سے

آجائی تین۔ جنگو ہماری تمہاری بڑی بوڑھیان بڑھتی تھیں۔ اسی بڑھائی کو سید صاحب نے  
 کہا ہے اور اسی کو کوئی بھی برائینہیں کہتا۔ اور نہ کوئی یہ چاہتا ہے کہ ہماری اولاد بڑھنے نہیں  
 چاہے لڑکی ہو چاہے لڑکا۔ ایک یہ بات بھی لکھی ہے کہ دو ہمارے بڑے بوڑھے  
 بھی تو آخر انہیں ان بڑے عورتوں سے بیاہے جاتے تھے۔ وہ ان سے اس قدر نفرت  
 کیونہیں کرتے تھے۔ کیون حد درجہ محبت اور پیارا پنی بیویوں سے کرتے تھے؟“  
 اس کا جواب یہ دیا ہے۔ نئی روشنی کے جوان کی زبانی۔ کہ ”وہ کہتا ہے اور ٹھیک کہتا ہے  
 کہ آجکل کی اور پہلے زمانہ کی عورتوں کی حالت تو کیساں ہے مگر مردوں کی حالت میں بڑا  
 فرق ہو گیا ہے۔ پہلے لوگ پڑھے ہوئے ہوتے تھے مگر ان کی بی بیان نہیں پڑھی  
 ہوتی تھیں اور آجکل کا نو جوان بی بی ایسی چاہتا ہے جو اس کے برابر علم میں ہو۔ ادیرہی  
 سارا جھگڑا ہے۔“

اس پر میں دو اوپر پچاس برس کی بڑھیا یہ کہتی ہوں کہ نہ اس زمانہ کے مردوں کی حالت میں  
 فرق آیا ہے۔ اور نہ عورتوں کی حالت میں۔ جب بھی مردوں کا کام کمزور لائے کا تھا  
 اور عورتوں کا اوس کمائی کو سلیقہ سے اٹھانے کا اور اب بھی پہلے بھی مردوں کی ہی  
 کے لیے لکھتے پڑھتے تھے۔ اور اب بھی۔ ہاں مرد جس زمانہ میں جس ترکیب سے  
 کمائی ہوتی ہو وہی ترکیب حاصل کریں۔ اور بی بیوں کو کمائے کے لاکر دین۔ یہی مردوں کا تہ  
 سے کام ہے۔ اور بی بیوں کا بھی ہر زمانہ میں یہی کام ہو گا۔ کہ ان کی کمائی کو سلیقہ سے خرچ کریں  
 اور سلیقہ ادا کروا جاتا ہے۔ انہیں کتابوں کے پڑھنے سے جنگو بڑی بڑھیاں پڑتی تھیں اور غور کر دیکھیں  
 ہوتی تھیں۔ اگلے زمانہ والے یہی اگر آج پیدا ہوتے تو وہ بھی یہی علم پڑھتے۔

جواب تم پڑھتے ہو۔ اور اب بھی ڈھونڈ دے تو کوئی نہ کوئی اگلے زمانہ والا انگریزی پڑھا ہوا  
 ملے گا ہی۔ اوس سے پوچھو کہ کبھی تم کو بھی کچھ اپنی بی بی سے نفرت ہے یا نہیں۔ دیکھو

تو وہ اسکا کیا جواب دیتا ہے پھر تمہاری حالت میں کیوں فرق ہو گیا ہے۔ میری سجدہ میں تو کچھ فرق نہیں ہوا۔ اور اگر کچھ فرق ہو گیا ہے تو بتاؤ کیوں ہو گیا ہے پہلے لوگوں کو ان تین باتوں کا بڑا خیال رہتا تھا۔ رفتار کا گفٹار کا۔ دستار کا۔ تو اب اس سے زیادہ کیا بات ہو گی۔ کہ باپ دادا کی عزت خاک میں ملائی جاتی ہے۔ اونکی باتوں پر ہنسی کی جاتی ہے۔ متھے تو کتا بون میں پڑھا ہو گا۔ مگر ہنسنے تو کچھ اپنے بڑے بوڑھوں کی زبانی اگلی کہانیاں سنی ہیں یا کچھ حالی صاحب کے مسدس میں حال پڑھا ہے۔ کہ آج جو بوڑھے نصیحت سنتے ہیں۔ اپنی سعادتمند اولاد سے کہہ رہی ہیں وہ متھے کہ دنیا میں کمان کمان جنہیں نے اپنا بیج بویا۔ پورب پیچھم اوتر دو کمن۔ انہیں کی رفتار کی گفٹار کی دستار کی پیروی تھی۔ اب چودھویں صدی میں ایسے سعادتمند پیدا ہوئے ہیں۔ جو اونکی باتوں کو بدلتے ہیں اسی بدلی لئے کمان سے کمان تو پہونچا دیا ہے۔ اور خدا جانے کمان سے کمان اور پہونچائیے گی۔

پہلے بیاہ شادی اکثر کر کے گنیز برادری ہی میں ہوا کرتی تھی۔ لڑکوں کو لڑکیاں اور لڑکیوں کو لڑکے دیکھے بہالے ہوتے تھے بچپن میں سب ساتھ کیلتے تھے۔ یہاں تک ہوتا تھا کہ جہاں لڑکے پڑھتے تھے مکتب میں ہیں لڑکیاں بھی پڑھتی تھیں۔ محلہ میں کسی امیر گھر پر مکتب ہوتا تھا۔ بس وہی بچپن میں ساتھ کیلنا کو دنا ساتھ پڑھنا۔ آپس میں پیار و محبت بڑھا دیتا تھا ایسی محبت ہوتی تھی جیسے بہن بھائیوں میں ہوتی ہے۔ اور یہ جو ایک جہتی بات ہے نا اور شرافت کا قلمہ کہ جب لڑکی سیانی ہونے لگتی ہے تو آپ سے آپ اونکی آنکھوں میں شرم آ جاتی ہے۔ تو بس اس وقت وہ لڑکیاں مکتب سے اونٹانی جاتی تھیں اور جہی سے اونکا پردہ شروع ہوتا تھا۔ لیکن جو لڑکے پاس کے رشتہ دار ہوتے تھے اون سے جب بھی پردہ انہیں ہوتا تھا۔ ہاں اگر انہیں میں کسی سے بات چیت

ٹھہر جاتی تھی۔ پہراؤن سے بھی پردہ ہوتا تھا اسی لیے اونکی محبت ایسی پکی ہوتی تھی کہ آجکل کے نوجوان کو اچنبھا ہے اور وہ اسکو پسند نہیں کرتا۔ وہ تو وہ چاہتا ہے کیا نگوڑی لفظ لکھی ہے مضمون میں۔ کوٹ شب خدا کی سنوار لعنت اللہ۔ یہ تو ڈولا دنیا ہوا۔ یون مان باپ کی مٹی تو ملنے سے رہی۔“

میری سجدہ میں جو صورت آئی ہے۔ اصلاح کی۔ وہ لکھتی ہوں۔ اور نوجوانوں کی سعادہ پیر بہر دوسا ہے۔ کہ جہان وہ جی کا جہاں مول لیتے ہیں۔ مان باپ کی پسند کی بی بی کر کے تو میری خاطر سے اتنا اور کریں کہ اب ہم اگلے زمانہ والے زمانہ سے اُٹھتے جاتے ہیں اور بہت تکلیفیں گے۔ تو سو میں میں۔ بلکہ دس ہی۔ اور وہ بھی ایسے جیسے صبح کے تارے کہ آنا فنا میں غایب ہو جاتے ہیں۔ جیئیں گے ہی کیے روز میں سچ کہتی ہوں کہ ہماری اب یہ حالت ہے کہ گورنر یاؤن لٹکائے بیٹھے ہیں۔ آج مرے کل دوسرا دن۔ سواریاں کسی کمری ہیں۔ سوار ہونکی دیر ہے۔

عہد طفلی و نمو گذار۔ ہوئی پیری نشیہ۔ اب رہی ایک زسیت اسکو بھی جواب لیکو ہے

بس دس برس کے اندر اندر سب اوٹھ جائیں گے۔ ان میں سے کوئی نہیں رہیگا۔ تو تم اتنی مہربانی ہم پر اور کرو کہ جب تک ہماری آنکھ کھلی ہے اسوقت تک کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ ہم چار دن کے میہمانوں کا دل دسکے۔ ہمارے بعد تم ماشاء اللہ سے خود اپنے گھر کے مالک اور بڑے بوڑھے ہو گے۔ اور تمہاری سبب کی ایک ہی مت ہوگی۔ اسوقت بھی جو تمہارے جی میں آئے وہ کرنا۔ نہ کوئی کہنے والا ہوگا۔ اور نہ سنے والا۔ چاہے کنبہ برداری کی بیٹی سے بیاہ کرنا چاہے محتاج خانہ اور قحط سالی والی عیسا سینوں سے اور جتنے باپ بہت سی دولت چھوڑ مرین۔ وہ چاہے ولایت سے میمن لے آئیں۔ اور ہاں بھولی ہی تھی۔ یا انہیں کم درجہ والیوں سے بیاہ کر لیتا جن کو

لکھا ہے کہ وہ آجکل پڑھ رہی ہیں شرفیوں کی بیٹیوں سے زیادہ ہم خوش ہمارا خدا خوش  
 مگر ہم اپنے جیسے جی یہ نہیں دیکھ سکتے مثل مشہور ہے جیتی کھی اکھنوں دیکھے نہیں نگلی  
 جاتی۔ ،، بعد ہمارے تم کو اختیار ہے۔ مگر جتنے سرد ہو پ میں سفید نہیں کیا ہے تم سے  
 زیادہ زمانہ دیکھا ہے۔ اس لیے نصیحت کیے جاتے ہیں۔ عادت سے مجبور ہیں۔  
 مانو گے پہلے پاؤ گے نہیں تو پچھتاؤ گے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بیاہ سے پہلے اپنی پسند والی  
 بی بی کو اچھی طرح سے دکھاؤ دنیا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کاکھا کو کیونکہ بی بی عزت ہوتی ہے۔  
 یہ ہونا برتن نہیں ہے کہ کھی گنج سے جا کر بدلو لو گڑاں بات کو خرافات مت سمجھنا۔  
 اب میں اپنی پیاری بے زبان بیٹیوں سے دو باتیں لکھ مضمون ختم کرتی ہوں۔  
 اے میری بیٹیوں تم سے شادیوں کی نسبت اپنے بھائیوں کی دلکی بات سنی دینے  
 اور کما مضمون دیکھ کر تمہارے انجام پر نظر کی تو جھجک پڑا رنج ہوا۔ کچھ تو تم میں ایسی  
 خوش قسمت ہونگی کہ جن کو تمہارے ماں باپ ہی بیاہ جائیں گے۔ اور کچھ ایسی بد قسمت  
 ہونگی۔ کہ بیاہ سے پہلے جن کے ماں باپ کو موت کا فرشتہ لیجا لے گا۔ بھائی تمہارے  
 لکھی پڑھی بی بی چاہتے ہیں۔ اور کسی چکے ہیں کہ وہ کم درجہ والیاں زیادہ پڑھتی ہیں شرفیوں  
 کے مقابلہ میں۔ اور کیا معلوم ہے کہ ہمارے دماغ میں کیا سما جائے ،، تو بس تم انہیں  
 کم درجہ والی بہاد جوں کو ہاتھ کا دیا ہوا ٹکڑا کھاؤ گی بھی مثل ہو گی ،، ہاتھ میں وٹی سر چرتی ،، تم کو کھا  
 پڑا برجر پڑے گا نہیں۔ جب تک خود او نہیں کے برابر نہ لکھو پڑ ہو گی۔ تمہاری عزت اب  
 تمہارے ہی ہاتھ ہے۔ جو بات تمہارے بھائی اپنے لیے پسند نہیں کرتے تو  
 دوسرے کے لیے کیوں پسند کرنے لگے۔ اور دوسرا آپ کیوں پسند  
 کرنے لگتا۔ کہ میں کسی اچھی جگہ سے تمہاری بات آدلیگی۔ اور تمہارے  
 بھائی تو ہلکا سا منہ سے تمہاری بات کہیں بھیجیں گے۔ اچھی جگہ اب رہی

یہ بات کہ مذہب کی دوسے تمہارے بھائیوں پر تمہارا بیاہ دینا ہو گا فرض۔ تو یہ وہ کیا کریں گے کہ نوکروں چاکروں۔ جاہل گنوار قومی۔ بد قومی۔ بس انہیں سے تمہیں بیاہ دینگے۔ یہہ کہہ کر کہ سب با و آدم ماما تو اکی اولاد ہیں۔ خوب کان کہو لکر سن لو۔ تمہارے بھائی تمہارے ساتھ یہ سلوک کرنے والے ہیں۔ اب تم کو کیا کرنا چاہیئے؟ یہ تم آپ سمجھ گئی ہو گی سارے مضمون سے۔ اور میں پہلے لڑکیوں کے تعلیم والے مضمون میں لکھ ہی چکی ہوں بار بار دہرانے کی کیا ضرورت ہے۔ پس خدا ہی تمہارا نگہبان ہے۔ خاکسار آغا بیگم نامنگار تہذیب نسوان لاہور از لکھنؤ۔

## النساء کی آمد و رفت منظم

یاد واری کہ وقت زادن تو ۛ	ہم خندان بند تو گریان
آہنچان زمی کہ بعد مردن تو	ہم گریان بوند تو خندان

حقیقت امر یہی ہے کہ دنیا میں آنے سے جانا ایسا ہے ۛ

رفتن از عالم پر شور بہ از آمدن است	غنی دل تنگ بباغ آمد و خندان بر خامت
------------------------------------	-------------------------------------

اللہ تعالیٰ شانہ ہر مسلمان کو یونہی لے جائیے جیسے غنیمت کہ دل گرفتگی کی حالت میں آیا اور شفقت کی حالت میں رخصت ہو اور دنیا کی حیات جسے اہل دنیا عمدہ زندگی تصور کرتے ہیں بہت کم ہے اور سخت تکلیف دہ ہے تعلقات سید و نہایت اولاد کی پرورش و تعلیم مال و نفرت و جاہ کے حاصل کرنیکی فکر تدرستی کے قایم رکھنے کی ترکیبیں دشمن کے زیر کرنے کی داگمات کے سوچنا اور حکام کے خوش رکھنے کا خیال اور زندگی کتنی کہ چاروں کی اور وہ بھی یقینی نہیں کیا جائے کہ سوت کا قافلہ سحر طیار ہو جائے اور قافلہ کو بیچ بیچنے لگے۔ اللہ تعالیٰ شانہ

فرماتا ہے۔ اَعْلَمُوا أَنَّ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاؤُنَ فِي  
 الرُّمَالِ ۖ وَالْاَوَّلُ اَرْحَمُ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ بِنَاتِهِ ثُمَّ لَيْسَ لَهُمْ فِتْرَةٌ اَوْ مُصَفَّرَةٌ  
 يَكُونُ حُطْمًا ط وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ اَلَا وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ط وَكَانَ  
 الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَآ مَتَاعَ الْغُرُورِ ترجمہ جان رکھو تم کہ دنیا کا جتنا یہی کھیل اور تماشا اور زینت  
 اور فخر کرنا آپس میں کثرت مال اور اولاد پر ہے۔ یہی چیزیں آدمی کو غفلت میں ڈالتی ہیں۔ جو  
 نعمتیں آدمی کو اللہ تعالیٰ شانہ دیتا ہے یہ وہ اس کا شکر کیا کریگا اور اس کو خاص اپنا مال کمسو بہ  
 سمجھ کر مغرور ہو جاتا ہے۔ اور وہ غرور ایسا پردہ آنکھوں پر ڈالتا ہے کہ جس بات کو یہ  
 اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہو اس کو ایسا بھول جاتا ہے کہ گویا کبھی دیکھا ہی نہ تھا اکثر مال و  
 دولت آدمی کو اپنے باپ دادا کی میراث سے پونہ پختی ہے یہی شخص ہے کہ جسے باپ کو  
 ایک میرہ و تار گڑ ہے بہن ڈاکٹر ہزار دن میں مٹی ڈال دی اور گھر پر اگر اس کی بے انتہا دولت  
 کا مستحق ہوا اب وہ یہہہ بھڑا ہے کہ جب تک آسمان وزمین قائم ہے ہم یہی رندہ سلامت  
 رہیں گے حالانکہ بے انتہا تجربوں سے یہہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس زمانہ موجود  
 میں آدمی کی عمر طبعی ایک سو تیس برس کی سمجھی گئی ہے مگر اس عمر تک کون پہنچتا ہے شاید  
 لاکھ دو لاکھ میں ایک آدمی اس عمر تک پہنچتا ہو ورنہ ہم نے تو یہی دیکھا کہ ستر کے اندر ہی  
 ایک دنیا کا خاتمہ ہو جاتا ہے پرائے لوگ اوٹھ جاتے ہیں اور نئی خلقت بس جاتی ہے  
 لیکن غفلت کا پردہ آنکھوں پر ایسا بڑا ہوا ہے کہ کچھ دیکھتے نہیں دیتا عاقل انسان  
 وہ ہے کہ شور مند ہوتے ہی تو شہ آخرت کی فکر کرے نظم

چو عمر از دہ گزشت و یا کہ از بیست	نمی شاید دگر چون غافلان ز بیست
نشاط عمر باشد تا بہ سی سال	چو چهل آمد منہ و زیر و پر و بال
پس از پنجہ نباشد تند رستی	بصر گندی پذیر و طبع گستی



چو ہفتاد آمد آفت ۲ لہ از کار ہ	چو شصت آمد شصت آمد بہ دیوار
بسے سختی کہ از گیتی کشیدی	بہشتاد و نو و چون در رسیدی
بیاید رفت زین کاخ دل افسوز	اگر متد سال مانی در یکے روز
در آن شادی حدار ایا داری	پس آن بہتر کہ خور اشاد داری

حضرت نظامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا خوب فرمایا ہے سفاہ اللہ شرابا طھوما

دور دار دین باغ آراستہ	۵ درونہ ازان ہر دو بر خاستہ
در آزی کے باغ بستہ گرم	زدیگر در بلغہ سیر وں خرام

ترجمہ جیسے مثال ہے ایک مینہ کی جو اچھا معلوم ہوتا ہے کسانوں کو اوسکا سبزہ  
 سبز و پر آٹاؤں سبزہ کا بکسان اپنے کیت کے کنارے بیٹھتے ہیں اور اس ہر پالی کا تاشکر ہے  
 ہیں تاکمین ہیں کہ اون سبز کیتوں کی ٹنڈی ٹنڈی ہوا سے خشک ہیں دل کی کلی کلی  
 ہوئی ہے ہزاروں طرح کے منصوبے ہو رہے ہیں کہ ایکے پیداوار ہمارے کیتوں کی ہو  
 بڑا فائدہ پہونچائیگی۔ پھر دیکھیے تو کہ ناگاہ وہ سبز کیت زرد ہو گیا ہے پھر اسکے بعد چو جاتا ہے  
 دہی کیت روندا ہوا یہاں تک کہ اوس میں ہوا خاک ڈالنے لگتی ہے اب وہ نہ سبز ہے نہ کھڑکی  
 طراوت اب فرماتا ہے وہ پاک پروردگار کہ جو دل ایسے غافل ہیں کہ ان واقعات کو  
 دیکھ کر سہی عبت نہین بکڑتے اونہین کے واسطے ہے آخرت میں عذاب شدید  
 اب اسکے آگے وہ مہربان مالک ارشاد فرماتا ہے یعنی جو غافل آدمی ان واقعات  
 کو دیکھ کر ہوش میں آجائے تو اوس کے واسطے معافی ہے اور اللہ کی رضا مندی  
 بعد اسکے پھر تاکید حکم جاری ہوتا ہے کہ خوب سمجھ لو کہ نہین ہے دنیا مگر غرور اور  
 فریب کا سرمایہ ہمارے ایمان اور بصائی ان دو جہوں کو سنیں اور عمل کریں تمام سعادتون کا  
 سرمایہ یہ دو جہے ہیں مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ یعنی جو کچھ ہمارے پاس

ہے سب فانی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے باقی ہے۔  
 حدیث میں واقع ہوا ہے حُبُّ الدُّنْيَا كَأَسْ كُلِّ خَطِيئَةٍ دُنْيَا كِي مَحَبَّتِ تَامَمَ كُنَا هُونِ كِي جُڑھو  
 میرے پیارے بہائیو تم نے دنیا کا حال تو سنا اب اپنی حرتی اور تنزلی کی کیفیت بھی سن لو  
 دیکھو کیسی دلچسپ ہے آدمی کی اصل آفرینش ایک قطرہ آب ہے جب وہ رحم میں  
 گیا تو عورت کے لطف سے ملکر تیرہ و غلیظ ہو گیا جسے پروردگار تعالیٰ شانہ نے قرآن  
 پاک میں فرمایا ہے۔ اَمْشَاچ یعنی ملا ہوا سپر حکم خدا ایک ہوا پیدا ہوتی ہے کہ اوس کو  
 جنبش دیتی ہے اب وہ آب پنیہ کے مثل ہو جاتا ہے پھر سفید ہو جاتا ہے اس کے بعد اس کے  
 اعضا کی تقسیم ہو جاتی ہے کہ فلان حصہ سے فلان عضو اور فلان حصہ سے فلان  
 عضو بنے یہ وہ حکم ہے کہ کبھی خلاف ہوتا ہی نہیں بیٹے کا مونہ مان کی پیٹھ کی طرف  
 ہوتا ہے اور بیٹی کا مونہ مان کے پیٹھ کی طرف دونوں ہاتھ جنین کے پیشانی پر ہوتی  
 ہیں اور زرخ یعنی ٹھہری زانو پر اور اطراف اس کے ایسے سمٹے ہوئے اور تنگ ہوتی ہیں  
 کہ گویا کیسے میں سمیٹ سہاٹ کر قرینہ سے بند کر دیا ہے سانس مشکل سے لیتا ہے اور  
 مان کے پیٹ کی گرمی اور گرانی آب و طعام کی جو مان کھاتی ہے اور تاریکی اور تنگی وغیرہ کی  
 انتہا ہی نہیں ہمارے وہ بہائی جو وسیع اور فراخ مکانون میں رہتے ہیں اور باغات  
 گل وریاحین کی سیر سے دل کو خوش کرتے ہیں اپنے اس پہلے مکان کی وسعت اور اپنے  
 رہنے کی ہیئت کو ملاحظہ فرمائیں اور اب مرنے کے بعد جو مکان ملنے والا ہے اوس کا  
 بیان آگے آئیگا۔ جب مدت معین تمام ہوئی تو ولادت کا زمانہ آیا قادیہ برحق اور تواناے  
 مطلق نے ایک ہوا کو رحم مادر پر مسلط فرمایا اوسے جنین میں بننے کی قوت پیدا کی اب وہ  
 اوس مقام سے باہر آنے میں وہ سختیاں کینیچتا ہے کہ شیکنجے کی تکلیف سے کہ نہیں ہے  
 جب جنین زمین پر آیا تو فوراً ہی رونے لگا اب یا تو وہ تکلیف روزیکا سبب ہوئی یا اوس

مکان کی جدائی یا دنیا کی مصیبتوں کا جو سامنا ہو نیوالا ہے اس کی دہشت نے اسے رد لیا  
 اب یہ بچہ اس قدر نرم ہے کہ ذرا سی نامعلوم جنبش اسکے بدن نرم پر تازہ کاکام کر رہی  
 ہے بس آتی ہی انکے پیچھے دنیا کے تمام روگ لگ گئے کہ کما کہ ابھی اس بچہ کو پاخانہ  
 نہیں ہوا الماس کی گنتی دینا مان بولی کہ پیشاب بھی نہیں ہوا ہے۔ ذرا اس کا بھی خیال  
 رہے دادی جان صاحبہ فرماتی ہیں کہ ہے ہے دودھ تو یہہ بیتا ہی نہیں پیشاب پاخانہ  
 کہاں سے ہو صاحبہ زادے نے آتے ہی تمام گھر کو پریشان کر ڈالا اور آپ کٹھولے پر پڑی  
 ہوئے کبھی مکان کی چمت و کیستے ہیں کبھی درو دیوار کہ یا الہی ہم کہاں تھے کہاں آگے  
 یہ کہ کون لوگ ہیں جو ادھر ادھر چل پھر رہے ہیں مان ہے کہ الفت میں بیقرار ہے باپ ہیں  
 کہ مارے خوشی کے معجون مفرح بنے ہوئے ہیں نانی اور نانا ہیں کہ چٹنی کی تیاریاں کر رہے  
 ہیں کہ خیر و عافیت سے ہو بگیم بڑا چلہ نہالین تو اسباب دعوت اور داماد او بیٹی اور نواسے  
 کے جوڑے روانہ کیے جائیں دادا اور دادی اپنے گھر کی آرائش کر رہے ہیں کہ مہاذون  
 کی آمد ہوگی گھر صاف ستھرا ہے مگر یہ معلوم ہی نہیں کہ یہ صاحبہ زادے بڑے نافرمان  
 جنگ جو ہو نیوالے ہیں مان باپ کی خدمتوں کو بھول جائیں گے۔ نانا دادا کے احسان  
 بالکل یاد نہ رہیں گے یہاں تک کہ تیر و تفتنگ لیکر خدا سے بھی رٹنیکو طیار ہو جائیں گے۔  
 ایسوں ہی کی شان میں اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے وَخَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَكَيْسَى خَلَقَهُ  
 یعنی وہی لڑکا جو اس حالت سے پیدا ہوا تھا اور ہم نے اسے زندہ اور سلامت  
 رکھا جب جوان ہوا تو مغرور ہو گیا اور ہمارے لیے مشلین مارنے لگا۔ اور اپنی پیدائش  
 کو بھول گیا اور کہتا ہے کہ ان سڑی گلی گنتی ہڈیوں کو کون زندہ کر گیا کیا سچا ہے۔  
 قول پروردگار تعالیٰ شانہ کَانَ الْإِنْسَانُ لِرَبِّهِمْ كَنُودًا وہی ملک وہی خالق وہی فرد گلا اپنے  
 رسول کریم کی زبان سے جواب دیتا ہے قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَتَرْجِعُ

کہدوای محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہی زندہ کر گیا جسے پہلی مرتبہ تہمین پیدا کیا ہے جب تو تہمین  
 گئی مٹری گئی ہڈیاں بھی تہمین قائمہ فقیر پیمان جو جابجا آیات قرآنی لکھ دیتا ہے اوس سے  
 یہ غرض ہے کہ جو حضرات عربی علم ادب میں دست گاہ رکھتے ہیں وہ ان آیات کے  
 ہر لفظ پر غور کی نگاہ ڈالیں اور لطف اوستائیں اوس وقت اذکا دل سچی زبان سے کہنے  
 لگے گا کہ ان یہ کلام ضرور شہر کا نہیں ہے اب اسی آیت میں جو اُنشأ کالفظ واقع  
 ہوا ہے اوسکے معنی کی کثرت اور مطالب کی ہتایت پر نظر کریں ورنہ اگر پروردگار تعالیٰ شفاء  
 اُنشأ کی جگہ خلق کہتا تو اوس سے بھی مطلب نکل آتا مگر یہ ہے کہ جب بچہ بان کے پیٹ  
 سے زمین پر آتا ہے تو وہ نہایت نازک اور نرم ہوتا ہے واقعی اوسکا نازک بدن گلاب کی  
 سا زہ کملی ہوئی پیکریوں سے بھی زیادہ خوشنما اور نرم ہوتا ہے اور جب طرح پھولوں کے  
 درختوں کو باغ کی ہوا رفتہ رفتہ نشوونما دیتی ہے اوسد طرح دنیا کی ہوا بچہ کو آہستہ آہستہ  
 بڑھاتی ہے ماہران علم الابدان نے انسان کو اولسا درخت کہا ہے یعنی درخت کی جڑ زمین  
 میں ہوتی ہے اور شاخ و برگ آسمان کی طرف آدمی کی جڑ گ پٹھے ہیں جو تمام بدن کے  
 جوڑوں کو عمدہ عمدہ ترکیب کے بندشوں سے باندھے ہوئے ہیں اور پٹھوں کا منبع  
 دماغ انسانی ہے وہ اوپر رہے اور ہاتھ پاؤں شاخ و برگ ہیں وہ زمین کی طیف ہیں۔  
 سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اب وہ قادر توانا انسان ناسپاس سے فرماتا ہے کہ تم سمجھتے ہو کہ  
 کہ ہر چیز کی پیدائش اوسکی جنس ہی سے ہوتی ہوگی یعنی ہڈی سے ہڈی اور گوشت سے گوشت  
 اور آدمی سے آدمی اور حیوان سے حیوان جمادات سے جمادات تم یہ خیال ہرگز نہ کرو  
 ہم خالق مطلق اور قادر توانا ہیں ہم مخلوقات کے پیدا کرنے میں مادہ کے محتاج ہرگز نہیں  
 ہیں ہم مادہ اور بے مادہ دونوں طرح کی پیدا کر سکتے ہیں جب دنیا کو ہم نے پیدا کیا تو کونسا  
 مادہ موجود تھا اور کر رہا قسم کی مخلوقات پیدا کیں کیا ان سب کا مادہ جدا جدا کر رہا تھا

اب وہ خالق برحق اسکی مثال دنیا میں دکھاتا ہے فرماتا ہے وَهُوَ يَكْلِ خَلْقٍ عَلَيْهِمُ الدَّيْ  
 جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَلْتُمُوهُ كُنْتُمْ لَوُوقِدُوهُ تَرْجَمُوهُ بِهِ حُرْمًا كَمَا كُنْتُمْ بِهِ تَلْذِثُونَ  
 کے حال کو جانتا ہے جسے پیدا کی تمہارے واسطے بنزدخت سے آگ فائدہ اس  
 درخت کا حال حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یوں بیان فرمایا ہے کہ  
 وہ دو درخت ہیں ایک کو مرغ کھتے ہیں اور دوسرے کو غفاریں جو کوئی چاہتا ہو ان میں سے کوئی کھاتا تو کھا لیتا ہے  
 ان دونوں درختوں سے دو ٹہنیاں مساوی کو مثل اور اون میں سے پانی ٹپکتا ہوتا ہے غایت شادابی کو پس  
 وہ گڑتا ہے مرغ کی شاخ کو کہ وہ نہ غفاریں کی شاخ پر اور غفاریں اس آگ کی آہ کو نہیں سہا کر اور ہر کوئی  
 اس کے پتے سے آگ لگتی ہے کہ ان میں سے کوئی کھانے کی چیز نہ پائی سے نکلتی ہے اللہ تعالیٰ شانہ نے  
 اپنی محبت نافرمان کو گوشت پر تمام کر دی اب یہ ان کی تقدیر ہے مجھ میں یا نہ مجھ میں ان کو سپاں  
 بندو! اپنی خلقت اور اپنی پرورش پر نظر کرو اور مالک کے شکر گزار ہو جاؤ اسی سرشتہ اختیار  
 ہاتھ میں ہے زبان گویا ہے آنکھیں بینا ہیں کان شنوا ہیں ہاتھ پاؤں چلتے ہیں پس  
 دیکھو کیا ہے ہم کو مالک کے دربار میں اور توبہ کرو وہ غفور الرحیم ہے وہاں کس  
 بات کی کمی ہے

بندہ ہمایہ کہ زلفیہ خویش	عذر بدر گاہ خدا آورد
ور نہ سزاوار خداوندیش	کس تواند کہ بجا آورد

دیکھو جب تم پیدا ہوئے تھے تو کیسے بے بس تھے اپنا بے بسی کا زمانہ تو تمہیں  
 یاد نہ ہو گا خیر اب جو دوسرے بچے تمہارے سامنے پیدا ہوتے ہیں انہیں کجالات  
 دیکھ کر اپنی حالت پر قیاس کرو تمہاری ماں نے تمہیں کس شفقت سے پرورش کیا اور سنے  
 بیرون صفت تمہاری مصیبت کے خیال سے آنہ تو بھی وسیب و آمار و آنگو وغیرہم کو  
 ترک کیا کیسے خوشگوار میوے ہیں دیکھو تم خود انہیں کس غربت سے کھاتے ہو جب دل کسی

میوے پر چلتا ہے تو کیسی تلاش سے اوسکو ہم پہنچاتے ہو اور کیسے خرے لے لے  
 کے کھاتے ہو مگر ان لطیف میوہ جات کو تا ایام رضاعت تمہاری مان نے اپنی فاقہ پر  
 حرام کیا دیکھو نیند کیسی اچھی چیز یہاں تک کہ یہ مثل ایکے واسطے ہے کہ سولی پر یہی  
 نیند آتی ہے مگر تمہاری مادر مشفقہ تمہاری آسائش کے خیال سے تمام تمام رات جاگتی  
 رہی اور تمکو پنکھا جھلتی رہی کہ جس میں نیند آئے تمہاری بول و براز کو اسنے عطریات  
 سمجھا جب تم بچے تھے تو اسکے دونوں ہاتھ دن بہر میں دس دس بار تمہارے  
 بول و براز سے آلودہ رہتے تھے آپ ہر طرح کی تکلیف ادا نہاتی تھی مگر تمکو آرام پہنچاتی  
 تھی تو کیا تمہاری سداؤ تمندی کا یہی منشا ہے کہ تم جوان ہو کر اسکی خدمتوں کو بھول جاؤ اور  
 اوسکو لوکر چاکرون کی طرح زیرِ عتاب رکھو جب چاہا جب گھر لک دیا جب چاہا بڑا بھلا کہدیا اللہ تعالیٰ  
 شایع کی نافرمانی اور ناسپاسی کا دروازہ انہیں مان باپ کی نافرمانی ہے رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَشْكُرُوا اللَّهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ الْإِنْسَانُ یعنی اللہ تعالیٰ شانہ کا شکر گزار نہ ہوگا  
 وہ شخص جو آدمی کا شکر گزار نہ ہوگا۔ دیکھو جب تم کچھ بڑے ہوئے اور دیوار تھام کر کٹرے ہونے لگے  
 تو وہ پیاری مادر مشفقہ تمہارے کٹرے ہونے کو دیکھ کر کس قدر خوش ہوئی اور گھر میں شور مچاتی  
 پہری کہ آج میرا بچا دیوار تھام کر کٹر اہوا حد تک ایک اسی بات سے تمہاری مان کی امیدیں  
 کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے جوان ہونے میں اسکی کیا امیدیں تمہارے ساتھ  
 وابستہ ہونگی جب تمہنے کچھ بولنا چاہا تو اس بزرگ مان نے تمہیں پہلے اللہ کا نام سکھایا  
 جو اسکا اور تمہارا دونوں کا بلکہ سارے جہان کا خالق ہے جب تم اللہ کہنے لگے تو آؤ  
 تمہارے منہ میں شکر دینی شروع کی اور یہ مبارک خال اسنے اختیار کی جاتی ہے کہ جیسے بچو  
 شکر ٹھاس کی وجہ سے اچھی معلوم ہوتی ہے اس طرح جب تم شہر مند ہو تو تمکو اللہ کا نام  
 بیٹھا اور محبوب معلوم ہوا فسوس ایسے نیک شگون ہو تو تمکو اللہ کا نام سکھایا گیا اور تم ایک

سہرے سے اوس کے ناسپاس ہو گئے

مسموۂ حلاوت وادی ہین واصلوں کے  
شکر بہرے ہوئے ہین مور و گن ہین ہین  
جب تیرا بچپن برس میں قدم رکھا تو تمہارے خاندان کے اکابر کو یہ خیال ہوا کہ اس بچے کو  
الحد کا نام پڑا دیا جائے کہ اوسکی برکت سے اسکا ذہن اور اک اور عقل روشن  
ہو جاوے اب تمام گھر میں شادی و مسرت کے ترانے ہین کہ یہ نیک بخت بچہ آج یا کل  
اپنے پروردگار کا نام پڑھے گا۔ تمام برادری کے لوگ جمع ہوئے اور اپنی استعداد کے  
موافق بڑے شان و شوکت سے تمہارا کتب کیا گیا اب اس بات کو تم خیال کر لو کہ اب تک  
تمہاری ذات سے مان باپ کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا ہے اب ماشار الحد چھ سال تک  
تمنے علم کی تحصیل کی اور ذی فہم اور شعور مند ہو گئے پس اگر تم سعادتمندی کے ساتھ اپنی  
والدین سے پیش آئیے تو امید ہے کہ الحد کو بھی تمنے ضرور پہچانا ہوگا اور اگر خدا نخواستہ  
تمنے ایسا نہیں کیا تو بس گئے جان لود و لون جہان سے تم نہ ادھر کے ہوئے نہ  
ادھر کے ہوئے۔ محمد اکبر ابو العلامی۔

مختصر حالات زندگی مسٹر تھیوڈ وریک مرحوم  
سابق نیشنل محمدن اینگلو اورینٹل کالج علی گڑھ

مسٹر تھیوڈ وریک مسٹر جوزف بک کے فرزند اکبر تھے۔ انکے باپ لندن میں کونٹری کونسل کے  
ممبر تھے۔ جب اوجھا انتقال ہوا تو بیک کی طرف سے انکی یادگار میں اور اون قومی خدمات  
کے صلہ میں جو انہوں نے خلق الحد کے لیے کی تھیں کلس اولڈ پارک میں ایک فوارہ  
تعمیر کیا۔ پارک ہوا کھانے والوں کو جب پیاس لگتی ہے تو اس سے سیراب ہوتے ہیں۔

اور وہاں اکھا کتبہ پڑھتے ہیں۔

مسٹر جوزف بک کا لندن میں مینک سازی کا ایک کارخانہ ہے۔ اسکی ایک دوکان ۷۸۔ کانرہل میں واقع ہے۔ لندن میں کانرہل وہ مقام ہے جہاں اشرفی ہرزمین کی قیمت ایک اشرفی ہے کیڈن ٹون میں شیشہ بنانے کا ایک نہایت وسیع و بڑا کارخانہ ہے اسکا انتظام مسٹر تھیوڈور بک کے دونوں چھوٹے بھائی کرتے ہیں انکے چھوٹی بھائی انسٹن ٹینس بکس کمرہ کے موجود ہیں اور اپنی دنیا میں بڑے ممتاز آدمیوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ولایت کے امرا اور عائدین بہت کم لوگ ایسے ہونگے جو اس قدیم خاندان سے واقف نہ ہوں۔ کوئی ہندوستانی ایسا نہیں ہے جو اسٹوک نیوگٹن کو بارٹن ہوس کی وجہ سے نہ جانتا ہو۔

لندن میں بک صاحب کا مکان ایک نہایت وسیع قطع میں واقع ہے جس میں چھ فضا باغ لان ٹینس کا میدان۔ اصطبل اور اچھے میوہ دار درخت ہیں جس شہر میں زمین سونے کی مول بکٹی ہو ایسا مکان بڑے بڑے امرا کو بھی نصیب نہیں۔ مسٹر بک کی والدہ اب تک زندہ ہیں اور ہر شخص کے دل میں جو ان سے واقف ہے اکھا ادب و احترام پایا جاتا ہے لندن میں ہر ہندوستانی کے واسطے مسٹر بک کا مکان ایک محمان خانہ ہے۔ اس خاندان کا مذاق تعلیم اشتیاق ترقی مسافر نوازی مصیبت میں کام آتا بلاؤن سے نجات دلوانا ربط و ملت تمام اہل ہند کو معلوم ہے۔

جب مدرسہ کی تحصیل سے مسٹر بک فارغ ہوئے تو کیمبرج یونیورسٹی میں داخل ہوئے اور ٹرنٹی کالج کے ممبر ہوئے کیمبرج میں ٹرنٹی کالج سب سے عمدہ کالج ہے جس قدر امرا کے بچے کیمبرج بھیجے جاتے ہیں اور جتنکے والدین کم سے کم پانچ سو اسٹرنڈ فی سال پیچہ صرف کرنا چاہتے ہیں وہ زیادہ تر ٹرنٹی کالج کے طالب علم ہوتے ہیں۔



مسٹر تھیوڈور بک نے ڈگری کے لئے ریاضی کی تھی اور وہ اعلیٰ ریٹیکلر تھے۔ لکسٹون  
 جب طرح چتر منزل انگریزوں کا کلب ہے اس طرح کیمبرج میں تمام یونیورسٹی کی طرف سے  
 ایک کلب ہے جس کا نام کیمبرج یونین ہے۔ یہ مثل ایک شاہی عمارت کے عالیشان  
 اور آراستہ اور پیراستہ ہے اس میں یونیورسٹی کی طرح ایک کتب خانہ ہے اور تمام اختیارات  
 اس میں آتے ہیں اور دیگر کیلون کا سامان بھی آئین میاں رہتا ہے اور جو خطوط یونین کے  
 نام بذریعہ ڈاک آتے ہیں ان پر ٹکٹ لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہوس آف پارلیمنٹ  
 کے نمونے پر اس میں ملکی اور دیگر معاملات پر اسے زنی اور مباحثے ہوا کرتے ہیں۔ یہ  
 یونین گویا وہ مدرسہ ہے جس میں انگلستان کے مقررین تقریر میں کمال حاصل کرتے ہیں  
 یونیورسٹی بہر میں شخص سب سے زیادہ قابل اور ہر دلعزیز اور سربراہ اور دہ بولنے والا ہے  
 وہ اس کا پریسیڈنٹ مقرر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مسٹر تھیوڈور بک اس کیمبرج یونین کے  
 پریسیڈنٹ تھے۔

بعد حصول ڈگری سر جان اسٹیرجی سابق لفٹنٹ گورنر مالک مغربی و شمالی کی وساطت سے  
 مسٹر تھیوڈور بک نے مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڑھ کی پرنسپل بنے ہندوستان آنا منظور  
 کیا۔ اور سن ۱۸۸۷ء میں جناب سید محمود صاحب کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔  
 جس زمانہ میں بک صاحب ہندوستان آئے ہیں تو اس وقت انکی عمر کم پونہمیں چوٹی  
 اور سر کے بڑے بڑے بال شانوں تک لٹکتے تھے رنگ نہایت صاف چہرہ نورانی  
 تھا اور مجسم اینگکنڈ یعنی فرشتوں کی زمین کا نمونہ تھے۔

مسٹر سنس سے انہوں نے چارج لیا اور علی گڑھ کی تعلیمی حالت میں انہوں نے  
 خاص طور پر جو ترقی کی اور مسلمانوں کی تعلیم میں عام طور پر جودل آویزی ظاہر کی وہ الہ آباد  
 یونیورسٹی کی تاریخ میں ایک یادگار امر ہے اور اس کا اعتراف مختلف ویسٹ اینڈ یونیورسٹی

گوزردن کے خیالات و مقالات میں موجود ہے۔ ایک صاحب نے مدرسۃ العلوم کے کم سن طالب علموں کے ساتھ اس چوٹی سی دنیا یعنی بورڈنگ ہوس میں اپنی اخلاق اور نیک خیالی اور ہمدردی اور مہربانی سے جو کچھ سلوک کیا اس کو صرف اون لوگوں کا دل جانتا ہے جو اس چار دیواری کے اندر رہ چکے ہیں۔

جب کوئی طالب علم کالج میں بیمار ہوتا تھا تو ایک صاحب اپنی کوٹھی سے پیچھے کھانا پکوا کر خود لاتے اور اپنے سامنے پیارا اور محبت سے کھلاتے تھے۔ بیماری میں خود دلجوئی کرتے تسلی دیتے تھے اور اگر مریض کے ہر مقوم مرض کی وجہ سے کبھی عار کرتے تو ایک صاحب اس کو اپنی کوٹھی میں لیجاتے اور وہاں وہ اور انکے اغزا او سکی تیمارداری کرتے جن طالب علموں کے امور خانگی میں تبدیلی ہو جاتی تھی ایک صاحب انکی ہر طرح کی مدد کرتے تھے اور اپنی تنخواہ کا ایک بڑا حصہ اعانت و وظائف میں صرف کرتے تھے۔ جو طالب علم ایک صاحب کی کوٹھی پر بلول گیا وہ ہمیشہ خزان اور شادان واپس لوٹا۔ وہ جس وقت بورڈنگ ہوس میں تشریف لاتے تو ہمیشہ ہنس کر محبت سے کسی کی پیٹھ تپکتے کسی سے کوئی بات اور کسی کا حال پوچھتے غرض ان کو دیکھ کر ہر طالب علم کے دل میں جوش محبت پیدا ہوتا تھا۔

وہ ہمیشہ طالب علموں کو اپنی کوٹھی پر بلا کر حکام و الاشان سے ملاتے اور کیلکولن میں شریک کرتے اور مختلف علوم کے متعلق ان سے باتیں کرتے تھے جب طالب علم تعلیم ختم کر لیتا تو ایک صاحب حکام ذمی اقتدار سے اپنا ذاتی اثر ڈال کر اس کو اس کے میلان و حجان کے مطابق عمدہ نوکریان دلواتے تھے۔

یہ ایک صاحب ہی کی عنایت ہے کہ نمک۔ افیون۔ بولیس فوج وغیرہ محکومین میں جبرہر دیکھے ممتاز عہدوں پر مسلمان نظر آتے ہیں۔ اور بہت سے ہندوستانی نوجوان بیچ میں مفدمات کا فیصلہ کر رہے ہیں اور اپنے پیشوں میں مصروف ہیں

مسلمانوں اور انکی فاتح قوم میں مسٹر بک کی ذات ایک ملائیو الادریاتی جو پھر دی اسوقت گونٹنٹ کو علی گڑھ کالج کے ساتھ سجا سکے شکریہ کی مستحق مسٹر بک ہی کی ذات ہے۔

سید احمد خان کی وفات کے بعد یہ خطرہ تھا کہ علی گڑھ کالج ٹوٹ جائیگا مگر بک صاحب کی ذات اسکا باعث ہوئی کہ کالج بند نہیں ہوا۔ اگر سید احمد خان مرحوم کے بعد کالج میں ایسی وقتیں نہ پڑتیں تو بک صاحب اس عنوان شباب میں انتقال نہ فرماتے۔ اس نامور انسان نے محض اس بڑے کام کے لیے جسکے لیے وہ انگلستان سے بیڑہ اٹھا کر آیا تھا اپنی جان دیدی۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ انگریزوں کی قوم کا کوئی شخص چاہے کوئی کام اپنے لیے لے لے مگر وہ اس کو کس جاننازی اور عزیزی سے کرتا ہے۔

ریٹل صاحب کی بہن بک صاحب کو منسوب تھیں جسے برسوں کے بعد اب صفحہ چند مہینے کی ایک دختر ہے۔

مسٹر بک نے ۲۰ ستمبر ۱۹۹۹ء کو شملہ میں انتقال کیا۔ ان کے جنازہ کے ہمراہ لارڈ کرزن اور لیڈی کرزن اور بہت سے معزز احباب و اصحاب تھے۔ اودہ ریلوے

### ادیب

ہندوستان کے اکثر بالکمال حضرات نے متعدد ماہوار رسالے شائع کیے اور برابر شائع ہوتے جاتے ہیں اور اپنے خیال کی وسعت کے اعتبار سے انکو دلچسپ اور دل فریب بنانے میں طبعی قابلیت مستعد کی ہے اور اس میں کلام نہیں کہ انکی کوششیں بکار آمد اور قابل ستائش ہیں۔ مگر ”ادیب“ کچھ عجیب ہی شان سے نکل رہا ہے۔ اسکی ظاہری صورت یعنی کتابت۔ چھپائی۔ صحت اور کاغذ کی عمدگی کچھ

ایسی نظر فریب رسالت پیدا کر رہی ہے کہ ناظرین کی نگاہیں اوس کے صفحوں سے جدا نہیں ہونا چاہتیں۔

مضامین کی خبریں۔ اور اعلیٰ الشاہروازی اردو زبان کی مردہ لاش میں ایک نئی روح پہونک رہی ہے اور اپنی ہر ادا سے امید و لاہری ہے کہ یہ زبان بھی سائنس میں اپنا حصہ لے گی۔ اور ترقی یافتہ زبانوں کے ہم پہلو جا بیٹھے گی۔

گل و بلبل۔ ہجر و وصل۔ حسن و عشق۔ وفا و جفا۔ معشوقوں کا سراپا لکھنا اردو زبان کو مفید اور نازاں نہیں بنا سکتا تا وقتیکہ سائنس اور مختلف علوم و فنون کی مطالب پورے طور سے ادا نہ کیے جائیں۔ ہمارے نوجوان اور لائق ایڈیٹریہ اگر اعلیٰ صاحب کے خیالات اور انکے وعدے جو اس رسالہ میں شائع ہو رہے ہیں اون سے ہر ذوقی فہم قیاس کر سکتا ہے کہ کچھ دنوں میں یہ رسالہ کس درجہ ترقی پر پہونچے گا اور ملک و قوم کے لیے کیسا کارآمد علمی ذخیرہ جمع کر دے گا۔

اس رسالہ کی مجموعی حالت کو اگر نظر نگاہ چینی بھی دیکھئے تو کوئی عیب نہیں ملتا۔ اور اگر کسی باریک بین کو دکھائی دے تو میں یہی کہوں گا کہ وہ عیب نہیں ہے بلکہ مصحف عارض کا "خال" ہے۔

مضامین کو طرہ ہنا اور اوس سے خطا و ٹھٹھا تو درکنار ٹائٹل پیج کی فہرست اس کی خوبیوں کا ڈھکا بجا رہی ہے۔ شہرت عام اور قبولیت خاص کے کھدستے اوس پر نثار ہو رہے ہیں۔

باعثاً مختلف مذاق کے اگر اس رسالہ کو دیکھئے تو اس میں ہر قسم کی دلچسپیاں موجود ہیں۔ اور ہر رنگ کی تابعیتیں اسکی دلکش اداؤں پر شیفنگی کا اظہار کر رہی ہیں۔ نثر و نظم تاریخی حالات۔ مشاہیر و سرنامہ کی سوانح عمری۔ سائنس۔ حرفت و صنعت۔ واقعات

مذہب۔ سب کچھ اس کے صفحوں میں بہرے پڑے ہیں۔ گوا اسکے لٹریچر میں شاعرانہ  
 شوخی۔ اور ایشیائی مبالغہ۔ استعارات و تشبیہ نہیں ہے مگر اس کی سلیس اور سادہ عبارت  
 کا آغوش۔ محاورات۔ الفاظ کی شوکت۔ فصاحت و بلاغت سے خالی نہیں ہے اور  
 اسکی سادہ اور صاف عبارت زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہی ہے ۵

مکلف سے بری جو حسن ذاتی	قباے گل میں گل بڑا کمان ہے
-------------------------	----------------------------

مولانا اشہری شمس العلماء مولوی محمد ذکاء الدین صاحب کے جادو نگار قلم کی  
 گل کاریوں نے یوں تو تمام ہندوستان کو رشک گلزار ارم بنار کہا ہے مگر اس پرچہ  
 میں بالتحقیص اونکی قلم کے نقش و نگار نے گلستان و بوستان کا عالم پیدا کر دیا ہے  
 ان باکمال حضرات کی انشا پر وازی۔ شوکت الفاظ عبارت کی شستگی محاورات کی  
 صفائی۔ استعارات کی لطافت نے ہندوستان میں اپنا خاص رنگ جمادیا ہے  
 اور قبولیت عام کی سندیں حاصل کر لی ہیں۔ انکی تحریر میں جس پرچہ میں ہوں اسے کون  
 مفید عام اور کار آمد نہ کہے گا۔

ان خوبیوں پر نظر ڈالنے کے بعد اگر سالانہ قیمت ہے ملاحظہ فرمائے تو یہ کہنا  
 بجا ہے کہ ایسا درنا یا ب کوڑیوں کے مول بک رہا ہے۔ ہر پرچہ جو پبلک کے  
 سامنے پیش کیا جاتا ہے اور جس کو اوسکا متمم خون جگر کہا کہا کے مرتب کرتا ہے  
 اوس کی اشاعت اور قیام ملک و قوم کی فیاضی اور قدر دانی پر منحصر ہے۔ وادیب  
 کی اشاعت میں اگر پبلک مدونہ دے یا اوسکی قدر نہ کرے تو ہمارے خیال میں  
 ملک و قوم پر ظلم کرنا اور ترقی کے دروازہ کو بند کر دینا ہے۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں  
 کہ ادیب ہمیشہ پھولتا پھلتا رہے اور پبلک کو خدا اسکی قدر دانی کی توفیق عطا  
 فرمائے فقط (محمد عیسیٰ شفیق از گورکھ پور)

## منفید و دلچسپ معلومات

شہر لندن میں ۷۷ لاکھ آدمی ایسے رہتے ہیں جو کوئی خانگی ملازم نہیں رکھتے صرف ۵ لاکھ آدمیوں میں سے نصف کے قریب ایک اور باقی نصف کے دو دو نوکر ہیں لندن کی کل آبادی میں سے صرف دو فیصدی ایسی اشخاص ہیں جن کو تین یا زیادہ نوکر ہیں۔ جاپان میں شاہی خاندان کا شجرہ نسب ۱۲ پشت کا موجود ہے اول بادشاہ کو تخت پر بیٹھے ہوئے ۲۵۰۰ سال ہوئے شہنشاہ میکڈاول شاہ جاپان کا ایک جدی وارث ہے۔

زار روس کی آمدنی فی گنٹہ ۲۵۰ پونڈ ہے سلطان المعظم کی ۷۷ پونڈ شہنشاہ آسٹریا کی ۱۰۰ پونڈ قیصر جرمنی کی ۹۰ پونڈ شاہ اٹلی کی ۶۶ پونڈ ملکہ مغطہ کی ۶۶ پونڈ پریسٹنٹ فرانس کی ۵۰ پونڈ شاہ بھیم کی ۳۱ پونڈ اور پریسٹنٹ امریکہ وٹیرہ پونڈ۔ بینک آف انگلینڈ میں ہر گنتہ ۳۱ لاکھ پچاس ہزار روپے نے نوٹ جلائے جاتے ہیں اور اتنے ہی نئے نوٹ بنتے ہیں۔

امریکہ سے انگلینڈ تک تاریخ سس سکینڈ میں آتی ہے۔

ملکہ سیام کے برابر تمام دنیا میں کسی عورت کا پانچواں نمبر ہے اسکا بوٹ صرف ۲۲۔ انچہ کا ہے۔

اوسط درجہ کی ویل مپلی کی ہڈیاں ۲۵ ٹن وزنی ہوتی ہیں۔

وائٹینا میں کوئی کشادہ شدہ آدمی بلا رضامندی بیوی اور بچوں کے غبارہ میں پرواز نہیں کر سکتا۔

## ایجاد و اختراع صنعت و حرفت وغیرہ

آسٹریلیا میں ریل گاڑیوں کے دروازہ بند کرنے کا آلہ ایجاد ہوا ہے جس سے لگاڑی صرف اپنی گاڑی کا ہنڈل موڑ کر ٹرین کے کل دروازے بند کر سکتا ہے۔

ملک مذکور میں ایک اور طریقہ ایسا ایجاد ہوا ہے کہ کتنی تیز ریل چلتی ہو اور یہ کتنی جگہ اور ایک مسافر پر آسانی بٹھار سکے۔

یورپ میں ہر سال ڈبائی کو ڈپنس بنائی جاتی ہے۔

سینٹرل جیل ہانگکونگ سے سب الحکم گورنمنٹ سبڑے قالین نمائش پیرس کے لئے روانہ کیے گئے۔

بنارس سے زر دوزی کام کے چند بافندے نمائش پیرس میں جائیں گے۔ یہ ہنرمند ہندوستان سے مٹ جائیگا۔

## علمی نوٹس وغیرہ

مسٹر کیپلنگ مشہور شاعر و ناولٹ جسکو لارڈ کا خطاب ملنے والا ہے پہلے ہندوستان میں اخبار پانویس سالہ آباد کا سب ایڈیٹر تھا۔ اب اخبار والے اسکی نظموں کی قیمت اشرفی شہر تک

دیتے ہیں۔ یہ ہے علمی قدروانی!

ملک سوٹزرلینڈ میں دستور ہے کہ اگر کوئی طالب علم بیماری کا بہانہ کر کے اسکول نہ جائے تو مدرسہ کا مہتمم اس کے گھر ڈاکٹر کو تشخیص مرض کے لیے بھیجتا ہے۔ عند التخصیص اگر ڈاکٹر قریب ثابت ہوا اور وہ بیمار نہ پایا گیا تو ڈاکٹر کی فیس لڑکے کے والدین کو دینی پڑتی ہے۔

طرکی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ آفیسر ۴۰ ہزار مہینہ۔

ہندو کالج بنارس میں ولایت سے ایک اور پروفیسر بلا انتخاب کام کرنے آئے

نواب بیگم صاحبہ مرشد آباد نے تعلیم نسوان کے مضامین پر دو انعام ۸۰۰ اور ۱۰۰ شرفیوں کے مستحق فرمائے ہیں۔ مضامین اجلاس ایجوکیشنل کانفرنس کلکتہ میں پیش ہو کر اونکی نسبت فیصلہ ہوگا۔

شیراز میں خواجہ حافظ کی قبر پر کوئی قبۂ تہا کچھ عرصہ ہوا کہ ایک دولت مند گبر نے منت مانی کہ اگر اوسکی مراد پوری ہو جاوے گی تو وہ ایک عالیشان قبۂ حافظ کی قبر پر تیار کرے گا ایک گلمیلین میں ایک آہنی کٹہرہ سے گہری ہوئی بالکل زمین کے ہموار ہے اب اوسکی آرزو پوری ہو گئی اور اوسنے اپنے وعدہ کے موافق عالموں سے قبۂ بنانے کی اجازت طلب کی۔ دو تین مجتہدین نے فتویٰ دیدیا۔ اور اوس نے کئی ہزار طومان کا مصالحوہ وغیرہ جمع کر کے کام شروع کر دیا لیکن سید علی اکبر مجتہد نے لوگوں کو بجا کر عمارت کو خراب کر دیا۔ مگر اخبار جامع العلوم میں



سید رضی حسن صاحب سیتا پوری نے اس خبر کی تردید میں ایک مضمون چھپوایا ہے خدا کرے وہ صحیح ہو۔

## یادگاری واقعات

اس مہینے کے واقعات جہاں تک کہ ہندوستان سے متعلق ہیں چند ان اہمیت نہیں رکھتے البتہ بیرونی تعلقات میں جنوبی افریقہ کی جنگ جو اتالیج کو شروع ہوئی اور تدریجاً ترقی پکڑتی جاتی ہے تالیج عالم میں ایک یادگار واقعہ ہوگی لیکن اس کے تفصیلی حالات اخبارات میں چھپ رہے ہیں اور اس علمی رسالہ کے اغراض سے خارج ہیں۔

عام طور پر اس مہینہ میں وبائے طاعون کا زور کم رہا قحط کے شدید صرف بعض حصص پنجاب بمبئی و راجپوتانہ میں محدود ہیں۔ برٹش اضلاع میں مقامی ضرورتوں کے لحاظ سے گورنمنٹ نے اپنی رعایا کی پرورش کے لیے نہایت فیاضی سے خاص انتظامات کیے۔

حضور ویراے کشور ہند نے دورہ میں روانگی سے پیشتر بحال حفظاً مقدم خود اپنے اور اپنے تمام ہمراہی اسٹاف کے ہافلن کا ٹیکہ لگوایا۔

نواب لفظٹ گورنر بہادر پنجاب نے کپورتھلہ کے جلسہ دعوت میں مہاراجہ صاحب کے انتظام ریاست کی بڑی تعریف کی۔

بمبئی کے ایک مسلمان تاجر حاجی محمد سلیمان نے بڑی فیاضی سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ اپنی قصبہ میں بانی کا نل جاری کرنے کے لیے دیا۔

علی العموم یہ مہینہ ہندوستان میں بخیر و خوبی گذرا فقط ایڈیٹر

سید یو یو

تحفۃ الاحباب فی لطف الشباب۔ یہ ایک طبی رسالہ ہے جسکی علت غائی اس کے

انہم کے جزو ثانی سے ظاہر ہے۔ اسکے مولف حکیم محمد صدر الدین خان صاحب تلمیذ  
جالینوس زمان بقراط دوران الخطاب بہ حافق الملک جناب حکیم ابوسعید محمد عبد المجید خان  
صاحب دہلوی ہیں جنکو راجپوتانہ کی مشہور ریاست جیپور سے قدیم موروثی تعلق پیشہ  
طبابت کی وجہ سے حاصل ہے اور اسی سبب سے یہ تالیف مہاراجہ دھراج  
سہری سوامی مادھو سنگھ جی بہادر والی ریاست کے نام نامی سے معنون  
ہے۔ لائق مصنف نے اس رسالہ کو ایوب پرنٹنگ کمپن میں تیار کیا ہے جس میں تیار بقائید  
انسان و معالجات و نسخجات مایوسان درج ہیں ضمناً غذا کے معدہ میں پہنچنے کے  
بعد مختلف اشکال کیلوس و کمیوس وغیرہ میں منتقل ہونا اور اعضائے جسمانی کی قوت  
جاذبہ و ماسکہ و ہاضمہ و دفعہ وغیرہ کا اپنا اپنا کام دنیا بڑی خوبی سے سلیس فارسی  
میں بیان کیا ہے ضخامت ۳۰ جز قیمت ۳۰ مقرر ہے۔ مولف سے محلہ فطرس خانہ  
دہلی کے پتہ سے مل سکتا ہے۔ ایڈیٹر

## ۲۔ اصول صحت

یہ بے نظیر رسالہ ڈاکٹر انگلنگھم صاحب کی سینٹری پرائمر کا اردو خلاصہ بطور سوال و جواب کے  
ہے جو امتحان ٹڈل کے نصاب میں داخل ہے۔ اسکے مولف مولوی خواجہ غلام الثقلین  
صاحب بی۔ بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی۔ ایپیکٹر سررشتہ تعلیمات دولت آصفیہ صوبہ گلبرگ ہیں  
جنکے اعلیٰ مضامین ملک کے مشہور اخبارات و رسائل میں اکثر شائع ہوتی رہتی ہیں۔

خواجہ صاحب نے بڑی عرق ریزی سے رسالہ حفظ صحت کالب لباب بطور سوال و جواب  
کے نہایت سلیس و عام فہم اردو میں قلمبند کیا ہے۔ جو امیدواران امتحان ٹڈل  
کے لئے ارباب مفید و کارآمد ہے ضمیمہ میں ۷۱ سالہ (۱۸۸۶ء تا ۱۹۰۵ء) سوالات  
امتحان ٹڈل درج ہیں جن سے طلبہ کو بڑی مدد ملے گی۔ کاغذ و لایتی لکھائی چسپائی اعلیٰ

درجہ کی افواخت قریب دو جڑ کے ہے قیمت باوجود ان سب نبیوں کو صرف ڈیڑہ آنہ مقرر ہے ایڈیٹر

### ۳۔ سہول سلیان

یہ انگلستان کے مشہور شاعر شکسپیر کی کامیڈی ایف ایرس کا ترجمہ سلیس اردو میں بنی فیروز شاہ خان صاحب رامپوری نے باعانت بابو سیٹل پشاد کیا ہے نفس قصہ کی نسبت تو زیادہ لکھنا فضول ہے کہ چونکہ وہ ایسے نقاش فطرۃ انسانی کی جودت طبع کا نمونہ ہے جسکی تصنیفات اہل یورپ کی زندگی کا جُز لا یتفک ہو گئی ہیں۔ لیکن یہ ظاہر کرنا ضرور ہے کہ مترجم نے جس عمدگی سے اس قصہ کو اپنی زبان میں لیا ہے اُس سے ہرگز بہتہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے یا اور بچل قصہ۔ یہ کتاب مراد آباد کے مشہور اخبار تیراعظم کے سلسلہ کتب مطبوعہ میں داخل ہے قیمت پرمولوی محمد امجد علی صاحب مالک اخبار موصوف سے مل سکتی ہے۔ ایڈیٹر

### ۴۔ علی کی ستوار

یہ ڈیڑہ خبر کار سالہی سلسلہ کتب اخبار تیراعظم نگورہ بالا شائع ہوا ہے جو دراصل ایک نقل فیصلہ مقدمہ دیوانی عدالت منصفی مراد آباد چوہین بیچت بڑی لچپی اور تیش کو ساتھ لکھی ہے ایک خاص قصہ دند جب اخبار مراد آباد داخل فحش تھا یا نہیں اور فحش کی تعریف کیا ہو اکثر مستدل زبان کی شہادت بھی لکھی ہے اور فیصلہ نہایت مدلل لکھا گیا ہے جو چرما جو کلامی مضامین سے لچپی ہو ایک قیمت بچیک تیراعظم کی جیسی مراد آباد سے منگالیں یا ایڈیٹر ۵۔ اردو لٹریچر یعنی نامہ نگار

یہ اردو انشا ہمارے حمایت فراموشی راہگیر اس صاحب بہار گو ایڈیٹر پرچر اور پرچر اخبار تفسر سے لکھنؤ۔ و رسالہ "ادودہ ریو یو" کی تازہ تصنیفات کو چوہین قہریم کی ضروری خطوط اور دستاویزات کے نمونے نامہ نگاری کی قواعد و نیز دیگر مفید امور درج ہیں زبان نہایت سلیس و شہتہ کتابچہ کی کو مفید کا کام ہے ضخامت سا بھی چار پڑے۔ لکھائی چھپائی بھی اچھی قیمت کی طرح نہیں کی گئی لیکن شاید کسی اشتہار میں درج ہوتی تھا لہذا منصف یا مطبع

صفتی نقل کشور واقع لکھنؤ سے طلب کر سکتے ہیں۔ ایڈیٹر

# مطبع مفید عام آگرہ

## دیگر مطابع سے موازنہ

مطبع مفید عام  
آگرہ کی تعریف  
میں خط  
نواب محسن الملک

ایک صاحب نے مطبع مفید عام آگرہ اور حیدرآبادی کا موازنہ اپنی عمدہ اور دلچسپ تحریر میں فرمایا تھا جسکو توڑ  
بندہ شکر ہے اخبار مفید عام مطبوعہ بکتر بن دج کیا کتاب ہمارے معزز دوست مولانا غلام محمد علی صاحب  
صاحب سرشار دار و دفتر پیشی سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے مطبع مفید عام آگرہ کا دیگر مطابع سے موازنہ  
فرمایا ہے چنانچہ ہم ان کے الطاف نامہ کی عبارت بخند لکھتے ہیں یہ دینے ناظرین کے لیے دج ذیل کرتے  
چین و ہوندا

یہ کل کے دن ایک اور عنایت نامہ پہنچا جس کے ہر اہ حیدرآباد کے مطابع اور مطبع مفید عام کی حسن  
کارگاہی کے موازنہ کا ایک دلچسپ مضمون ہے حضرت یہ مضمون آپ کے نامی مطبع کی تعریف کیلئے  
ہزار حصوں میں ایک حصہ ہی نہیں ہر اہ حیدرآباد کے نامی مطبع نے جو کچھ ترقی کی ہو بخند یا ترقی نہتے کہ  
ہم کسی مطبع کو نصیب نہیں ہوئی اگر ہر مطبع فرض کیے جائیں اور ہر ایک مطبع کی خاص خاص کتاب  
جو کمال اہتمام اور حسن انتظام سے چھاپی ہوئی ہو مقابلہ کے واسطے یا ہم سب کی جائیں اور اگر اگر مطبع  
کی معمولی چھاپی ہوئی کتاب بھی ان کے مقابل لائی جائے تو دیکھنے والوں کی نگاہ کو ادھار آپ ہی کے مطبع کی کتاب  
فریفتہ بنا دینگے آپ کے مطبع کی کتابت کی جو خاص شان ہو گا اس کا متع بعض اہل ہند نہتے کیا ہو کر جب کیفیت کہ  
جب کوئی کتاب غیر مطبع کی ہو مکی جاتی ہے تو نفس چھپتی ہوئی کیون ہو کر مفید عام مطبع کی کتاب کی خاص  
شان اس شان سے پیدا نہیں ہو سکتی یہ خاص قبول جناب بادی مفید عام آگرہ کو حصہ میں عطا کیا ہے آپ  
اس کا شکر ادا نہیں فرما سکتے اگر آپ خود خود فرما دینگے تو اس بات کا تعجب خود آپ کو ہو گا کہ یہ شان خدا و شان آقا  
دوسری کا حصہ نہیں خلکی جو خاص روش مطبع مفید عام میں ہو گا دنیا میں زیادہ خوشنویس اور بھی ہوں مگر

مگر مٹی تار و خان  
صاحب مونی  
بحث کے نقشے جیسے  
عمدہ اور صلہ چھاپ کر  
آپ بے سبب کیے اسکا  
میں نہایت دل سے  
شکر ادا کرتا ہوں ...  
مگر سوائے آپ کے  
مطبع کے کوئی دوسرا  
یہ کام کر ہی نہیں سکتا تھا  
وہ محسن الملک

کتابت کی محنت عیب دلچسپ ہے اور سپر سیاہی کی نموداری اور پتہ کی اصلاح اس وجہ سے کہ کوئی حرف بالزینہ  
وقت شب ایضاً دو سکتا آپ کے یہاں یہیں ہی یہ طوطی کہتے ہیں کہ کاپی کو اس انداز سے جاتے ہیں گویا تیرا وں کا بیرون  
مکرمی غشی قاورین خان کیرا سٹے آئینہ بجا تا ہے اور حرف کاپی کا عکس بلا تکلف ایسا آئینہ آتا ہے کہ اصلی حروف کے نقشہ میں کسی  
آپ کے بھیجے ہوئے طرح کا تیز نہیں آتا کہ میں تو ازل مطالع سب مافی ہوئے ہیں کہ کج روی میں پر مفید عام کا سا اہتمام  
کافی کے قبضہ سعی میں نہیں ہوا آپ کے بعض محاصرین کہ مطالع میں اگر کوئی کتاب لپیچی ہے تو آپ ہی  
کے مطیع کی تقلید ہی چسپی ہے موجود کام تیرہ قلد سے ہزاروں وجہ بڑا ہوتا ہے جب مقلد کسی اعلیٰ درجہ کے کام  
کو تقلید کے ساتھ انجام دیتا ہے اور اس کے نزدیک اس کا کام اولیت کا شاہد نظر آتا ہے اور وہ موجود  
کے کام کے ساتھ اپنے کام کا مقابلہ کرتا ہے تو نصف لوگ اس کے کام کی تحسین کرنے میں رطب اللسان  
ہوتے ہیں لیکن چونکہ موجود کی شان جلال جو قدرتی طور پر بکے دلوں میں ہوتی ہے وہ اس کی تعریف کرنے کو بعد  
یہی کہتے ہیں الفضل المتقدم اسی تک تو آپ کو نامی مطیع سے کوئی مطیع نہیں بڑا اور نہ مساوی مانا گیا  
بالفرض دنیا کے الو العزم لوگ اگر کمزرت باندھیں اور آپ کو قدم مقدم مطیع کی روش چلیں اسکے بعد ہی لوگو  
ترقی ایسی ہوگی کہ کوئی آپ کی مطیع بڑا نہ کر سکیج دے سکے اسلئے کہ آپ کی مطیع کو جو شرف تقدم حاصل ہوا  
ہے سب مطیع اس کے ذلہ با کلاے جائیں گے۔ اگر غریب دیکھا جائے تو آپ دوسرے مطالع  
کے ہادی ہیں مگر افسوس ہر اہل دنیا کی ترقی کو تو دست رکستے ہیں مگر جن ذرائع سے آپ کی ترقی ہوئی  
ہے اس کی جانب بالکل توجہ نہیں کرتے جس سے وہ آپ کو خاص بریو سمجھے جاتے بلکہ مثل آپ کے مسلم  
مانے جاتے وہ ذرائع کام کی خوبی اور اہل معاملات کے ساتھ حسن سلوک اور اہل کار کے ساتھ  
حسن مراعات اور وعدہ کی سچائی ہے اور ان تمام امور میں آپ کو اپنی اغرض کی جانب نہایت دیکھ کر تو بھی  
ہے تاہم کیا آپ کی طرح کوئی اپنی نیک نامی کا بڑا نہ اور نہ اسے اولیٰ روش پر پوری طور سے پابند ہے  
مطالع کی ایسی ترقی جس سے مطیع مفید عام کو ہوئی ہے ہرگز نہیں ہو سکتی فقط خدا محمد علیہ السلام  
المرحوم محمد رجب المرجب کا سلام مطابق ۱۸۹۹ء نومبر ۱۸ء

۱۸۹۹ء دسمبر ۱۸ء

وقت شب ایضاً

مکرمی غشی قاورین خان

آپ کے بھیجے ہوئے

کافی کے قبضہ سعی میں

کے مطیع کی تقلید ہی

کو تقلید کے ساتھ

کے کام کے ساتھ

ہوتے ہیں لیکن

یہی کہتے ہیں

بالفرض دنیا کے

ترقی ایسی ہوگی

ہے سب مطیع اس کے

کے ہادی ہیں

ہے اس کی جانب

مانے جاتے وہ

حسن مراعات اور

ہے تاہم کیا آپ کی

مطالع کی ایسی ترقی

المرحوم محمد رجب

# ادب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۱ باب ۱۰۹۹ ماہ نومبر ۱۹۹۹ء جلد ۱

## فہرست مضامین

۱	جیا بوجی د علم الارض نمبر ۱	۴	ڈارون اور اوکا مسکد ارتقاء ایدیزٹر	۲۳۴
۲	مولوی مرزا امجدی خان کوکب مرآت و کمال	۷	مفید و دلچسپ معلومات مخصوص ایدیزٹر	۲۳۵
۳	جیا بوجیکل سوسائٹی لٹن کشتن	۸	ایجاد و اختراع - صنعت	۲۳۶
۴	مکملہ مردم شماری ریاست حیدر آباد دکن	۹	دحرقت وغیرہ مخصوص ایدیزٹر	۲۳۷
۵	گروشی ایام میل احمد میل (منقول) - - -	۱۰	علمی نوٹس وغیرہ	۲۳۸
۶	اردو لٹریچر ہماری نظم و نشر	۱۱	یاد نگاری واقعات	۲۳۹
۷	مولانا سید امجد علی اشتری			
۸	عجائبات آفرینش (کوکب آتش فشان)			
۹	بے شباقی زمانہ (نظم) بابو دگاسما			
۱۰	سرور جهان آبادی - - -			

نیر ایدیزٹر سید اکبر علی اکبر آبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

منابع معیساہم گرہین ہتمام محمد قادر علی خان فی حیر

مقام فروز آباد ضلع آگرہ سے شائع ہوا

قیمت ہر حصہ ڈال عام قارئین کو ہے ہر امر اس وقت دلیان ملک سے شائع ہوا

# ادیب کی نسبت تازہ ترین رائے



عالیجناب نواب محسن الملک بہادر شمس العلماء مولوی حافظ نذیر احمد صاحب اور مولانا حالی کی قیمتی رائیں تو ناظرین ادیب پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں جسے شمس العلماء مولانا شبلی صاحب کی رائے کی کمی تھی الحمد للہ کہ وہ بھی اب پوری ہو گئی۔ قدر دانانِ ادیب کے لیے بڑی مسرت اور ادیب کیلئے بڑے فخر کی بات ہے کہ ان چاروں معزز مقتدرانِ قوم و مستند اُدبا و فضلاء نے ہماری محنت کی داد دی جس نے ہماری بہت وجہ صلہ کو سیر پڑا دیا۔

مولانا موصوف کے الفاظ یہ ہیں۔

”میں موجودہ رسالوں میں ادیب کو سب سے افضل سمجھتا ہوں“  
ہم انشاء اللہ تعالیٰ حتی الامکان ادیب کو ان قابلِ قدر الفاظ کا شایانِ ثبات کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے السعی منی والا تمامہ من اللہ تعالیٰ۔ اظہیر طر

## شکریہ معاونین

اس مہینہ میں جن قدروان اصحاب نے خیر بدارانِ مندرجہ ذیل بہم پہنچائے اُن کے نام نامی شکریہ کے ساتھ جگہ کئے جاتے ہیں۔

معرفت مولوی قاضی محمد عیوب القساح صاحب قانون گو ضلع بستی

۱۔ مولوی سید حسن رضا صاحب گرد اور قانون گو تحصیل ڈومر یا گنج ضلع بستی۔

۲۔ مولوی محمد حبیب اللہ خان صاحب سپر وائزر قانون گو مداول ضلع بستی۔

معرفت جناب حکیم حاذق صاحب لکھنوی۔

۱۔ مولوی محمد شجاع الدین صاحب کورٹ انسپکٹر سیٹاپور۔

# ادبیہ

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد ۱

بابت ماہ نومبر ۱۹۹۹ء

نمبر ۱

## باب اول

اعمال حیا لوجی جو فی زمانہ جاری ہیں

## فصل اول

### کرۃ ارض کی جدید مجموعی

کرۃ زمین کی پیمائش ہی کی گئی ہے اور اس کا وزن دریافت کر لیا گیا ہے اور پیمائش سے اس کی شکل اور وسعت سب معین ہو چکی ہیں۔

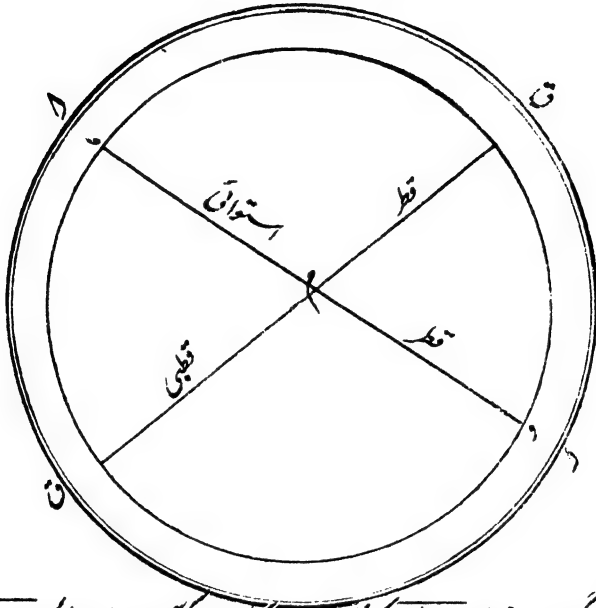
کرۃ زمین کی شکل اور اس کا اندازہ اگرچہ عام استعمال میں زمین کی شکل کو کرۃ کہتے ہیں لیکن اس کی شکل حقیقی شبہ کرۃ ہے جو قطبین کی جانب کسی قدر محدب ہے یعنی دباجی اور خط استوا پر کسی قدر اس کی شکل میں ادبہار ہے یا یون کہتے کہ اس کا محور جو قطبین میں سے ہو کر گزرتا ہے اس کے اوس قطر سے چھوٹا ہے۔ خط استوا کے ایک نقطہ سے نکل کر مرکز ارض میں سے ہو کر دوسری جانب کو پہنچتا ہے۔ حساب سے دریافت ہوا ہے کہ زمین کے قطر محوری کا طول (۷۹۵۵) سات ہزار اٹھ سو تانویس میل ہے اور قطر استوائی اس کا (۷۹۲۵½) سات ہزار نو سو ساڑھے پچیس میل انگریزی ہے۔ عبارت آخری قطر محوری



قطر استوائی سے کوئی ساڑھے چھبیس میل چوڑا ہے۔

شکل (۱۱) میں مَرَمَر کرہ ہے اور خط ق ق قطر محوری یا قطبی ہے جس پر کرہ ارض گھومتا ہے اور خط لا لا اس کا قطر استوائی ہے۔ اگر زمین کرہ حقیقی ہوتی تو کوئی تفاوت ان دونوں قطرون کے طول میں نہوتا۔ لیکن ثابت ہوا ہے کہ ان دونوں قطرون کے طول میں ساڑھے چھبیس میل کا فرق ہے یعنی خط لا لا بقدر (۱۳) (۱/۴) سوا تیرا میل کے ہر طرف سے خط ق ق سے بڑا ہے اور اگر ہر خط ق ق کو مَرَمَر کرہ پر گردش دین تو خط لا لا کے دونوں طرف اندکی جانب ایک ہلالی شکل پیدا ہوگی جو اس بَرآمدگی کو ظاہر کریگی جو خط استوا پر ہے اور اس گردش میں خط ق ق تقاطع لا لا تک نہیں پہنچے گا بلکہ ان نقطوں تک پہنچے گا جنکو ہنسنے سے شکل (۱۲) میں دکھلایا ہے اور یہ فاصلہ لا لا و ان قطرون کا تفاوت ہے جو ہر دو جانب واقع ہوتا ہے اور یہی مقدار اس بَرآمدگی کی ہے جو خط استوا پر پائی جاتی ہے۔ نقشہ میں ہنسنے اس بَرآمدگی کو بہت کچھ بڑا کر دکھلایا ہے تاکہ مطلب آسانی سے مفہوم ہو ورنہ اگر پیمانہ سے نقشہ کمینچہ دکھلایا جاتا تو یہ تفاوت نظر سے نہ آتا۔ خط ق ق میں انچ سے بہت کم بڑا ہوا ہے اور یہ خط فی انچ دو ہزار چھ سو میل کے پیمانہ پر ہے جس سے (۱۹۹) میل ظاہر ہوتے ہیں۔ خط ق ق کے اندکی جانب ایک فاصلہ ۱/۲ انچ کا لیا گیا ہے اور مَرَمَر سے ایک دوسرا دائرہ اندر کو بنایا گیا ہے پس یہ فاصلہ یعنی ایک انچ کا دسواں حصہ گویا پیمانہ سے (۲۶۰) میل کو ظاہر کرے گا۔ اور اس فاصلہ کا دسواں حصہ (۲۶) میل کو بتلائے گا اور ہر اس دسویں حصہ کا نصف (۱۳) میل کو ظاہر کرے گا جو مطلوب ہے لہذا فاصلہ میں نقاط لا لا و مَرَمَر ۱/۲ یعنی مِیون حصہ اس فاصلہ کا ہوگا جو ق اور دائرہ اندرونی کے درمیان واقع ہے اور اس مِیون حصہ کی موٹائی نقشہ پر از روی پیمانہ ایک سو سو خط سے زیادہ ہوگی۔

## شکل (۱) تراش کرہ ارض



اب اگر ہم بیرونی خط لائق کو شکل حقیقی کرہ زمین کی سمجھیں اور دائرہ ق و ق کو  
سطح اس کرہ کی خیال کریں جو محور ارض پر بنایا گیا ہے تو یہ دائرہ منہ قطبین پر دائرہ  
خارجی سے تطابق کر لیا لیکن قطب کی جانب سے اترتے اترتے خط استوا پر  
بقدر سوا تیرا میل کے نیچے ہو جائیگا۔ سوا تیرا میل کے (۶۹۹۶۰) فیٹ ہوتے ہیں۔  
یا یون کہتے کہ تقریباً (۷۰۰۰) فیٹ۔ پس کرہ زمین کے خط استوا کے قریب کوئی  
ستر ہزار فیٹ برآمدگی ہوگی۔

یہ تو ظاہر ہے کہ سمندر کی تلی کہیں بھی اتنی گہری نہیں ہے اور اسکی گہرائی اسی برآمدگی  
کی سطح پر ہی واقع ہے اور کرہ فرضی اندرونی کے قریب بغیر قطب کے حوالہ و جانب کے  
اور کہیں نہیں پہونچتی ہے اور سمندر کی تلی قطب کے نزدیک ویسی گہری ہی نہیں جیسی کہ خط استوا  
کے قریب ہے۔ اس برآمدگی کو ایسا خیال کرنا چاہیے کہ گویا ایک پہاڑ ہے جسکی بلندی

ستر ہزار فیٹ ہے اور اس کا ارتفاع قطبین کی جانب تدریجاً گھٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ قطب شمال و جنوب کو پہونچنے تک بالکل صفر ہو جاتا ہے۔ اگر ہم کرہ زمین کے بلند ترین پہاڑوں کو دیکھیں تو ان کا ارتفاع بہ نسبت اس برآمدگی کے بہت ہی کم ہے جب بڑے پہاڑوں کے ارتفاع کا یہ حال ہو تو سطح زمین کی نامہواریاں کس حساب میں ہوں اور قُلَّةِ ایلوہیمسٹ جو دنیا کے بلند ترین پہاڑ ہمالیہ کی چوٹی ہے صرف (اونیس ہزار فیٹ) بلند ہو تو دوسرے پہاڑ جو ہمالیہ سے کمین کتر ہیں مثل رائی کے دانوں کے ہیں جو رنگتر سے پردہ رہے جائیں۔ بلا ٹو یعنی میدان ہی چند ان وسیع نہیں مثلاً بت کا میدان جو طول میں چار سو سے چھ سو میل تک ہے ارتفاع میں گیارہ ہزار سے پندرہ ہزار فیٹ تک سطح دریا سے اونچا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ نامہواریاں اور بلندی و پستی جو سطح زمین پر دیکھی جاتی ہیں بمقابلہ اس برآمدگی کے جو خط استوا پر ہے بہت ہی قلیل اور حقیر ہے۔ اور اگرچہ اس برآمدگی کو کرہ زمین کے جسم کے ساتھ کوئی نسبت نہیں لیکن بڑے بڑے نتائج اس سے منتج ہوتے ہیں۔ پہلا نتیجہ محور ارض کی استقامت ہے۔ جسے کہ یہ کرہ اس شکل پر متشکل ہوا ہے کسی ایسی قوت کو تصور نہیں کر سکتے ہیں جو کرہ ارض کو کسی اور محور پر گردش دینے کی قدرت رکھتی ہو یا ایسی قوت یا طاقت جو کرہ زمین پر ایسا اثر پیدا کرے جس سے اس کا کوئی اور قطر اس قدر کوتاہ ہو جائے جو محور ہمالیہ سے بھی گٹا ہوا ہو۔

دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ کرہ زمین کی موجودہ شکل و ہیئت وہی ہے جو ابتدا میں تھی یعنی جیسا کہ قیاس کیا گیا ہے کہ کرہ زمین کا مادہ ابتداءً گلا ہوا یا مثل خمیر کے لزج تھا اور اس گردش کی وجہ سے جو اس وقت سے اس کو حاصل ہے ممکن نہ تھا کہ سوائے اس شکل کے وہ کوئی اور شکل پیدا کر سکتی۔ اگر خمیر یا کسی لزج مذاب مادہ کا ایک گیند یا گولا لیکر اوس میں ایک تار یا تانگا پرو دین اور اس کو گھمائیں تو ظاہر ہو گا کہ جس قدر سرعت سیر اس

گردش کی زیادہ ہوگی اور مقدار برآمدگی بھی اوس نقطہ پر زیادہ ہوگی جو محور سے دور تر ہو  
یہاں تک کہ اون اجزاء کے اوس ٹر ہے ہو کے فاصلہ سے اور اوس مسافت سے  
جو اون اجزاء نے ہر گردش میں طے کیا ہے ایک قسم کا تعادل قوتہ طرد مرکزی و قوتہ  
جذب مرکزی میں پیدا ہو جائیگا۔ قوتہ طرد مرکزی کو قوتہ نافذہ بھی کہتے ہیں۔ یہ برآمدگی  
جو کرہ زمین کے خط استوا پر نظر آتی ہے ثابت کرتی ہے کہ یہ تہیج وسطی اسی حرکت  
کا نتیجہ ہے اور نیز اس بات کا ثبوت دیتی ہے کہ زمین کا مادہ کسی زمانہ میں مثل خمیر یعنی  
گوندے ہوئے آٹے کے لہج تھا اور اسی وجہ سے اس شکل کے پیدا کرنے کی قابلیت  
اوس میں تھی۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ زمین کا مادہ کسی زمانہ میں یا تو مثل خمیر کے لہج تھا  
رکتا تھا یا بالکل پگھلا ہوا تھا۔

**کرہ زمین کی اندرونی حالت** اگرچہ ہم کرہ زمین کے مادہ کے خمیر کی مانند ہونے کو  
بالیقین تسلیم نہیں کر سکتے ہیں مگر بطور احتمال کے اگر اوسکو قبول کر ہی لیں تو کوئی ہرج  
نہیں کیونکہ یہ بات دوسرے واقعات معلومہ کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے۔ اور یہ  
ممکن ہے کہ مواد کرہ ارض کی ذاتی حرارت اس قدر شدید ہو کہ اوسکے مواد کو مذاب یا پگھلا  
ہوا رکھ سکے۔ اور اگر تحقیقات آئندہ کی رو سے ہمارے خیالات کسی اور طرف پھیر  
سہی دے جائیں یا یہ کہ یہ نتیجہ بالکل ہمارے قیاس کے خلاف ثابت ہو جائے تو  
بھی علم جیولوجی کو اوس سے کسی قسم کا نقصان نہیں پہونچے گا کیونکہ اس علم کو کوئی تعلق  
کرہ ارض کی اصلی حالت سے نہیں۔ پس ہم اس خیال سے کہ کرہ ارض کا مادہ سیال  
یا مذاب تھا منسبہ نظر کرتے ہیں لیکن واقعات ذیل سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے  
کہ کرہ زمین کے اندر قدیم سے شدید حرارت موجود تھی کیا وہ حرارت اوسکو کرہ شمس سے  
حاصل ہوئی ہو یا کسی اور خارجی ماخذ سے۔

اور معدون اور گہرے کنوؤں کی حرارت جہاں تک کہ انسان کرۂ زمین کے قشر

میں اتر سکا ہے مشاہدات صریحہ سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ شدید گرمیوں کی حرارت یا جاذبوں کی شدید سردی کا اثر کچھ بہت زیادہ گہرائی تک زمین میں نہیں پہنچتا ہے اور تمام اقطاع عالم میں اگر سوفیٹ یعنی تینیس گز کی گہرائی تک ہم زمین میں اتریں تو دیکھیں گے کہ مقیاس الحرارة ایک ہی درجہ تک قائم رہیگا۔ اور کیا قطب شمال میں ہو یا منطقہ میں جب بائو مقیاس الحرارة کا پارہ ایک ہی نقطہ تک قائم نظر آئیگا۔ مگر جب اس نقطہ سے نیچے کو اتریں تو دیکھا جائیگا کہ اجار اور مواد معدنی وارضی کی حرارت بڑھتی جائیگی اس قسم کے امتحانات اور تجربہ کرۂ زمین کے مختلف مقامات پر کئے گئے ہیں اور نتیجہ وہی نکلا ہے جو ہم نے ذکر کیا۔ انگلستان کے اضلاع کارنوال اور ڈیون کے سیلٹ کے معدنوں میں یہ امتحان کیا گیا اور دو سو معدنوں میں امتحان کرنے سے یہ نتیجہ نکلا کہ تین سو فیٹ کے عمق میں فہرٹمائیٹ کے مقیاس الحرارة سے ساوان (۵۷) درجہ حرارت تھی اور چہرہ سوفیٹ کے عمق میں باسٹھ درجہ (۶۲) اور نو سوفیٹ کی گہرائی میں اڑٹھ درجہ (۶۸) اور بارہ سوفیٹ کے عمق میں اٹھتر درجہ (۷۸) کی حرارت تھی۔ ان امتحانات کے محقق مسٹر هن ڈوگلٹس ہیں کہ گرائیٹ کے پتھر میں اس قدر حرارت نہیں پائی گئی۔

ڈیہم کے قرب وجوار کے کوئلے کی کان میں سولاسوفیٹ (۱۷۰۰) کی عمق میں مقیاس الحرارة (۷۸) اٹھتر درجہ سے (۸۰) اسی درجہ تک کی حرارت ظاہر کرتا تھا۔ اوینچسٹر کے قریب ڈوکن فیلڈ کے کوئلے کی معدن کی تہ میں (اور یہ انگلستان میں سب سے زیادہ عمیق معدن ہے) دو ہزار ایک سو اکان (۲۱۵۱) فیٹ کے عمق میں مقیاس الحرارة کا پارہ ہمیشہ یعنی بارون ماس بچھتر (۷۵) درجہ پڑھتا رہتا ہے۔

اگرچہ مختلف مقامات میں اس زیادہ حرارت میں بہت بڑا فرق نظر آتا ہے لیکن اس میں شک

نہیں کہ بلا استثنا سو فیٹ سے نیچے اتر جائیں تو حرارت بڑھتی جائیگی اور وہاں سے اس تڑاید کی اوسط مقدار ہر ساٹھ (۶۰) فیٹ عمق کے لیے ایک درجہ پانی گئی ہے۔ یعنی پہلے سو فیٹ سے نیچے اتر جانے کے بعد ہر ساٹھ فیٹ اترنے پر ایک درجہ فہرنائیٹ کے مقیاس حرارت سے حرارت بڑھتی جائیگی۔ بہت گرمی باطیون مین یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ پانی کی حرارت اونسی تحقیقات مذکورہ کے مطابق ہے۔ شہر پاریس مین ایک کنوان گلابا گیا جس کا عمق اٹھارہ سو فیٹ ہے اور یہ اس غرض سے تھا کہ پانی جو نکلے وہ ہمیشہ ایک مخصوص درجہ کی حرارت رکھتا ہو چنانچہ جو پانی نکلا اس کی گرمی ہمیشہ بیاسی درجہ (۸۲) ہے اور یہ حرارت پاریس کی زمین کے نیچے کی اوسط حرارت سے بائیس درجہ بڑھ کر ہے اس قسم کے نتائج اکثر آرٹیشن کنوون مین دیکھے گئے ہیں۔

**ب۔ گرم پانی کے چشمے** بہت سارے گرم پانی کے چشمے جو مختلف مقامات پر دیکھے گئے ہیں دو قسم میں تقسیم ہیں۔ ایک وہ جو براکینی زمین مین سے نکلتے ہیں اور دوسرے وہ جن کو براکینی زمینوں سے تعلق نہیں۔ قسم ثانی ایسے مقامات سے نکلتے ہیں جہاں پہاڑوں مین خطایا انفکاک واقع ہو۔ اگر وہ خطایا انفکاک کسی عمیق طبقہ مین واقع ہوا ہو تو احتمال ہے کہ پانی ویسے عمق سے اس خطایا شکاف کی راہ سے آنے کی وجہ سے گرم گرم اوپر آتا ہو۔

**ج۔ اجبار ناری** براکین یعنی کوہاے آتش نشان دھنکو عربی مین جبل النار اور ہندی مین جو الاکمی کہتے ہیں) کی ایک کثیر تعداد جو سطح زمین پر ہر طرف پراگندہ ہے اور وہ مقدار کم و بیش ہوتی ہے۔ اس بات کی خبر دیتی ہے کہ زمین کی سطح کے نیچے

خطایا انفکاک طبقات زمین یا پہاڑوں مین اس کو کہتے ہیں جہاں وہاں کسی اور درجہ سے ایک یا زیادہ طبقات ٹوٹ کر نیچے کو پس گئے ہوں یا اوپر کو سرک گئے ہوں۔ اس کا مفصل بیان آگے چل کر آئیگا۔

ایک شدید حرارت کا مرکز و منبع موجود ہے اور جو مہل مذاپ (جسکو انگریزی میں لاوا کہتے ہیں اور وہ پگھلا ہوا پتھر ہوتا ہے) براہ کین موجودہ زمین سے بہہ نکلتا ہے یہ ایک جزو محقر اور ان احجار ناریک کا ہے جو زمین کے فشر میں ہر جگہ موجود ہیں۔ اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ یہ سارا مواد زمین کے اندر سے خارج ہوتا ہے۔

**د- کرہ زمین کا نقل اضافی** کسی شے کا نقل اضافی اس کا وہ وزن ہے جو جبہ بوجھ خاص پانی کے مقابل ہو جبکہ پانی فہر سٹائیٹ کے مقیاس حرارت سے (۵۹۰) سطحہ درجے کی حرارت رکھتا ہو۔ کرہ ارض کا نقل اضافی کئی قسم سے دریافت کیا گیا ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ اس کا وزن اضافی پانچ اور چھ کے درمیان ٹھہرایا گیا ہے اس کے نظر کرتے اطمینان کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ کرہ ارض کا وزن بمقابلہ خالص پانی کے کرہ کے جسکی جسامت اسکے برابر ہو پانچ چھ برابر ہے۔ اکثر احجاز کا نقل اضافی اڈاپانی اور تین کے درمیان ہے اور کرہ ارض کا نقل اضافی تقریباً ان احجاز کے وزن اضافی کے دو برابر ہے جنکو ہم سطح زمین پر دیکھتے ہیں۔ یعنی اگر کرہ زمین ایسی قسم کے احجاز سے مرکب ہو تو جو مشاہدہ کرتے ہیں اور ان احجاز پر کسی قسم کا دباؤ یا فشار بھی نہ ہوتا تو کرہ زمین کا وزن اضافی بھی اسے قدر ہو تا جو ان احجاز کا ہے یعنی نصف اس کے موجودہ نقل اضافی کے ہوتا۔ مگر مہکو معلوم ہے کہ قوہ جاذبہ زمین یعنی تاثیر سے یہی مواد اسی درجہ حرارت پر زمین کے تحتانی طبقات میں اس سے کمین زیادہ تر کثیف ہونگے جو آب سطح زمین پر ہیں۔

پروفیسر نیلسن نے بیان کیا ہے کہ ہوائی جہاز چوتیس (۲۴) میل کے عمق میں پانی کی نیگی حاصل کر لگی اور پانی کا وزن تین سو بائیس میل کے عمق پر پارسے کے وزن کے مساوی ہو جائیگا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مرکز زمین کے قریب فو لاوا اس قدر مضطرب ہوگا کہ وہ بھیجا جائیگا کہ جسامت میں بقدر اپنی موجودہ جسامت کے ریلج کے ہو جائیگا اور بہت سے

اجار کا جتنے بقدر رُشَن (۱/۴) اونکے موجودہ جتنے کے ہو جائیگا۔ علمائے علم ہستی کا یہ مقولہ ہے کہ کرہ زمین کے بیچ میں خالی نہیں ہے یعنی یہ کرہ کو مکمل انہین بلکہ جس قدر مرکز کے قریب ہو پختے جائیں اسی قدر اوسکی کثافت بڑھتی جائیگی۔ بناؤ علیہ یہ بات محققاً ظاہر ہے کہ نقل اضافی اوسکا دو چند نقل اضافی اودن اجار کا ہو گا جو اوسکی سطح پر واقع مہین مگر اوسطاً زمین کے ہم فرض کر لیں کہ کرہ ارض کے اندر کوئی ایسی قوت منبسط موجود ہے جو قابلیت قوت منقبضہ جاذبہ کے دفع کرنے کی رکھتی ہے۔ لیکن بغیر حرارت کے اور کوئی قوت ہمارے خیال میں نہیں آتی ہے جس سے یہ عمل تدافع واقع ہو سکے۔

**خاتمہ**۔ بیانات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ ہکمون اگر قبول کرنا پڑتا ہے کہ کرہ ارض کے اندر نہایت درجہ کی حرارت موجود ہے۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ جیسے جیسے ہم زمین میں اترتے جائیں حرارت بھی اوسی نسبت سے ترقی کرتی جائیگی جیسے کہ معاون میں مشاہدہ ہوئی ہے یا کسی قدر کمتر یعنی فی سو فیٹ ایک درجہ یا (۵۳) درجہ فی میل پس عجب نہیں کہ تھوڑی دور اترنے سے بہت ہی شدید حرارت معلوم ہو۔ تین میل کے عمق میں حرارت (۲۱۲) درجہ ہوگی جو پانی کے غلیان کا نقطہ ہے اور (۵۰) میل کے عمق میں (۲۷۰۰) درجہ حرارت ہوگی جو فولاد کے ذوب کا نقطہ ہے۔ اور اگر سو میل کے عمق تک اتر جائیں تو پانچ سو درجہ کی حرارت ہو جائیگی جس کا مافوق کرہ زمین پر تصور یہ کچھ لازمی نہیں کہ ہم فرض کریں کہ حرارت فی الحقیقتہ اسی نسبت سے مرکز کی جانب بڑھتی جائیگی اور یہ بھی لازم نہیں کہ ہم خیال کریں کہ جو اود اوس عمق میں واقع ہیں اوسی قدر حرارت سے پگھل جائیں جو سطح زمین پر اونکے پگھلانے کے لیے ضرور ہوتی ہے کیونکہ اونپر جو دباؤ اور عرصہ اوپر کے مواد سے واقع ہوتا ہے ممکن ہے کہ باوجود اوس حرارت کے اونکو اوسی حالت صلاوت و جمود میں رکھے اور پگھلتے نہ دے۔



فی الحقیقت کوئی بات حالت حقیقی اندرون کرہ ارض کی ہرکو معلوم نہیں ہے اور نہ کوئی دلیل اس بات کی ہمارے پاس ہے کہ بیان بالا کے خلاف قیاس کریں۔ (باقی آئندہ)  
مرزا محمدی خان کو گب

## گردش ایام

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے	عمر پونہ سین تمام ہوتی ہے
-------------------------	---------------------------

کل کا دن ہے گرمی اس شدت سے پڑ رہی تھی کہ خدا کی بناہ۔ آسمان آگ برسا رہا تھا اور زمین شعلے آگ رہی تھی۔ طیوڑ ٹھنڈا دقت دیکھ کر ترنگے سے تارون کی جھانوں میں اوہراودہر چراگا ہون کو چلے بیٹے تھے۔ مگر دوپہر کی پڑ رہی ہوئی آتشبازی دیکھ کر اور گرمی کی شدت سے گھبرا کر برون کو سیٹھے ہوئے اپنے اپنے آشیانوں میں آ رہے۔ اور جب یہاں بھی آرام نہ ملا تو پر پھیلائے اور زبانیں نکالے ہانپ رہے تھے۔

کمیتی باڑی کرنے والے کسان جنگو سخت سے سخت گرمی کی مصیبت برداشت کرنے کی عادت ہوتی ہے اسوقت وہ بھی ہل چھوڑ چھوڑ کر اپنے گھونسلوں میں جا گئے تھے۔

سبزہ زاروں میں جہاں شب کو قدرت کی فیاضی نے بیشمار گل بوٹے کھلا رکھے تھے۔ اسوقت کی کڑھی دھوپ کے اثر سے وہ بھی مہربا چلے تھے۔ جو غریب مسافر اپنے پیارے وطن اور عزیزوں سے دور اسوقت کی جہلتی لبتی ٹوئیں راستہ طے کر رہے تھے اون کے سر ہانڈی کی مثل پک رہے تھے۔ جہاں کمین کوئی سایہ دار درخت نظر آ جاتا تھا تو فوراً دم لینے کی غرض سے راستہ چھوڑا اسی طرف کا رخ کرتے تھے۔ بہلا این بچا رہے غریبوں کی مصیبت وہ دو لقمہ امیر کیا جان سکتے ہیں جو دن کے دسل بجتے ہی ختم ہونے میں جا گئے اور اب کوئی شام کے چھ بجے باہر تشریف لائے ہیں۔

**مصحف** - پریشان کی پریشانی پریشان خوب جانے ہے۔

دو چار خوشامدی پسینے کی جگہ زبان سے چھپہ برغون بہانے والے بات بات پر واہ وا  
سبحان اللہ، کا تار باندہ رہے ہیں صحن چین میں چون کیون کا فرش ہے۔ نفیس چاندنی پر  
بیش بہا قالین۔ تکتے بستے ہوئے ہیں۔ جس پر حضور روتن افروز ہیں۔ فرشی پنکھے کی  
مقیشی نظرب جبار سے ہوا کے ٹھنڈے جہو کے نکلا کمریزم کا عمل کرتے جاتے ہیں  
آرام پاتے ہی سرکار کی آنکھوں میں نیند کا جادو موثر ہونے لگا۔ اول آہستہ آہستہ روشن  
آنکھوں میں خمار بڑھا اور پھر اکبار کی کارکنان قضا و قدر کی طرف سے مردم ویدہ پر پلکوں کی چلن  
چھوڑ دی گئی۔

یہاں تو یہ حالت ہے اب ذرا ادھر دیکھئے موسم کا مرقع اوٹا۔ آسمان کے مغربی  
گوشے پر تاریکی نظر آئی۔ ٹھنڈی ہوا کے تیز جہو لگے دھوندا مار بادلوں کو اپنے دوش پر  
سوار کر کے لائے اور ان کی آن میں تمام فضا کو ادھ سے معمور کر گئے۔ اجرام فلکی کے  
لوزانی چہروں پر کالی کالی گھٹائیں چھا گئیں۔ بجلی کی کڑک دمک۔ بادل کی گرج۔ تبار کا ٹرنا  
یہ تمام دل لٹھانے والے سامان دیکھتے دیکھتے جمع ہو گئے۔ پہولوں اور کلیوں کا گرد غبار  
پاک صاف ہو گیا۔ سبز سبز پتیاں خود بخود نلکھ کر اپنی بہار بلکہ قدرت پروردگار دکھانے لگیں۔  
مگر آپ جانتے ہیں کہ میں اوس سے بھی پیاس بجھتی ہے۔ مینہ پڑا مگر نہ اس قدر کہ فصل کو  
کافی ہوتا۔ یہ زمانہ بھی دیکھتے دیکھتے کافور ہوا۔ برسات کے خاتمے پر موسم سرما کی آمد  
ہوئی۔ باد و خزاں کے ظالم اور زبردست جھو کے سبز و زاروں میں خاک اڑاتے پھرتے  
ہیں۔ گل جن پہولوں بہری شاخوں پر بلبلانِ نعمت سج کا ہجوم تھا آج وہ بے برگ و بار دستِ ماتم  
بنی ہوئی اپنی مصیبت پر سینہ زنی کر رہی ہیں۔

اسکے علاوہ قحط کا زبردست اور مہیب ہاتھ غریب مخلوق کی تباہی کے لیے ہر وہ دم

یامہر نکلا ہے اور عام تباہی کا نقارہ زور شور سے بجا رہا ہے۔ قحط کی مصیبت - بے روزگاری کی آفت اور ہم مسلمانان ہندوستان کی شامت اعمال - کم مہتی کا آزار - بے ہنری کا ہنر اور آپس کا نفاق وہی کام کر رہا ہے جو لکڑی کے ساتھ آری کو کرنا چاہیے۔

ابن سب واقعات کے ساتھ اپنی بے روزگاری اور پریشان حالی کو دیکھ کر بار بار یہ شعر زبان پر آ رہا ہے ۵

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے	عمر بونہرین تمام ہوتی ہے
-------------------------	--------------------------

راتم - خاکسا جمیل احمد جمیل -  
از نیر اعظم -

## اردو لطریح

ہماری نظم و نثر

دھوپ نہ ہنے والے وہاں ہائیکے صورت میری	عالم قدس کے اُس بار ہے خلوت میری
مردا سے طاقت گنہگار کہ کچھ کہنا ہے	پوچھتے ہیں دم آخر وہ حقیقت میری

حضرات - آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان سنسکرت کا وطن اور بہاشا کا چمن تھا۔ بہر فارسی نے اپنا سکہ چلایا اور فارسی کے ساتھ عربی نے کم و بیش رواج پایا۔ اور یہ جباروں زبانین شاہی خیالات کا معدن اور ایشیائی شاعری کا مخزن سمجھی جاتی ہیں۔ ہر زبان میں نثر اور نظم کے دو جہاں گاہے دیکھے جاتے ہیں۔ اور یہ بات ہر زبان کی مسلمہ ہے کہ نثر سے نظم کا مرتبہ زیادہ ہے۔ نثر چاندی ہے تو نظم سکہ۔ نثر سونا ہے تو نظم اشہدنی۔

علم اللسان کی فلاسفی بتا بتاتی ہے کہ جب زبان کی ترقی کے اصول قائم ہوئے تو نظم کو ادب کا زینہ بنایا گیا۔ نثر کیا ہے ایک زمین جس پر بے تکلف سب کے سب آتے جاؤ ہیں



مین پہلے اس بات کا دیکھنا ہے کہ اس زبان کا مذاق کیا ہے۔ اس مذاق کے پیدا ہونے کی وجہ کیا ہے۔ ایک زبان کے مذاق پر دوسری زبان کے مذاق کو استہزاء کا کیا حق ہے اور وہ قابل قبول ہے یا نہیں۔ میرے نزدیک ہر زبان کا مذاق جداگانہ ہے اور مذاق کا پیدا ہونا اس ملک کی نچرل حالتوں سے متعلق پایا جاتا ہے اور نہ وہ کسی ایک زبان کو دوسری زبان کے مذاق پر استہزاء کا حق نہیں ہے اور نہ وہ قابل قبول ہے۔ بجز اسکے کہ کسی ایک زبان کے مذاق کو دوسری زبان میں دکھایا جائے جیسے میر غلام علی آزاد نے اپنے عربی دیوان۔ سجتہ المرحان میں بہاشا اور سنکرت کی تشبیہات اور استعارات کا فوٹو دکھایا ہے۔ یا امیر خسرو اور علامہ فیضی نے بہاشا کا رنگ فارسی میں اور ملک محمد جاکسی نے فارسی کا مذاق بہاشا میں ادا کیا ہے اور اب اردو میں ہر زبان کے مذاق کی گنجائش نکلتی آتی ہے۔

انگریزی انشا اور شاعری کا حقیقی مذاق یہ ہے کہ کسی معاملہ کو اسکی نچرل حالت کے موافق دکھایا جائے اور فرضی ناول بھی اس طور پر لکھے جائیں کہ سننے والے کے دل میں اونکے پسے ہونے کا یقین ہو۔

سنکرت کا مذاق یہ ہے کہ کسی بات کو قصہ طلب اور استعارات کی ترکیب معنوی میں چھپا کر دکھایا جائے۔ بہاشا۔ فارسی۔ اردو کا اصول یہ ہے کہ ناول اور شاعری میں جو بات بیان کی جائے اس کے واقعات اپنے صنائع اور بدائع یا استعارہ اور ترقی کے ساتھ مذکور ہوں۔ انگریزی میں جو انتہا درجہ کا عیب سمجھا جاتا ہے وہ ان زبانوں میں اعلیٰ درجہ کا حسن پایا جاتا ہے۔ ع۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

انگریزی اعتراض کرتی ہے کہ ایشیائی شاعری میں مبالغہ کے ساتھ ایسی دور از عقل

باتین بیان ہوتی ہیں جو قابل قبول نہیں۔ ایشیائی شاعری جواب دہتی ہے کہ انگریزی ایسا دہوکا دیتی ہے کہ سچ اور جھوٹ کے پہچاننے کو کوئی معیار نہیں۔

انگریزی ہباشا پر ہنستی ہے کہ ہزاروں برس ہوئے جب اجن نے ایک باقی پسینکا تھاجو عالم تدویر میں پڑ کر اب تک نہیں گرا۔

بجھاشا انگریزی پڑھتا مارتی ہے کہ تو نے عربوں کے علم بامیت ربانی کے مرے ہوئے اور برت مین دبے ہوئے جانور کا ناول لکھا جو ایک مدت گزرنے پر تاریخی واقعہ بن گیا اور بامیت کے لفظ کی جگہ مانتہ ہاتھی کہنے لگے اور یہی وجہ ہے کہ انگریزی کے بہترے ناول تاریخی واقعات میں سمجھ گئے ہیں جنکی اصلیت کا پتا نہیں ملتا اور بجھاشا اور فارسی اور اردو کے فرضی واقعات اس مغالطہ سے مبرا ہیں اور دیکھنے والے کو بجز مبالغہ اور طلسمی حالتوں کے ایسے مغالطے میں نہیں ڈالتے۔

شاعری بجائے خود ایک پالیٹیکس اور نہایت وسیع پولیٹکل لاہے جب ہم فلسفی بنکر اوس پر نگاہ کریں تو معلوم ہوگا کہ شاعری کا جو حصہ صلح اور جنگ کے پولیٹکل واقعات سے متعلق ہے اوس میں شاعری نے نہایت قابل قدر خدائیں انجام دی ہیں۔

حسن و عشق کے موثرات اور جذبات کو نہایت کامیابی کے ساتھ جلوہ گر کیا ہے۔  
جہاں بڑے بڑے مبسوط خیالات کو تھوڑے لفظوں میں بیان کرنے کی ضرورت ہوئی ہے وہاں شاعری سے بڑا کام نکلا ہے

جہاں کوئی خاص راز نشر میں ادا ہونا مشکل سمجھا گیا اوسکو نظم نے پڑی دھپسی اور معنی آفرینی سے اپنے پردہ میں چپا کر ادا کیا ہے۔ پند و مواظظ پر نظم کا خاص احسان ہے وغیرہ وغیرہ جیسے موسیقی کے پردوں میں پالیٹیکس کے عجیب عجیب راز چھپے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی شاعری کے لہجہ میں انواع و اقسام کے انوار اسرار ملے ہوئے ہیں جنکو بجز کیمسٹ

کے ہر شخص نہیں دریافت کر سکتا۔

ایک شخص ایشیائی شاعری میں فرضی عاشق اور فرضی معشوق کو ناپسند کرتا ہے مین کتا ہوں یہ انتہا کا ادب اور اعلیٰ درجے کی فلاسفی نہایت قابل قدر ہے جو شخص سخن میں مفروضات سے اپنا کام نکالتی اور عشق و حسن کے آفت ناک پسندوں سے بچا سکتی ہے اگر کسی فلسفی کو ہماری شاعری کے مفروضات پر اعتراض ہے تو وہ ساری اقلیدس کو میٹ دے۔ جس نے فرضی نقطے سے اتنی شکلیں بنا ڈالیں۔ مین تو ان مفروضات کو فرایض شاعری کا نہایت اعلیٰ فرض منصبی خیال کرتا ہوں۔

آپ دور از عقل مبالغہ کو ناپسند کرتے ہیں مین اسکو بمقابلہ اسکے کہ جھوٹ اور سچ مین تمیز ناممکن ہوا چھا جانتا ہوں مبالغہ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ وہ ہلکے جھوٹ سے بچاتا ہو اور یہ سب چیزیں شاعری کی جناسٹک ہیں جو خیال کو طاقت اور ذہن کو ترقی دینے کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔ آپ کو شاعری کے گل و بلبل مین کچھ نظر نہیں آتا اسکی مثال ایسی ہی جیسے ہم موسیقی کی باریکیوں سے لاعلم ہوں اور اوس مین ہم کو کوئی مزانہ آئے۔ میرے نزدیک ہر جاوہ ایک فلاسفی رکھتا ہے۔ جب آپ فلسفیانہ طور سے غور کریں گے تو جیسے ایک کیمٹ کو مٹی کے ڈھیلے مین سونے کے ذرے ملتے اور جو معدنی پتھروں سے جواہرات نکالتا ہے اونکو ہماری شاعری کے پہلوں مین عجیب عجیب رنگ اور بلبلون کے ترانوں مین بڑے بڑے راگ نظر آئینگے۔

برگ و زخاں سبز در نظر ہوشیار	ہر ورق دفترست معرفت کردگار
------------------------------	----------------------------

یہ بات افسوس کے قابل ہے کہ اب تک کسی صاحب نے کوئی قواعدا یہ سے مقرر نہ کئے جن سے اردو شاعری کی اصلاح اور نکلیں ہوگی۔ اور جو مولانا حالی کا ایک نمونہ پیش ہوا اوس سے ہوتا کیا ہو کوئی نمونہ کسی فن کی تعلیم نہیں کرتا۔ ہم ایک شہسوار کو روزگمور سے پرچہ ہے دیکھتے ہیں لیکن

ہماری زبان نہیں جیتی۔ ہماری ماما روز چپاتی پکاتی ہے لیکن ہم نہیں پکا سکتے۔ اس لیے تعلیمی کانفرنس کا حق ہونا چاہیے کہ وہ شعرا کی حوصلہ افزائی سے کام لے۔ اپنی زبان کی اصلاح و تکمیل کے قواعد مرتب کرے۔

اسی طرح شعرا کی نگاہ اور ادب پر زمانہ کو ضرورت اس کی ہے کہ کوئی صاحب استعارات کا خزانہ جمع کریں۔ کوئی صاحب تشبیہات کا دفتر مرتب فرمائیں۔ کوئی ادیب تبلیغات اور تعلیمات کی تدوین کرے۔ کوئی سخن طراز صنایع اور بدائع کو ترکیب دے۔ کوئی اقسام نظم کے نمونے پیش کرے۔ کوئی شاعری کی فلاسفی بیان کرے وغیرہ وغیرہ جس سے اردو کی لائبریری اور شاعری کے دفاتر میں ایک معقول ذخیرہ جمع ہو جائے اور زبان کی اصلاح اور شاعری کی تکمیل کو اس سے مدد ملے۔ ہندوستان میں نظم کے متعلق کئی گلدستے نکلے اگر میری یاد میں غلطی نہیں تو سب سے پہلے جناب ریاض خیر آبادی نے گل کدہ نکالا۔ پھر پیام یار وغیرہ وٹل بیس گلدستے نکلے۔ لیکن ان کا مقصد صرف اردو کے مذاق تغزل کا دکھانا تھا۔ کسی نے شاعری کے اصول اور اس کی فلاسفی پر بحث نہیں کی اور نہ اصلاح و تکمیل شاعری کے لیے کسی نے کوئی سلسلہ قائم کیا۔ اور یہ کام آسان بھی نہیں سوائے اسکے ملکی آئندوین استقبال کریں تو سب ہو سکتا ہے آخر میں ہمارے محمد وحسان الہند مولانا شوکت میرٹھی اڈیٹر طوطی ہند نے پروانہ نام ایک ماہوار کی گلدستہ جاری کیا جس میں بعض مضامین فاضل اڈیٹر کے ہر زور قلم سے نہایت قابل قدر لکھے گئے اور امید تھی کہ یہ بعض ضرورتوں کو پورا کرے گا لیکن ہمارے محمد وحسان کو لڑائی سے فرصت ہی تو ہو۔

راقی  
سید محمد علی اشہری





# عجائباتِ آفرینش

## کوہِ آتش فشان



کارخانہ قدرت کی صناعتی اور عجیب و غریب حالتیں انسان جیسے ضعیف المخلقت کی عقل و فہم کو بجز تحیر میں ڈال دیتی ہیں۔ کوہِ آتش فشان کی شرار فشانی خالقِ مطلق کی بے مثل قدرت کو کچھ عجیب ہی عظمت و شان سے ظاہر کرتی ہے۔ انگریزی زبان میں کوہِ آتش فشان کو وولکانیو، Volcano کہتے ہیں۔ اولاً یہ لفظ اوس کوہِ آتش فشان کیلئے مستعمل ہوا تھا جو جزائر لیپاری LiPari کے ٹاپو میں تھا۔

جس طرح ہندو لوہار اور برہمن وغیرہ ہمیشہ در ایک دیوتا میں کرما کو مانتے ہیں اوس طرح انجیل کی کتاب آفرینش کے باب چہارم کی بائیسویں سطر میں بیس کرما جیسے ایک شخص کا ذکر ہے جو نوہرے اور پمیل کے کاریگروں کا اُستاد تھا۔ اوسکو ٹیوبل کین Tubalcain کہتے تھے۔ قدیمانے جنکی عقل ذاتِ خدا کے پچاسنے میں عاری دی۔ اوسکے وجود میں فخر و پریدار کو دیا تھا وہ عجائباتِ قدرت کے ادراک سے ہمیشہ قاصر رہے۔ جملہ عجائبات کا باعث دیوتاوں کو مان لیا کرتے تھے۔ جب اون لوگوں نے کوہِ آتش فشان کا مشاہدہ کیا تو اوسی معلم کاریگران کو اوس کارخانہ کا سبب قرار دیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ معلم کاریگران ضروری آلات باشندگانِ آسمانی کے لیے طیارہ کر رہا ہے۔ شعلہ۔ دھواں خاکستر سب اوس کی کرشمہ سازی ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے ٹیوبل کین سے کہیقدر ملتا جلتا بو لکینو۔ Bolcano نام رکھا۔ اور یہی لفظ زبانوں پر کثرت سے آتے آتے وولکانیو ہو گیا۔ اون کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ٹیوبل کین کی اولاد جو اوسکے کارخانہ میں کام کرتی تھے کشیدہ قاست

تھی۔ جسطرح سندھ بادجہازی کے سفر نامہ میں ایک مردم خوار حبشی کی ایک آنکھ پیشانی پر بتائی گئی تھی ویسی ہی آنکھ اس معلم کی اولاد کی پیشانی پر بیان کی جاتی تھی۔ اٹلی (اطالیہ) میں زمانہ قدیم کا ایک مشہور شاعر درجل (Virgil) نامی تھا۔ اس نے اپنی نظم (Aeneid) اینڈین اسکا ذکر نہایت ہی پرشکوہ الفاظ اور شاندار عبارت میں لکھا ہے۔ ڈرائیڈن (Dryden) ایک انگریزی شاعر نے بھی اس کی نظم کا ترجمہ پر زور اور جوشیل الفاظ میں کر کے خوب ہی داد و تحسین دی ہے۔ اگر خیال میں کوہ آتش فشان کی تصویر کینچی جائے تو یہی کتنا مناسب ہوگا کہ دھوئیں کے دل بادل اور شعلہ کی بیج چادرین نکل رہی ہین۔ مگر امر واقعی یہ ہے کہ اودی اودی گٹاؤن کی شکل میں جو شے نکلتی ہے وہ حقیقت میں دھواں نہیں ہے۔ بلکہ نہایت ہی باریک خاکستر کا عظیم الشان غبار ہے جس میں بخارات کی بہت زیادہ آمیزش ہے۔ یہ ہماری آنکھوں کی غلط کاری ہے جو دھوئیں کی شکل دکھا دیتی ہے۔ شعلہ ہی فی الحقیقت شعلہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ ادون چمکیلے مادون کی روشنی ہے جو زمین کی تہ سے اوہل اوہل کر چوٹی پر آتے ہین۔ خاک اور بخارات سے منعکس ہو کر شعلہ کی صورت پیدا کرتے ہین۔ خاص حصہ کوہ آتش فشان کا بالعموم وسیع ظرف کی صورت عیسق اور اکثر مدور ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر ایسے پہاڑوں کی چوٹی پر ہوتا ہے جو نہایت ہی بلند ہوتے ہیں۔ اور وہ حصہ مثلث کی شکل کا بہت ہی بلیت ہوتا ہے ایسے او سے مینار کہتے ہین۔ وہاں عموماً راکھ اور جلی ہوئی مٹی اور جا بجا پتھر پڑے رہتے ہین۔ اور بعض وقت پہاڑ کے نشیب میں ایسے مینارے قائم ہو جاتے ہین اکثر اصل میناروں سے تھوڑے فاصلہ پر کسی قدر نیچے بھی مینارے پیدا ہو جاتے ہین اور کبھی اس وسیع اور عیسق ظرف کے اندر کے مینارے نظر آتے ہین۔ اور برابر ان میں سے بخارات نکلتے رہتے ہین۔ اور کبھی کبھی خاکستر اور پتھر بھی خارج ہوتے ہین۔ اگر

کوئی چاہے کہ ان میناروں کا مشاہدہ کرے تو کوہ ٹینرف (Teneriff) کی چوٹی کو دیکھے۔ جو عرصہ سے جہاز راہوں کو نشان راہ کا کام دے رہی ہے۔ یہ چوٹی بارہ ہزار فٹ بلند ہے۔ اور جب مطلع صاف ہوتا ہے تو سو میل کے فاصلہ سے نظر آتی ہے۔

پگھلے ہوئے پتھر کا سیلاب جو آتش فشانی کے دقت مثل ایک دریا کے روان ہوتا ہے نہایت ہی دلچسپ اور حیرت انگیز منظر پیدا کرتا ہے۔ یہ پگھلا ہوا مادہ کہی اصل دہانے سے اور کہی چوٹی اور نیچے کی طرف سے زمین کی طرف مثل دریا کے لہراتا ہوا بہتا ہے۔ جب یہ دریا پہاڑ سے نکل کر روان ہوتا ہے تو سجدہ حرارت اوسین ہوتی ہے۔ اور شعلہ آتش کی طرح روشن ہوتا ہے۔ رات کو ایک عظیم الشان دریا سے آتشیں کی شکل نظر آتی ہے اور دیکھنے والوں پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ یہ دریا کہی میل کی چوڑائی میں پہیلتا جاتا ہے اور گہرائی بھی کہی سو فٹ کی ہو جاتی ہے۔ یہ دریا بچاں میں کالسا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ پگھلا ہوا پتھر پانی کی طرح قریب نہیں ہوتا اس وجہ سے پانی کی بہی روانی نہیں ہوتی۔ مگر جب پہاڑ کی بلندی سے نیچے کی جانب بہتا ہے تو اوسکی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ گرم ہونے کی حالت میں بھی گڑے کے قوام کی طرح گاڑھا ہوتا ہے اور چون سرد ہوتا ہے۔ گاڑھا بن زیادہ ہوتا جاتا ہے اور سطح میدان میں آہستگی سے بہتا ہے۔ ایسے موقعوں پر بہت تیزی سے سرد ہوتا جاتا ہے۔ اور اوپر کا حصہ بہت جلد سرد ہو کر منجمد ہو جاتا ہے۔ جو لوگ دل کے کڑے ہوتے ہیں وہ اوس قدرتی پل کے ذریعے اوس دریا کو پہ آسانی عبور کر سکتے ہیں۔

اگر کوئی مشاہدہ کرنا چاہے اوس منجمد تہ پر کھڑا ہو کے سوراخ کرے تو اپنے پاؤں کے نیچے پگھلے ہوئے پتھر دن کا بہتا دریا دیکھ سکتا ہے۔

دنیا میں کوئی ایسی شے نہیں ہے جو اس سیلاب کے سدا رہ ہو سکے۔ درخت اور مکانات وغیرہ اس کے زیر دست حملہ کے سامنے پست ہو جاتے ہیں۔ اس مادہ کا سیلاب درختوں تک پہنچنے سے بھی نہیں پاتا کہ آگ لگ جاتی ہے۔ اور جب سیلاب اُن سے مل جاتا ہے تو درختوں میں سے ایک ہوا نکلتی ہے جو چیخ کی آواز کے قریب قریب ہوتی ہے۔ اس کے بعد وہ سرنگوں ہو کر غائب ہو جاتا ہے۔ طوفان کی کیفیت یہ ہے کہ سمندر بھی اس کے رعب اور طاقت سے پناہ مانگتے ہیں۔ صورت دیکھتے ہی سیکڑوں قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ساحل سے بہت فاصلہ پر پہلے ہوئے مادوں کے سخت ہو کر پتھر بن جانے سے راسین بن گئی ہیں۔ اس مادہ کے اخراج کی وجہ سے اور خاص کیفیتیں بھی پیدا ہوتی ہیں جس سے مچر یا خالوں کی عظمت و شان اور بھی دو بالا ہو جاتی ہے۔ یہ آتشیں دریا جب نہایت بلند چٹاؤں سے نشیب کی جانب گرتا ہے تو ایک چمکتا ہوا آتش پیدا ہو جاتا ہے۔ جو امریکہ کے مشہور دریا نیلگرا کے آبشاروں سے چڑائی اور مستقیمانہ بہاؤ میں کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ یہی مادہ بعض حالتوں میں نیچے کی طرف نہیں اُڑتا بلکہ سو فیٹ اونچا اوپر کی جانب فوارہ کی طرح اُڑتا ہے۔ یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب سب سے بڑا ظرف رقیق مادہ سے پُر ہوتا ہے اور زیادتی کی وجہ سے بہہ نہیں سکتا۔ مینار کے پہلو میں نیچے ہٹ کے سوراخ پیدا ہو جاتے ہیں۔ جب وہ خارج ہونا شروع ہوتا ہے تو وہ اس قدر اُپر اُٹھتا ہے جس قدر اس بڑے ظرف کے اندر اس کی ادخالی ہوتی ہے۔ آتشیں فوارے جو انسان کے متوجہ خیال میں ہی نہیں آسکتے کیا دلفریب اور حیرت انگیز منظر پیدا کرتے ہیں۔ پانی کا فوارہ جو سو فیٹ بلند ہو کر گرتا ہے ایک عجیب و غریب تماشا ہے۔ مگر چمکتے ہوئے شرفشان مادے کا صیب اور ہولناک آواز سے گرنے والا دریا کے نیچے ایک وسیع سیلاب کی شکل میں بہنا نیچے کی ہمیش قدرت اور معافی کا ثبوت دے رہا ہے۔

یہ مادہ منجمد ہونے پر کمین کم اور کمین زیادہ گاڑھا ہو جاتا ہے اور ہر کمین بہت جلد ٹھنڈی ہو جاتی ہے اس وجہ سے کم گاڑھا ہوتا ہے اور نیچے کی تہ چونکہ دیرین ٹھنڈی ہوتی ہے اس لیے اوسمین زیادہ گاڑھا بن جاتا ہے۔ رقیق مادہ جب پانی سے مل جاتا ہے یعنی جب سمندر میں داخل ہوتا ہے تو بہت ہلکا اور نرم ہو کر حیوان بن جاتا ہے۔ یہ شے پالش یعنی چمکانے کے کام میں آتی ہے اوسی مادہ کا منجمد کف (جھاگ) پانی پر تیرتا رہتا ہے۔

مختلف پہاڑوں کے مادے جب سرد ہو کر سخت ہو جاتے ہیں تو صورت اور ساخت میں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ ایس لینڈ (Iceland) میں ایک قسم کا توشنما سیاہ رنگ کا آتشین شیشہ پیدا ہوتا ہے جو آرائش کے لیے کام آتا ہے۔ کیونکہ یہ شیشہ جس پہلو سے تراشا جاتا ہے عجیب مختلف شکلیں پیدا ہوتی ہیں کسی پہلو کے تراشنے سے سیاہ رنگ نکلتا ہے۔ اور دوسرے پہلو کو تراشی تو نہایت ہی چمکتا ہوا سپید رنگ نظر آتا ہے۔ دیو دیس (Eotopaxi) پہاڑ کے

شیشے بالعموم سیاہی مائل ہوتے ہیں اور دست کاری کے لیے مفید اور کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ اوس پہاڑ کے مادہ میں زیتونی سبز رنگ کے شیشے بھی ملتے ہیں۔ آتش فشان پہاڑ کی جملہ پیداوار میں مفید اور کارآمد شے دیسی گندہ ہے جو اٹنا (Etna) پہاڑ میں کثرت سے ملتی ہے۔ اس پہاڑ کی وجہ سے انگریزی آتش بازی کی بنیاد قائم ہوئی ہے۔ یہی گندہ ہک باروت کا ایک جزو اعظم ہے جو کہ درون بند گلاب خدا کو قبل از وقت فنا کی گود میں ٹال دیتی ہے۔ غور کیجئے تو باروت کا اسمین کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ حضرت انسان اگر ایک دوسرے کے ہلاک کرنے سے دست کش ہو جائیں تو یہی باروت مختلف کیفیت اور تاثیرات کے لحاظ سے نہایت ہی ضروری اور مفید کاموں میں مدد دیتی ہے۔ نل۔ سٹرکین۔

اور ریل اسی کی اعانت سے مرتب ہوئی ہیں۔ معدن کو کوہِ اسی گندہ ہک کے ذریعہ سے

پتھر نکالے گئے ہیں۔ جب بہت ہی زور شور سے مادہ کا اخراج ہوتا ہے تو خاک۔ راکہ۔ کنکر۔ پتھر نکلتے رہتے ہیں۔ یہ سب چیزیں بہت زور سے نکلتی ہیں اور اڈرتی جونی بہت بلندی تک چلی جاتی ہیں۔ کسی زمانہ میں ایک بہت ہی بڑا پتھر کوٹوپکسی (CotoPaxi) پہاڑ کی چوٹی سے نکلا تھا۔ جب کافرن دوسو ٹن تھا۔ اور ڈنل میں کے فاصلہ پر جا کر گرا تھا۔ ویوویس (Vasuvius) پہاڑ سے بھی بڑے بڑے پتھر تین ہزار چھ سو فیٹ کی بلندی تک اونچے ہو کر گرے ہیں۔ سینٹ ونسنٹ (St Vincent) پہاڑ کی خاک پورب جانب دوسو میل تک اڑ کر گئی تھی۔ حالانکہ اس وقت طرید و ٹڈ (Trade wind) ہوا چل رہی تھی۔ جب ایسی تند ہوا میں وہ اتنے فاصلہ پر جا کر گری تو معلوم نہیں کہ کس قدر بلندی تک اڑ کر گئی ہوگی۔

خاک پتھر کے علاوہ کوہ آتش فشان کی طرف سے نہایت باریک سوت کی طرح ایک شیشہ نکلتا ہے جسکی چمک اور نرمی ریشم سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ بوربن (Bourbin) جزیرہ میں ایک پہاڑ جس کا نام سینرز (Salazars) ہے یہ پہاڑ اس قسم کے شیشہ کے لیے بہت ہی مشہور ہے۔ وہاں لوگوں نے دیکھا ہے کہ جب سطح اُجلی اور چمکتی گشتائیں پہاڑوں پر چھائی رہتی ہیں اور وسط پر شیشہ تمام پہاڑ پر پھیلا رہتا ہے۔ اور عجیب ہی خوش نما منظر پیدا کرتا ہے۔ نیچر کی کاری گری اور صناعتی نے ہر کو ایک نئی قسم کا ریشم عطا کیا ہے اگر ہم ترقی کریں تو اس ریشم کے موزے اور کپڑے بنا سکتے ہیں۔ زمانہ اگر ترقی کی رفتار بڑھاتا رہا تو ہم امید کرتے ہیں کہ امریکہ اور یورپ کے آلو العزم موجد اپنی طباعتی سے ایسی ترکیبیں نکالیں گے کہ یہ ریشم بننے کے کام میں آئے۔ اور عاشق مزاج جینٹلمین اپنی پری دیش اور پیاری معشوقہ کو اس ریشم کے بنے ہوئے چیزیں بطور تحفہ کے نذر کریں۔

کوہ آتش فشان کی قوت سے جزیرے کے جزیرے سمندر کے اندر سے اور پہاڑ کے

پہلے سطح زمین سے اٹھ کر توڑے ہی عرصہ میں بہت دور چاڑھتے ہیں رفتہ رفتہ تمام کیفیتیں  
لطف ناظرین کے لیے لکھی جائیں گی۔

راز شحات کلک گھر سلک بابو درگا سہماے صاحب سرو

جہان آبادی

(بے شباتی زمانہ)

ناگمان آیا نظر اُڑا ہوا اک بوستان  
زرد تھا ہر گل کا چہرہ صورتِ برگِ خزان  
اب نہ تھیں شاخوں پہ پاؤں مجھ کی شوخیان  
شور گل بانگِ عنادل شاخِ گل پر تہا کسان  
اب نہ تھیں پیشِ نظر وہ حسن کی نیرنگیان  
شاخِ گل پر بلبلوں نے تاجا باندھا آشیان  
تھی نہ شاخوں پر نسیمِ صبح دمِ غنبرِ شان  
نرگسِ ہمار کی آنکھوں سے آنسو تھے روان  
اب پیچھے کی وہ شاخوں پر نہ تھی رٹ پئی کمان  
پہا نیاں دیتے نہ تھے اب گیسوے عزیزِ شان  
اب نظر آتا نہ تہا وہ جلوہ حسنِ بتان  
اب نہ مرغانِ چمن کرتے تھے نغمہ بخیان  
لالہ دگل کا نظر آتا نہ تھا اب کاروان

شب کہ تھامیں عالمِ رویا میں نظارہ کُشان  
ڈھلگیا تہا شاہانِ باغ کا حسنِ شباب  
چومتی تھی مٹہ نہ ہو لون کا نسیمِ عطرِ بیز  
ڈالیوں پر تھے دمِ مرغانِ چمنِ نغمہ سرا  
شاخِ گل پر ہر گلِ نوں تھا مہربانیاں ہوا  
کچھ نہ تھا دوچار تنکوں کے سوا اب یادگار  
شوخیان کرتی تھی اٹھلا کے اب بادِ بہار  
دیکھتی تھی دیدہٴ عبرت سے انجمِ چمن  
اب نہ تھا قمری کی کو کو کا سامان وہ دلفریب  
اب نہ بل کرتی تھی بعدِ سبیلینِ عشاق سے  
اب نہ آتے تھے پرلوشِ نازنینِ لگاشت کو  
چھوٹی چڑیاں اب نہ شاخوں پر ترنمِ ریزِ تمسین  
جموے تھے پھرتے تھے اب نو جوانانِ چمن

رنگ بھیکا پڑ گیا تھا سر نہ تسخیر کا  
 پہول چنے کو حسین آتے نہ تھے اب باغ میں  
 اب نہ دیتے تھے سخنِ قد جہان سے مثال  
 اب نہ آتی تھی نظرِ کھیت سیلانِ آب  
 اب نہ تھی غنچوں کے لب پر وہ صدائے قہار  
 ڈھلکیا تھا سنہرے نورس کا سارا رنگ روپ  
 سو کھے پودوں میں نہ تھی اب قوتِ نشو و نما  
 شاخ گل پر اب نہ تھا وہ عندلیبوں کا ہجوم  
 تھا ہر اک کبک دوری بیتاب انگاروں پر یون  
 مسند گئی تھی ہر گل یون شاخ گل پر ہائے ہائے  
 ساعدہ جہان کی خوشی بچہ گل میں نہ تھی  
 تنکے چنتے تھے اب گلشن میں مرغانِ چمن  
 سونگتے تھے اب نہ پہولوں کو مل کر ناز میں  
 بیل بولوں میں نہ تھی اب حسن کے نقشِ نگار  
 منہ نکل آیا تھا کلیڈن کا ذرا سا اے سرور  
 رہ گیا میں دونوں ہاتھوں سے کلیہ تمام کر  
 نو نما لانِ چمن کا دیکھ کر یہ حال زار  
 دل میں کستا تھا یہ کیا نیرنگ ہے بار خدا  
 دیکھ کر محوِ تحیر ہو گیا۔ عقلِ نکتہ سیخ  
 یہ چمن وحشتِ سرا ہے اسکا کیا ہے اعتبار

نرگس بیار کی آنکھوں میں ڈورے تھے کمان  
 اب نہ مر جا سہوے سخنِ نونینِ تحین وہ شوخیان  
 اب نہ تھیں وہ مصرعِ شمساد میں موزنِ بیان  
 اب نہ تھیں پانی کی نہر میں صحنِ گلشن میں روان  
 خندہ گل کی نظر آتی نہ تھیں اب شوخیان  
 لہلہا کر اب نہ کرتا تھا لب جو شوخیان  
 سینچتا تھا اب نہ پانی دے کے اُن کو باغبان  
 اب نہ تھیں نغمہ سرا سر و چین پر قمر بیان  
 لوٹتا ہوا خاک پر جیسے کوئی آتشِ حبان  
 ترغ میں آنکھیں نہ کھولے جیسے کوئی خستہ جان  
 اب نہ تھیں اُس میں یہ قدرت کی وہ صنایع  
 باندھتے تھے اب نہ شاخوں پر عنادلِ آشیان  
 چومتے تھے اب نہ کلیڈن کو بتِ رنگین دہان  
 اب نہ تھیں اُن میں یہ قدرت کی رنگ آمیزیاں  
 گورے گاونچیں وہ سرخی کی جھلک تھی اب کمان  
 نقشِ حیرت ہو گیا دیکھا جو یہ ہو کا سمان  
 چپکے چپکے ہو گئے موندہ پورے آنسو روان  
 غنچہ گل کا نظر آتا نہیں کو سون نشان  
 یون لبِ اصل شکر خاسے ہوئی شکر نشان  
 سیر کے قابل نہیں نادان یہ گلزارِ حبان



ہستی فانی نہیں ہے منزل آرام عیش  
 کب یہاں کی لوحِ دہستی کو ہوا و نادانِ ثبات  
 کون ٹھہرا اے اس دارِ فنا میں چاروں  
 چل بسے اس عالمِ فانی میں رکھ کر چند روز  
 کیا ہوئے وہ عاشق و معشوق امرونیائے دُن  
 اب نظر آتے نہیں وہ ماہِ سیما نازنین  
 کیا ہوا امرا گھبراؤ وہ مارتینوں کا شباب  
 جنکے ایلوانوں کی رفعت آسمان سے تہی بلند  
 یہ لبِ گوغرِ بیان ہی صدا دیتے نہیں  
 کیسی منزل کیسی آواز جس کیسا غبار  
 پیشِ اداوی وہ کمان ہین وہ کیانی ہین کہہ  
 اب سکھ رہے نہ دارا ہے نہ کیکاؤس ہے  
 سعدی و خاقانی و فردوسی بچہ طراز  
 اب وہ اندازِ غزلِ خزانِ کمان اے نکتہِ سنج  
 کیا ہوئے یونان کے وہ فلسفہ دان امونک  
 کب ہوا سقراط سپید زمانے میں حکیم  
 اب پتہ ملتا نہیں بقراط و جالینوس کا  
 دفن ہین کس سرزمین میں ہاے امیو چرخِ دنی  
 کسکو میدانِ قضائین آہ تہی تابِ نیرد  
 نقشِ دیوارِ شکستہ کے سوا داحسرتا

ہر در و دیوار سے حسرت برستی ہے یہاں  
 خاک کا تو وہ ہین دونوں کیا زمین کیا آسمان  
 گردشِ دورانِ ٹھہرنے دیتی ہے کسکو یہاں  
 کیسے کیسے لعبتِ شیرینِ اداسیرینِ دہان  
 قیس و لیلی ہین کمان فرما دو شیرین ہین کمان  
 دفن ہین وہ نو کے پتلے خدا جانے کمان  
 کیا ہوئی وہ مدھ جہینوں کی اداے جانِ نشان  
 اونکی قبروں کا نظر آتا نہیں ہے اب نشان  
 کس سے پوچھیں کیا یارانِ عدم کا ہم نشان  
 نقشِ پالمِ تانین کیسا سیرِ رخِ رفتگان  
 رفعتِ اہرامِ مصری کے وہ بانی ہین کمان  
 لے گئی یہ ہستی فانی خدا جانے کمان  
 وہ سخن کے اب پیمر ہین خدا جانے کمان  
 بلبلِ شیراز کا خالی پڑا ہے آشیان  
 اب وہ مردِ مخیرِ خطہ ہے خدا جانے کمان  
 ایک ہی گذرانہ دنیا میں اسطوے زمان  
 اب نظر آتے نہیں ہین وہ طیبِ نکتہ دان  
 وہ منجم وہ مہندس وہ ادیب نکتہ دان  
 ہو گئے نہایت گور کی بغلی سے کیا کیا پہلوان  
 کچھ نہیں ملتا صنایعِ عمر کا اب نشان

ہو گئے مٹی کے پتلے کیسے کیسے تاجور  
 تیری ہستی کیا ہے تو کیا چیز ہے ادخودنی ،  
 اصطلیل گھوڑوں کا اب وہ قصر پونا پارٹا ہو  
 ہستی فانی میں ادخودین بقا کا ذکر کیا  
 تشذیب آیا سکندر چرمی ظلمات سے  
 اب پتہ ملتا نہیں کچھ تفسیق و تمیور کا  
 ہستی موہوم سب ہی طرہ تماشا گاہ ہے  
 مین زمین کو گر دشون پر گردشیں یل دہنا  
 تو سن عمر روان بھی ہے غضب کا بدلگام  
 خلق کا مبداء ہی صنایع بچون ہے وہی  
 علت اولیٰ ہر اک شے کی وہ روح پاک ہے  
 ہے اوس کی تو رعالم تاب کی ان میں منیا  
 اوس نے وحدت سے کیا کثرت کو پیدا کر طبع  
 کثرت و وحدت ہے دونوں سے عیان و کجلا  
 خاک کے ناچیز پتلے کو کیا کیا عطا  
 خاک کے پتلے کا ہے ربط اعنصر سے وجود  
 اوسکی صنعت کا مرقع یہ طلسم دہر ہے  
 قطر ناچیسے پیدا کیا انسان کو  
 اوسکے یار زمین منور ہے اوسکے فروں میں چمک  
 ہستی فانی ہے کیا شے اسکی کیا ہو کائنات  
 بحر ہستی میں ہوئے لاکھوں شاد و غرق آہ

اب فریدون ہے نہ دارا جو نہ ہے نوشیروان  
 شکستے سب ایسے ایسے تاجداروں کے نشان  
 سطوت شاہی تھی مجھ کو اب آسائش جہان  
 کون آیا ہے عدم سے یکے عمر جاودان  
 کس کو پینے کو ملا آب بقا اے نکتہ دان  
 اب نظر آئی تنہا ہے ہے وہ نسل راجگان  
 ایک پہلو چمین جبکی کبھی نہ رنگیان  
 یہ وہ گوارہ ہے حسین خواب آسائش کمان  
 ہر لکھ کو یہ حوادث پر بشر اے نکتہ دان  
 ہے بقا کس کو بجز ذات خدا سے دو جہان  
 اوسکی وحدت سے یہ کثرت کا تماشا ہو عیان  
 یہ جو اقمار کو اکب آسمان پر مین عیان  
 کوئی کیا جانے بجز اوسکی یہ اسرار ممان  
 ہو وہ خلوت اوسکی اور یہ اسکی ہر آریان  
 لمس و شمع ذوق و طبع نطق و بیان کام و زبان  
 اوسکی حکمت کا ہے شاہد اختلاف جسم و جان  
 ذرہ ذرہ میں یہ قدرت کی ہرین صنایع  
 خاک کے پتلے میں اوس نے پہونکری روح روان  
 اوسکی جلوہ گاہ مین دونوں زمین و آسمان  
 ہے بقا کس کو بجز اوسکے بیان اے نکتہ دان  
 کون نکلا بچکے سیلاب حوادث سے یہاں

یوں ہوئی مجھے مخاطب پھر مری عقل رسا مینے دیکھے ایسے ویسے جانے کتنے انقلاب ہوں بیچاروں کی ہستی کیا ہے یہ کیا چیز ہیں نہل گیا جب نازنیوں کا شباب و نفروز انکی بوا انکی نہی۔ انکی مباحث۔ انکار رنگ ہیں یہ سب نقش خیالی۔ انکی ہستی ہے۔ جی کیا ہے ہر اہر یک تصویر میں رنگ فنا چشمِ عبرت چاہیے رنگ خزان ہر گل میں ہر کیسی ہوں کی نمایش کیسا جو بن کیسا روپ اک گل بیجا رہی دیکھا نہ ہننے اے سرور	کر چکی جب بزمِ وحدت میں ترنم ریزیاں محو حیرت ہو گیا تو دیکھ کر رنگ خزان ٹٹکے جب ایسے ایسے نامور اموکتے دان ہو گئے مٹی کے پتے جب حسینانِ جہان انکا جو بن۔ انکی شوخی۔ انکی نکست بیزیاں اُن کے جلوہ کی جہلک ہے چاروں کی میمان ہر مرقع جلوہ نقشِ تحیر ہے یہاں اس جہن کے ہر شگونے سے ہو نیرنگی عیان کیسی گلگشتِ چمن کیسی فضا ہے بوستان اس جہن میں کیسی گلگشتِ بہا بخیزان
--	--

## ڈارون اور اسکا مسئلہ ارتقا

یون تو بادشاہ۔ وزیر۔ کمانڈر۔ فاتح۔ جج۔ قاضی غرض کہ ہر فن کے مشاہیر کی سوانح عمریاں خالی از منفعت و دلچسپی نہیں ہوتیں کیونکہ بقول مشہور انگریزی شاعر لانگ فیلو ”مشاہیر کی زندگیاں ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ ہم ہی اپنی زندگی کو اعلیٰ زندگی بنا سکتے ہیں اور مرنے کے بعد زمانہ کی ریگ۔ پر اپنا نقش قدم یعنی مثال اور یاد گار چھوڑ جاسکتے ہیں“ لیکن نیچر نے ماہرینِ سائنس کے کارناموں میں جو خاص جدت اور دلچسپی و دلایت رکھی ہے اسکا لطیف امتسی لوگوں کے دل سے پوچھنا چاہیے جنہوں نے اُن کے تذکرے ذوق و مشور سے پڑھے ہیں اور علما کو سائنس نے کارخانہ قدرت کے اسرار منکشف کرنے میں جہاں تک کہ انسان

ضعیف البیان کی عقل کو رسائی ہے وقتاً فوقتاً جو مدد دی ہے اور علمی معلومات میں جو بیش قیمت اضافہ کیا ہے اس پر غور و غوض کیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ مسر اسحاق نیوٹن جس نے صرف ایک اہل ذوق و ذہانت کا درخت سے زمین پر گرنا دیکھ کر کشش ثقل کی عظیم الشان دریافت کی سائنس کی کایا پلٹ دی اسکا نام سینٹیفک حلقوں میں آج تک باوجودیکہ دو سو برس کا زمانہ گزر چکا ہے عظمت و وقعت بلکہ پرستش کی نظر سے لیا جاتا ہے اور شاید جب تک ہمارا یہ کرۂ خاکی قائم ہے کہی صفحہ ہستی سے مٹ نہوگا۔

اسی طرح اس موجودہ زمانہ میں چارلس ڈارون کا نام جس نے اپنی تھیوری آف نیچرل سلیکشن سے مذہب دنیا کے عام خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا کچھ کم شہرت اور وقعت نہیں رکھتا۔ اُسکے بے شمار پیروادہ خیال ممالک یورپ و امریکہ میں اس وقت موجود ہیں پس ہم امید کرتے ہیں کہ ایسے نامور شخص کی زندگی کے حالات اور اُسکے مشہور مسئلہ کے بعض پہلوؤں پر ایک اجمالی نظر ڈالنا ناظرین ادیب کی دلچسپی سے خالی نہوگا کیونکہ اس وقت تک اردو لٹریچر میں کوئی مضمون اُسکے متعلق ہماری نظر سے نہیں گزرا۔

چارلس ڈارون انگلستان میں بمقام مشر و سبیری بتاریخ ۱۲ فروری ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوا تھا اُس کا باپ طبابت پیشہ تھا اور اپنے مریفون کے ساتھ نہایت دلجوئی کشادہ پیشانی۔ اور اخلاق سے پیش آتا تھا لیکن وہ خاص طور پر کسی سائنس یا فن کا ماہر نہ تھا۔ البتہ اُسکا دادا ایرکس ڈارون سائنس کا شائق تھا اور علم نباتات پر کئی چھوٹے چھوٹے رسالے منظم و نشر میں اُس نے تصنیف کئے تھے اس لیے یہ کہنا عجیب نہوگا کہ سینٹیفک دریافت کا شوق بطور تواریث جدی کے نہ کہ بطور پدیری کے چارلس ڈارون کی سرشت میں موجود تھا۔

دارون کا دادا صاحب تمول تھامر تھے وقت بہت سا روپیہ چھوڑا جس سے اُسکے پوتے کو

علمی تحقیقاتون میں بڑی مدد ملی۔ وہ آٹھ برس کی عمر میں مدرسہ میں داخل ہوا ایک کن طالب علمی کے زمانہ میں سٹ اور ٹھا خیال کیا جاتا تھا اور کسی کی یہ امید نہ تھی کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ یہی سٹ لڑکا چار دانگ عالم میں کوس لمن الملکی بجا بیگا اور علمای سائنس کی فہرست میں اول نمبر رہیگا۔

ڈارون نے ایک جرمنی اخبار کے ایڈیٹر کی درخواست پر اپنی مختصر سوانح عمری اپنے ہی قلم سے لکھی ہے جس میں اُس نے اپنی ابتدائی حالات اس طرح پر دج کئے ہیں۔

”جبکہ میں پہلے پہل مدرسہ میں داخل ہوا میں بالکل بھولا بھالا سادہ مزاج لڑکا تھا ایک دن ایک میرا ہم سبب گارنٹ نامی مجھ کو اپنے ساتھ مٹھائی والے کی دوکان پر لے گیا اور اُس نے بلا قیمت دینے کے کچھ کیلک خریدے۔ جب ہم دونوں دوکان کے باہر آئے تو میں نے اوس سے قیمت نہ دینے کا سبب دریافت کیا اُس نے جواب دیا کہ اُسکا چچا رفاہ عام کاموں کے لیے بہت سا روپیہ اس شرط پر وقف کر کے چھوڑا ہے کہ جو کوئی اُسکی ٹوپی ایک خاص وضع سے پہنے قصبہ کے جس دوکاندار سے وہ جو چیز طلب کرے بلا قیمت اُسکو دیدے۔ میں پھر نہ سمجھا کہ وہ مزاحاً ایسا کہتا ہے بلکہ اُسکے کہنے پر یقین کر لیا اور جب اُس نے مجھے وہ ٹوپی دیکر کہا کہ تم خود اسکا امتحان کر سکتے ہو تو میں سادہ لوحی سے ایک بسکٹ والے کی دوکان پر ہٹا گیا اور جب میں ایک اوٹھا کر بلا قیمت دے چلتے لگا دوکاندار میری طرف چپٹا اور میں کیلک پہنیک کر بھاگ نکلا۔ باہر میرا ٹائیشی دوست کھڑا تھا جس نے مجھ کو دیکھ کر بڑے زور سے قہقہہ لگایا۔ ”مدرسہ میں میری بے پرواہی اور سستی دیکھ کر میرے باپ نے ایک دن مجھ کو بہت ملامت کی اور کہا کہ تم کو سچا شکار۔ کتے اور جانور پکڑنے کے اور کوئی خوش نہیں ہے تم آئندہ ننگ خاندان ہو گے۔ مجھ کو یہ الفاظ بڑے شاق گزرے لیکن میں جانتا تھا کہ میرا باپ جو شرفقت پوری سے میرے فائدہ کے لیے نصیحت

کرتا ہے۔ چنانچہ اسکے بعد میں نے مدرسہ کی تعلیم کے علاوہ پرنسپل طور پر پڑھنے سے اقلیدس پڑھنا شروع کیا اور شکلون کے ثابت کرنے سے جو قلبی خوشی محکمہ حاصل ہو کر آتی تھی اُسکو اب تک نہیں بھولا ہوں یہ تعلیم مدرسہ کے اخیر زمانہ میں اُسکو شکار کا شوق بہت بڑ گیا تھا جو اُسکو اکثر جنگل کی طرف کھینچ لیتا تھا۔

کتے ہین کہ میں سے اُسکے سینٹھاک مذاق کی بنیاد پڑی کیونکہ صحرانوردی میں اُسکو صحیفہ فطرت کی تناسلی میں مطالعہ کرنے کا خاطر خواہ موقع ملتا تھا اور مختلف اقسام کے حیوانات و نباتات کی پیدائش اور انواع و اصناف کی تقسیم اور ایک کے دوسرے سے باہمی مناسبت و تعلقات کی تحقیقات کا مل کامیلان اُسکی طبیعت میں پیدا ہوا۔

باپ نے یہ دیکھ کر کہ وہ مدرسہ میں جی لگا کر نہیں پڑھتا ۱۸۲۵ء میں اُسکو ڈاکٹری سیکینے کے لیے ایڈنبرا یونیورسٹی میں داخل کر دیا لیکن اُسکی طبیعت کو اس فن سے بھی کوئی لگاؤ نہ تھا کیونکہ اُس زمانہ میں کلوروفارم کا استعمال جاری نہ ہوا تھا اور اس وجہ سے مریضوں کو اعمال جراحی سے سخت تکلیف ہوتی تھی جسکے دیکھنے کی ڈارون تاب نہ لاسکتا تھا اس لیے تحصیل ڈاکٹری سے بھی اُسکو کنارہ کش ہونا پڑا۔ آخر کار ۱۸۳۱ء میں اُس نے بیگل نامی جہاز پر جو جنوبی امریکہ کو روانہ ہونے والا تھا یہ نوکری قبول کر لی کہ ہر ملک کے حیوانات کی تحقیقات کرے اس سفر میں تین برس لگے اور اُس نے اپنی تحقیقات کے جو حالات بطور سفر نامہ کے تحریر کیے ہین وہ ایسے مقبول عام ہوئے کہ اُسکی ہزار ہا جلدیں چمپکر فروخت ہو گئیں اور جرمنی۔ فرانسیسی اور کئی اور غیر ملک کی زبانوں میں اُسکے ترجمے شائع ہو گئے۔ (باقی آئندہ) اڈیسٹر

## عجائباتِ عالم

چمپاپہ کے فن مین عنقریب ایک انقلاب عظیم ہونے والا ہے ایک یورپین مسٹر گرین نامی نے ایک طریقہ برقی قوت سے کاغذات چمپاپہ کا ایسا ایجاد کیا ہے کہ ایک دفعہ ٹائپ یعنی سیدہ کے حروف جہاں ہزاروں لاکھوں کا بیان نہایت سرعت کے ساتھ چمپ سکتی ہیں۔ اب تک میسرز جو کی مشین سے ۸ صفحے کاغذ کی ۹۶ ہزار کا بیان فی گنٹہ یا ۱۶۰۰ فی منٹ چمپ سکتی تھیں لیکن اس جدید برقی ایجاد سے اس تعداد کے دو چند ہو جانے کی امید ہے۔

مصنوعی چاند۔ شہر نیویارک امریکہ کے کلبیا یونیورسٹی کی لائبریری میں ایک مصنوعی چاند تیار کر کے رکھا گیا ہے۔ یہ چاند ایک بہت بڑا چوبی گولہ ہے اور اس پر ایک عمدہ مہر رنگ چڑھایا گیا ہے۔ شام کے وقت اس کتب خانے کے آٹھون گوشوں کے گرد آبدار چسپاں روشن کر دئے جاتے ہیں۔ ان سب چراغوں کی روشنی اس چوبی گولے پر سب طرف سے پڑتی ہے۔ جس سے وہ مصنوعی چاند روشن ہو جاتا ہے اور اس کی روشنی سے کسی آنکھ کو مضرت اور اذیت نہیں پہنچتی اور خواندگی بہت آرام و راحت کے ساتھ ہوتی ہے۔ جن چراغوں کی روشنی اس گولے پر پڑتی ہے ان کا سب حصہ اس ترکیب سے رکھا گیا ہے کہ اس کی روشنی یا پرتو کسی کو نظر نہیں آتی ہے۔

اخبار سائیفک امریکن امریکہ کے ایک قصبہ کا ذکر کرتا ہے جس میں شہر کے چاروں طرف چاند تھیں رکھی ہوئی ہیں جب کہیں سخت بادل آتے ہیں تو ان میں بارود بھر کر بادلوں کو اڑا

دیا جاتا ہے اور اس طرح قصبہ کو سخت بارش سے بچایا جاتا ہے۔

پیرس (دار السلطنت فرانس) اور برلن (دار السلطنت جرمن) کے مابین خطابہ پچانے کے لیے ایک ایسی تلی تیار کرائی گئی ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں ۳۵ منٹ میں خط پہنچ جاتا ہے حالانکہ درمیانی فاصلہ ۵۰۰ میل سے زیادہ ہے۔

### صنعت و حرقت وغیرہ

آج کل امریکہ کا مشہور و معروف موجد سٹراڈیس نامی ایک قسم کی ریل گاڑی بنانے میں مصروف ہے جو ایک گھنٹے میں ڈیڑھ سو میل مسافت طے کرے گی۔  
امریکہ میں بجلی کی کلون سے سڑکوں پر جہاز دوینے کا رواج شروع ہوا ہے۔

لالہ اچھر وٹل باشندہ پنجاب نے جو ۳ سال سے بمبئی کے مختلف کارخانہ نمین کلون کا کام سیکھ رہے تھے میکینیکل انجینری کا امتحان پاس کیا ہے اگرچہ پارسیو نمین کنی ایک انجینر کلون کا کام جاننے والے ہیں مگر یہ پہلی دفعہ ہے کہ ایک پنجابی نے اس کا آمد فن کو حاصل کیا۔ وہ کوئی کارخانہ پنجاب میں جاری کرنا چاہتے ہیں۔

### علمی نوکس وغیرہ

مشہور مالک مطبع الگرنڈ میکسن ۲۵ لاکھ روپیہ نقد چھوڑ کر اچھا خاصہ اسکی قوت ہادو کی کمائی کا تھا۔ اس نے چاہہ خانہ کا کام افلاس کی حالت میں شروع کیا تاہن کمین محنت ہمت



اور استقلال سے یہ سب دولت اور ناموری پیدا کی۔

ڈنمارک میں علم کا اس قدر چرچا ہے کہ کوئی خاندان ہی ایسا نہیں ہے جس کے نام آدمی لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں۔

سیام کا ایک اور شاہزادہ تحصیل علم کی غرض سے لندن میں وارد ہوا۔

سول سروس کے گذشتہ امتحان میں پاس شدگان کی تعداد ۶۳ ہے منجملہ ان کے ۷ ہندوستانی ہیں۔ اس وقت ۲ دیسی سول سروس میں ہیں اب ان کی تعداد ۳۴ ہو جائیگی

گورنمنٹ ہند نے مسٹر ٹانکی مجوزہ یونیورسٹی کی سکیم منظور کر لی ہے غفریب کونسل میں پیش ہو کر قانون بنایا جائیگا۔

چین میں اخبار دن کی قیمت عموماً ایک پائی کے قریب ہوتی ہے۔

## یادگاری واقعات

اس مہینہ کے واقعات میں سب سے بڑا واقعہ ہزار سالہ لارڈ کرزن بہادر کا دورہ ہندوستان کے اہم مقامات طاعون و قحط زدہ کاسہ سے جنگوہر اسلنسی نے بہ نفس نفیس تشریف لیا کہ بچشم خوب معائنہ فرمایا اور بعد ازاں ریاستہائے بہوپال و گوالیار میں رونق افروز ہو کر وہ دہوان و ہاراپنچین دین جو نہ صرف جگت خیالات۔ طلاقت لسانی اور صاف بیانی کا بے نظیر مرقع

ہین بلکہ مخالفین کے حق میں گنجینہ ہندو نصیحت - سببِ عبرت - اور کاشفِ رموزِ مملکت  
شاہنشاہی ہین -

اسی مہینہ کی تاریخ کو نواب لفظٹ گورنر بہادر پنجاب نے راجہ صاحب جینہ کو  
اختیارات ریاست عطا فرمائے۔

ہمارا راجہ صاحب بہرِ تہور کے مشکوئے معلیٰ امین فرزند ارجمند تولد ہوا جسکی خوشی ہین  
۲۱ سے ۲۴ تاریخ تک خوب دھوم دھام اور جشن رہے ہزار ہا غریبوں کو کئی روز کھانا کھلایا گیا۔  
ہمارا راجہ صاحب جو دہپور پلو کیلئے ہوئے گھوڑے سے گرے مگر خیریت ہوئی  
کہ بڑی نہ ٹوٹی۔

علیگڑھ کالج مین ۲۵ تاریخ کو ایک جلسہ بصدِ رت سر آرتھر اسٹریچی چیف جسٹس ہائی کورٹ  
ممالک مغربی و شمالی ہوا جس مین مسٹر بیک کی یادگار قائم کرنے کے لیے یہ تجویز ہوئی کہ  
۵۷ ہزار روپیہ چندہ سے جمع کیا جاوے اور اسکے منافع سے ایک طالب علم کالج  
کا تعلیم یافتہ اس شرط سے انگلینڈ بھیجا جائے کہ بعد تکمیل علم و لایٹ سے واپس  
آکر مدرسہ کی پروفیسری قبول کرے۔ اب تک قریب ۸ ہزار کے جمع ہو گیا ہوں مسلمانوں کو  
اس ضروری کام کی طرف سرگرمی سے متوجہ ہو کر فراخ دلی سے چندہ دینا چاہیے۔

ہمارا راجہ صاحب جیسپور نے قحطِ زون کی امداد کے لیے ۲۲ لاکھ روپیہ خزانہ حاکمہ کو  
عطا فرمایا ہے اور ۵ لاکھ تک دینے کا وعدہ کیا ہے۔

حضور ہمارا راجہ سینہ ہریا والی گوالیار نے طوفانِ زدگانِ دارجلنگ کے امدادی فنڈ مین  
۵۷ ہزار روپیہ دیا۔

نواب صاحب بہادر پور نے لاہور چیفس کالج مین مسجد تعمیر کرنے کے لیے ۲۴ ہزار  
روپیہ دیا۔

گلگتہ میں ہندو بیواؤں کی امداد کے لیے ۶۰ ہزار روپیہ کا ایک فنڈ باپورا مچند مارواڑی کی کوشش سے قائم ہوا۔

گلگتہ کے ایک اور سیٹھ کنیا لال بوگلا نے جگنا تھ پوری میں جاتریوں کی آسائش کے لیے ۲۵ ہزار روپیہ دیا۔

آخر ماہ میں مدراس پریسٹنسی کے شہر نیگا پٹم میں سخت طوفان بار باران آیا جس سے کئی لاکھ کا نقصان ہوا۔

سہ اسٹافورڈ تارنہ کوٹ کے عہدہ گورنری بمبئی پر مقرر ہونے کی خبر ولایت سے اسی ماہ میں آئی۔

قحط و طاعون کی حالت بدستور مثل ماہ گزشتہ کے رہی۔

بیرونی واقعات میں جنگ ٹرانسوال طول کہنیتی جاتی ہے جس کے مفصل حالات اخبارات میں چھپ رہے ہیں ہنز کوئی صورت یکسوئی نظر نہیں آتی فقط

ایڈیٹر



ریویو



## ۱۔ ضیاء العین

دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں اس لئے جو کوئی اپنے اپنا سے جنس کو فائدہ پہونچانے کی غرض سے تدبیر حفظ البصارت اور تشخیص و علاج امراض چشم میں کوشش اور سعی کرے وہ نہ صرف تمام نبی نوح انسان کی احسانمندی اور شکر گزاری کا مستحق ہے بلکہ عقبی کے لئے بھی توشہ آخرت جمع کرتا ہے۔ یورپ کے ڈاکٹروں نے تو امراض چشم کے علاج کو بالکل ایک جداگانہ

علم قرار دیا ہے اور ہندوستان میں جس طرح منہر دہلی کے ایک حکیم لقا کو اس فن میں خاص دستگاہ حاصل تھی انگلنڈ۔ جرمنی اور فرانس وغیرہ ممالک یورپ میں صد ہا ماہرین اس فن کے موجود ہیں جنہوں نے عمر بن آنگہوں کے امراض کی تحقیقات اور تدابیر علاج میں گزار دی ہیں اس وجہ سے انگریزی زبان میں خصوصاً اور دوسرے یورپین زبانوں میں عموماً اس فن کی صد ہا تصنیفات و تالیفات موجود ہیں اور یونان، روم، اٹلی، اسپین، اصفہ ہوتا جاتا ہے لیکن ہندوستان میں خاص اس فن کے متعلق کوئی مستقل و مسبوہ کتاب پائی نہیں جاتی نہ ہمارے ملک کے اطباء نے حافظ کو اس بات کا شوق ہے کہ یورپین ڈاکٹروں کی طرح وہ بھی اعضائے انسانی کے ہر ایک حصہ کے متعلق مستقل کتابیں یار سائے علیحدہ تصنیف یا تالیف کریں۔

ہم یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور یونانی طبابت کے بلکہ ملک کے حق میں نیک فال سمجھتے ہیں کہ حذاقت مآب جناب حکیم سید نور شید حسین صاحب لکنؤی کی توجہ اس طرف منحطف ہوئی اور انہوں نے کتاب مندرجہ عنوان الصدر شستہ زبان فارسی میں تالیف فرما کر اس کمی کو کسی قدر پورا کر دیا۔ یہ کتاب نہایت خوشخط جلی قلم سے مطبع دبیر احمدی لکنؤ میں طبع ہوئی ہے اور فخر قوم جناب نواب فتح علی خان صاحب قزلباش مشہور رئیس لاہور کے نام نامی سے معنون ہے جنکی علمی قدردانی۔ قومی کامونین دوامی پکچی خصوصاً مسلمانوں کی قومی انجمن ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتھ سچی ہمدردی شہرہ آفاق ہے۔

کتاب ایک تبصرہ۔ پانچ نظر۔ دو مشکوٰۃ۔ ایک لمحہ۔ اور ایک خاتمہ پرنٹل ہے۔ تبصرہ بین اہلہ آنگہ کی شرافت اور فضیلت کو بیان کیا ہے۔

نظر اول میں ضرور۔ نور۔ شعل۔ اور رنگ والوان کے پیدا ہونے کا بیان ہے۔

نظر دوم میں کیفیت مرایا و مناظر درج ہے۔ نظر سوم میں جل نظر کا بیان ہے۔

نظر چہارم میں اتساع و ضیق نظر کی بحث ہے۔

نظر پنجم میں نزول المار کا ذکر ہے۔

مشکوٰۃ اول میں امراض چشم کی پہچان اور طریق تشخیص اور دوم میں قواعد کلیہ اور علاج وغیرہ درج ہیں۔ خاتمہ میں ادویہ مفرد کے استعمال کا بیان ہے۔ واقعی حکیم صاحب نے یہ کتاب بڑی تحقیق و تدقیق۔ محنت اور عرق ریزی سے تیار کی ہے جسکی ملک کو پوری قدر کرنا چاہیے بارہ آئینہ قیمت ہی کتاب کی ضخامت اجزائے کے لحاظ سے بالکل واجب ہے۔

شایعین دوکان سید جواد علی تاجر کتب لکھنؤ محلہ وزیر گنج سے طلب فرمائیں فقط  
ایڈیٹر

## ۲۔ فردوس پرین

ہمارے مکرم دوست منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک قومی پریس و مہتمم گلہ تہ تیوٹا لکھنؤ نے وقتاً فوقتاً اردو لٹریچر میں بیش بہا اضافہ کر کے جو احسان ملک و قوم پر کیا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے سچ بوجھ تو یہ منشی صاحب کی ذات ہے جس نے پچھلی ربع صدی میں اپنے ہر دلعزیز و مشہور عام گلہ ستہ کے دامن عاطفت میں ایشیائی شاعری کو جو لٹریچر کا جز اعظم ہے جگہ دیکر بچا لیا ہے ورنہ وہ اب تک کہیں کی ملک سے رخصت ہو جاتی اور آج اس کا کوئی نام تک ہی نہ جانتا۔ چند عرصہ سے قدیم شاعری کی حفاظت کے ساتھ ساتھ یہ التزام کیا گیا ہے کہ گلہ ستہ نہ کوثر میں ایک اعلیٰ درجہ کا ناول ہی شائع ہوتا ہے اور قومی پریس ایک ایجنسی کے سلسلہ میں قیمتی کتابیں ہی طبع کی جاتی ہیں۔

ناول زیر ریو بوجہ ہندوستان کے والٹر اسکات مولانا فخر مشہور ناول دست کی تازہ ترین تصنیف اسی سلسلہ میں داخل ہے۔ فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے تاریخی حالات اور انکی مصنوعی فردوس کی دلعزیز

حقیقت۔ اور بالآخر۔ ہلاکو خان کے ہاتھ سے اس کے اندام کی کیفیت بڑے دلچسپ طریقہ سے بیان کی گئی ہے مولانا موصوف کے طبع شدہ ناول اب تک جو شہرت اور قبول عام کی سند حاصل کر چکے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ ادین سے کوئی بھی اس سے لگتا نہیں کہانا۔ پلاٹ د بندش قصہ گو ابتدا میں کسی قدر پیچیدہ ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی سوپر ہیرو (ما فوق الفطرۃ) عالم کی سیر کر رہے ہیں اور ہرگز اس ام کا شبہ تک نہیں گزرتا کہ یہ فردوس برین کی دلفریب و دلچسپ سینئر یان اور اس کے مرصع و زنگار محلات و حور و قصور حقیقتاً انسانی صنعت کا نمونہ ہیں لیکن باب ہشتم و افسانے راز کے بڑے ہتے ہی یہ طلسم آن واحد میں ٹوٹ جاتا ہے اور خدا سے عزوجل نے اپنی قدرت کا ملہ سے جو طاقت اشرف المخلوقات حضرت انسان کو عطا کی ہے اس کا کرشمہ نظر آ جاتا ہے ہم اس ناول کی تعریف کما تک کرین اگر اس کی سب خوبیاں بیان کیجا میں تو ادیب کا پورا ایک نمبر بھی کافی نہیں ہو سکتا ہم صحیح کہتے ہیں کہ ہم نے جنوت سے اس ناول کو ہاتھ میں لیا بغیر ختم کیے نہیں چھوڑا۔ جن صاحبوں کو فردوس برین کی سیر کر نیکا شوق ہوا دن کو حسین (ہیرو کا نام ہے) کی سی مالا لیا طاق تکلیفین اوٹمانے۔ شیخ الطائفہ بلطنیہ شریف علی وجودی کی بیعت کرنے۔ امام نجم الدین نیشاپوری اور امام نصر بن احمد جیسے علماء و شیوخ وقت کو قتل ہوتے ہوئے خود دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف ایک روپیہ خرچ کر کے منشی تنار حسین صاحب مالک قومی پریس لکھنؤ سے طلب کر لین اور جب جی چاہے گھر بیٹھے فردوس کی سیر کر لیا کرین فقط ایلڈیہ

### ۳۔ بڑی جنتی ۱۹۰۶ء

ہندوستان کی صنعت مصوری اور چھاپہ کی شاخ ختمو گرافی میں جو نام ہمارے مخدوم منشی محمد رشید صاحب رعد مالک نامی پریس شہر کانپور نے پیدا کیا ہے اور اس فن کو ترقی دی ہے وہ دیکھ کر

سے پوشیدہ نہیں۔ البراکہ اور الفاروق وغیرہ کی پاکیزہ کتابت اور نفیس چھپائی جن آنکھوں نے ایک بار دیکھ لی ہے اونکو دوبارہ دیکھنے کی ہوس ہے۔ خصوصاً نقشوں کی نقاشی اور تصویروں کی مختلف باریک رنگ آمیزی تو دیکھنے والے کو حیرت میں ڈالتی ہے کہ ان کے جوڑ توڑ پتھر پر کس طرح جمائے گئے اور کچھ خط و خال میں کس طرح رنگ کا رنگ کی کلکاریاں کی گئی ہوں گی۔ بخیر منشی صاحب کی اعلیٰ صنعت اور شاقہ محنت و ریاضت کا عدم النظیر نمونہ ہے جس میں علاوہ معمولی ضروری لوازمات جنتری کے عمدہ سلاطین عثمانیہ کی تالیف کا بھی ایک حصہ موجود ہے اس حصہ میں دو رنگین مطبوعہ مینا کار تصویریں مشہور سلطان سلیم اول اور سلیمان اعظم کی اعلیٰ درجہ کے دبیر ولایتی (دگلینہ) چکنے کا غنڈر چھاپ کر لگائی گئی ہیں جو ایسی سچی ہیں کہ گویا منہ سے بول رہی ہیں۔

پہلے اس قسم کی جنتری کی قیمت دور و پہنچتی لیکن اب منشی صاحب نے تخفیف کر کے صرف ایک روپیہ کر دی ہے جو جو بچے تو فی الواقع تصویروں کی ہی قیمت نہیں ہے۔ ملک جس قدر قدر والی کرے کہ ہر فقط

ایڈیٹر

## ضروری اطلاع

ماہ دسمبر ۱۹۹۹ء کے پرچے میں مولانا اشہری صاحب کا ایک قابل دید مضمون ”پردہ ستم“ پر شائع ہو گا جس میں مولانا موصوف نے نہایت زیر دست فلسفیانہ حکیمانہ۔ مذہبی دلائل سے پردہ کی ضرورت کو ثابت کیا ہے۔ پردہ کی بحث عرصہ دراز سے بعض مخصوص رسالوں اور محدود اخباروں میں چھری ہوئی ہے لیکن ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اس پایہ کا آرٹیکل آج تک کسی صاحب کی نظر سے نہ گذرا ہو گا یہ مضمون جدت خیالات کا قابل قدر مرقع ہے۔ نظر عن مغرب ہمارے قول کی تصدیق خود فرمائیے۔

ایڈیٹر





# ادیب



ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد	بابت ماہ دسمبر ۱۹۹۹ء	نمبر ۱۲
-----	----------------------	---------

## فہرست مضامین

۴۸۰	عجائبات عالم	۶	ادیب کا پروگرام بابت ۱۹۹۹ء ایڈیٹر	۱
۴۸۱	دبچپ و مفید معلومات	۷	عورتوں کے چہرے - نہد بے	۲
۴۸۲	یادگاری واقعات	۸	استدلال - مولانا سید امجد علی اشہری	۳
"	ریویو - انگلینڈ اینڈ انڈیا - از ایڈیٹر	۹	مشرسوں ہین کا سفر وسط ایشیا	۴
۴۸۳	۲ - ذکر رحمانی	۱۰	مین - محمد فضل الدین طیب	۵
۴۸۴	۳ - شمس التوابع	۱۱	شہر کی بیگم کی سوانح عمری منقول	۶
۴۸۵	۴ - پبلک گرنٹ	۱۲	قطعات تاریخ سالگرہ ادیب -	۷
"	اشتمارات -	۱۳	طاہر محمد حسین البوری -	۸

زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکب آبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مفید عام اگرہ مین باہتمام محمد قادیان فی چمک



مقام فیروز آباد ضلع اگرہ و ضلع ہوا



میتین محصولہ اک عام شایعین کو پتہ امر سوسہ وایان ملک کو شاد



۹۰۰

معزز قندروانان ادیب! الحمد للہ کہ ادیب کا چالیس سال بے غیر و غمی گزرا اس عرصہ میں ادیب جیسا کہ امرتا پریٹ نے جو کچھ شفیق ہنسکو طرہ بقدر ناظرین میں دلچسپ و ہر دلعزیز بنا دیا کی کہیں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ حقداروں کے صدمہ خطوط اس کی عام مقبولیت کی سند میں موجود ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً حسب گنجائش شائع ہوتے رہتے ہیں اور ہرچی ختم نہیں ہوتے۔ ادیب کے ماہوار شائع کریں علاوہ صرف زکریہ کے جو محنت اور وقت نایہ گیر کو اداسانی پڑتی ہے اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو مطالع کا کام چلا رہے ہیں۔ مجھ کو بعض ضروری مشاغل کے باعث فی الحال اس قدر فرصت نہیں ہے کہ ماہوار اشاعت کا انتظام قائم رکھے اس لئے اب یہ تجویز ہے کہ اس سال کی اول سہ ماہی بطور کوارٹر لی ریویو کر مانج ہو کر کی ضمانت پر سہ ماہی میں ایک بار شائع کیا جائے اور اس کے دو جز میں علمی، تاریخی، اخلاقی، تمدنی مذہبی مضامین جدید تنقید تحقیقات و علمی حقیقات وغیرہ کے حالات اسی طرز و ترتیب سے شائع

ہو تو مہین جیسا کہ سا گنڈہ شے میں ہر چوتھے مہین باقی  
میتن جز یعنی ۸۴ صفحہ من ایک کتاب موسومہ

مرقع صد سال

یعنی

[illegible]

۴۴۔ حضرت شیخ سید ابان قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص روزہ نہ دے اور نہ نماز پڑھے اور نہ صدقہ دے اور نہ کوئی نیک کام کرے تو وہ اپنے لیے بدنامی کا سبب بن جائے گا۔

# ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۱۲ | بابت ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء | جلد

عورتوں کا پردہ

پنچم سائنس۔ مذہب کے استدلال

لا جواب ثبوت

بیاناورین رہ نقاب بے کشم | بیزیتلم آفتاب بے کشم

حضرات۔ جب ہم اپنی ایک حالت سے دوسری حالت کو بدلتا چاہتے۔ یا دوسری حالتیں ہم میں تداخل پیدا کرنا چاہتی ہیں تو اس کے لئے کوئی نہ کوئی سبب اور ایک نہ ایک تاویل ضرور ہوتی ہے۔ خواہ وہ ہمارے دل سے اُسکے۔ یا دوسرے ذریعہ سے ہمارے دماغ میں پیدا کیجائے۔ آجکل جو مشرقی خیالات مشرقی دماغ میں اپنی گنجائش نکال رہے ہیں یہ سب

ایک ذایک سبب اور تاویل کے تابع ہیں۔ لیکن مین حسین کہہ سکتا کہ ہمارے مینت عقل اور حکما کی سو سائی اور علامے مذہب کی بارائی نے معقولات اور مشقولات سے غور کرنے کے بعد کوئی مفیدہ کیا کوئی رائے قائم کی ہے۔

مین وکیتا ہون کہ بعض خیالات کے داخل نے اکثر دماغ و مین ایسا ہی خراب اثر ظاہر کیا ہے جیسے غذا کے داخل سے معدے مین مختلف حواض کے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔ مین اس وقت ہندوستان کی پردہ نشین عورات کے متعلق پردہ کے باب مین ہر طرح کے خیالات ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ عقل سے غور کریں گے اور دانشمندی سے نتیجہ نکالیں گے تو پورے طور سے آپ ہر پہلو کی جانچ کر سکیں گے۔ اور یہ چند سطرین آپ کو بہت بڑی سہاٹی کرنے والی ہونگی۔

## پردہ کی تعریف

یہ لفظ فارسی۔ ہندی۔ اردو تینوں زبانوں مین استعمال ہے۔ اصول لسان مین غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ فارسی کے مذاق نے دروازوں پر جو کچھ لٹکا یا جاتا ہے اس کو دو حصوں مین تقسیم کر کے اس کا نام پردہ رکھا (یعنی دہلیز اور دروازہ کے پر) جو کثرت استعمال سے پردہ ہو گیا جیسے ناک کے درمیان جو دیوار حائل ہے اس کو پردہ مینی بونٹے ہیں مگر ہندی مذاق سے دوسری ترکیب پیدا ہوتی ہے یعنی پردہ جو جسکے معنی یہ ہونے لگے کہ پردائی نگاہ کو روکنے والا سا اور فارسی مین ہی پردہ بار دو سرے کے معنی مین آئے ہیں۔ پس ممکن ہے کہ پارسی اور ہندی دونوں نے اسی وجہ تسمیہ کو اختیار کیا ہو۔ اور یہ لفظ کئی معنی مین استعمال ہوتا ہے۔ اور کئی طرح کے استعارات کو مشتمل ہے۔ لیکن مین جس معنی مین پردہ کا مفہوم ظاہر کرنا چاہتا ہوں اس سے اس موقع پر یہ مراد ہے کہ کسی شے کو محفوظ رکھنے کی غرض سے اس کے چھپانے کو جو ذریعہ اختیار

کیا جائے۔ یا جو ذریعہ اس کے محفوظ رہنے کا ہے اسکو پردہ کنا چاہئے۔ تاکہ اس مسئلہ کو آپ عام  
وہمت سے دیکھ سکیں۔

## پردہ کی ضرورت

پردہ کی عام ضرورت یہ ہے کہ کسی چیز کو اسکی حفاظت کے لئے نازل اور نامحرم یا کسی خوف  
اور گزند سے بچنے کو دوسرے کی بڑی نظر اور نامطبوع اثر سے بچایا جائے۔ اور بھی  
اوس کا موضوع ہے۔

## پردہ کے مختلف مفہومات

پردہ کئی صورتوں میں مضمحل پایا اور کئی طور پر اوس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔  
ایک ملکی پردہ ہے جس سے ایک ملک کو دوسرے ملک سے اپنی حفاظتوں کا  
خیال ہوتا ہے اور ان حفاظتوں کے لئے اسکو قبول کیا جاتا ہے جیسے انگلستان نے چین  
کو سفید رنگ کی عورتیں کا لون کے لئے آزاد ہون اور یہ خیال رسم و آئین کے پردے میں  
دیکھا جاتا ہے۔

دوسرے مذہبی پردہ جیسے ہندو مسلمان سے اور مسلمان ہندو سے پردہ پسند کریں۔  
تیسرے قومی پردہ کہ ایک قوم فرط حمیت سے عورتوں کا باہر و کینا پسند نہ کرے جیسے  
خیبر کے آفریدیوں نے اس غیرت سے کہ چند آفریدی عورتیں خیبر سے نکل کر پشاور کے بازار  
میں آ بیٹھیں تین تین ہوا کر ہزاروں جانیں نذر جنگ کر دیں یا علاؤ الدین غوری کے مقابلہ  
میں ہزاروں بہادر اچھوت کٹ مری اور چار سورا نیان بار دو بچا کر اوڑھ لیں اور شہوت پرست بادشاہ  
کو پستی کا روٹنگٹا دیکھنا نصیب نہ ہوا یا اکثر یورپین ملکی اور قومی عورت کا ہندو ستانوں سے

تعلق پسند نہیں کرتے۔ یا ہندو مسلمان عورتیں عیسائیوں سے پرہیز کرتی ہیں۔ یا عوب کی عورتوں پر اونکی ذاتی شرافت اور اپنے قومی جبروت کا اثر ہے۔

چوتھے جبروتی پردہ جسکو دیکھنے سے خود انکھ جبک جاتی ہے اور یہ پردہ ہر جس سے ہر فتح قوم کی عورتیں مفتوح اور کمزور مردوں کی طرف بہت کم رغبت کرتی ہیں اسی طرح اقوام مفتوحہ کو حد ادب سے آگے بڑھنے کی جرات نہیں ہوتی اور دونوں کے درمیان ایک جبروتی پردہ حد فاضل ہو جاتا ہے۔

جن نظام ساتھ ہی سویا تو خنجر در میان رکھا ہمارے اوکے پردہ ہو گیا دیوار آہن کا پانچویں ہر قوم میں اس کی عفت اور صمت اور شرم دیا کے پردے اپنے اپنے شرفیاء فرائض کو پورا کرتے ہیں۔

چھٹوں فلسفہ محل مکان۔ جنو پڑے۔ بنگلے۔ کوٹھن کے پردے۔ ساتویں۔ برقع۔ چادر۔ گھونٹ کے پردے وغیرہ وغیرہ۔

اب غور کرنا چاہیو کہ اس باب میں خنجر کا منشا کیا ہے۔ اور سانس سے کمانک اسکے خلیق اور وقایع کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور مذہب کیا حکم دیتا ہے۔ سب سے پہلے میں خنجر سے بننا ہوں۔ کیونکہ آج کل خنجر استلال کو خاص طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اور میں ہی تیوں کی تیوری کی طرح پردہ کا سلسلہ وہاں سے شروع کرنا چاہتا ہوں جہاں سے دنیا کی پیدائش کا پہلا گولہ چھوٹا ہے۔ اور ہمارے محذوم و مکرم مولوی ذکار اللہ صاحب دہلوی نے ادیب کی سرزمین پر لڑکا لیا ہے۔

وہ دیکھئے انہیں سرگسپ میں قضاے لائتا ہی کے اندر ایک نہایت عالی شان گولہ چھوٹا ہوں۔ وانا نانا۔ بند۔ اور اس کے ٹٹنے سے چاند۔ سورج اور ستارے نکل باگے اور اپنے اپنے محور پر گردش کرنے لگے۔ آخر یہ گولہ کمان نما ایک پردہ کے اندر اور ان چیزوں کے

لئے خود کو لکھیا تیار پر وہ - اور یہی محکم ثابت کرنا مقصود ہے - اب اور آگے بڑھتے تو معلوم ہو گا کہ پنچر کا بازگیر کام سوانگ پر دے کے اندر درست کر رہا ہے - صبح شام - رات دن ایسے سہانے اور نادر کار پر دے ہیں جنگلی - اوٹ میں بڑی بڑی مدجال اور ہر مثال صورتیں نظر آتی ہیں - اور ان پر دون کے اندر طرح طرح کے سوانگ بہرے جاتے ہیں - اب اپنی زمین پر آجائے اور دیکھئے کہ بیان پنچر پر دون کا کیا اہتمام کیا ہے اور نوامیس قدرت اور پروگیاں صفت کو کیونکر اوعین رکھا ہے اور پنچر کا استاد در پر وہ ہلکویسی تسلیم دیتا ہے کہ ہم ہی اوس سے فائدہ اوستائیں پہلے جمادات کو دیکھئے -

## جمادات

جب ہم جمادات کو غائر نظر سے دیکھتے ہیں تو پنچر کے بڑے بڑے تھامنے اوس کے درتہ پر دو نمین چھپے ہوئے پاتے ہیں - ہم دیکھتے ہیں کہ پنچر نے محل دیا قوت اور دوسری پیش قیمت چیزیں جو جمادات میں سب سے زیادہ شریف اور افضل ہیں نہایت سنگین پر دون میں چسپا کر رکھی ہیں - موتیوں کا خزانہ قہر دریا میں چسپا کیا ہے جس پر پانی کی صفت بستہ ہو جین بہرہ و عری ہیں مختلف معاون طرح طرح کے سنگین اور مضبوط پر دون میں محفوظ پائے جاتے ہیں جمادات کے بعد نباتات میں غور کیجئے -

## نباتات

جب آپ پنچرل حالتوں کو نباتات میں دیکھیں گے تو معلوم ہو گا کہ ہر نبات جیسی شریف اور شریف تر ہے اوسکے لئے پر وہ کے اہتمام میں ہی ایک خصوصی صیت پائی جاتی ہے - اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر درخت اپنے تخم کے محفوظ پر دے میں بند رہے اور ہر تخم اپنے لئے ایک قسم کا

پردہ رکھتا ہے۔ تمام ہل چول پتوں سے چھپائے ہوئے بیگلوں اور بالا خانوں۔ مجھروں اور  
والانوئین آرام کرتے ہیں۔ کوئی زمین کے اندر سردایوں اور رتہ خانوئین رہتے ہیں۔ رنگ بزرگ  
کی پوشاکیں پہنتے ہیں۔ طح طح کی رنگیتیں اور قسم قسم کی خوشبوئیں اپنے اپنے حسب حال لطیف  
اور نازک پردوئین نظر آتی ہیں۔

گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے	بلبل کی زبان پر گفتگو تیری ہے
ہر رنگ میں جلوہ ہے تری قدرت کا	جس چول کو سونگتا ہوں بوتیری ہے
گلشن میں بہرون کہ سیرور یاد کیوں	یا سعدن و کوہ و شہر و صحرا و دیوں
ہر سو تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے	حیران ہوں کہ وہاں کون کر کیا کیا کیوں

ہر حال قدرت نے ان کا تحفظ ایک نایک طح کے مناسب حال پردے سے کیا ہے  
اب حیوانات کو دیکھئے۔

## حیوانات

حیوانات کی بنیاد ساخت اور اون کے افعال سے طح طح کے پردوں کا بتا لیتا ہے اور  
معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات نے قطر پردہ کی ضرورتوں کو محسوس کیا اور اس کو اپنے کام میں لائے  
ہیں۔ حیوانات کی ساخت میں مغز اور روغن کا حصہ مضبوط ہڈیوں اور تلیوں کے پردے میں  
ہے۔ خون کا دوران شرائین اور وریڈوں کے پردوں میں ہوتا ہے۔ اعضاء اندرونی  
باریک جلیوں کے پردوئین ہیں۔ تمام حواس کا سر کے مستحکم پردہ میں محفوظ ہیں۔ آنکھوں  
کے نوزائی مادوں کی حفاظت کو قدرت نے سات پردے بنائے ہیں تمام اجسام اپنی  
کھالوں اور پردوں اور پوستینوں کے پردوں اور لباسوں میں دیکھے جاتے ہیں۔ تمام  
جانور اپنے آرام اور تحفظ کے لئے ہڈوں۔ گوہاؤں۔ غاروں۔ پہاڑوں کی اوٹ۔ ورجوں

کی آڑ۔ آسٹیانوں اور اپنے کمودے اور بنائے ہوئے ماسنوں میں رہنا اپنے آرام و حفاظت کا ذریعہ جانتے ہیں۔ اور جوڑہ جوڑہ ہو کر یا اپنے بچوں سمیت دوسروں سے علیحدہ رہنا پسند کرتے ہیں۔ پرند جانور اچھی ہوا کا سامنے اور دوسروں کے دستِ ظلم سے بچنے کو بلند وختوں پر گھومنے بنائے یا پتوں کی آڑ میں نشیمن اختیار کرتے ہیں۔ عام جانوروں کو اپنے دشمنوں سے بچنے کے لئے کوئی تدبیر کسی گھر کے گوشہ جہاڑی کے جھنڈ وخت کی کھوپتوں کی آڑ میں چھپ بیٹھنے کے سوا انہیں اور نہ وہ اپنے چھپنے سے زیادہ اور کسی تدبیر پر بہرہ ور کر سکتے ہیں۔ شہد کی کہیاں جنکے حسن انتظام کی کہانیاں ہر قوم کی زبان پر ہیں اپنے رہنے کا کیسا عجیب انتظام کرتی ہیں اور انکی نلکے کس باقاعدہ شرافت سے مختلف پردوں کے اندر رہتی ہیں اور سپر زبردست اور طاقتور کہیں کا کارواؤ کی کیسی حفاظت کرتا ہے۔ اب یہ دیکھنے کے سائنس سے پردہ کے وقایع اور حقائق کا کس حد تک انکشاف ہوتا ہے۔

## سائنس

سائنس میں دیکھو تو معلوم ہو گا کہ سائنس بجا سے خود پردہ کی پہنائی کرتا ہے۔ لفظ میں حرفت حرفت میں معنی معنی میں مطلب یہ سب سائنس کے نہایت لطیف و نادر پردے ہیں کمیٹری سے آگ پانی ہوا ایسی کے پردوں میں قدرت کے نہایت عجیب معجزات دریافت ہوئے ہیں۔ نیچرل سائنس سے نہایت عجیب چیزیں مختلف پردوں میں چھپی ہوئی پائی گئی ہیں۔ ان مثالوں کے دیکھنے کے بعد آپ بہت سی مثالیں پردہ کے سمجھنے اور پردہ کا منشاء دریافت کرنے کے لئے پیدا کر سکتے ہیں۔ اور آپ کے کائنات میں سمجھ لیا ہو گا کہ پردہ کیسا ضروری اور لازمی اور قابل قدر چیز ہے۔ اب مذہب میں دیکھنے کے پردہ کی نسبت کیا حکم ہے۔





## مذہب

قرآن میں صاف حکم ہے کہ اے ازواجِ نبی اپنے گہروں میں قرار لے کر دو۔ اور خدا نے ازواجِ نبی کو ایک نمونہ بنایا تاکہ مسلمانوں کے تمام اعلیٰ اور شریف خاندانوں میں اسکی تقلید ہو۔ کیونکہ جو دستور اعلیٰ نبی میں رواج پاتا ہے اسکا رواج خاص دلچسپی سے اپنے مؤثرات میں وسعت پیدا کرتا ہے اور جب کہ ازواجِ نبی کو یہ حکم ہوا تو دوسری عورتوں کو بطریقِ اولیٰ اسکی پابندی لازم ہے اور تمام مسلمان عورتوں کو اسکی بجا آوری عام طور سے فرض ہے اور خاص طور سے سنت۔ اور قرآن وحدیث میں عورتوں کو پردہ کرنے کے مستعمل ستوار اور نہایت تاکیدیں احکام نافذ ہیں۔ یہاں تک کہ علاحدہ نماز پڑھنے کی حالت میں بھی عورتوں کو خاص طور پر پردہ کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے اور جو عورتیں گھر سے باہر سواری پر سوار ہونے کو تکلیف یا سواری سے اتریں یا اوکو بحالتِ تنوع نے کسی مرد معمر یا بطور چوکر کی۔ ماما کے کام کاج کے لئے باہر جانا ضروریاتِ خانہ داری میں ہو تو ایسی ضرورتوں کے لئے قرآن کی دوسری آیت میں تشبیح وتفصیل ہے۔ یعنی ایسی موٹی اور لمبی چوڑی چادر اوڑھیں جس سے ازسرتا پانام بدن اوسمیں چھپ جائے اور اون کے بدن کا کوئی حصہ نمایان طور سے شخص نہ ہو سکے اور نہ باہر سے اون کا رنگ اور چھب تختی بچانی جائے۔ اور یہ افادہ موٹے کپڑے کے برقع یا موٹے کپڑے کی لمبی اور چوڑی چٹکی چادر سے حاصل ہوتا ہے۔ اور باہر چلے کر پردہ وار ڈولیان۔ مہانے۔ پالکیاں اور گاڑیاں گھر کے حکم میں ہیں۔

ہندوؤں کا دید مقدس اور سنجی کا دھرم شاستر ہی استری کو غیر مرد سے اپنا منہ اور بدن چھپا اور شرم وعفت کے برتاؤ کا حکم دیتا ہے اور عورت کے لئے اسلام کے احکام سے زیادہ وید اور شاستر کے احکام سخت ہیں اور یہ اسوقت کی بات ہے جب ہندوستان آریہ ورتہ تھا اسکے بعد جب غیر اقوام اور غیر مذہب کا داخل ہوا تو پردہ میں اور شریفانہ

احتیاطین کی گئیں۔ اکثر ہندوؤں کے شریعت خاندانوں میں ضرورتاً باہر جانے کی بوقت ایسی ہی چوڑی چکلی چادر کا استعمال ہوتا ہے جو اسلامی مفہوم کے قریب ہے۔ اور غیر کالفاظ غیر مرغوبہ جس میں غیر کفر غیر قوم غیر مذہب غیر ملک کے لئے درجہ بدرجہ اپنے مفہوم رسمی اور معنوی میں شدت ظاہر کرتا ہے۔ اور پردہ کی احتیاط درجہ بدرجہ بڑھتی جاتی ہے۔

بہر حال یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہر چیز کی حفاظت کو پردہ ضروری اور لازمی چیز ہے۔ گویا ہر چیز کی نوعیت اور طرز عمل میں مناسب حال فرق ہو۔ اور بغیر ایک معین پردہ کے اس کی احتیاط کا درجہ اور حفاظت کا قاعدہ پورا نہیں ہوتا۔ اور جو شے جیسی زیادہ عزیز اور قیمتی اور شریف و اشرف ہے ویسی ہی اس کی خواہش اور قدر و احتیاط و حفاظت لازمی اور ضروری ہے۔ غلہ، شگون، کشتوں، گڑھوں میں محفوظ کیا جاتا ہے۔ روپیہ، صندوق میں رکھا جاتا ہے۔ زیادہ قیمتی چیزوں کے لئے لوہے کے صندوق اور چرخا بنے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جواہرات کی حفاظت کو گئی درجے احتیاط کے پورے کرنا ہوتے ہیں۔ قس علی ہذا۔ اور چونکہ انسان تمام دنیا کی ہر قسم مخلوق سے اعلیٰ اور اشرف ہے اور وہ اپنی عورتوں کو نہایت محبوب اور عزیز سمجھتا ہے اسلئے حسب قدرت و شرافت باندازہ غیرت و حیثیت اس کو ان کی حفاظت کا طبعی خیال ہے۔ اور تمام شریف بیباک و پتھر گروں کے اندر رہنے اور شرعی احکام کے موافق پردہ کرنے سے نہایت خوش ہیں اور وہ جانتی ہیں کہ اس طرح بہارابی بی ٹکر رہنا کیسا قابل قدر ہے اور نیز یہ کہ ہمارے شوہر اور وارث ہم کو کیسا عزیز سمجھتے ہیں جو ہم کو اس تمام اور عزت سے رکھتے ہیں۔ اور قدرت نے تمام ماواؤں میں نرون کی متابعت اور فرمان برداری کا مادہ پیدا کیا ہے اور نرون کو ماواؤں کے اوپر بالادستی کا شرف بخشا ہے اور انسان سب میں افضل و اشرف ہے اسلئے اس کو سب سے ممتاز ہونا چاہئے۔ اور خواہش ہر شخص ہر قوم ہر ملک میں اس کے زور و طاقت غیرت و حیثیت شجاعت و شرافت کے موافق

پائی جاتی ہے۔ اور مردوں کی حکمرانی اور عورتوں کی فرمانبرداری تعلقات خانہ داری کے درست مضبوط رہنے کی حقیقی ضمانت ہے۔ فلاسفی نے فیصلہ کر دیا ہے کہ عورتوں کی عقل مردوں کی طرح صحیح نہیں اور نہ وہ اپنے خیالات کو مردوں کی طرح عقل کے ماتحت رکھ سکتی ہیں اور اسلام نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے کہ عورت ناقص العقل ہے۔ اور رومیہ کے زمانہ ترقی میں جب کہ تعلیم یافتہ عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دئے گئے تھے اور وہ چہاتیان کاٹ کر فوج میں بھی ہونے لگی تھیں اور ان سے سلطنت کے دوسرے کام لئے جانے لگے تھے تو ان کی فطرتی سازشوں اور شہوت پرستیوں نے ایسے ثبوت دیے جن سے بہت جلد رومیوں کو اپنے خیال کی غلطی معلوم ہو گئی اور وہ قانون منسج کرنا پڑا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض عورتیں جو مردوں پر آزادانہ طاقت پا جاتی ہیں ان سے کیسے خراب نتائج پیدا ہوتے ہیں جبکہ ایک مثال زنان بازار کی ہے جس سے ہر وقت چاہئے والوں کے دل پر مردہ چہرے زرد دل پر درد رہتے ہیں۔

## علماء اور مجتہدین کی رائیں

اس زمانہ میں بعض لوگ چاہتے ہیں کہ پانچویں سواردین داخل ہونے کے لئے ہم ہی اپنے آپ کو انگلش مشن میں نوادار کریں۔ اگر مغربی سائنس اور مغربی اقوام سے ان کے علوم نہیں سیکھ سکتے تو بغیر لحاظ اپنی قوم اور مذہب کے ایسی باتیں ہی کریں جو انگلیان اٹھیں کہ ہم ہی کوئی ہیں۔

ایک صاحب نے پوچھا تھا کہ ہندوستان میں عورتوں کا یہ پردہ احکام قرآن کے موافق ہے یا نہیں اور نیز اپنی طبع آزمائی سے اس کو باعث عدم ترقی قوم و عوارض عورات ظاہر فرمایا اور سپر چار و نظرف کے علماء کبار اور ادباء روزگار نے مختلف اخباروں اور رسالوں میں اس پردہ کو حسب احکام کتاب و سنت ثابت کیا جسکی شرح اخبارات زمانہ۔ پیسہ۔ ریاض الاخبار۔ اگر اخبار اور دوسرے

اجازات و رسائل میں مذکور ہے اور خود آنر بیل سرسید احمد خان صاحب بہادر نور الدین مرقدہ نے جو مغربی تعلیم کو مسلمانوں میں پھیلائے اور یوہین تہذیب مسلمانوں کو سکھانے کے بانی ہیں اخبار انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڑھ میں پردہ کی تائید پر مضمون لکھا اور قوم کو آگاہ کیا کہ ابھی خود تم تو اپنی جہالت اور سوانح ترقی کو دور کر لو پھر عورتوں کے باب میں غور کرنا۔ باقی یہی تعلیم سوا سکی اسلام خود حکم دیتا اور فقہ اسکی تفصیل کرتی ہے۔ اب میں اسکے متعلق بعض باتیں سوال اور جواب کے طور پر قلمبند کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اسکا دیکھ لینا خالی از لطفی و فائدہ ہوگا۔

## سوال و جواب

### جواب

یہ خیال لاعلمی سے پیدا ہوا یا فلاسفی میں غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے تر اور مادہ مرد اور عورت کے اعضاء و اعصاب اور اذن کی طاقت و افعال میں فرق بین ہے۔ عورت اذکا ضعیفی پر مرد نہیں بنتا عورت کو حیض آتا ہے مرد کو نہیں عورت کا دل اور دماغ کم وزن اور کم زور ہے مرد کا نہیں۔ مرد میں قوت فاعلہ ہے اور عورت میں قوت منفعلہ اسلئے دونوں کے حقوق مساوی نہیں ہو سکتے یہ آپکے کانشینس کے خلاف ہے کہ اپنی فطرت کی جگہ دوسری فطرت کی پیروی پر قائم رہ سکیں۔

### سوال

بچہ نے عورت مرد و دونوں کو ہاتھ پائوں انگلیوںکے دل و دماغ ایک سے دے ہیں اسلئے دونوں کو حقوق مساوی ہونا چاہئیں۔

میں عورتوں کی طرف سے پیروی کرنا چاہتا ہوں۔

## سوال

اکثر پردہ نشین عورتیں بیمار و کبھی جانی ہیں۔

## جواب

آپ کو شریف پردہ نشینوں کے گھر کی خبر نہیں وہ عام طور سے ندرست ہیں بھلات اور ان کے غیر پردہ نشین اور بازاری عورتوں کو دیکھتے کہ وہ کیسے ذلیل اور کثیف امراض کا مسعد ہیں اور ان سے کیسے کیسے گندہ اور خراب امراض منتشر ہوتے اور نالایق اور آوارہ مردوں کے ذریعے درپردہ گھر میں داخل ہو جاتے ہیں۔

پردہ میں بیٹھنے سے طرح طرح کے عاشقانہ خیال بند ہوتے ہیں۔

میں اسکو تسلیم کرتا ہوں کہ ایسا ہو سکتا ہے لیکن سب پردہ ہونے پر وہ خیالات بطور واقعات کے سامنے آ سکتے ہیں۔ اور پھر نئے عورت اور مرد میں برقی اور مقناطیسی اثر رکھا ہے اس کے موافق عورت کا مقناطیس مرد کے لوہے کو طبعی طور سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور برقی رُوح کسی جس کے ذریعے سے اس اثر کو دل میں داخل کرتی ہے۔ اور دونوں میں مقناطیس و آہن کے مقدار پر نتائج مترتب ہوتے ہیں۔ اور پردہ ہی ایک ایسی زبردست روک ہو جو اسکو روک سکتا ہے

## سوال

پردہ نشین عورتیں مانع ترقی ہیں۔

## جواب

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی اعظم۔ لاکھوں  
عورتیں بے پردہ ماری پھرتی ہیں جو پردہ نشینوں  
سے ہر بات میں ذلیل اور حقیر اور سست  
حالت میں ہیں۔

ہمارے ہندوستان کے گہرون کی ترکیب  
بہت خراب۔ اون کی دیواریں چاروں طرف  
سے ہوا کو بند کرتی ہیں۔ انگریزی کوٹھی نیگھون  
کا کیا کہنا۔

آپ نے فلاسفی سے ہندوستان کے  
موسموں۔ بیان کی آب و ہوا اور بیان کے  
اصول معاشرت پر غور ہی نہیں کیا میرے  
نژدیک بیان کے حسب حال عام آرام  
اور تندرستی کے لئے بیان کے مکانات  
کی طرح وضع بہت ہی قابل قدر ہے۔

دیواروں سے چاروں طرف مکان کا گہرا ہونا  
اچھی ہوا کو روکتا نہیں بلکہ خدا عقل دے تو  
یوں سمجھئے کہ زمین سے ہمیشہ بخارات کثیف  
نکلنا کرتے ہیں۔ اور آدمیوں کے چلنے پھرنے  
اور جانوروں کی شدائد سے ہی زمین کے  
اوپر کی ہوا گرم اور زہریلی ہو جاتی ہے اسلئے  
وہ دیواریں اوسکو روکتی ہیں اور جب وہ ہوا  
اوپر جا کر گرد غار اور خراب آئینہ نشینوں سے پاک  
صاف ہو جاتی ہے تب اوپر کی طرف سے ہمارے

## سوال

## جواب

صحنون مین داخل ہوتی ہے۔ اور انگریزی  
وضع کی کوٹھی بنگلون مین زیادہ بے تکلفی  
سے وہی خراب ہوا داخل ہوتی ہے۔

ہمارے مکانوں کی تقسیم اچھی نہیں

ہمارے مکانوں کی تقسیم نہایت ضروری  
اور قابل قدر ہے۔ بقایا کے انگریزی  
بنگلون اور کوشیوں کے کمروں کی تقسیم  
اور اون کے گسٹاؤپ پٹاؤ کی قدر و عافیت  
جب معلوم ہو جب پیکون کو اون سے  
علاحدہ کر لیا جاے جو دہان کی ہوا کی  
اصلاح کرتے رہتے ہیں۔ اور ہماری حرمات  
میں آفتابی پنکھے کی شعاعی ڈوریاں اور  
قدرتی ہوا کے جبکورے آپ ہی آپ اس  
غرض کو پورا کر دیتے ہیں۔

ہمارے نزدیک عورتوں کی تعلیم ضروری ہے

اسلام کے نزدیک خرافیض میں سے ہے۔  
طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ  
لیکن اونکی تعلیم غیر عورات عقیفہ و مستورات شریفہ  
قوم یا عہد ان عفت کے بالاتفاق منع اور حرام اور  
تعلیم ہی وہ جو اون کے لئے مخصوص ہے۔

راقم۔ سید امجد علی اشہری۔ از پچونذ ضلع اٹاوا۔

## مسٹر سون ہیڈن کا سفر وسط ایشیا میں

اونیسویں صدی میں جن علامات سے شخص ہوتی ہے۔ اونیں سے ایک علامت یہ بھی ہے۔ کہ اس صدی میں یورپین لوگوں نے ایشیا کے اون مقامات کی سیر کی ہے جو کہ سینیں مابین میں پوشیدہ اور مخفی تھے۔ بلکہ اونیں اونکے نام سے ہی واقفیت نہ تھی۔ مزید سے برآں حکومت مصری کے خطیں دریاے نیل کے دہانوں اور افریقہ کے حالات ہی سنکشف ہو گئی۔ افریقہ کی حالات دریافت کرنے پر محمد علی پاشا سے لیکر آج تک مصری مال اور مصری جاہلین یہ تعداد کثیر صرف ہو چکی ہیں۔ اسی صدی میں آخری درجات قطب شمالی کے قریب تر پہنچنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور مسٹر نین ۳ سال تک قطب شمالی کو برفستان میں پڑا رہا۔ ورنہ جاؤ۔ ابھی تو ٹوٹے دنوں کا ذکر ہے۔ کہ مسٹر انڈری فرانسسی نے بھی ایک مہم اسی انگ میں تیار کی اور روانہ ہو گیا۔ اور تا حال اس کے حق میں صداے برنجاست کا معاملہ ہے۔ لیکن ابھی تک مسمون کی ارسال کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ بلکہ روز افزون ترقی پر ہے۔ اور اسکی ترقی کا خیال و پیش ہے۔ اسی صدی میں پامیر اور ہندوکش کی دشوار گزار راستوں کی واقفی ہوئی۔ جو کہ اقلیم فرغانہ و ہندوستان کی طرف آنے کے واسطے بدترقہ راہ ہوئی ہیں۔ سلطنت روس نے شمالاً و جنوباً۔ و مشرقاً و غرباً وسط ایشیا پر تسلط حاصل کر لیا ہے۔ اور پولٹیکل اور تجارتی امور میں روس کو بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ کہ ہندوستان کو قریب تر روسی سلطنت پہنچ گئی ہے۔ اور مشرق کی طرف سے علاقہ چین تک حد جالی ہے اور اس طرف سے علاقہ کاشغر کی کشادگی مقصود ہے (کاشغر علاقہ چین کے مغرب کی طرف ایک بڑا تجارتی شہر ہے۔ اور دریاے کاشغر پر واقع ہے جو کہ دریاے یارقند میں بڑکے بحیرہ لب نو میں جا پڑتا ہے۔ کاشغر کی آبادی ۳۵ ہزار نفوس کی ہے جو ب کے سب مسلمان ہیں۔ پہلے یہ شہر ایک اسلامی سلطنت کا دار الخلافہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن



۱۸۴۵ء میں اسکوجینیون نے فتح کر لیا ہے۔ ۱۸۶۳ء میں یعقوب بیگ و غویدار کے حوالہ کر دیا گیا تا لیکن ۱۸۴۹ء میں دوبارہ اوس سے لے لیا گیا۔ اور اس حق کے عوض اوسے اور بہت کچھ دیدیا اور جو کچھ اوس سے ملحق ہے اوس پر ہی روسیوں کا دانت ہے جبکہ اس اقلیم کو قوقند اور فرغانہ کی طرف سے بڑے بڑے پہاڑ الگ کرتے ہیں۔ پر ضروری تھا کہ کوئی ایسی سبیل نکالی جاتی کہ جس سے ایک منتظم طور پر راستہ دریافت کر لیا جاتا۔ کہ وقتاً فوقتاً اوس سے تجارت بھی کری جاتی۔ اور ریل بھی تیار کر لی جاتی۔ تاکہ جو زمین بھی آبائی نگہ رسکین۔ ہم نے اوپر کے تمام بیانات کو مد نظر رکھ کر ان حالات کو اختصاراً مسٹر سون ہیڈن کی کتاب سفر نامہ سے نقل کرنا شروع کیا ہے۔ یہ کتاب فرنیچ زبان میں بمقام پیرس مطبع ہاشیٹا پریس میں مطبع ہوئی تھی۔ آدم پریس مطلب۔ مسٹر سون ہیڈن ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۳ء کو شک ہولم شہر سے ناشقند کی طرف روانہ ہوا۔ یہ سفر بغیر ریل کے تھا۔ اور مرغزی صحرائوں کی چوٹی بچ تھا۔ تاکہ علمی معلومات کا بغیرہ ہی اتھ لگ جاوے۔ ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء کو مسٹر سون ہیڈن ناشقند میں پہنچ گیا۔ اور ۲۵ جنوری ۱۸۹۴ء کو وہ بیچارہ مہلان دارا خاں قند ترکستان کی طرف روانہ ہوا۔ اور کئی ہفتے اسباب وغیرہ کے باندھنے اور نئے جانوروں کے خریدنے پر لگ گئے۔ فروری کے شروع میں وہ پامیر کو چلا گیا کہ یہ وقت پورا موسم شتار کا تھا۔ اور خاص کر ایسے ملک میں کہ جس کا نام ہی ہرستان رکنا مناسب ہے۔

ٹنڈی ہوا ان دنوں میں بیان پر بڑے زور شور سے چلا کرتی ہے۔ اس سبب سے پہاڑوں میں سے گزرنا محال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کئی دفعہ نیچے چلنے والوں پر اوپر سے برف کے ڈھیر آ پڑتے ہیں۔ اور قافلہ کا قافلہ دب جایا کرتا ہے۔ مسٹر سون ہیڈن ایسی ایسی مصیبتیں جھیل کر اوس قلعہ تک پہنچ گیا کہ جہاں سے روسی حد انگریزی حدود سے ٹکر کھاتی ہے۔ اس قلعہ کا نام پامیر ہے۔ اور بلندی میں یہ قلعہ سطح سمندر سے ۲۶۱۰ میٹر ہے۔ (میٹر ایک پیمانہ ہے جو فٹ کے قریب قریب ہے) یہ قلعہ دنیا کے تمام قلعوں سے بلند تر خیال کیا جاتا ہے۔ مقبہ

پامیر سے ۴۰ میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اور مینہ میں ایک دفعہ وہاں پر ڈاک پونچھاتی ہے۔  
یعنی ۱۲ دفعہ سال بہر میں۔ اور پانچ ماہ تک برابر وہاں پر برف جما کرتی ہے۔ گویا اکتوبر سے  
پانچ تک بالکل سفید رہتا ہے۔ اس سفر میں مسٹرسون سہڈین کا ایک دوست بن گیا۔ جو  
نزیب کا مسلمان تھا۔ اور اسلام بائی اوسکا نام تھا۔ (بائی کا لفظ بمقابلہ بی یا بیغ یا بیگ کے ہے  
جسکے معنی سردار کے ہیں۔ جیسے افغانستان میں نام میں لفظ خان لکھنے کا رواج ہے۔ ہر  
ایک ملک میں یہ رواج توڑا بہت ضرور پایا جاتا ہے۔ یعنی میں ہی لفظ ہائی۔ اور جی لکھا  
جاتا ہے۔ بنگالہ کے گرد و نواح میں بھی جی کا بڑا رواج ہے۔) مسٹرسون کو اوسکی باتوں  
پر پورا اعتبار ہے۔ اس علاقہ میں ایک بڑی ماری جیل ہے۔ قرۃ کل نام۔ گریہ نام عربی  
میں ہے۔ غالباً جیل ملیٹی جو ہالیہ کے اوپر ہے یہی ہو۔ اردو میں اسکو کالایا بی کنسا جا ہے  
کالایا بی سے مراد یمنین ہے۔ کہ وہاں پر قیدی روانہ کئے جاتے ہیں یمنین بلکہ وہ جیل بڑی  
بڑی گہری ہے۔ اور بائی کی بہتات جہاں پر ہو۔ وہاں بائی سیاہ رنگ کا نظر آیا کرتا ہے  
اسواسطے اسکا نام کالایا بی کہا جاتا ہے۔ یہ ۴۰۰۰ میٹر کی بلندی پر ہے۔ اسکا حال بیسند  
بحیرہ حنیف کی طرح پر ہے۔ کہ جہاں پانچ ماہ تک بائی جما رہتا ہے۔ جہاں باجیرہ بھی پامیر سے  
۳ ہفتوں کی راہ پر ہے۔ مسٹرسون سہڈین نے پامیر کے قرب و جوار کو ۷ مارچ ۱۸۹۲ تک  
ختم کر لیا۔ اور بلاوچین کی طرف چلتا ہوا۔ یہ سفر اون درون کی ذریعہ تھا۔ جو کہ سطح سمندر  
سے ۴۳۰ میٹر کی بلندی پر تھے۔ اور ۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو کوہ سورنخ پر چڑھنا شروع  
کیا۔ کہ جسکی بلندی ۷۸۰۰ میٹر تک تھی۔ لیکن جب ۵-۴-۳۵-۵ میٹر تک چڑھ چکا تو  
آگ چڑھ گئی۔ کیونکہ اس سواگے ایسی ہوائی۔ کہ سردی میں دم لینا مشکل ہو گیا تاہن سون سہڈین کی اہم  
کرنیکی خاطر ہر کاشغری طرف روانہ ہوا۔ اور وہاں پہر سات ہفتے تک رہا۔ (ملاتی آئندہ)  
محمد فضل الدین الطیب۔ از بنگالہ ضلع ہوشیار پور۔

## شہرہ کی بگیم کے دلچسپ حالات زندگی

چونکہ شہرہ کی بگیم کا ایک باغ اور مقبرہ وغیرہ چند عمارتیں ہمارے شہر اگرہ میں شاہ گنج کے متصل واقع ہیں اور اسوجہ سے بگیم مذکور کے نام سے بچہ بچہ تک واقف ہے اور اسکی زندگی کے حالات عموماً نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز ہیں لہذا ہم انکو ادیب کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے حیدرآباد کے مشہور و ممتاز اخبار شیر کوکن سے اخذ کر کے ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ وہ اخباری کالونی کے معرمن اطفال سے نکل کر ادیب کے صفحہ معین مستقل طور پر محفوظ رہیں۔

ایڈیٹر

شہرہ کی بگیم کے خاندان اور اسکی اصلیت کا ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہیں بعض تو اسکو ایک کشمیرین طوائف کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں وہ ایک شریف نسل سی ہے۔ فرنگلن کہتا ہے کہ وہ کسی مغل کی بیٹی تھی جو مغلیہ سلطنت کے زمانہ میں بڑے عروج پر تھا اور پھر اسکی حالت گردشِ ایام سے تباہ ہو گئی تھی۔

اوس کی اصلیت اور اسکی نسل کے متعلق خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو لیکن اس بات میں کسی کو کچھ کلام نہیں کہ اسکی خوبصورتی بھلا کی دلاویز تھی اور اوس کا ذاتی اثر بڑا غضب کانتا۔ یہ ایک بستہ قد نازک اندام عورت تھی۔ اور جوانی میں اوس کی رعنائی اور دلبری شہرہ آفاق تھی۔ حرم و استقال کی صفت اوس کے خمیر میں اس درجہ تھی کہ مرتے دم تک نہیں گئی۔ کسی خطرہ اور اندیشہ کو وہ کبھی خاطر میں ہی نہیں لاتی تھی۔

اٹھارہویں صدی کے اخیر میں اس عورت نے خواہ اسکو ایک کشمیرین طوائف کہو یا ایک شریف زادی۔ اپنے دامِ محبت میں ایک فرانسیسی جان باز شخص کو جس کا نام

والٹرین ہارڈ تھا۔ پہانے مین کامیابی حاصل کی اور وہ اس درجہ اس کا والد و شہید ہوا کہ اس سے شادی کئے بغیر اس کو قمار نہیں آیا۔ والٹرین ہارڈ نے اس عورت سے شادی کر کے اپنے دل کے ارمان نکالے اور جیتک زندہ رہا اس کا غلام بن کر رہا۔

ناظرین کی دلچسپی کے لئے اگر لگے ہاتھوں اس موقع پر برین ہارڈ کا بھی کچھ حال بیان کر چلیں تو شاید کچھ بے موقع نہیں ہوگا۔

برین ہارڈ فرانس کے علاقہ ٹرپوئس میں پیدا ہوا اور فرانس کے بحری صیغہ میں بہت سنجاری یا بڑھئی گری پر مامور ہو کر ہندوستان آیا تھا۔ ہندوستان پہنچنے کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں نے اس کو ”سومبر“ کا لقب دیا تھا ”سومبر“ ایک انگریزی لفظ ہے جسکے معنی اور اس یا مردہ دل ہیں۔ اس کا چہرہ چونکہ ہمیشہ بے لال اور افسردہ رہتا تھا اس لئے اس کے ساتھیوں نے اس کے واسطے یہ نام تجویز کیا تھا۔ پھر لفظوں کے ہم پیر سے اُردو زبان میں یہ لفظ شمر ہو گیا۔ اور برین ہارڈ بجاے سومبر کے دیسی آدمیوں میں شمر کے نام سے مشہور ہوا۔

اس صاحبِ مہمت شخص نے ہندوستان کے لڑاؤوں اور لاجوں میں جوں کی دہرا برون میں خدمتیں حاصل کر کے رفتہ رفتہ دولت و ثروت میں خوب ترقی پائی۔ اور اس نے دولت کمانے کا یہ ذرا ڈھنگ اختیار کیا کہ رسالے اور پلٹینین خانگی طور پر بہرتی کر کے رکھیں اور ان کو فوجی تعلیم و تربیت سے لیس کیا۔ جس راجہ یا نواب کو فوج کی ضرورت پڑتی وہ اس سے طلب کرتا اور جس سے اس کو زیادہ فائدہ پہنچے اور روپیہ ملنے کی توقع ہوتی اسی کے حوالہ یہ اپنے خانہ ساز فوج کر دیتا۔

ایک حوصلہ شمر و کئے بنگال کے سیاہ بخت اور بہت نواب قاسم کی سرکار میں بھی ملازمت کی تھی۔ اور مدتوں تک راجہ جے پور کی ملازمت میں ہی رہا تھا۔ اور راجہ کی نوکری سے

اوسکو بادشاہ دہلی کی ملازمت میں جانے کا افتخار حاصل ہوا تھا۔ اوسکی زبردست قسمت نے اوسکو بادشاہ دہلی کے دربار میں پہنچا کر اوسکو پرگنہ سر دہنہ جاگیر میں دلوا بایا تھا۔ جسکی سالانہ آمدنی چھ لاکھ روپیہ تھی۔ جب اوسکو سر دہنہ کا پرگنہ جاگیر میں مل چکا تو اوس وقت وہ ملازمت ترک کر کے اس میں اگر افاست گزین ہوا۔ اور اوس کی مضبوطی اور استحکام کی فکر میں لگا۔

جب شہر دہنہ میں ایک جاگیر دار اور امیر کی حیثیت سے آباد ہوا تو ہمارے مصنفوں کی ہر دین "بگیم شہر" کے لقب سے ملقب ہوئی۔ بگیم شہر اپنے خاوند کے ہر ایک صلاح و مشورہ میں شریک رہتی تھی اور اس کی خدا داد قابلیت اور ذہانت سے شہر کو ہر کلام میں بڑی مدد ملتی تھی۔

جب شہر میں شہر نے انتقال کیا تو اوس کی افواج نے با اتفاق آراء اوس کی بگیم کو اپنا سردار تسلیم کیا۔ اور سر دہنہ کی حکومت بدستور سابق اوس کے قبضہ اقتدار میں رہی۔

چونکہ شہر اپنی پہلی بیوی سے جو کہ ایک مسلمان عورت تھی ایک بیٹا چھوڑا تھا جس کا نام ظفر باب خان تھا۔ اس لئے بگیم شہر کا انتخاب بالکل عجیب و غریب اور غیر معمولی تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی چونکہ ظفر باب خان کمزور اور بڑے اخلاق کا آدمی تھا اس لئے سر دہنہ کی رعایا اور افواج اوس سے خوش نہیں تھی۔ اور اوس کی ماتحتی یا حکومت کو قبول کرنا پسند نہیں کرتی تھی اور نہ اون کو اوس پر کسی طرح کا اعتماد تھا۔

بگیم شہر کا انتخاب شاہ عالم نے ہی پسند فرمایا۔ شاہ عالم کی نوازشات شہر و پشیمار تھیں۔ اور ظفر باب خان کو حکم ہوا کہ وہ دہلی میں آکر رہے۔ اوس کے گزراوقات کے لئے اوس کو کچھ وظیفہ مقرر کر دیا گیا۔

بگیم فری کی سرکردگی میں جو افواج تھیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔۔

دوبی سپاہیوں کی پانچ ٹبالیں - ۲ سو یورپین انسر اور چالیس توپین - شمر کی زندگی ہی میں اوسکی افواج متمرّد اور سرکش تھیں کیونکہ بہت سے سپاہی شل اپنے مالک کے جان باز اور بالکل نڈر تھے۔ اور جب بگیم نے اون کی سرداری قبول کی اوسوقت اونہوں نے اوس کو بہت دق کیا۔ لیکن وہ بڑی آن بان اور بڑے استقلال کی عورت تھی اوس نے اپنے دل میں مٹان لیا تا کہ جس طرح بھی ممکن ہو گامین افواج کو اپنا مطیع و مطاعا کر کے رہوں گی۔ اپنے اس ارادہ کے پورا کرنے کے لئے وہ موقع اور وقت کی منتظر تھی۔

اتفاق سے یہ موقع بھی اوس کو اوسوقت ہاتھ آگیا جبکہ وہ آگرہ کے قریب سترہا میں شاہی کپ کے ساتھ مقیم تھی۔

اس سے وہ ان کسی نے اگر بیان کیا کہ اوسکی دو باندیوں یا چوکریوں نے آگرہ میں اوس کے مکانوں کو اس لئے آگ لگا دی ہے کہ ان کو اپنے چاہنے والوں کے ساتھ ہٹا جانے کا موقع ملے اور یہ دو چاہنے والے لوگ وہی سپاہی تھے جن کو بگیم مکانات کی حفاظت کی غرض سے آگرہ میں چھوڑا ئی تھی۔

یہ مکان اگرچہ تھے خوش پوش لیکن ان میں ہر طرح کا قیمتی مال و اسباب بھرا ہوا تھا اور بگیم کے انسر دن کی بیویاں اور بچے اون میں رہتے تھے۔ خبر یہ ہوئی کہ آگ لگنے کی اطلاع جلد ہو گئی اور اس سے پہلے کہ کچھ نقصان ہو نہایت سرعت کیساتھ فرار ہو دی گئی۔ یہ دونوں چھوکر بیان بازار میں گرفتار کی گئیں اور گرفتار کر کے بگیم کے کپ میں حاضر کی گئیں۔ بگیم نے اپنی فرست اور ذکاوت سے مددے کر معاملہ آتش زدگی کی تفتیش فوراً شروع کر دی۔ اور اوسوقت جس قدر آدمی وہاں حاضر تھے ان سب کو یقین اور اطمینان ہو گیا کہ جو الزام

آتش زدگی کا ان دونوں چھوکریوں پر لگایا گیا ہے وہ سچا ہے اور یہ دونوں اس جرم کی متکب

ہوئی رہیں۔ بگیم نے جرم ثابت ہونے کے بعد حکم دیا کہ اون دونوں چوکر ہون کو کوڑے مارے جائیں اور جب تک وہ کوڑوں کے مارے سے بہوش نہ ہو جائیں اوس وقت تک اون پر کوڑے چرتے رہیں۔ اور بگیم نے اپنے خیمہ کے سامنے ایک گھر لگا دیا کہ وہاں کر تیار رکھا۔ جب وہ دونوں چوکر بیان کوڑوں کی مار کھاتے کھاتے بے دم اور بے ہوش ہو گئے تو اون کو اسی حالت میں گسیٹ کر اوس گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ اور زندہ ہی اونکو دفن کر دیا گیا۔ بگیم کے اس جلال اور اوس کی اس ہٹ کو دیکھ کر اوسکی فوج کے بورپن افسر اور ویسی سپاہی کانپ اٹھے اور کہنے لگے کہ واقعی اس عورت سے ڈرنا چاہیے۔ فی الحقیقت بگیم کی اس حرکت کا یہ اثر ہوا کہ وہ جو حکم دیتی تھی اوسکی فوج کے لوگ اوسکو خوراجا لاتے تھے اور کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اوس کی بیا آوری میں کچھ بھی حیل و محبت یا لیت و لعل کر جائے۔

بخلاف اس کے اگر اس موقع پر بگیم اپنی چوکر ہون کے ساتھ نرمی اور ملائمت کا برتاؤ کرتی اور اون کے قصور سے درگزر کر کے اون کو چوڑ دیتی تو ممکن نہیں تھا کہ وہ ایک مہینا ہی اپنی فوج کے آدمیوں کو اپنے قابو اور اپنے قبضہ میں رکھ سکتی۔

تاہم یہ بات افسوس سے دیکھے جانے کے قابل ہے کہ بگیم نے اون چوکر ہون کو زندہ دفن کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا مؤثر طریقہ اون کو سزا دینے اور اپنی ہیست بہانے کی غرض سے اختیار نہیں کیا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے اس واقعہ کا بطلان کیا ہے اور بگیم شمر کو اس وحشیانہ سزا کے الزام سے بری کر نیکی کوشش کی ہے۔ لیکن اسلمین نے اس واقعہ کے ثبوت میں شہادتیں پیش کی ہیں جن سے مشکل انگین نیکو کیا سکتی ہیں (ملاحظہ ہو ریمیلز اور لیکلکشنس جلد دوم صفحہ ۳۸)

بگیم شمر و اون نوازشات اور مہربانوں کی احسانندی میں جو شہنشاہ دہلی سے اوس کے

خاوند اور اوس کی ذات پر سبزل ہوئی تین شہنشاہ دہلی کی ہمیشہ وفادار اور  
جان نثار رہی۔

اس زمانہ میں شاہ عالم بوجہ اپنی کبر سنی اور ضعیفی کے اپنے وزیر کے ہاتھ میں  
ایک کٹہہ پتلی کے تھا۔ ہندوستان سے اسلامی حکومت کا جاہ و جبروت رخصت ہو چکا تھا  
اور دہلی کی سلطنت صرف برائے نام باقی رہ گئی تھی۔ سکھ۔ مرہٹے اور انگریز آہستہ آہستہ  
سلطنت مغلیہ کے اقتدار اور اوس کی مملکت پر قبضہ کرتے چلے جاتے تھے۔

مذکورہ بالا دو چوکریوں کی دلخراش اور حسرتناک موت کے بعد بیگم شرم علی طور پر بادشاہ  
دہلی کی امداد اور وفاداری پر متدد ہوئی۔ جبکہ شاہ عالم دہلی کے اطراف کے اضلاع  
میں باغیوں کی سرکوبی کی تیاری کر رہا تھا اوس نے اور نجف قلی خان والی گولگلہ  
پر حملہ بھی شروع کر دیا تھا تو اوس وقت بیگم شرم شاہ دہلی کی مدد کے لئے اپنی بیچ  
لیکر حاضر ہوئی۔

اس کے حاضر ہونے کی کیفیت اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ نجف قلی خان پر  
شاہ دہلی کے جانب سے جس وقت دبا دیا گیا تو اوس نے ایک عرصہ تک جان توڑ  
کوشش کر کے بادشاہ کی فوج کو اپنے پاس آنے سے روکے رکھا۔ اور ایک  
دن بادشاہ کے لشکر کو غافل پا کر دفعتاً اوس پر دبا بول دیا۔ جس سے یکبارگی شاہی  
لشکر میں ہلچل مچ گئی۔

جیسے ہی کہ شاہی فوج میدان سے ہٹا نکلتے برآمدہ ہوئی شرم کی بیگم پانچ مین بیٹی  
ہوئی اپنی بیچ کے ساتھ وہاں نظر آئی۔ اوس نے وہاں پہنچنے کے ساتھ ہی اپنے سپاہیوں  
کے تین جلالین اور ایک توپ کو بے روگی یورپین اسلحہ جارح  
تھامس کے حکم دیا کہ غنیمت چلے کرے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غنیمت نے شکست فاش کیا کہ بادشاہ کی



اطاعت قبول کی۔ سب نے اعتراف کیا کہ بیگم شمر کی بہادری اور دلیری نے شاہی فوج کی  
لج رکھ لی۔ شاہ عالم نے بیگم سے انتہا درجہ خوش ہو کر ہرے دربار میں اوس کو خلعت  
بے بہا سے سرفراز فرمایا۔ اور نہایت پیاری اور چہستی بیٹی کے لقب کیساتھ  
اوس کو لقب فرمایا۔

۸۱ء میں اپنے خاوند کی موت کے تین برس بعد بیگم نے مذہب عیسوی  
قبول کیا اور چالیس برس کی عمر میں اوس نے ایک روس کیتھولک پادری کے ہاتھ سے  
اصطبلغ لیا اور اوس کا عیسوی نام جوٹاکر کہا گیا اس واقعہ کے بعد اوس نے اپنے خاوند کی لاش  
جو آگرہ کے ایک باغ میں دفن تھی نکال کر گرجہ کے احاطہ میں دفن کرائی۔

شمر سے نبٹ کر اس مذہب میں بیگم نے کسی دوسرے شخص کے ساتھ شادی کرنے کا  
ارادہ کر لیا یہ سچ ہے کہ وہ اس وقت چالیس برس کی عمر کو پہنچ چکی تھی لیکن اوسکی رعنائی اور  
خوبصورتی ابھی تک بہار و ن پرہی حسن کے علاوہ اقتدار دولت و ثروت کی کشش  
اوس میں اس درجہ موجود تھی کہ خواہی خواہی ہر شخص اوس کے جانب مائل  
ہوتا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بیگم کی فوج کا ایک بوہین افسر جاج تھاس بیگم پر عشق تھا اور  
چاہتا تھا کہ کسی طرح بیگم مجھ کو اپنی خاوندی میں قبول کرے۔ اگر کین اوسکی یہ خواہش  
پوری ہو جاتی تو اس میں کون کلام کر سکتا ہے کہ تھاس شمالی ہند میں اپنا کیسا کچھ اثر اور اقتدار  
پیدا کر لیتا۔ لیکن جیب اوسکو اپنی آرزو میں کامیاب ہونے سے مایوسی ہوئی تو اس نے  
بیگم کی ملازمت ترک کر دی اور اوس نے اپنی علیحدہ حکومت قائم کی۔ فوج کے بارہ  
شاہین اوس نے بہرہ کی تھیں اور ایک شہر کی بنیاد ڈالی۔ اپنی علیحدہ توہین ڈھلنے لگا اور اپنا  
جداسکے بھی اوسنے مروج کر دیا۔

بلاشبہ اگر بگیم اوس سے نکاح ثانی کر لیتی تو اون دو نون کی خوب گذرتی۔ لیکن عشق آدمی کو گونگا ادھر کر دیتا ہے وہ خود تو ایک دوسرے فراموشی لی ولیو پر مری تھی جو اوسکی ملازمت میں تباہ تر تھامس کو قبول کرتی تو کیسے کرتی۔

آخر کار بگیم کی شادی لی ولیو سے ہو گئی۔ فادر گرگوری ایک رمون کیتھولک راہب نے سویورا اور بریزو دو عالی مرتبت افسروں کے موافقہ میں بگیم کا نکاح لی ولیو سے پڑا۔

لی و سوا اگرچہ بیافت و قابلیت میں کسی طرح کم نہیں تھا لیکن نہایت تندرست مزاج اور شکرتا۔ اوکو طرز عمل سے بگیم کو بہت سی مشکلات اور ٹانی پڑیں۔

بگیم نے بہتری اس بات کی کوشش کی کہ فوج کے تمام یورپین افسروں کو لی ولیو اپنی میز پر بٹا کر کھانا کلائے تاکہ اون کے خیالات اور اون کے عادات کی اصلاح ہو اور پھر اون کے اخلاق اور عادات کی پاکیزگی اور اصلاح سے عافیت اور امن و چین حاصل ہو لیکن لی ولیو کی اولٹی کو پڑی کے سامنے بگیم کی ایک نہیں پیش چلی۔

وہ بے وقوف اور مغرور شخص بگیم کو ہمیشہ ہی جواب دیتا رہا کہ کوئی چیز مجھ کو اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتی کہ میں اس قسم کے لوگوں کے ساتھ میز پر بیٹھ کر اذیتاں کھاؤں اور ہم بالہ اور ہم نوالہ بنوں۔ جب یہ خبر افسروں کے کانوں تک پہنچی تو وہ ارسے غصہ کے آگ بگولہ بن گئے اور اونہوں نے باہم یہ عہد کر لیا کہ ہم کبھی ایسے شخص کی کمان قبول نہیں کریں گے جو ہم کو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھے گا۔

رفتہ رفتہ افسروں اور سپاہیوں کی سرکشی نے یہاں تک طول پکڑا کہ وہ سب کے سب بگیم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور بگیم کو تنہا اپنے خاوند کے ساتھ ایسٹ انڈیا کمپنی کی عمارت

اور اوسکے نقل عافیت میں رہنے کے لئے جانے پر مجبور ہونا پڑا۔ لی ولیو نے نہر جان شور گورنر جنرل ہند سے خط و کتابت کی اور اخیر میں یہ بات طے ہوئی کہ خفیہ طور پر بگیم کو اپنی کمان سے استعفا داخل کر دینا چاہئے اور دوسری طرف یہ ٹان لی گئی کہ جب بگیم اور اوسکا دوسرا خاوند لی ولیو

اپنی فوج سے چپ کر باگین اور باگ کرانگریزی عماری میں پھنپن تو وہ بیان گرفتار کر لئے جائیں اور انکو حکم ہوا کہ وہ فرانسیسی علاقہ خندنگر میں جا کر رہیں۔

دہلی میں بعض بلالین کو اس رسل و رسائل کی خبر پہنچی اور انہوں نے شورو کے بیٹے کو اپنا جائز شہر زادہ یا حکمران تسلیم کیا۔ اور وہ دہلی سے سروستھ اس غرض سے روانہ ہوئیں کہ وہاں جا کر بلگیم شورو اور اس کے خاوند کو گرفتار کر لیں۔

لی ویدو کی فوج کے قریب تر پہنچنے کی اطلاع ہوئی اور اس نے اپنی بیوی یعنی بلگیم شورو سے آدھی رات کو انوپ شہر ہاگ چلنے کے لئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی ظاہر کیا کہ میں اپنے تئیں جان سے ہلاک کر دینا اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ باغی اور سرکش فوج کے ہاتھوں بڑکڑکھٹک کی اذیتیں اور ذلتیں برداشت کرنی پڑیں۔ بلگیم ہی اس مشورہ میں اس سے مستفق ہوئی اور کہا کہ میں بھی اپنے دشمنوں کے ہاتھوں میں پڑنے سے اپنی جان و دیتا زیادہ ترجیح دیتی ہوں۔

یہ دونوں کے دونوں اپنے ساتھ بہت سا زور و جواہر لے کر چل کھڑے ہوئے۔ بلگیم اپنے ہاتھ میں خنجر لے کر بالکی میں سوار ہوئی۔ لی ویدو اکوڑے پر سوار ہو کر بالکی کے ساتھ ساتھ ہولیا دوسپتول گھوڑے کی کاٹھی میں اوپر اوپر لگے ہوئے تھے اور تلوار یا کرج اوسکی بازو میں پڑی ٹٹک رہی تھی۔ یہ دونوں ابھی سروستھ سے تین جی میں نکلے ہوں گے کہ انکو گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اور انہوں نے دیکھا کہ ان کی فوج کے کچھ سواروں کے نکل رہا گئے کی گن بگادوں کے پیچھے ہباگے چلے آ رہے ہیں۔ اور ان سے بہت ہی قریب رہ گئے ہیں۔

لی ویدو نے اس وقت پہر بلگیم سے دریافت کیا کہ کیا تم اب بھی مرنے کو غنیمت کے ہاتھوں میں پڑنے سے بہتر سمجھتی ہو۔ بلگیم نے ہاتھ میں خنجر کو مضبوط پکڑ کر کہا کہ ہاں میں

اب بھی اپنے ارادہ پر مستقل ہوں۔ لی دلیو اپنے کاٹھی سے ایک پستول نکال کر کہا روں  
 کو دو ہتھکڑی کی غرض سے دکھایا اور اون سے تیز چلنے کو کہا۔ ممکن تھا کہ لی دلیو اگھوٹے  
 کے ایڑ مار کر کمین کا کمین نکلیا تا اور جو سوار اون کے تعاقب میں آ رہے تھے اون کو ادھکی  
 کر دی نہ ملتی۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ لی دلیو اپنی پیاری بیگم کو خطرہ میں چھوڑ کر خود اپنی  
 جان بچانے کے لئے ہٹا گیا۔

آخر کار فوج کے باغی لوگوں نے ان دونوں کو آلیا۔ بیگم کے ساتھ جو خادمہ عورتیں  
 تھیں وہ باغیوں کو چیلون کی طرح بڑھتے دیکھ کر جو اس باختمہ ہوئیں اور بے اختیار چھین  
 مارا کر روئے لگیں۔ لی دلیو نے پالکی کے اندر نظر کر کے دیکھا تو بیگم کے سینے پر جو  
 ایک سفید کپڑا بڑا ہوتا اور سپر او سکوخون کے دلغ نظر آئے۔ بیگم نے خود ہی اپنے ہاتھ  
 سے اپنے خنجر مارا تا لیکن ہاتھ گھرا نہیں پڑا۔ اور اب اتنی سہمت نہیں تھی کہ ایک دوسرا  
 ہاتھ اور لگا کر اپنا فیصلہ کر لیتی۔ بیگم کے بہادر اور دلدادہ خاندان نے یہ سمجھ کر کہ بیگم کے زخم  
 کاری لگا ہے اور وہ اس سے جان بھین ہو سکے گی اپنی کینٹی مین گولی مار لی۔ گولی اس  
 کی کھوپڑی کو توڑ کر باہر نکل گئی اور وہ فوراً گھوڑے سے نیچے اڑا اور جان نکل گئی۔ فوج  
 کے یورپین افسروں اور سپاہیوں نے لی دلیو کی لاش کی ہر طرح پر بے حرمتی کی۔ اور  
 بیگم قیدی بنا کر سردہنہ میں واپس لائی گئی۔

شمر وکے بیٹے ظفر یاب خان نے سردہنہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اور بد نصیب  
 بیگم کے ساتھ نہایت جبراً سلوک کیا گیا چنانچہ جو عورت سردہنہ کی ملکہ رہ چکی تھی۔ جسکی صورت  
 سے فوج کے یورپین افسر تک کانپتے تھے اب وہی عورت سات روز تک بے  
 آب و دانہ ایک توپ کے نیچے رکھی گئی۔ بعض لوگ جو اس کے حال پر رحم کھاتے  
 تھے وہ اسکو چوری چھپے کچھ کھانے کو دے جاتے تھے اس کے گلو ایک از وہم

لگا رہا تھا اور ہر شخص اوسکو گالیوں اور برے الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ مصیبت میں بیگم نے جاب تناس کو یاد کیا۔ جاب تناس وہی انگریز تھا کہ جسکو یہ پہلے ایسی خوش جواب دیکر اوس کا دل توڑ چکی تھی اپنے بعض عہدروں کی مدد سے بیگم نے جاب تناس کے نام ایک چٹھی بھیجنے کا بندوبست کیا اور اوس میں اس نے بنت اسبات کی استدعا کی کہ جسکو تم اس مصیبت سے آکر چہرہ الوہین تو میں زہر کہا کر یا خنجر مار کر مر رہوں گی۔ جب یہ چٹھی جاب تناس کو پہنچی تو اوس سے خوش نہ بیٹھا گیا اور فوراً وہ اپنی جمعیت کے کمر سردہ نہ آن پہنچا رشوت سے اور ڈرانے و بھکانے سے ظفریاب خان کو اوس نے حکومت سے جڑت کیا اور باغی سپاہیوں کو ہوش میں لانے کی کوشش کی۔

بیگم توپ کے نیچے سے نکالی گئی۔ جہان اوسکو جہانی اور روحانی صوبہ میں اور ٹیکسٹین بے انتہا بیچ رہی تھیں اور پھر اوسر نو سندنشین کی گئی۔ منت نے گویا پھر دفعۃً پٹا کھایا اور تیس یورپین افسر جو کچھ در پہلے بیگم کے خون کے پیا سے بنے ہوئے نظر آتے تھے اسوقت وہ ہشامانی سے سرنگون بیگم کے سامنے کھڑے تھے۔ اور خداوند مسیح کا واسطہ دیکر اوس عہد نامے پر دستخط کر رہے تھے جہین لکھا تھا کہ ہم دل و جان سے بیگم کی کمان قبول کریں گے اور ہر طرح پر اوسکے مطیع فرمان رہیں گے۔ اور کسی دوسرے شخص کی کمان کو ہرگز قبول نہیں کریں گے خواہ وہ کوئی کیوں نہ ہو۔ عہد نامہ مذکور پر دستخط کرنے کے بعد وہ تمام یورپین افسر ادب کیساتھ وہاں سے گردنیں نیچے کئے ہوئے چلے گئے۔ اسکے بعد بیگم نے نہایت قوت و اقتدار کے ساتھ حکومت کی اور فوج سے پہرا و سکو کسی قسم کی مشکلات پیش نہیں آئیں۔

جب اوس نے دیکھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی تمام ہندوستان کو اپنے مقبوضات میں شامل کرنا چاہتی ہے تو اوس نے انگریزوں سے ساز و باز شروع کی جب اُس نے

انگریزوں کی دوستی اور وفاداری کا عہد باندھا تو اس وقت اس کے پاس ۶ بیالین اور ایک توپ خانہ تاجمین یورپین افسر اور ۲ سو گھوڑے تھے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس ایک اسلحہ خانہ اور توپین ڈھانے کا ایک کارخانہ بھی اچھی حالت میں موجود تھا اور یہ دونوں مکانات قلعہ کی تفصیل کے اندر اس کے رہنے کے مکان کے متصل ہی واقع تھے۔ اس تمام کارخانہ پر اس کے چار لاکھ روپیہ سالانہ صرف ہوتے تھے انتظام ملکی میں اس کے انٹی ہزار روپیہ سالانہ اور اخراجات خانگی میں اسے قدر رقم صرف ہوتی تھی اور ان سب کی میزان مجید لاکھ روپیہ کے قریب پہنچتی تھی۔ سردہندہ اور نیز دوسرے علاقوں سے اس کو جو مالگذاری وصول ہوتی تھی اس کی مقدار اخراجات سے کچھ بڑھ کر ہوتی تھی۔

ایک عجیب و غریب واقعہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بگیم نے ایک مرتبہ لارڈ لیک سے جو اس زمانہ میں برٹش افواج کا کمانڈر انچیف تھا کھلا کر ہیجا کہ میں آپ سے طاقات کر نیکی لئے آتی ہوں۔ رات کو کھانے کے بعد بگیم سیانا یا بالکی میں سوار ہو کر لارڈ لیک کی طاقات کو پہنچی اور استقبال کے لئے جو خیمہ کھڑا کیا گیا تھا وہاں بالکی اوتاری گئی اوس زمانہ میں ہندوستان کے جواڑوں اور سرداروں کی دوستی اور وفاداری بڑی غنیمت خیال کی جاتی تھی۔ لیکن لارڈ لیک بگیم کی وفاداری سے کچھ زیادہ مطمئن اور خوش نہیں تھے۔ اس وقت وہ شہراب کا جام چہڑا کر اٹھے تھے اور سردار میں آ رہے تھے۔ نشہ میں اون کو مطلق اسبات کا خیال نہ رہا کہ جس کے استقبال کو میں اوٹھا ہوں وہ کوئی مرد نہیں ہے بلکہ ایک نازک اندام عورت ہے لارڈ محدود استقبال کے لئے بیباکانہ بڑھے اور بگیم کو سامنے دیکھ کر اس کو بغل میں لے لیا اور اس کو چومنے چاہتے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر حاضرین دنگ رہ گئے لیکن بگیم نے فوراً یہ کہہ کر اپنی خفت اور حاضرین کے تعجب کو رفع کیا کہ جس طرح باوری اپنی بیٹی کے ساتھ پیش آئے ہیں اسی طرح لائٹ صاحب بھی میرے ساتھ پیش آئے ہیں۔ چونکہ بگیم سیسی مذہب

اختیار کر چکی تھی اس لئے یہ بیان اوس موقع چسپان ہو گیا۔ اگرچہ بعض لوگ بگیم کی اس ناویل کو سنکر اور پادری کو لال و ردی اور لارڈ لیک کی شکل و شبہات میں دیکھ کر سکرائے۔

۱۸۳۳ء سے بگیم شروع و انگریزوں کی حمایت میں داخل ہو گئی اور اس کے بعد سے اوس نے اپنی فوجوں کو لڑائیوں میں مصروف رکھنے میں کمی کی اور رفتہ رفتہ اوس نے تمام یورپین طرز معاشرت اختیار کر لی۔ اب یا تو ہاتھی پر سوار ہو کر باہر نکلتی تھی یا گاڑی میں بیٹھ کر۔ اور کبھی کبھی سر پر انگریزی ٹوپی دے کر اور چہرہ پر نقاب ڈالکر گھوڑے پر بھی سوار ہوتی تھی۔

انٹیکن کامیابان ہے کہ وہ اکثر گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی دعوتیں کرتی رہتی تھی اور اون کے اور اون کے اسٹاف کے آدمیوں کے ساتھ میسر و ملتے کرکمانا کھاتی تھی اور سالہا سال شہر میرٹھ کی انگریزی سوسائٹی کے لئے اوس کا مکان خانہ بے تکلف رہا ہے۔

کسی حالت میں اس عجیب و غریب عورت نے خود داری کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا جو لوگ اوس کے پاس روزمرہ کے آنے والے اور اوس سے اتنا درجہ کے بے تکلف تھے اون کے دلوں میں ہی وہ اپنی وقعت اور اپنی عزت بٹھانے سے بے فکر نہیں رہتی تھی۔

لارڈ ڈنٹیک گورنر جنرل کشور ہند نے ہندوستان سے روانہ ہونے کے وقت جو چٹھی بگیم شروع کے نام لکھی تھی اوس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اوسکی قابلیت اور اوس کی طرز عمل کی خوبیاں لارڈ ممدوح کے دل میں کس درجہ جاگزیں تھیں۔

ناظرین کی دلچسپی کی غرض سے اوس چٹھی کا ترجمہ ذیل میں درج کر دینا کچھ نامناسب نہ ہوگا

بخدمت ہر ائٹس بگیم شروع

سیری معزز مہربان۔

”میں ہندوستان سے اوس عزت و تکریم کے اظہار کے بغیر خست نہیں ہو سکتا جو پورہائیس کے اوضاع و اطوار یا طرز عمل کے متعلق میرے دل میں جاگزیں ہے۔ تمہاری نیک مزاجی اور اوس خیرات و مہارت کی وجہ سے کہ جس نے پورہائیس کو ہزار ہا لوگوں کی نظروں میں عزیز اور دوست بنا رکھا ہے۔ میرے دل میں بھی پورہائیس کی تعریف و توصیف کا خیال پیدا ہوا۔ میں امید کرتا ہوں کہ ابھی تم سالہا سال تک تہمتیوں اور بیوہ عورتوں اور اپنے بہت سے متعلقین کی تسلی اور تسکین کے لئے زندہ رہو گی۔

کل صبح کو میں انگلستان کیلئے جہاز پر سوار ہوں گا میں تمہارا اور نیز ہر اوس شخص کا یہی خواہ رہوں گا کہ جو ہندوستانیوں کی فلاح و بہبود کے لئے سجدہ کوشاں رہیگا۔

آپ کا دلی دوست

ڈبلیو۔ ایم پینٹاک

جب بگم نے انتقال کیا تو ساٹھ لاکھ کی مالیت کا مال و اسباب کرنل ڈالس کے بیٹے کو ورثہ پہنچا تا یہ شخص شمر کے بیٹے ظفر یاب خان کا سالہ تھا۔

بگم کے مال و دولت کا اندازہ اور نیز یہ بات ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ اپنے روپیہ کو کن کاموں میں صرف کرتی تھی اسلیم کے رسیس اور ریکلشن سے سندھ جہ ذیل بیان نقل کر دینا کافی ہو گا۔

بگم نے ایک نہایت عالیشان کلیسا، سر دہنہ میں تعمیر کیا تھا اور اس کے اخراجات کے لئے ایک لاکھ روپیہ وقف کیا تھا۔ اور پچاس ہزار روپیہ سر دہنہ کے غریب اور مفلوک الحال لوگوں کی پرورش کے لئے اوس نے علیحدہ کیے تھے۔ اور ایک لاکھ روپیہ اوس نے رومن کیتھولک کالج کے لئے وقف کیا تھا کہ اوس میں ہندوستان کی بہتری کے لئے پادریوں کو تعلیم دیا جائے۔



اوس نے روٹا کو بھی ڈھک لاکھ روپیہ خیرانی کا سون کی غرض سے بھیجا تا اور اوس کا  
 مصرف یورپ کے منشا پر منحصر رکھتا تھا۔ اور اسی غرض کے لئے اوس نے پچاس ہزار  
 روپیہ آج بکسٹ کنٹر بری کے پاس بھیجا تھا۔ بگیم نے کلکتہ کے لائٹ پادری کو بھی لایک  
 لاکھ روپیہ اس غرض سے دیا تا کہ اوس سے پرائٹ ٹنٹ مذہب کے غریب بچوں  
 کے لئے استاد فراہم کئے جائیں۔ اس کے علاوہ اوس نے کلکتہ کو پچاس  
 ہزار روپیہ اس غرض کے لئے بھیجے تھے کہ اون سے غریبوں کی پرورش کی جائے  
 اور نادار مقررین کا قرض ادا کیا جائے۔

کلکتہ۔ بمبئی۔ اور مدراس کے کیتھولک مشنوں کو اوس نے ایک لاکھ روپیہ اور اگر  
 کے کیتھولک مشن کو تیس ہزار روپیہ بھیجے تھے۔

اوس نے میرٹھ میں ہی رومن کیتھولک لوگوں کے لئے ایک نہایت خوبصورت  
 کلیسا تعمیر کیا تا اور اوس کے اخراجات کے لئے ۱۲ ہزار روپیے نقد دئے تھے۔  
 اوس نے میرٹھ میں پرائٹ ٹنٹ مذہب کے غریب لوگوں کے لئے بھی دس ہزار  
 روپیہ کے مصرف ایک کلیسا تعمیر کیا تا۔

بگیم ٹرو ایک معجون مرکب عورت تھی اسکی لائف کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ  
 اوس کے خیالات اور حالات میں کیسی کیسی تبدیلیاں ہوئیں اور اوس نے اخیر میں اپنے روپیہ  
 کو رفاہ عام کے کاموں میں کس فراخ دلی کے ساتھ صرف کیا۔ فقط

# قطعات

## تاریخ سالگرہ ادیبؒ ۱۳۱۶ ہجری نبوی صلعم

دراختیاج افکار گہر بارہ اکثر شیخ محمد حسین صاحب مہتمم شفا خانہ میکینان و دیتیمان ایلور ضلع گوداوری

<p>کنصر من الصد فتح قریب          ہوا سال بہر کا دیہ مقبول عام          عطا کر اسے تاقیامت قیام          ہر کب تلک جھل میں پابگل          ہر اک شہر دہلے میں چلتا رہے          دلا قوم سے اُنکے مضمون کی داد          دل و جان سے تا اسکا ہو مہتمم          کہ تا منتظم کی کشائش بڑ ہے</p>	<p>سنہ ہجری سالگرہ ادیب          بروز دوشنبہ بھاہ صیام          اتنی بخت رسول ا نام          کہ تا قوم ہو علم سے زندہ دل          یہ مطیع سے ہر مہ نکلتا رہے          تو کہ اسکے مضمون نگار دن کو شاد          بڑ بدن بدن ہمت منتظم          ہر اک سمت سے اسکی خواہش طہر</p>
ایضاً	

<p>جو ایک جای تو ہو جاے دوسرا پیدا          توسعی مہدی علی خان ہے اسکی جا پیدا          ادیب وارث تہذیب ہو گیا پیدا          شرارہ کچھ نہ کچھ اک روز ہو میگا پیدا          بعید کیا کہ جو ہو یک بیک صفا پیدا          اور اپنی جا ہوئے پھر بن آئینہ پیدا          ہوئی نہ ہم میں ابھی غیبت سر دیا پیدا</p>	<p>ہیماں ازل سے ہر قانون فطرت قیوم          اُسجا جان بے جہان اجتہاد سر سید          گردنہ سال میں تا پائے ترکہ پدری          رگڑ سے اسکی مسلمانوں کے بچھے دل میں          پھر اُس چمکے ہر اک سینہ مکہ میں          ہم آئینہ تے کہی آج بن گئے پتھر          خفیف ہو گئے آنکھوں میں ہر کردمہ کی</p>
--	--

ابھی نہ ہم مین ہوا شوق علم کا پیدا  
ادیب کا تو خدا یا رہے ہوا پیدا

اگرچہ دیکھ رہے ہیں فوائدِ تسلیم  
ہوا ہی قوم سے تہذیب کا نشان بہنان

## عجائباتِ عالم

### نہایت تیز رفتاری چاہیہ کی کل

چھاپنے والوں کی اصطلاح میں اس کل کا نام ڈمنٹوپل مشین ہے اسکے کام کرنے کی طاقت کا جب خیال کیا جاتا ہے تو سخت حیرت ہوتی ہے۔ اسکے سوا ہزار علیحدہ علیحدہ پرزے ہیں۔ ملک انگلستان کے سب سے بڑے کارخانہ میں اسکے بنانے میں ڈیڑھ سال خرچ ہوتا ہے یوں تو انجن اور کمپی ایک اور کمپن بلجاٹا نفاستہ پیچیدگی حیرت پیدا کرتی ہیں لیکن یہ کل ایسی پیچیدہ ہے کہ اسکی نگہبانی بڑی مشکل سے ہو سکتی ہے۔ اسکے چھاپنے والے حصوں میں جگہ سے کاغذ آتا ہے جسکی کروڑوں تھیں رولرون پر لپیٹی ہوتی ہیں کاغذ کا عرض ۵ فٹ ہوتا ہے یہ رولر نہایت تیزی سے بہرتے ہیں مگر کاغذ پٹنے نہیں پاتا۔ نہایت تیز رفتار سے چھاپہ ایک گنٹھ میں دو میل لمبا یا معمولی اخباری صفحہ کا ۵ میل کاغذ استعمال کرتا ہے۔ یہ امر بخوبی ذہن نشین کرنے کے واسطے کہہ سکتے ہیں کہ اس چھاپہ میں چار۔ چھ۔ یا ۸ صفحوں کی ۹۶ ہزار پرچے ایک گنٹھ میں چھپتے ہیں یہ پرچے ایسے حیرت انگیز سرعت سے منظر چھپتے ہی نہیں بلکہ کالے بنائے اور تھیکے جاتے ہیں یا بالفاظ دیگر جوت سے کاغذ رولرون پر پھینکے جاتے ہیں چھاپہ ہر ایک عمل خود ہی کرتا ہے حتیٰ کہ اخبارات خانوں میں دکنے کے قابل ہو جاتے ہیں فی گنٹھ ۹۶ ہزار پرچے کے یہ معنی ہوئے کہ ایک منٹ میں ۱۵ سو پرچے چھپ کر تیار ہو جاتے ہیں یا ایک ٹکڑی سوئی کے ایک دفعہ تک دورہ کرنے میں ۲۵ پرچے چھپتے ہیں۔

دنیا میں سب سے بڑی تاجز جنگ زبلین کی ہے جو امریکہ سے شائع ہوئی ہے اس تاریخ کی

ایک سو بیس جلدیں ہین اور ہر جلد میں ایک ایک ہزار صفحے اس تاریخ کے ساتھ ایک سبت بڑا نقشہ ہے جو ۳۰ مکڑ و نمین طبع ہوا ہے یہ کتابیں ۳۰ فٹ لمبی اور ایک ٹن وزنی ہین اس تاریخ کی چھپائی میں آٹھ کروڑ روپیہ صرف ہوا ہے اور صرف گیارہ ہزار سٹ طبع ہوئی ہین۔ اسپین میں ایک مصنوعی سپاہی بنایا گیا ہے جو ایک منٹ میں ہزار افراد کر سکتا ہے۔

## دکچپ و مفید معلومات

### ایک توپ کی فیر کے اخراجات

سبت کم لوگوں کو معلوم ہو گا کہ ایک توپ کی فیر کرنے میں کس قدر روپیہ صرف ہوتا ہے لہذا اس کا جاننا دکچپ سے خالی نہ ہو گا۔ ایک سو دس ٹن کی توپ سے ایک گولہ اوتارنے میں اڑھائی ہزار روپیہ سے زیادہ خرچہ ہوتے ہین۔ ایک سو دس ٹن والی توپ صرف ۳ گولہ اوتار سکتی ہے اسکے بعد وہ بالکل بیکار ہو جاتی ہے پس اگر اس گولہ کی قیمت میں توپ کی قیمت شامل کیا جائے تو ان دونوں سے ایک گولہ اوتارنے کا خرچہ پانچ ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ ہوتا ہو اس قسم کی ہر توپ کی لاگت ۲ لاکھ ۳۰ ہزار روپے ہوتے ہین اور چونکہ ایک توپ صرف ۳ گولہ اوتار سکتی ہے فی گولہ اس کی قیمت وہ ہزار سات روپیہ گنتے جاتے ہین۔ ۷ اٹن والی توپ کی تیاری میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ لاگت آتی ہے ایک توپ سے ۱۲۴ گولے اتر سکتے ہین پس ہر گولہ کی قیمت تقریباً ۳ ہزار روپیہ ہوتے ہین۔

شیشہ پر جو حروف کہو دے جائیں وہ ان حروف سے جو ایک سخت سے سخت پتھر پر کہو دے جائیں زیادہ پائدار ہوتے ہین۔ شیشہ پر کے حروف صدیوں تک برابر پڑھتے جاتے ہین۔ مگر پتھر کے حروف جلدی ہی غائب ہو جاتے ہین۔

دنیا میں تقریباً سینتالیس ہزار اخبار جاری ہین۔

دنیا میں اہرام مصر تمام دنیا کی عمارتوں سے زیادہ پرانی ہے۔

گر زستم شاہ ایران کے اسلحہ خانہ قدیم میں موجود ہے جو کہ نوروز کے دن خوشیوں سے معطر اور معتبر کیا جاتا ہے۔

## یادگاری واقعات

۱۸۹۹ء کا اخیر مہینہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ قومی جلسوں کی بڑی دھوم دھام رہی۔ کھٹو میں نیشنل کانگریس مونگیر میں کابیتہ کانفرنس۔ بریلی میں ویش کانفرنس۔ میرٹھ میں ہمارا گو کانفرنس اور کلکتہ میں محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے جلسے بڑی کامیابی۔ سکرگرمی اور قومی پوش کے ساتھ منعقد ہوئے جنکی کارروائیاں بالخصوص اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔

آخر ماہ میں حضور نظام شاہ دکن کی کلکتہ میں رونق افروزی اور ہزار کلسنی ویسے اگلے کفر مہند کی طرف سے حضور ممدوح کی شاہانہ ضیافت خاطر مدارات اس صدی کے یادگاری واقعات سے ہیں۔ جس شان و شوکت سے عالی قدر وزیران نے اپنے شاہی مہمان کے استقبال۔ قیام اور آسائش کا اہتمام فرمایا اور مہمان نے جامِ معیت کے جواب میں جو اسیج دی جسکے ہر فقرہ اور ہر لفظ سے خلوص ارادت اور دلی محبت پستی تھی وہ صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہے گی اس مہینہ کے اخیر میں شہر پونہ کے مشہور سردار ناتھو اور ان کی رہائی بھی ایک یادگار واقعہ ہے قحط طاعون اور جنگ طر انسوال کی حالت ہنوز رو بہ ترقی ہے۔ دافع البلیات جلد اپنے بندوں کو ان بلاؤں سے نجات دے گا۔ آمین۔

ایڈیٹر

## ریلوے ۱۔ انگلیٹڈ اینڈ انڈیا

یہ نادر کتاب جو انگریزی سے اردو زبان میں فی الحال ترجمہ ہو کر شائع ہوئی ہے اور جسکے مصنف رائے بہادر لالہ بیجا ناتھ صاحب بی۔ آسے۔ جج عدالت خفیہ آگرہ ہیں کہنے کو تو انگلستان۔ فرانس سوئیٹزرلینڈ و سلیڈن وغیرہ کا سفر نامہ ہے مگر فی الاصل ایل یورپ کی تہذیب و طرز معاشرت کا

مرقع اور صنعت و حرفت وغیرہ کے ذریعے سے ادنیٰ دولت و ثروت نے جو ترقی کی ہے  
 اوسکا کارنامہ ہے فاضل مصنف نے عام سیاحوں کی طرح یورپ کے مشہور مقامات کے محض  
 سطحی حالات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جن ذرائع سے یورپین اقوام آج حکومت ثروت و حسن  
 انتظام کی معراج الکمال کو پہنچی ہوئی ہیں اور جن پر عدم التفات کے باعث اہل ہند حقیقت  
 نکتہ واد بارہین پڑے ہوئے ہیں اُنکو بالتصریح ظاہر کر کے اپنے ملکی بہائیوں کے  
 لئے ترقی کی شاہراہ کھول دی ہے۔ جس عمیق نظر سے قابل مصنف نے ان امور کو مشاہدہ  
 کیا ہے اور اپنی سیر و سیاحت کے جو نتایج اپنا سے ملک کے استفادہ کی غرض سے اس  
 کتاب میں قلمبند کیے ہیں وہ اوسکو عام سیاحوں کی صنف سے بالکل علیحدہ کر کے اصلی  
 محبان وطن و ہی خواہان قوم کے زمرہ میں داخل کرتے ہیں اگر ہم اس اعتبار سے مصنف  
 موصوف کو چودھویں صدی کا ابن بطوطہ کہیں تو زیبا ہے۔

یہ کتاب علاوہ تمہید اور خاتمہ کے بارہ ابواب پر منقسم ہے جسکی تفصیل کی اس مختصر ریویو میں گنجائش  
 نہیں ہے۔ صرف اس قدر کہدینا کافی ہے کہ اس کتاب کی تعریف ہندو یورپ کے نامی  
 اخبارات و اہل الرائے کر چکے ہیں۔ زبان نہایت صاف و شہدہ اور کتاب اول سے آخر  
 تک قیمتی معلومات سے پُر ہے ۳۰۶ صفحے کی ضخامت میں عمدہ سفید کاغذ پر لکھنے کے مشہور  
 نگار خانہ رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز پریس میں نہایت خوشخط چھپی ہے اور  
 حیرت ہے کہ باوجود ان سب خوبئیوں کے پبلشرز نے ایسی مفید و دلچسپ و بیش بہا کتاب  
 کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے! اگر انجیل کی عام اشتہاری کتابوں کی قیمت کے معیار  
 سے اس درنا باب کی قیمت تین روپیہ رکھی جاتی تب بھی کم تھی۔ ملک کو بڑی قدر کرنی چاہیے۔  
 ایڈیٹر

## ۲- ذکر رحمانی

یہ متبرک رسالہ زیر اعظم یک ایجنسی مراد آباد کی قابل قدر کتابوں کے سلسلہ میں ہمارے مخدوم مولوی

سید احمد علی صاحب مالک اخبار موصوف نے خان بہادر قاضی محمد ابراہیم خان صاحب کمر مراد آباد سواتین لکھ کر شائع کیا ہے حسین مشہور قطب وقت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنج مراد آبادی کے حالات سوانح عمری و کشف و کرامات وغیرہ درج ہیں۔ مولانا صاحب قدس سرہ ہمارے زمانہ کے اقطاب سے تھے چنگے دیدار فیض آثار سے مشرف ہونے والے اس وقت ہزار ہا آدمی موجود ہیں۔

ایسے بزرگ کے حالات و اشغال و اوقات شریفین سے واقفیت حاصل کرنا عین سجاد ہے کیونکہ

عاصیان رامی رہا نذاذ عذاب کے بداند و اصلانش را جدا یاد نیکان یاد آن سجان بود	ذکر نیکو رفتگان دارد ثواب ہر کہ را باشد محبت با خدا ذکر ایشان ذکر آن یزدان بود + +
--	--

یہ سالہ ڈھائی جزین نہایت خوشنما مطبع مطلع العلوم میں چپا ہے۔ نین آنہ میں تیرا عظم بک ایجنسی مراد سے مل سکتا ہے۔

ایڈیٹر

### ۳۔ شمس التواریخ

یوں تو سید یون تواریخ اسلامی چپ چکی ہیں اور آئے دن نئے نئے ناموں سے چھپتی رہتی ہیں مگر انہیں وہی واقعی یافتہ شام و مصر وغیرہ کے واقعات اور لفظوں کی اولٹ پھیر کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ شمس التواریخ جو کہ ہمارے ہی وطن فشی محمد امیر الدین و اسماعیل علی نے اپنے مطبع الماع النور واقع محلہ گلاب خانہ اگرہ سے عمدہ سفید ولایتی کاغذ پر نہایت خوش خط لکھ کر ٹبری آب و تاب سے شائع کیا ہے اپنے ڈھنگ کی بالکل نئی اسلامی تاریخ ہے جس میں نہ صرف بانی اسلام مسلم کے مفصل حالات، معجزات، غزوات و سرایا، جنگ و جدال، بشری و بیضاقلید کیے گئے ہیں بلکہ عرب کا جغرافیہ مع نقشہ ہائے رنگین کے اور ان

ملک کے حالات جہاں کہیں اسلام پکڑا ہے محل میں دما ہیں۔ روم و یمن۔ افریقا  
 و ہندوستان وغیرہ کے مشرق و جنوب۔ آج تک اس بانی کی کتاب اسلامی دنیا میں  
 شاید ہی شائع ہوئی ہو۔ ہر مہینہ پانچ ہزار دن میں قیمت ۱۲۰ مع معمولی ڈاک شائع ہوتی ہے  
 تاکہ شائقین کو خریداری میں آسانی ہو۔ اس وقت تک ۲۰ جلد کے قریب چھپ چکے ہیں۔  
 درخواستیں مندرجہ بالا نشان سے روانہ کیجادیں۔  
 ایڈیٹر

## ۴۔ پبلک گزٹ

اس سال کے جدید اخبار و نمیں یہ اخبار نہایت قابل قدر ہے۔ اس میں اعلیٰ درجہ کے  
 علمی۔ تاریخی۔ اخلاقی مضامین درج ہوا کرتے ہیں جو فاضل ایڈیٹر کے زور قلم کا ثبوت دیتے  
 ہیں۔ سرکاری و دہلیضکل معاملات پر نہایت متانت اور تنجیدگی سے مودبانہ الفاظ میں بحث  
 کیجاتی ہے۔ عمدہ دبیر کاغذ کے ۱۶ صفحوں پر ہفتہ وار پبلک پریس امرتسر سے باہتمام لالہ جوجند  
 صاحب منیر نہایت خوشخط طبع ہو کر شائع ہوتا ہے قیمت باوجود ان سب خوبیوں کے صرف  
 تین روپیہ سالانہ مع معمول ڈاک ہے جو ایسے بیشل اخبار کے لیے بالکل کم ہے۔ شائقین  
 نمونہ کا پرچہ منگا کر ہمارے قول کی خود تصدیق کر لیں۔ فقط  
 ایڈیٹر

## اشتمارات

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون  
 یہ رسالہ الاسلام آباد کی کوششوں کا نتیجہ  
 ہے کہ تین برس کے اندر معتبر تاریخ عربی  
 علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کے ایک  
 حصہ کا ترجمہ دو جلد دن میں شائع ہو گیا ہے  
 پہلی جلد میں خود علامہ ابن خلدون کی سوانح

انساب عالم۔ حضرت نوح اور اہل اولاد کے  
 نام و نسب و حلیہ۔ طبقات عرب۔ باغ لہم  
 کی تحقیق ہو و وصلح پیر غیر ان علیہما السلام  
 عمالقہ شعیب و اصحاب رس۔ ابراہیم  
 و اسماعیل و ہاجرہ و اسحاق علیہم السلام  
 اور تعمیر کعبہ و قربانی اور انبیاء بنی اسرائیل  
 و لوط علیہم السلام۔ ملوک عرب۔ ملکہ بلقیس۔



اصحاب قبیل و طبر ابا بیل ملوک بابل و موصل  
و نینوی و قبط اور ملوک نبی اسرائیل کے مفصل  
حالات حضرت عیسیٰ اور حواریوں کے بیانات  
انجیل اربعہ اور اسکے لکھے جائیداد کا زمانہ اور  
شریعت عیسوی کی بنیاد کا تذکرہ نہایت تحقیق  
سے لکھا گیا ہے۔ دوسری جلد میں اخبار  
و انساب دولت فارس۔ یونان۔ روم۔ لاطینی  
کے انساب و احوال۔ اسکندر۔ ارسطو۔ ملوک  
قیصر و کیم و قیصر و متصر قسطنطنیہ و شام اور  
مسلمانوں کا اس پر حملہ کرنا۔ ہر نف اور اسلامی فتوحات  
انساب و حکومت طبقہ ثالثہ عرب۔ قبائل حضرت  
بنو حمیر۔ بنو قنصاعہ۔ بنو کلمان۔ ملوک حیرہ و ملوک کند  
اوس و خیرج۔ ملوک یشرب۔ بنو عدنان کے  
انساب و حکومت۔ آنحضرت صلعم کا صحیح اور باقی  
نسب نامہ قبائل قریش کے انساب و حالات  
تادمان و ولادت نہایت صحت سے مذکور ہیں  
ان دونوں جلدوں کے دیکھنے کے بعد ان  
مضامین کے دیکھنے کو کسی دوسری کتاب کی ضرورت  
نہیں رہتی و دونوں جلدیں بقیعت فی جلد غیر  
محصول ڈاک ذریعہ خریدار۔ دفتر الاسلام الد آباد

مشترک ہے جس سے مل سکتی ہیں۔

المشترک۔ حامد حسین ملک رسالہ الاسلام الد آباد  
نئی نئی کتابیں

سفر نامہ برہما برہما کے سفر اول و دوم کے

چشم دید حالات وہاں کے عجیب و غریب

رسم و رواج اور طریقوں کا مفصل بیان۔ برہمی

لوگوں کی تہذیب و تربیت کے کوالیف دیکھنے

ہی کے قابل ہے قیمت ۴ ر

سفر پرہیزا ملک نیپال کا سفر نامہ جو بالکل

ناول کے رنگ میں لکھا گیا ہے قیمت ۵ ر

پرورش اطفال یہ کتاب اپنے ساتھ کی اور

کتابوں میں فرسٹ کلاس ہے۔ اسکا ترجمہ

بڑی بڑی کوششوں کا نتیجہ ہے اس میں پرورش

اطفال کی بابت بہت اچھی طرح دکھایا گیا

ہے کہ اگر ان کے واسطے فلاں فلاں احتیاط

ان کے والدین کریں تو وہ ضرور امراض لاحقہ

اور جلد عوارض سے محفوظ رہیں گے مرنے مارے

جانتے و چہند۔ تندرست و تندرست قیمت ۱۳ ر

جوہر نباتات اس میں ہر قسم کے درختوں

کے حالات مفصل نام انگریزی و ہندوستانی

وسادگی۔ فیاضی و مستقل مزاجی۔ اور پھر اس کے ساتھ  
وہاں کا بڑا عاشق۔ عجب پر لطف ناول ہے ضرور ملاحظہ  
فرمائیے۔ فی جلد - - - - -  
۲ گشت  
محمد نثار حسین۔ شمارتھم چاند مار۔ لکھنؤ چوک

### اصلاح

وہ علمی ماہواری سیکرین سے جس پر اہل اسلام کی تمامی اصلاحات  
کا دار و مدار ہے تاریخی۔ تحقیقی۔ اخلاقی۔ مضمائین کا مخزن۔  
تمامی شرف و فساد کی اصلاح سے۔ مطلب ہے اگر آپ کو  
اہل اسلام کی اصلاح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو نہ صرف  
اسکی خریداری سے شکر گزار فرمائیے بلکہ طرح کی امداد سے  
خواہ قلمی ہو خواہ درمی می ہمت بڑائیے جم ۲۷ صفحہ ماہوار  
قیمت - - - - -  
علی حیدر بیٹنہ محلہ گدڑی

### ”اخبار لیل“

مارل مضمائین کا خزینہ پویشکی مسابقت کا مخزن جو قلمی خزانہ  
کا آئینہ تاریخی قیون کا معدن اشاعت بہت زیادہ قیمت  
سے سالانہ محصول بارہ صفحوں پر مبنیہ میں جاریہ  
ایڈیٹوریلس نوٹوں کی آوازوں کا مجموعہ لیکر اعظم گدڑہ۔  
لکھتا ہے پیچہ اخبار سے دھواست کیجئے بغیر ترسیل قیمت  
پیشگی اجرائی اخبار کی اُمید بفضل ہوگی۔  
- مات روپیہ کمال ترین روپیہ آئینہ امع محصول میر  
جہانم

(حصہ ۱۰-۲۰) تمام کا۔ یعنی انسان کا کہو پڑی میں خواہ  
وعداات کے بنائے اور کہو پیش کرشکی ترکیب کا عجیب

مانخت۔ ہوسم۔ پیدائش۔ پہل پہل۔ استعمال۔  
طبت وغیرہ۔ پس کے درخت۔ پہول کے درخت  
نئی درخت۔ گلے کے آرائشی درخت۔ خوشبودار  
ت۔ میلدار درخت۔ ادویات و میوہ جات۔ جنگلی درخت  
- ترکاریاں دسیق و لایق وغیرہ۔ شناخت زمین کما و  
- اصول یاغبانی و ترکیب پیوند وغیرہ درج میں ۱۵۰ صفحہ  
ناب معروضات ویر قیمت - - - - -  
لمشتر منصر مطبع دوزیا در بن میرٹھ

ولوی محمد عبدالحمید صاحب شریاٹ  
دلگداز کی جدید اور بے بہا تصانیف  
قدوس برین کی نہایت ہی حیرت انگیز ناول جیتی  
اور اعلیٰ کاسفر۔ اور حجت الفدوس کی سحر اور لطف  
باز بکل تاریخ مضمائین۔

فوق ترسطہ باطنیہ کی تاریخ۔ اُن کے جوش تعصب کو  
کے حیرت ناک نمونے مسئلہ امت کی سچی تاریخ۔ اور چھپی  
ساتون ہندوین میں اسلام کی حالت۔ قیمت فی جلد - - -

### ”حسن بن صالح“

قرنہ باطنیہ کے بانی اور اساطیر و قمرسطہ قون کے ایک  
فردست کن کی سوانح عمری۔ سچی اور تیر کر دینے والی تاریخ حضرت  
قدوس برین کو ملاحظہ فرمائیں انہیں اس رسالہ کو ہی قدر  
چڑھنا چاہیے۔ قیمت فی جلد - - - - -  
ایام عرب یعنی ”وہ ناول جو حیدر آباد میں دلگداز کے  
ساتھ شائع ہوا تھا اور اب مکمل کر کے مرتب کیا گیا ہے  
جاہلیت عرب کے سچے حالات۔ اسلام سے پیشتر کے  
تہذیب و ادب۔ قدیم عرب کی تہذیب و مہادی۔ وفاداری۔







